





نسخہ  
اصول انشاء شرع محمدی

یعنی

تالیف مشرکلیات و مسائل وراثت اہل سنت و تشیع و معاہدات مضامین متفرقہ

معہ

انتخابات اون فتاویٰ کجوعہ الہامیہ دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ و باب مسائل مذکور کے تحریر ہوئے

بالحاق

تنبیہات تفسیر توضیح و تشریح

مولفہ

ولیم ع میگنٹ صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفتنٹ گورنر بھادر ممالک مغربی ام قبائل کے

لالہ مکند لعل سب لفتنٹ سرجن نے

بانظام محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اردو میں ترجمہ کیا

اگرہ

باہتمام سید حسین علی ہتم مطبع حسینی اگرہ کثرہ نواب خانخانان میں چھاپا گیا

Price per copy

۶۶

Rs. 3.

فہرست مضامین اصول شرع

صفحہ	فصل	باب	مضمون	صفحہ	فصل	باب	مضمون
							۱
			اولاد				اقبال
			۱۔ وراثت کی مدد				۱۔ ثروت کی مدد
			۲۔ رفق کی مدد				اجازت
			اراضی				۱۔ تقسیم کی مدد
			۱۔ بیع کی مدد				امانت
			ام ولد				۱۔ دعویٰ کی مدد
			۱۔ رفق کی مدد				امتناع
			۲۔ قواعد کی مدد				۱۔ جو کچھ نسبتاً کی رو سے ممنوع ہے
			اختیار				دہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے
۱۷	+	۳	۱۔ اختیار	۲۳	+	-	۲۔ تابانگی کی مدد
			۲۔ فسخ بیع کے اختیار کی صورت میں شری				۳۔ امور جیکے عمل کا غلام کو اختیار نہیں ہے
۲۴	+	۳	۱۔ زبرد دار نقصان پیشہ بیسہ کا ہے	۱۱	+	۹	۴۔ قرضہ کی مدد
			۳۔ فسخ بیع کا اختیار کس صورت میں منوع				اقرار
			ہو سکتا ہے +				۱۔ اقرار زبانی و تحریری قیمت میں دیکھی
۲۵	+	۳	۴۔ خریدار کو بحال نہ کیے بغیر بیسہ کے	۲	+	۱۲	آزاد آدمی
			فسخ بیع کا اختیار بیسہ و استثناء				۱۔ حرورق
۲۶	+	۳	۵۔ بائع کو اختیار فسخ حاصل نہیں ہوتا	۱۱	+	-	اختیامی
۲۷	+	۳	۶۔ اگر بیسہ میں کچھ نقصان پایا جاوے				۱۔ وراثت کی مدد
			توقف بیع کا اختیار بیسہ				۲۔ محرومی کی مدد
۲۸	+	۳	۷۔ ولی کی مدد				۳۔ حصہ کی مدت ۱۵ یا ۱۲
			اداکرنا				
۱۲	+	۳	۱۔ داد ستہ میں نسیہ جائز نہیں ہے				۲۲ و ۱۶

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
۱۵	۷	۱۵- ولی کا اختیار			۱- ادارہ عارضہ میں کس صورت میں
۱۶	۷	۱۶- عقد نایالغہ کا اختیار	۱۸	۳	تفریق ہو سکتی ہے۔
۱۰	۸	۱۷- واسطہ داران پدیری کا استحقاق			ایجاب
<b>ب</b>					۱- نکاح کی
		بیہالی			استرداد
		۱- قواعد کی مد			۱- وصیت کی مد
		۲- حصہ کی مدت ۸ و ۹	۳	۱	استحقاق
		بیہن			۱- دختر کا حق بشمول پسریکے
		۱- قواعد کی مد	۹	۱	۲- بذریعہ قائم مقامی کے حق زینت حاصل ہونے پر
		۲- حصہ کی مدت ۸ و ۹			۳- ذکر اوقار تون کا جو بحالت بیہوشی
		۳- وراثت کی مد ۲	۵۵	۳	۱- ذوی الارحام کے ورثہ پہنچتا ہے
		بیٹا			۲- قواعد کی مد ۲۴
		۱- استحقاق کی مد			۵- وراثت کی مد ۳
		۲- حصہ کی مد ۲۳			۶- ذکر اوقار تون کا جو بحالت
		۳- قائم مقامی کی مد ۳	۶	۲	موجود ہونے کے ساتھ ترکہ ہو مین
		بیٹا سب سے بڑا			۷- اولاد پسرو دختر
		۱- خلف الکر کی مد	۸	۲	۸- دو سیر درجیکے وارث
		۲- حقوق کی مد	۸	۲	۹- ان کے جداگانہ استحقاق
		بیٹے کی دختر	۹	۲	۱۰- تفریق دارخان درجہ دوم
		۱- حصہ کی مدت ۶ و ۷	۱۰	۲	۱۱- تیسری درجہ کے وارث
		بیٹے کا بیٹا	۱۰	۲	۱۲- ان کے استحقاق جداگانہ
		۱- حصہ کی مد ۲۳			۱۳- شیعہ کی مد ۴
			۹	۲	۱۴- استحقاق مشتری ادنیٰ

باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
	۱۵- قرقی کی مدد			بیشیان
۲۰	بیع ثانی			۱- اہتمام کی مدد
۳	۱- بیع ثانی جاہدا و منقولہ			۲- حصہ کی مدد ۴ و ۵
۱	بیع			باب
	۱- اختیار کی مدد ۵			۱- حصہ کی مدد ۱۱ و ۱۲
	۲- مواخذہ کی مدد ۱			بیت المال
	بندگی	۵۶	۳	۱- بیت المال
۱۸	۱- بندگی			بیع
	بیوہ	۱	۳	۱- بیع کی تریف
	۱- حصہ کی مدد ۲	۲	۳	۲- بیع کا اثر
		۳	۳	۳- بیع کی چار قسمیں ہیں
	پ			۴- بیع جاز نام سے موسوم ہے
	پتہ کا نو لیسندہ	۴	۳	۵- بیع قطعی
	عذرات پیش کرنیکی مدد	۵	۳	۶- بیع شرطی
		۶	۳	۷- بیع ناقص
	ت			۸- بیع فاسد
	تسلیم کرنا	۸	۳	۹- دیگر شرائط فزوری
۳۳	۱- تسلیم کرنا صحت نسب کا	۱۲	۳	۱۰- شرائط ناجائز
	۲- مقررہ کی مدد ۴ و ۵	۱۶	۳	۱۱- بیع بموجب فرضہ
	ترک	۱۹	۳	۱۲- اگر پیشبیدگی کیفیت میں فرق
	۱- دعوی کی مدد ۱			پایا جائز کیا ہونا چاہیے
	تاوان	۲۲	۳	۱۳- بیع اراضی
	۱- کس صورت میں تاوان ملتا ہے	۲۳	۳	۱۴- جاہدا و منقولہ کس صورت میں جائز ہے
	۲- قواعد کی مدد ۴	۲۳	۳	

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
۲۳	۱۲	۱- ثانی ثبوت			تباہ
۸	۱۱	۱- قرضہ کا ثبوت بذریعہ قبضہ برائے برونہ			۱- قواعد کی ۲۸ تقسیم
<b>ج</b>					۲- صورتیں جنہیں تقسیم بلا رضامندی کل داروں
		<b>جہات</b>	۱۱۳	۱۳	۱- پہلی نہیں ہوتی چاہیے
۳۸	۲	۱- جہات دستنشا	۱۱۴	۱۳	۲- طریقہ تقسیم
۴۲	۲	۲- جہات فاسدہ			۳- اگر تقسیم جائیداد باسانی دکن ہو تو تقسیم اسکی
		<b>جائداد</b>			۴- درون میں حسب درجہت ایک با دو درجہ کی
	۱	۱- ہر قسم کی جائیداد پر ہر شخص میں درجہ پنہا ہے	۱۱۲	۱۳	۱- بونی چاہیے
		۲- قواعد کی ۲۶ و ۲۷	۱۱۵	۱۳	۳- تقسیم حاصل جائیداد
		۳- فرق مابین اوس جائیداد کے جو درجہ سے حاصل ہو اور او کے جو بیہ بودھیت سے			تقسیم کے قواعد
۴	۰	۴- نابالغ کی جہات ۲۷ و ۵	۴۴	۵	۱- قواعد تقسیم
		۵- دعوی کی ۱۴	۴۵	۵	۲- قاعدہ اول
			۴۶	۵	۳- قاعدہ دوم
			۴۷	۵	۴- قاعدہ سوم
			۴۸	۵	۵- قاعدہ چہارم
			۴۹	۵	۶- قاعدہ پنجم
			۵۰	۵	۷- قاعدہ ششم
			۵۱	۵	۸- قاعدہ ہفتم
					تقدم
					۱- دعوی کی ۹
		<b>حفاظت</b>			<b>ث</b>
	۸	۱- کس مت تک مان محافظہ تصور کی جاتی ہے			ثانی
		<b>حلیہ</b>			
		۱- دعوی کی ۷			
		<b>حرمان</b>			
		۱- دعوی کی جہات سے مانعہ کی جاتی ہے			
		<b>حجب</b>			

باب فصل دفعہ			مضمون	باب فصل دفعہ			مضمون
۳۱	۲	۱	۱۵- ایک بیہوشی یا ایک بیشتر اجنبی				۱- خوردگی کی دات مسائتہ کیجا میں
۳۱	۲	۱	۱۶- دو یا اس سے زیادہ سپر یا بیہوشی اجنبی				۲- شغف کی
۳۲	۲	۱	۱۷- باب کا حصہ ..				۳- نابالغ کی
۳۲	۲	۱	۱۸- نان کا حصہ ..				۴- حق رہن
۳۲	۲	۱	۱۹- داد کا حصہ ..	۳۲	۲	۲	۱- خلف اکبر کے حقوق بموجب مذہب امامیہ
۳۲	۲	۱	۲۰- نان دوادی کا حصہ ..				۲- شغف کی
۳۹	۲	۱	۲۱- دو یا دو سے زیادہ عورات کا حصہ				۳- نابالغ کی
۳۹	۲	۱	۲۲- بیشتر حقیقی اور علاتی یا اجنبی کا حصہ	۲۰	۲	۱۱	۴- حق رہن
۱۸	۲	۲	۲۳- اہل تشیع کے بموجب				۵- حصة
			۲۳- بیٹے اور بڑے کے حصے میں نہیں				۱- قواعد کی دات مسائتہ کیجا میں
۱۰	۲	۱	۲۴- جو حصہ ایک یا زیادہ تہاد و دیگر دار ثوابی کے تراز یا	۱۳	۲	۱	۲- بیوہ کا حصہ ..
			حصہ دار	۱۵	۲	۱	۳- شوہر کا حصہ ..
۱۳	۱	۱	۱- حصص ذوی الفروض	۱۶	۲	۱	۴- دختر کا حصہ ..
۱۳	۱	۱	۲- حصص عصبات	۱۶	۲	۱	۵- دو یا زیادہ دختر و دختر کا حصہ
			حقیقی	۱۸	۲	۱	۶- سہری دختر کا حصہ ..
			۱- قواعد کی	۱۹	۲	۱	۷- ایضاً
			ح	۲۱	۲	۱	۸- بیہوشی اور بیہوش کا حصہ ..
			خلف اکبر	۲۲	۲	۱	۹- ایضاً
۲	۱	۱	۱- خلف اکبر	۲۵	۲	۱	۱۰- سوچنے والی اور بیہوشی کا حصہ
			۲- حقوق کی	۲۶	۲	۱	۱۱- برادران بیشتر کان علاتی کا حصہ
			خریداری	۲۶	۲	۱	۱۲- برادران بیشتر کان علاتی کا حصہ
			۱- عوی کی	۲۶	۲	۱	۱۳- بیشتر کان علاتی
			خریدار	۲۶	۲	۱	۱۴- عیال کی



صفحہ نمبر	باب	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
۱۲	۱۲	۳۱	۳
۲۲	۱۲	۲۰	۲
۲۳	۱۲	۲۶	۲
۳۱	۱۲	۲۷	۲
۳	۱۲	۲۸	۲
۳	۱۰	۱۰۷	۱۲
۳۳	۳	۱۱۰	۱۲
۳۳	۳	۱۱۱	۱۲
۳۳	۳	۷	۲
۳۳	۳	۸	۲
۳۳	۳	۱۳	۲
۳۳	۳	۱۲	۱۲

۱- پیش مناد عوی فریاری کا مقابلہ ہو گیا  
 ۱۱- شہادت کی مد  
 ۱۲- جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو

و

۱۳- الا ادا من صورت میں کہ دونوں دعوی  
 بلا تاقض قائم رہ سکتے ہیں ..  
 ۱۴- دعوی نسبت جاہداد امانت کے  
 دست آویز

۱- دست آویزیہ ضابطہ ..  
 دادا  
 ۱- حصہ کی مد ۱۹  
 دادی  
 ۱- حصہ کی مدت ۲۰ و ۲۱

دنیایا  
 ۱- جاہداد وقف کا دیا جانے والا شخص کو  
 جو موجود نہ ہو ..  
 دست برداری  
 ۱- پہلی مد ۶

ز

ذوی الارحام  
 ۱- ذوی الارحام صنف اول  
 ۲- ایضاً صنف دوم  
 ۳- ایضاً صنف سوم

۱- اختیار کی مد ۲  
 ۲- شتری اول کی کیفیت شتری ثانی کی مد  
 ۳- استحقاق کی مد ۱۲  
 ۴- قواعد کی مد ۲۶

دار  
 ۱- محرمی کی مد ۹  
 دعوی دار

۱- دعوی مانان نبی بموجب مذہب امامیہ  
 ۲- دعوی داران و لا ..  
 ۳- دعوی داران و لا کی دو قسم ہیں  
 ۴- پہلی صورت کی مد و طہ داران لا تخرج  
 ۵- قواعد کی مد ۷

دعوی  
 ۱- دعوی وترکہ کا ذکر ..  
 ۲- دعوی ہر وارث کا ..  
 ۳- دعوی قرضہ داروں کا ..  
 ۴- شفع کی مد ۷

۵- شرائط ضروری دعوی شفع  
 ۶- دعوی شفع کی دائرہ ہوتا ہے  
 ۷- شریعی حیلہ دعوی شفع کے باز کرنے کی مد  
 ۸- وصیت کی مد ۵  
 ۹- تقدم زمانہ دعوی کی نسبت

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
۳۱	۲	۱	۳۱	۲	۱
۳۱	۲	۱	۳۱	۲	۱
۳۲	۲	۱	۳۲	۲	۱
۳۳	۲	۱	۳۳	۲	۱
۳۴	۲	۱	۳۴	۲	۱
۳۵	۲	۱	۳۵	۲	۱
۳۶	۲	۱	۳۶	۲	۱
۳۷	۲	۱	۳۷	۲	۱
۳۸	۲	۱	۳۸	۲	۱
۳۹	۲	۱	۳۹	۲	۱
۴۰	۲	۱	۴۰	۲	۱
۱۸	۲	۱	۱۸	۲	۱
۱۰	۱	۱	۱۰	۱	۱
۱۳	۱	۱	۱۳	۱	۱
۱۳	۱	۱	۱۳	۱	۱
۱۸	۲	۱	۱۸	۲	۱
۲۱	۲	۱	۲۱	۲	۱
۲۲	۲	۱	۲۲	۲	۱
۲۴	۲	۱	۲۴	۲	۱
۲۶	۲	۱	۲۶	۲	۱
۲۶	۲	۱	۲۶	۲	۱
۲۸	۲	۱	۲۸	۲	۱
۲۹	۲	۱	۲۹	۲	۱

۱۵- ایک بہائی یا ایک ہمیشہ خانی  
 ۱۶- دو یا اس سے زیادہ بہرہ بہائی خانی  
 ۱۷- باب کا حصہ ..  
 ۱۸- مال کا حصہ ..  
 ۱۹- داد کا حصہ ..  
 ۲۰- نانی و دادی کا حصہ ..  
 ۲۱- دو یا دو سے زیادہ جہات کا حصہ  
 ۲۲- ہمیشہ حقیقی اور علاقائی یا خانی کا حصہ  
 اہل تشیع کے بموجب ..  
 ۲۳- بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ میں نہیں ہے  
 بلکہ حصہ ان کا جائداد و دیگر دار فرائض کے برابر پایا جا  
 حصہ دار  
 ۱- حصص زوی الفروض  
 ۲- حصص عصبیات  
 حقیقی  
 ۱- قواعد کی مدد ۳۱

۱- خودی کی مدت معائنہ کیا جائے  
 حر  
 ۱- آزاد آدمی کی مدد  
 حقوق  
 ۱- خلف اکبر کے حقوق بموجب مذہب امامیہ  
 ۲- شفع کی مدد  
 ۳- نابالغ کی مدد  
 ۴- حق مرتبہ ..  
 حصہ  
 ۱- قواعد کی مدت معائنہ کیا جائے  
 ۲- بیوہ کا حصہ ..  
 ۳- شوہر کا حصہ ..  
 ۴- دختر کا حصہ ..  
 ۵- دو یا زیادہ دختروں کا حصہ  
 ۶- لہر کی دختر کا حصہ ..  
 ۷- ایضاً ..  
 ۸- بہائی اور بہن کا حصہ ..  
 ۹- ایضاً  
 ۱۰- سو پیلے بہائی اور بہن خانی کا حصہ  
 ۱۱- برادران ہمیشہ گان علاقائی کا حصہ  
 ۱۲- برادران ہمیشہ گان خانی کا حصہ  
 ۱۳- ہمیشہ گان علاقائی ..  
 ۱۴- وراثت کی مدد ۲

خ

خلف اکبر  
 ۱- خلف اکبر  
 ۲- حقوق کی مدد  
 خریداری  
 ۱- دعویٰ کی مدد ۱۰  
 خریدار

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
۵	۱۲	۱۰۔ پیش مناد دعویٰ خریداری کا مقابلہ پر یکے			۱۔ اختیار کی مدد ۴
		۱۱۔ شہادت کی مدد ۷	۳۱	۳	۲۔ شہری اول کی کیفیت منل شہری ثانی کی مدد ۳
		۱۲۔ جو دعویٰ پہلے دعویٰ کے خلاف ہو			۳۔ استحقاق کی مدد ۱۲
۲۲	۱۲	مسموع بہین ہو سکتا ..			۴۔ قواعد کی مدد ۴۶
		۱۳۔ الا اور صورت میں کہ دونوں دعویٰ	و		
۲۳	۱۲	بلا تاقض قائم رہ سکتے ہیں ..			دار
۳۱	۱۲	۱۴۔ دعویٰ نسبت جاہداد امانت یکے			۱۔ محرومی کی مدد ۹
		دست آویز			دعویدار
۳	۱۲	۱۔ دست آویز بے ضابطہ ..	۲۰	۲	۱۔ دعویٰ مانان نبی ہو جب مذہب امامیہ
		دادا	۲۶	۲	۲۔ دعویٰ داران ولا ..
		۱۔ حصہ کی مدد ۱۹	۲۷	۲	۳۔ دعویٰ داران ولا کی دو قسم ہیں
		دادی	۲۸	۲	۴۔ پہلی صورت کے وسط داران لا ترجیح کے ہیں
		۱۔ حصہ کی مدت ۲۰ و ۲۱			۵۔ قواعد کی مدد ۴
		دینیا			دعویٰ
		۱۔ جاہداد وقف کا دیا جانا ایسے شخص کو	۱۰۷	۱۲	۱۔ دعویٰ و ترکہ کا ذکر ..
۴	۱۰	جو موجود نہ ہو ..	۱۱۰	۱۲	۲۔ دعویٰ برداشت کا ..
		دست برداری	۱۱۱	۱۲	۳۔ دعویٰ قرضہ داروں کا ..
		۱۔ پیدگی کی مدد ۶			۴۔ شفع کی مدد ۴
		ذ	۷	۴	۵۔ شرائط ضروری دعویٰ شفع
		ذوی الارحام	۸	۴	۶۔ دعویٰ شفع کب دائر ہوتا ہے
۲۲۲	۳	۱۔ ذوی الارحام صنف اول	۱۳	۴	۷۔ شہری حیلہ دعویٰ شفع کیے باز کرنے کی مدد
۲۲۲	۳	۲۔ ایضاً صنف دوم			۸۔ وصیت کی مدد ۵
۲۲۵	۳	۳۔ ایضاً صنف سوم	۴	۱۲	۹۔ تقدم زمانہ دعویٰ کی نسبت

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
		رو	۲۶	۳	۱ - ذوی الارحام صنف چہارم
۹۱	۸	۱ - رد کی تعریف .. ..	۲۷	۳	۵ - ایضا صنف پنجم .. ..
۹۲	۸	۲ - ذکر اذن و صورتوں کا جنمیں پر واقع ہوتا ہے			نوکور
۹۲	۸	۳ - تمثیل صورت اول			۱ - وراثت کی مدد ۲
۹۳	۸	۴ - صورت دوم سے تمثیل			ذوی الفروض
۹۴	۸	۵ - صورت سوم سے تمثیل			۱ - حصہ دار کی ہدات اد ۲
۹۵	۸	۶ - صورت چہارم سے تمثیل			ذمہ داری
		۷ - مسئلہ عول غریب امامیہ کے بموجب جائز			۱ - ہستیاری کی مدد ۲
۳۱	۲	نہیں ہے + .. ..	۱۶	۸	۲ - نابالغ کی ذمہ داری .. ..
		رقبت	۱	۱۱	۳ - وارثوں کی ذمہ داری .. ..
۱	۹	۱ - رقت جائز .. ..			۴ - بعض صورتوں میں شرکاء بالانفراد اور
۲	۹	۲ - رقت کامل و ناقص	۵	۱۱	بالاجمال ذمہ دار ہو سکتے ہیں .. ..
۱۵	۹	۳ - مجاہد کی غلامی جائز نہیں ہے			ر
		۴ - بحث اہل امر کی کہ کوئی شخص اپنے			رضاعت
۱۷	۹	تین بطور غلام فروخت کر سکتا ہے یا نہیں			۱ - اشتناع کی مدد
		رق			رہانی
		۱ - آزاد آدمی کی مدد			۱ - گرفتاری کی مدد
		۲ - تراشہ کی ہدات ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳			رہن
		۳ - رقت ناقص .. ..	۱۳	۱۱	۱ - رہن .. ..
۳	۹	۴ - رقت مکاتب .. ..	۱۵	۱۱	۲ - پیشے و رہن .. ..
۴	۹	۵ - رقت مدبر .. ..	۱۹	۱۱	۳ - پیشے و رہن کا مفہوم و ہدات میں یک قبضہ میں
۶	۹	۶ - ام ولد .. ..			راہن
۹	۹	۷ - ام ولد .. ..			۱ - مراتب کی مدد

صفحہ نمبر	باب	مضمون	صفحہ نمبر	باب	مضمون
		۱- حصہ کی مدت ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۵ اور ۱۶			۷- امتناع کی مدد ۳
		۲- وراثت کی مدد ۲	۱۲	۹	۸- غلاموں کی نسبت رعایت
		<b>سوئیل ہیٹ</b>			۹- غلام جنگو خاص امور کے واسطے اجازت
		۱- حصہ کی مدت ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ اور ۱۵ اور ۱۶	۱۳	۹	دیجائیے ..
		۲۲ اور ۱۶	۱۴	۹	۱۰- غلام کی اولاد ..
		۲- وراثت کی مدد ۲	<b>ز</b>		
<b>ش</b>			<b>زبانی وصیت</b>		
		<b>شرائط</b>			۱- وصیت کی مدد ۹
		۱- بیع کی مدت ۱۰ و ۶			<b>زبانی اقرار</b>
		۲- بیہ کی مدد ۲			۱- اقرار کی مدد ۱
		۳- نکاح کی مدد ۳			<b>زر منہن</b>
۲۵	۷	۴- شرائط نکاح جو بعد طلاق ہو			۱- قواعد کی مدد ۴۸
		۵- عذرات پیش کرنیکی مدد ۶			<b>زوجہ</b>
		<b>شہادت</b>			۱- قائم مقامی کی مدد ۶
		۱- ثبوت کی مدد ۱	۸	۷	۲- زوجات کی تعداد ..
		۲- کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہیں ہو سکتی ..			۳- عذرات پیش کرنیکی مدد ۷
		۳- ایضاً	<b>س</b>		
۱۲	۱۲	۴- عورت کی گواہی کس صورت میں جائز ہے			<b>سہام</b>
۱۳	۱۲	۵- شہادت سماعی ..			۱- مدت حصہ کی لاغظ کیسے ہیں
۱۴	۱۲	۶- شہادت فضول			<b>سوئیل</b>
۱۵	۱۲	۷- شہادت جو بیان دعویٰ سے تجاوز ہو			۱- قواعد کی مدد ۳۱
۱۶	۱۲	۸- مختلف شہادت بناو دعویٰ کی نسبت			۲- محدودی کی مدد ۷
					<b>سوئیل بہائی</b>

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
		صفات	۱۴	۱۲	۹- اختلاف شہادت نسبت مقدار یا تقویٰ
۴	۷	۱- گواہان نکاح کی صفات			۱۰- قواعد کی مددات ۷۳ و ۷۱
ض					۱۱- عذرات پیش کر نیکی رات ۵ و ۴
		ضامن			شوہر
۴	۱۱	۱- جب دو شخص بلا اشتراک ضامن ہوں			۱- حصہ کی مدد ۳
ط					۲- قائم مقام ہو نیکی مدد ۶
		طلب کرنا			۳- عذرات پیش کر نیکی مدد ۷
		۱- واپسی کی مدد ۱			شفعہ
		طلاق	۱	۴	۱- تعریف شفعہ .. ..
		۱- قواعد کی مددات ۳۸ و ۳۹ و ۵۶			۲- کس قسم کی جا بید شفعہ متعلق اور کس قسم
۲۶	۷	۲- طلاق وقت قریب المرگ ہو نیکی	۲	۴	یہ سے نہیں ہے -
۲۷	۷	۳- کونسا امر بنیہ طلاق ہے	۴	۴	۳- حق شفعہ کس غی خاص فرقہ سے متعلق نہیں ہے
۲۸	۷	۴- خریدنا طلاق کا	۵	۴	۴- حقوق شفعہ .. ..
۲۹	۷	۵- طلاق کا ایک اور طریق			۵- ذکر ادرن شخصوں کا جو دعویہ شفعہ ہو سکتے
		طفل			ہیں .. ..
		۱- استحقاق کی مدد ۱۶			۶- قواعد کی مدد ۴۷
ظ					۷- دعوی کی مدد ۷
		ظن غالب			شیعوں کے بموجب مسائل وراثت
۱۳	۷	۱- ظن غالب نکاح .. ..	۱۳	۲	۱- قواعد وراثت متعلقہ مذہب امامیہ
ع					ص
		عورات			صراحت
		۱- جدات کی مدد ۱	۱۳	۳	۱- بیچ کے معاملہ میں صراحت فرورد
					.. ..

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
۳۰	۱۲	زمیندار و مستاجر .. عیب و نقص سے بری ہونا ۱- نیٹے بسیدہ کا عیب و نقص سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے +			عدم قابلیت ۱- استیاج کی مدت معائنہ کی جائیں علانی ۱ حصہ کی مدت ۱۱ ۱۳ و ۲۲
۲۲	۳				عول ۱- قواعد کی مد ۱۹ ۲- عول کی تعریف ۳- ذکر ان صورتوں کا جسے قاعدہ عول متعلق ہے ۴- تمثیل ۵- مذہب امامیہ کے بموجب مسئلہ عول جائز ہنیں ہے تمثیل عذرات پیش کرنے
		غ			
		علامہ ایر ق کی مدت معائنہ کی جائیں	۸۸	۷	
		علامہ ۱- رقیق کی مدت معائنہ کی جائیں	۸۹	۷	
		ف			
		فرزدان ۱- استحقاق کی مد ۷	۳۱	۲	
		فریقین ۱- زینت بیج .. ۲- قواعد کی مدت ۷۲ و ۷۳	۱۹	۱۲	
۱۰	۳		۲۰	۱۲	
		ق			
		قرنی ۱- قرنی و نیلام ..	۲۱	۱۲	
		قابلیت ۱- معاہدہ کی مد ۳	۲۴	۱۲	
		قرضخواہ ۱- دعویٰ کی مد ۳	۲۸	۱۲	
			۲۹	۱۲	
					بہمہ جب بائع اور مشتری میں در باب زرع و کیفیت و کیفیت اشیا و بیعہ کے تکرار ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہوں .. ۵- جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہوں ۶- جب بیابان بائع اور مشتری کے شرط بیع کی نسبت تنازع ہو .. ۷- مالش بیابان شوہر یا زوجہ یا بیابان

صفحہ نمبر	باب	مضمون	صفحہ نمبر	باب	مضمون
		<b>قتل</b>			<b>قرب المرگ</b>
		۱- ہودی کی مد ۹			۱- قواعد کی مد ۳۸
		<b>قید</b>			۲- ہیک کی مد ۸
۱۱	۱۱۰	۱- تعین میا قید .. ..			۳- طلاق کی مد ۲
		<b>قبضہ</b>			۴- قرضہ کی مد ۶
		۱- قواعد کی مد ۲۶			<b>قرضدار</b>
۱۰	۵	۲- ثبات قبضہ دینے جا سیکتا			۱- دیون کو اجراء کے کاروبار کے واسطے
		<b>قیمت</b>	۷	۱۱	.. ..
		۱- قواعد کی مد ۳۸	۹	۱۱	۲- نادر ہند قرضدار .. ..
		<b>قواعد</b>			<b>قرضہ</b>
۱۲	۱	۱- قواعد عام در باب حصہ بہائوں اور ہندوں کے	۵	۱	۱- ذکر قبضہ و جاہد اور موصی بہ
		۲- دراشت کی مد ۲			۲- بیع کی مد ۱۱
۴۹	۳	۳- دراشت ذوی الارحام	۶	۶	۳- ادا کے دین وصیت پر مقدم ہے
۵۰	۳	۴- قاعدہ دراشت ذوی الارحام صنف دوم	۷	۶	۴- مجاز کرنا وارث کا تفسیر کے اصول کے واسطے
۵۱	۳	۵- قاعدہ دراشت ذوی الارحام صنف سوم	۱۱	۸	۵- قرض جو ضرورتاً لیا جاتا ہے
۵۲	۱۰	۶- قاعدہ دراشت ذوی الارحام صنف چہارم			۶- قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ ہو سکتا ہے
۵۳	۳	۷- قاعدہ دراشت ذوی الارحام کی اولاد کے	۲	۱۱	من اقرار کیا جائے +
۵۴	۳	۸- قاعدہ دراشت ذوی الارحام کی اولاد کے	۳	۱۱	۷- جب دو شخص بالاشتراک قرض لین
		۹- قاعدہ تقسیم کا اس صورت میں جب مجملہ دو	۶	۱۱	۸- قرضہ جو بالانگ کی ضرورت کے واسطے لیا جاتا ہے
		حصہ وار دین کے ایک شخص نصف کا مستحق ہو			۹- نبوت کی مد ۱
۵۷	۲	اور دو سراج کا .. ..	۱۰	۱۱	۱۰- قاعدہ خاص بعض بیویوں میں
		۱۰- قاعدہ اس صورت میں جب ایک شخص			<b>قابل تقسیم جاہد اور</b>
۵۸	۲	نصف کا اور دو سراجوں کا مستحق ہو			۱۱- ہیک کی مد ۵



صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون
۸۷	۶	۱	۱۱	۱	۱۱- ایسا نہیں ہو سکتا کہ تین وعود یا دو نہیں
۹۶	۹	۱	۱۲	۱	۱۲- چھٹا حصہ اور دو سرا چہارم
۹۹	۹	۱	۱۳	۱	۱۳- چھٹا حصہ اور دو سرا
			۱۴	۱	۱۴- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۱۵	۱	۱۵- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۱۶	۱	۱۶- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۱۷	۱	۱۷- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۱۸	۱	۱۸- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۱۹	۱	۱۹- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۰	۱	۲۰- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۱	۱	۲۱- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۲	۱	۲۲- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۳	۱	۲۳- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۴	۱	۲۴- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۵	۱	۲۵- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۶	۱	۲۶- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۷	۱	۲۷- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۸	۱	۲۸- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۲۹	۱	۲۹- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۰	۱	۳۰- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۱	۱	۳۱- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۲	۱	۳۲- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۳	۱	۳۳- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۴	۱	۳۴- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۵	۱	۳۵- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۶	۱	۳۶- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۷	۱	۳۷- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۸	۱	۳۸- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۳۹	۱	۳۹- چھٹا حصہ اور دو ٹلت
			۴۰	۱	۴۰- چھٹا حصہ اور دو ٹلت

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون
۲۴	۰	۵۶- قواعد طلاق	۲۶	۲	۴۱- حران کے قواعد عامہ
۳۱	+	۵۷- مسائل صحت نسب ..	۲۹	۳	۴۲- قاعدہ بیع ثانی ..
۳۲	+	۵۸- قواعد درباب اولاد جار کے	۳۳	۳	۴۳- قواعد عامہ درباب الہی متیت
۹	+	۵۹- قواعد خاص ..	۳۳	۳	۴۴- تادان لینے کا قاعدہ ..
۵	+	۶۰- قواعد جو روق کتاب سے متعلق ہوں	۳	۴	۴۵- قواعد زید شفع
۷	+	۶۱- ایضاً جو روق مدبر سے متعلق ہوں	۹	۴	۴۶- قاعدہ درباب ادس صورت کے جب جاوید امین بحالت قبضہ منتری اور یکے تبدیل واقع ہوں
۸	+	۶۲- مستثنیات قواعد عامہ مذکورہ بالا کی نسبت	۱۱	۳	۴۷- قاعدہ درباب ادس صورت کے جو شخص نے جاوید امین کی حیثیت میں کسی طرح کی افزائش کی ہو
۱۰	+	۶۳- قواعد متعلقہ ام ولد ..	۱۱	۳	۴۸- اور وہ شخص ثلث کی ملک قرار پائے
۱۴	+	۶۴- قواعد متعلقہ نکاح غلامان ..	۱۰	۳	۴۸- خاص ادس صورت میں جب زرع کی نسبت نزاع ہو ..
۲	+	۶۵- قواعد متعلقہ وقف	۱۰	۳	۴۹- قاعدہ ادس صورت میں جب دو یا دو سے زیادہ مومہوب الیہ ہوں ..
۷	+	۶۶- قواعد تولیت	۱۰	۳	۵۰- قاعدہ خاص درباب موصی اپنے
۱۰	+	۶۷- قاعدہ عام جو بیب سرکار یا رعایا کی جانب سے عمل میں آئے ..	۱۲	۴	۵۱- قاعدہ ادس صورت میں جب وصیت بمقتدار زائد کی جائے ..
۶	+	۶۸- قبضہ کی مدد	۱۲	۴	۵۲- قاعدہ ادس صورت میں جب ایک ہی شخص کے نام چند وصیت کی جائیں ..
۶	+	۶۹- سہارن کا استحقاق دار فرائض کے ہونے پر	۱۳	۴	۵۳- وصیت دیا جانا ایک ہی جاوید امین کے لئے
۷	+	۷۰- استثنائے زید ..	۱۴	۴	۵۴- قاعدہ ادس صورت میں جب دو شخص وصی ہوں ..
۲۴	+	۷۱- قاعدہ ادس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نہ کہتا ہو ..	۱۵	۴	۵۵- قواعد خاص گراہوں کے باب میں
۲۵	+	۷۲- فریقین کے ثبوت رکھنے کی صورت	۵	۴	
۲۶	+	۷۳- قاعدہ زید ادس صورت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو و مشیل قائم مقامی نسبت وراثت			
۸	۱	۱- دارشم ہونا متعدد شخصوں کا زائد واحد میں			

صفحہ	پرک	مضمون	صفحہ	پرک	مضمون
		متوافق اعداد			۲- قواعد کی مدت ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹
۷۲	۵	۱- متوافق اعداد .. ..			۲۹ ۸ ۷
		۲- قواعد کی مدت ۲۹			۳- بحالت موجودگی اور بیٹوں کے اوس بیٹے کا
		متداخل اعداد	۱۰۳	۱۰	۱- حصہ جرمہ و فوات پر پیدا ہو ..
۷۱	۵	۱- متداخل اعداد .. ..			۲- اگر زوجہ شوہر کی وفات کی وقت حاملہ ہو تو
		معاوضہ			اور وارثوں کی نسبت جو بہر صورت مستحق ترکہ
۹	۰	۱- معاوضہ .. ..	۱۰۵	۱۰	۱- ہون کس طور پر عمل کرنا چاہیے ..
		معاہدہ			۵- دہشت شوہر و زوجہ اہل تشیع کے ہر جیب
		۱- متعاقبین کی قابلیت	۲۱	۰	۲- متولی کی قائم مقامی .. ..
۱۱	۰	۲- عقد کا اثر .. ..	۶	۰	۱۰- متولی کی قائم مقامی .. ..
۷	۰	۳- قابلیت عقد .. ..	گ		
۱۴	۰	۴- کس صورت میں عقد فسخ ہو سکتا ہے			گرفٹاری
۱۸	۰	۵- قواعد کی مدت ۶۹			۱- ایک مرتبہ رہا ہو جانے اور بارہ گرفتار
		۶- قرضہ کی مدت ۸۷	۱۲	۰	۱۱- ہو بیگانہ بنیں ہے .. ..
		۷- استحقاق کی مدت ۱۶			گواہی
		موہوب الیہ			۱- شہادت کی مدت معائنہ کی جائیں
		۱- قواعد کی مدت ۲۹			گواہ
		جہر			۱- صفات کی مدت ۱
۲۰	۰	۱- اقل مقدار واجب الاہونہر کا	۸	۰	۱۲- قواعد کی مدت ۵۵
۲۱	۰	۲- اگر مقدار جہر قرار نہ پائی ہو			۳- گواہ .. ..
۲۲	۰	۳- جہر محسن یا مریض	۹	۰	۱۲- تعداد گواہان .. ..
		مساوی			۵- کس قسم کے گواہوں کی گواہی لی جاسکتی
		۱- مساوی ہونا مقدار مساوی کا ضروری ہے	۱۰	۰	۱۲- .. ..
۱۵	۰				م

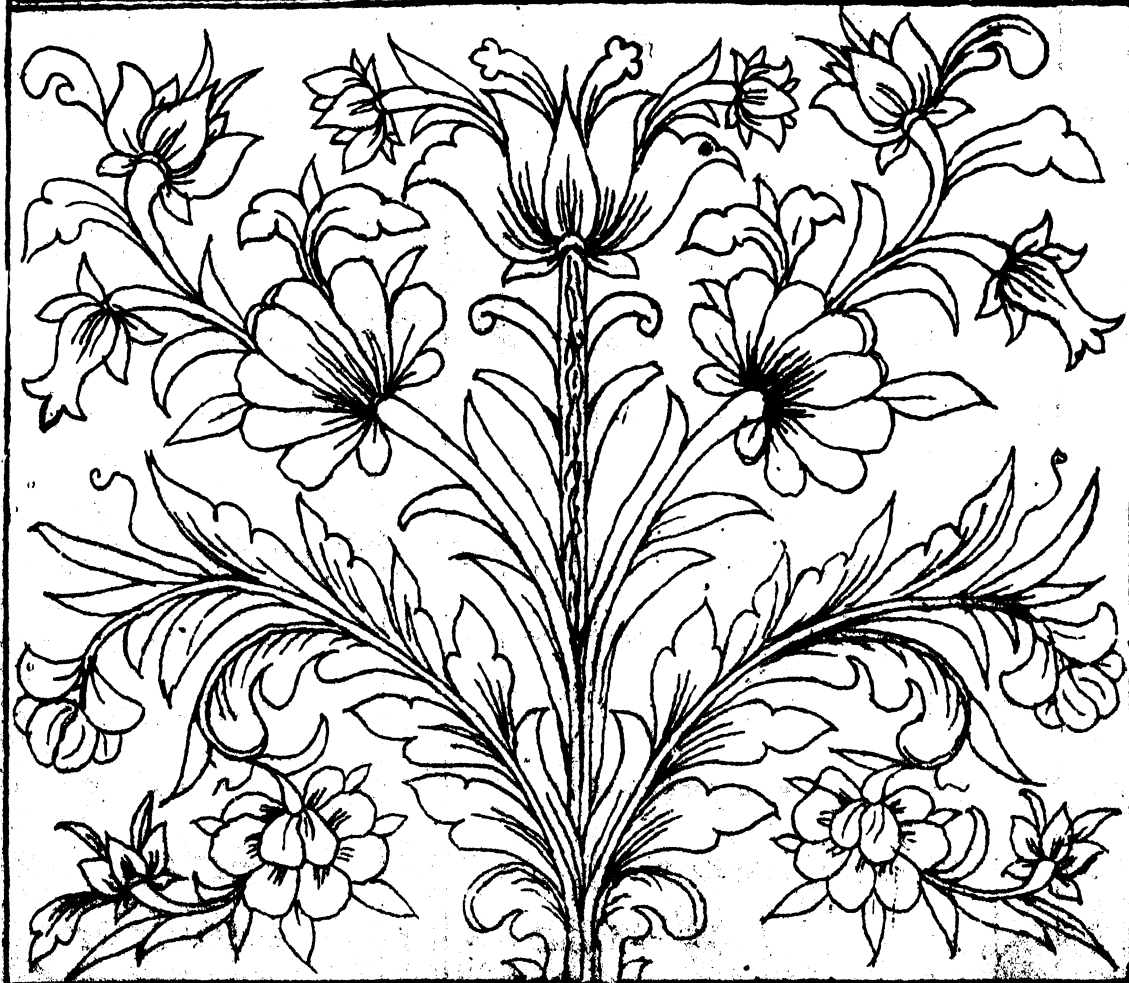
صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	مستاجر		مماثل اعداد
	۱- عذرات پیش کرنیکی مد	۴۰	۵
	میعاد		
۱۴	۱- تین بیچارے	۶	۱
	۲- شرعاً حد سماعت نہیں ہے		
۱	مفقود الخیر شخص	۱۱	۱
	۱- اشخاص مفقود الخیر		
۱۰۱	۲- ذکر اس صورت کا جب شخص مفقود الخیر	۲۱	۲
	بشمول در شخصوں کے وارث ہو	۸۴	۶
۱۰۲	مد بررق		
	۱- رقی کی مد	۸۵	۶
	۲- قواعد کی مد	۸۶	۶
	مکاتب رقی		
	۱- رقی کی مد	۱۴	۲
	۲- قواعد کی مد		
	مرہن		
	۱- مراتب کی مد	۳۰	۲
۱۸	۲- مرہن شیء مرہونہ کو کام میں نہیں لایا		
	۳- رہن کی مد		
	۴- حقوق کی مد		
	مان		
	۱- حد کی مدت ۱۲ ۱۵ ۱۸		
	۲- وراثت کی مد		
	مماثل اعداد		
	۱- اعداد مماثل		
	محدومی		
	۱- محبوب الارث ہونے کے سبب		
	۲- تفصیل اون وارثوں کی جو ورثہ		
	پانے سے محروم نہیں رہ سکتے		
	۳- بحالت موجود ہونے پر جبہ قریبہ کے عدم		
	بیدہ محروم رہیں گے		
	۴- محبت کی دو قسمیں ہیں		
	۵- جو وارث کلمتہ محبوب ہوں و کن صورتوں		
	میں در وارثوں کو جزئیاً محبوب کر سکتے ہیں		
	۶- تمثیل		
	۷- استناد در باب حرمان و ہطواران		
	علاقہ و اخیانہ کے		
	۸- قاعدہ کی مد		
	۹- اختلاف در بارے ارث نہیں ہوتا		
	بشرطیکہ بالمد نہ ہو		
	محبوب الارث ہونا		
	۱- محدودی کی مدت سمانہ کیجائیں		
	مغضوم ہونا		
	۱- وصیت کی مد		
	موصی الیہ		
	۱- قواعد کی مد		

صفحہ	پاج	مضمون	صفحہ	پاج	مضمون
		مستوی			۳۔ حفاظت کی مدد
		۱۔ تاؤتیکہ متولی سے بد اطاری ہو وہ			مراتب
۵	۱۰	۲۔ برط نہیں ہو سکتا +	۱۴	۱۱	۱۔ مراتب جنکی تمیل این مرتب پر واد جیسا
۹	۱۰	۳۔ دو متولی کے جانکی صورت			منقولہ جایداو
		محاصل			۱۔ بیج تانی کی مدد
		۱۔ تقسیم کی مدد			مدعی
		مناسخہ			۱۔ قواعد کی مدد
۹۶	۹	۱۔ تریف مناسخہ ..			مستبان اعداد
		۲۔ قواعد کی ۲۵	۷۳	۵	۱۔ اعداد مستبان ..
۱۰۰	۹	۳۔ تمیل ..			۲۔ قواعد کی مدد ۲۸
ن					معجل
		نسبی			۱۔ مہر کی مدد ۳
		۱۔ وارث کی مدد			مدیون
		۲۔ امتناع کی مدد			۱۔ قرضدار کی مدد معائنہ کیجاپ
		نامردی			۲۔ ثبوت کی مدد
۳۰	۷	۱۔ نامردی ..			مشتری
		نکاح			۱۔ خریدار کی مدد معائنہ کیجاپ
		۱۔ دعوی دار کی مدد			مذہب
		۲۔ قواعد کی مدد ۶۴ و ۶۵	۱۲	۷	۱۔ مذہب متعاقدین ..
۱	۷	۳۔ نکاح کی تریف ..			مواخذہ
۲	۷	۴۔ ارکان نکاح ..	۳۲	۳	۱۔ کس صورت میں بیع سے مواخذہ نہیں ہو سکتا
۳	۷	۵۔ شرائط نکاح ..			ملازمی
۳۹	۷	۶۔ ایجا کیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے			۱۔ بندگی کی مدد

صفحہ	پرک	مضمون	صفحہ	پرک	مضمون
		<b>وقف</b>			۷- ظن غالب کی مد
۱	۱۰	۱- وقف کی تعریف			۸- ولی کی مد
		۲- قواعد کی مدات ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸			<b>نابالغی</b>
		۳- بیع کی مد ۱۳	۱	۸	۱- مدت نابالغی
		۴- دینے کی مد ۱	۲	۸	۲- مدارج نابالغی
		۵- متولی کی مد ۱			<b>نابالغ</b>
		۶- قائم مقام ہونے کی مد ۱	۳	۸	۱- نابالغوں کے حقوق
		<b>وصی</b>	۱۲	۸	۲- امور جنکا اختیار نابالغ کو نہیں ہے
۵	۶	۱- وصی	۱۳	۸	۳- امور جنکا اختیار نابالغ کو ہے
۱۶	۶	۲- وصیوں کا دین محمدی ہونا ضروری ہے	۱۴	۸	۴- جاہل اور غیر منقولہ نابالغ و مستثنیات
		۳- وصی مستغنی نہیں ہو سکتا	۱۵	۸	۵- نابالغ کی جاہل اور منقولہ
۷	۶	۴- قواعد کی مد ۵۴			<b>نسب</b>
		<b>ولی</b>			۱- قواعد کی مد ۵۷
		۱- استحقاق کی مدات ۱۵ و ۱۶			۲- تسلیم کرنے کی مد ۱
۱۹	۷	۲- ولی جو عقد کا اختیار حاصل ہے			<b>نادہندی</b>
		۳- ولیوں کا ذکر			۱- قرضدار کی مد ۲
۴	۸	۴- ایضاً			<b>نیابتاً</b>
۵	۸	۵- اولیاء تزکیہ کے اختیارات			۱- تفسیر کی مد ۲
۶	۸	<b>ولایت</b>			<b>وکیل</b>
۷	۸	۱- ولایت درمطداران مادی			۱- نکاح کی مد ۹
		<b>وارث</b>			<b>واہب</b>
		۱- وصیت کی مدات ۱۰۴			۱- قواعد کی مد ۶
		۲- قائم مقام وراثت ہونے کی مدات ۱۰۳ و ۱۰۴			

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	۲- قرضہ کی ہدایت ۱۰۳		۳- حصہ کی ہدایت ۲۱ و ۲۲
۲	۲- وصیت ترکہ کی نسبت ..		۴- محرومی کی ہدایت ۵ و ۶
۳	۳- وصیت وارث کی نسبت ..		۵- قواعد کی ہدایت ۲۲ و ۲۳ و ۲۴
۵	۵- وصیت کو دعویٰ وراثت پر تقدم		۶- دعویٰ کی ہدایت ۲
۸	۶- جاہداد موصیٰ بہ		۷- تقسیم کی ہدایت ۳
۱۱	۷- مفہوم ہونا استرداد وصیت کا		۸- وارثان نبی کے تین درجہ ہیں اہل تشیع
	۸- قواعد کی ہدایت ۵۱ و ۵۲ و ۵۳	۲	یکے بوجوب .. ..
۱	۹- وصیت زبانی مثل وصیت تحریری جہاز	۴	۹- وارثان درجہ اول کی تصریح ..
	۱۰- جاہداد کی ۳	۴	۱۰- ان کے استحقاق نسبت ایک دوسرے کے
	واسطہ دار	۵	۱۱- تفریق وارثان مذکور ..
	۱- قواعد کی ہدایت ۳۳ و ۳۴ و ۳۶		۱۲- قرضہ کی ہدایت ۴
۹	۲- تصریح اور واسطہ دار کی حین کما حقہ		۱۳- ذمہ داری کی ہدایت ۳
۱۰	۳- امتناع مزید ..		وراثت
	۴- ولایت کی ہدایت		۱- محرومی کی ہدایت ۱۴
	۵- استحقاق کی ہدایت ۱۷		۲- برادران و ہمیشہ گان احیائی کو حصہ ملے گا
	۶- بقیتہ کی ہدایت ۳		لیکن قاعدہ کچھ کہہ کر کہ نسبت انات کیے جو حین
	والسبی	۳۰	۱- حصہ ملنا چاہے ادن کی اولاد سے متعلق ہوگا
	۱- ذکر اہل ذمہ و اہل ذمہ کا جن ہیں	۱	۲- حق وراثت میں ذمہ دار سے حاصل ہوتا ہے
	اشیا و عینہ کی قیمت واپس طلب	۲	۳- ذمہ داروں کی تصریح ..
۳۰	ہو سکتی ہے .. ..		۴- جاہداد کی ہدایت ۳
	۲- قواعد کی ہدایت ۳		۵- وصیت کی ہدایت ۵
۱۲	۳- نبی موصیٰ بہ کا واپس لینا جائز ہے		وصیت
۱۳	۴- مستثنیات	۴	۱- وصیت بجن و اہل ذمہ کے

صفحہ	باب	مضمون	صفحہ	باب	مضمون
					۵
۶	+	۵			جمہوریت
		جاہل نہیں ہے			۱- مفقود الجہ شخص کی مد
		۴- یہ کامصرع ہونا ضروری ہے اور ہر دو اس کا			۲- استحقاق کی مد
۸	+	۵			صحبہ
		غنی اور سوسے قطعی دست بردار ہونا چاہیے			۱- یہ کی تعریف
۱۱	+	۵			۲- شرائط ضروری ہیں
		۷- رنگ کی وقت ہے کرنا			۳- یہ کا نفاذ کی رہنمائی پر مشروط نہیں ہو سکتا
۱۳	x	۵			۴- شی اور ہر ایک کے وقت فی الواقع موجود ہونا ضروری ہے
		۸- یہ کی دو خاصیتیں			۵- اگر کوئی شی منقسمہ بلائیں دیکھتا ہے تو ایسا ہے
		یہ بالعموم	۱	+	۵
		۱- یہ بالعموم	۲	۰	۵
۱۵	+	۵			
		یہ بشرط العوض	۳	+	۵
		۱- یہ بشرط العوض	۵	+	۵
۱۶	+	۵			
		متمم			





# باب اور فصل کی فہرست

## اصول شرع

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۷	پانچواں باب ہبہ کے بیان میں	۱۲	فصل نوین ناسخہ کے بیان میں	۱	پہلا باب اصول وراثت
۲۸	چھٹا باب وصیت کے بیان میں		فصل دسویں اشخاص منفقہ و الخیر	۱	فصل پہلی کلیات
	ساتواں باب نکاح و مہر و نسب		اور متوفی کی اوس اولاد کے بیان	۲	فصل دوسری ذوی الفروض
۲۹	وطلاق کے بیان میں	۱۶	میں جو ادیکے بعد پیدا ہو		اور عصبات کے بیان میں
	آٹھواں باب ولایت و نایمانی		فصل گیارہویں سہو شہ کے بیان میں		فصل تیسری ذوی الارحام کے
۳۱	کے بیان میں		جب چند شخص زمانہ واحد میں مرگ	۴	بیان میں
۳۲	نواں باب رقیبہ یعنی غلامی کے بیان میں	۱۶	سفاجات سے رجائیں	۶	فصل چوتھی سبادی تقسیم کے بیان میں
	دسواں باب وقف کے بیان	۱۷	فصل بارہویں تقسیم ترکہ کے بیان میں		فصل پانچویں قواعد تقسیم وراثت
۳۵	میں	۱۸	فصل تیرہویں تقسیم کے بیان میں	۸	کے بیان میں
	گیارہواں باب دیون اور کفالت		دوسرا باب قواعد وراثت متعلقہ		فصل چھٹی حجب اور تخارج ورنہ
۳۶	کے بیان میں	۱۸	مذہب امامیہ کے بیان میں	۱۱	کے بیان میں
	بارہواں باب دعاوی اور معاملات	۲۳	تیسرا باب بیع کے بیان میں	۱۲	فصل ساتویں مول کے بیان میں
۳۸	عدالت کے بیان میں	۲۵	چوتھا باب شفع کے بیان میں	۱۲	فصل آٹھویں رد کے بیان میں

## نظائر

	پہلا باب نظائر وراثت	۴۰	چھٹا باب نظائر نکاح و مہر و طلاق		دسواں باب نظائر متعلقہ معاملات
	دوسرا باب نظائر بیع	۹۱	ونسب	۱۳۳	دکفالت
	تیسرا باب نظائر شفع	۹۹	ساتواں باب نظائر ولایت و نایمانی	۱۵۹	گیارہواں باب نظائر دعاوی
	چوتھا باب نظائر ہبہ	۱۰۶	آٹھواں باب نظائر وصیت	۱۶۳	دواہر متعلقہ عدالت
	پانچواں باب نظائر وصیت	۱۲۸	نواں باب نظائر وقف	۱۷۰	

تمت

## فہرست مضامین نظر مسائل شرع

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۴	سعادۂ کی بابت دریا جاہلہ وہ قابل دلیلی ہے آزاد آدمی		اختلاف ۱- عذرات کی مد انکار		۱ التمنعہ
۱۶۶	۱- آزاد شخص کا بیچ ہونا شرعاً جائز ہے ۲- غلام ہونا شخص آزاد کا نہتہ افلاس جائز ہے	۱۹۲	۱- نسب کی مد ۲- قاعدہ در صورت نکاح ۳- دعویٰ کی مد ۴- شفع کی مد	۱۴۱	۱- شفعہ ۲- اشتہاد ۳- شفعہ کی مد ۴- اطہار ۵- بلوغت کی مد
۱۶۷	۳- انسان آزاد کا بیچ یا بہن ۴- نکاح کی مد آزاد و عورت		اولاد ۱- فرزند ان کی مد ۲- رقی کی مد		انتقال ۱- بہن کی مد ۲- شوہر کی کل جائیداد کا دیا جانا بوضو جز غیر بوضو ہر جائز و نادر
۱۱۷	۱- استماع ۲- استماع بسبب شخص ضعیف الثقیل ۳- استماع بحالت بد وضعی ۴- استماع تغذی کی صورت میں		افلاس کی شدت ۱- آزاد آدمی کی مد آزادی ۱- آزاد غلام کی کسٹور پر مضموم ہوئی ہے ۲- اگر آقا غلام کے ساتھ بدولگی ہے پیش قدمی تو اس کو سزا ہو سکتی ہے لیکن اگر دلیل آزادی غلام کے شرعاً کافی نہیں ہے ۳- آزادی کسٹور پر عمل میں آتی ہے	۱۵۲	۳- دنیا و اس جائیداد کا جو بوضو ہر ایک شوہر کے تغذی میں نہ ہو
۱۱۸	۱- استیلا اراضی	۱۶۳	۴- طفل کی مد اقرار نامہ ۱- استوار نامہ جو نکاح کی بابت کہا جا ۲- حلیہ میں بیچ کر کہہ دیا	۱۵۳	۴- دین کی مد ۵- دست آویزات کی مد ۶- وقف کی مد اجازت ۱- بہن کی مدات ۲- وصیت کی مد ۳- نکاح کی مد ۴- ہر کی مد ۵- سبکی مد
۱۱۹	۱- بہن کی مدات ۲- دست آویزات کی مد اراضی جاہلہ ۱- ہر کی مد	۱۶۵			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۱	بلوغ ۱- نبوت بلوغ	۵۴	۱- استحقاق بہائی کا جو سبب اہل سنت اور ازر و مسئلہ اہل تشیع کے	۹	۲- بیچ کی مد ۹
۱۳۲	۲- کس صورت میں بیان بلوغ قابل ہے	۱۳۷	۳- استحقاق اوس لڑکی کا جو جنوب ہوگی ہوا اور جبکا شوہر قبل نکاح مرگا	۱۰	۳- وقف کی مد ۱۰
۱۵۲	۳- دختریکے بالغ ہونے کا سن	۱۳۷	۴- خستیار ولایت مان کی نسبت	۱۱	اداکرنا
	۴- طفلی کی مد ۴		۵- مہر کی مدت ۱۳ و ۵	۱۲	۱- قرضہ کی مد ۱۲
	بالغ		۶- والدین کی مد ۳		۲- رہن کی مد ۳
	۱- نکاح کی مدت ۶۹ و ۲۱		۷- تنہی کی مد ۱		آقا
	بیع مقاصد		۸- غیر صحیح النیب طفل کی مد ۱		۱- ولی کی مد ۴
	۱- بیع مقاصد کی صورت میں فی النفع		اجنب شخص		۲- مہر کی مد ۱۴
۹۶	حاصل ہونا قبضہ کا ضروری نہیں ہے		۱- بیچ کی مد ۲		۳- اگر دین مہر کے دینے میں نافع توفیق واقع ہو تو مہر پر شوہر کی اطاعت واجب نہیں ہے
	بہائی		۲- قبضہ کی مد ۶	۱۴۹	۴- میعاد کی مد ۲
	۱- بہن کی مد ۱		استحقاق وراثت		۵- آزادی کی مد ۲
	۲- اگر بیٹا ہو تو بہائی اور بہن کو حصہ نہ ملے گا		۱- سوانح استحقاق وراثت زوجہ کی نسبت		۶- والدین کی مد ۲
۴۱	۳- استحقاق کی مدت ۲۱		۲- ماخذ در باب استحقاق وراثت		انہما
	۴- حصہ کی مدت ۱۴ و ۱۵ و ۱۹		زوجہ کے		۱- مہر کی مد ۲۸
	۲۹ و ۲۶ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰		۳- ماخذ در باب استحقاق وراثت دختر کے		اجتہاد
	۸۵ و ۸۴ و ۸۳ و ۸۲ و ۸۱ و ۸۰ و ۷۹ و ۷۸ و ۷۷ و ۷۶ و ۷۵ و ۷۴ و ۷۳ و ۷۲ و ۷۱ و ۷۰ و ۶۹ و ۶۸ و ۶۷ و ۶۶ و ۶۵ و ۶۴ و ۶۳ و ۶۲ و ۶۱ و ۶۰ و ۵۹ و ۵۸ و ۵۷ و ۵۶ و ۵۵ و ۵۴ و ۵۳ و ۵۲ و ۵۱ و ۵۰ و ۴۹ و ۴۸ و ۴۷ و ۴۶ و ۴۵ و ۴۴ و ۴۳ و ۴۲ و ۴۱ و ۴۰ و ۳۹ و ۳۸ و ۳۷ و ۳۶ و ۳۵ و ۳۴ و ۳۳ و ۳۲ و ۳۱ و ۳۰ و ۲۹ و ۲۸ و ۲۷ و ۲۶ و ۲۵ و ۲۴ و ۲۳ و ۲۲ و ۲۱ و ۲۰ و ۱۹ و ۱۸ و ۱۷ و ۱۶ و ۱۵ و ۱۴ و ۱۳ و ۱۲ و ۱۱ و ۱۰ و ۹ و ۸ و ۷ و ۶ و ۵ و ۴ و ۳ و ۲ و ۱		۴- ماخذ در باب استحقاق وراثت ہمیشہ کے	۱۴۱	۱- نابالغ کا ازدواج
	بہائی کی بیٹیاں		۵- ماخذ در باب استحقاق وراثت مان کے		اقرار
	۱- حصہ کی مد ۶۵		۶- استحقاق وراثت سجادہ نشین		۱- اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہیں ہے
	بہائی کے پسر		۷- استحقاق وراثت متولی		ابرا
	۱- حصہ کی مدت ۱۴ و ۱۲ و ۱۳				۱- مہر کی مدت ۱۲ و ۱۳
					استحقاق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
					<b>باب</b>
					۱- حصہ کی مدات ۲۶ و ۲۲ و ۵۸ و ۵۵
۹۸	۱۵- قواعد در باب بیع اوس جایدار یکے جو بیع کی ملک سے ہنو	۶۲	۱- بیعت بوجہ ہنو اور دھویدار جاہل ۲- جایداد غیر منقسمہ کا بیع بہ نسبت حصہ یا بیع صحیح سے بمقابلہ اوس شخص کے جو شریک بیع ہنو	۶	۲- بیع کی مد
۹۸	۱۶- بیع جو دیون کی جانب سے صحاح بیماری میں ہو .. ..	۹۲	۳- قبضہ کی مد ۴- راتب جنکی پر سے بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے	۳	۳- بیع کی مدات ۲۱ و ۳۲
۹۸	۱۷- بیع جو بحالت صحت واقع ہو ۱۸- جو بیع بحالت عدم حواس عمل میں آئے وہ ناجائز ہے .. ..	۹۳	۵- توفیق بیع .. .. ۶- بیع کرنا بیع کا نام مانع ہوتے کیے ۷- اگر بیع میں ایسی شرط واقع ہو جنکو ایسے معاہدہ سے علاقہ نہیں ہے	۱۲	۴- باب کا اختیار اپنی جایداد کی ۵- شہادت کی مد ۱۱ ۶- وراثت کی مد ۱۰ ۷- عاق کر نیکی مد ۱ ۸- رتی کی مد ۱۱
۹۹	۱۹- شفیع کی مد ۲۰- اراضی کا بیع شرعاً جائز اور جس میں دار کے علاقہ میں اراضی نہ کر واقع ہے اوسکو شفیع کا ہمتقان ہوتا ہے	۹۳	۸- تو وہ بیع ناجائز تصور ہوگا ۹- بیع نا مانع کی جایداد کا بیع مانع جانب سے .. ..		<b>بیضا بطکی</b>
۱۰۵	۲۱- بیع بالعرض کی مد ۲۲- نابلغ کی جایداد اراضی کا بیع ۲۳- جایداد منقولہ کی بیع کی صورت ۲۴- آزاد آدمی کی مدات ۳ اور ۲۵- والدین کی مد ۳ ۲۶- وقف کی مد ۳۵	۹۳	۹- جایداد غیر منقولہ مشترکہ کے جزو بیع اوس صورت میں جب بائع بعد انقضائیکے بیع سے دست بردار ہو ۱۰- دست اور نرات کی مد ۳ ۱۱- معاہدہ کی مد ۲ ۱۲- ذکر بیع کا اہل بمقابلہ بیع ہونا ۱۳- رہن کی مد ۱ ۱۴- ذکر اوس بیع کا تو فریب لگ ہر نیکی حالت میں لینے اور کئے نام کیا		۱- دست اور نرات کی مدات ۳ و ۳ <b>بد سلوکی</b> ۱- آزادی کی مد ۲ <b>بیٹھے</b> ۱- حصہ کی مد ۶۰ <b>بہتجیان</b> ۱- حصہ کی مد ۶۰ <b>باطل ہے</b> ۱- بیع کی مدات ۹ و ۲۳ <b>بد وضعی</b> ۱- استناع کی مد ۲ <b>بیع</b> ۱- تک نہ ہری کا بیع بجانب بیع کے
	<b>بائع</b> ۱- شفیع کی مدات ۸ و ۱۰ اور ۱۴ ۲- بیع کی مد ۱۵ <b>بیماری</b> ۱- بیع کی مد ۱۶ ۲- بیع کی مدات ۳ و ۳۵				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۴- ہر کی مدد ۲۳	۲۴۰۳۶ و ۳۰۲۸			بہن
	۵- شہادت کی مدد ۱۸	۵۰۰۳۸ و ۳۳۸			۱- بہنوں کو جو جوڑگی بہ بیٹوں اور
	ش	۴۲۵۹۸ و ۵۶۳۵		۴۱	دختر کو جسے حصہ پہنچنا ہے ..
	ثبوت	۸۲۵۸۱ و ۴۹۷۸			۲- بیانی کی مدد ۲
	۱- عذرات پیش کرنا کی مدد ۲	۸۶ و ۸۵			۳- بھارت کو جو جوڑگی بیٹوں اور
	ج	۲۳ و ۲۲		۴۹	بیٹیوں کو جو مستحقانِ شہادت ہیں
	جائزہ فعل	۲۱			۴- حصہ کی مدد ۵ و ۱۱
	۱- بیہ کی مدد ۳ و ۴ و ۱۳ و ۱۹	۸			۵ و ۳ و ۳ و ۴ و ۴ و ۴ و ۴ و ۴
	۲- وصیت کی مدد ۱	۹ و ۶			۶ و ۶ و ۶ و ۶ و ۶ و ۶ و ۶
	چ	بیٹے کی دختر			۸۳ و ۸۰ و ۴۵ و ۴۳ و ۶۹
	چچا کا بیٹا	۱- حصہ کی مدد ۳۳ و ۳۴			۹۴ و ۹۲ و ۸۴
	۱- حصہ کی مدد ۶۰	بیٹے کی زوجہ			بہن کی دختر
	ح	۱- حصہ کی مدد ۴۰ و ۴۱ و ۸۵			۱- حصہ کی مدد ۸۴
	حوالہ کرنا	بیوہ			بہن کا بیٹا
	۱- بیہ کی مدد ۸	۱- بیوہ کو برابر حصہ ملتا ہے			۱- حصہ کی مدد ۵۴
	حل	۲- وراثت کی مدد ۱۱ و ۲			بیٹا
	۱- نکاح کی مدد ۴	۳- حصہ کی مدد ۱۵ و ۱۶ و ۱۷			۱- بیٹوں کو برابر حصہ پہنچنا ہے
	حصہ	۲۴ و ۲۸ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳			۲- باپ کو چننا ہے کہ اپنے بیٹوں
	۱- تاخذ نسبت خودی بیٹوں کے ۴۹	۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰			میں سے جس بیٹے کو چاہے اپنی حیات
	۲- مرد کو دو چند حصہ ملتا ہے ۴۹				میں ورنہ سے خودم رکھے ..
	۳- دادی اور مان کا حصہ ۵۰				۳- بیانی کی مدد ۲
	۴- مان کا مستحق بھان بھری کی				۴- بہن کی مدد ۳
	۵- بیانی کے بیٹوں کے				۵- حصہ کی مدد ۱۴ و ۲۲ و ۲۶
		۹۰ و ۸۴			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲	ہونے پاپ اور دو بہا میوں کے	۱۶	زوجہ کا حصہ بجا لیا موجود	۵۰	بہنہ کا استحقاق بجا لیا موجود
۳۰	بہنہ کا استحقاق بجا لیا موجود	۵۷	ہونے چار بیٹوں اور بہائی بیکٹری کے	۵۰	ہونے اولاد ہمیشہ متوفیہ کے
۶۲	ہونے دختر اور زوجہ کے	۱۷	بیٹے کا حصہ بجا لیا موجود	۶	استحقاق دختر کا بجا لیا موجود
۳۱	استحقاق دو بیٹوں کا بجا لیا	۵۷	ہونے ان اور شوہر کے	۵۱	ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے
۶۲	موجود ہونے ایک دختر کے	۱۸	اعلانی چچا کا استحقاق بمقابلہ	۷	استحقاق برادران ہمیشہ گان
۳۲	استحقاق برادر زادہ کا بجا لیا	۵۸	.. ..	۵	اعلانی بجا لیا موجود ہونے پسران
۶۳	موجود ہونے دو زوجہ کے	۱۹	بہائی کا حصہ بمقابلہ بیان کے	۵۱	دختر ان و برادران خستی کے ..
۳۳	استحقاق دختر و بھائی کا بجا لیا	۵۸	۲۰۔ مان کا حصہ بمقابلہ اعلانی چچا کے	۸	اگر بیٹا پاپ کی حیات میں مر گیا
۶۳	موجود ہونے ایک پوتے اور ایک بیٹی کے	۵۹	۲۱۔ نواسہ اور نواسی کا استحقاق	۱۰	ہو تو پوتہ اور دو نواسوں کا کیا
۳۴	استحقاق زوجہ کا بجا لیا	۶۲	بہنہ کا استحقاق بمقابلہ شوہر اور	۵۱	.. ..
۶۴	موجود ہونے ان اور بہائی اور تین بہنوں کے	۵۹	.. ..	۹	دختر کا حق بمقابلہ برادر اعلانی کے
۳۵	استحقاق چار ہمیشہ گان کا بجا لیا	۶۳	شوہر کا استحقاق بمقابلہ بہائی	۱۰	دونوں بہنوں کا حق موجودگی
۶۵	موجود ہونے ایک بہائی اور دو بہن	۶۰	.. ..	۵۶	بہنہ کی دختر کے .. ..
۶۵	اور ایک زوجہ کے	۶۰	۲۴۔ استحقاق ایک پسر اور تین دختر	۱۱	دختر کا حق بجا لیا موجود ہونے
۳۶	استحقاق تین بیٹوں کا بجا لیا	۶۰	۲۵۔ استحقاق دختر کا بجا لیا موجود	۵۶	شوہر اور چچا کے .. ..
۶۵	موجود ہونے دو دختر اور ایک زوجہ کے	۶۰	ہونے بہائی ایک پسر کے	۱۲	شوہر کا حق بجا لیا موجود ہونے
۳۷	استحقاق دو بیٹوں کا بجا لیا	۶۱	۲۶۔ بہن کا استحقاق بجا لیا موجود	۵۶	.. ..
۶۶	موجودگی ان اور زوجہ کے	۶۱	ہونے چچا کے بیٹے کے	۱۳	چچا کے بیٹے کا حق بجا لیا
۳۸	استحقاق زوجہ کا بجا لیا	۶۱	۲۷۔ بہن کا استحقاق بجا لیا موجود	۵۶	موجود ہونے بیوہ کے ..
۶۶	موجودگی دو پسر اور دو دختر کے	۶۱	ہونے زوجہ اور دو دختر کے	۱۴	بیٹی کا استحقاق بجا لیا موجود
۳۹	استحقاق زوجہ کا بجا لیا موجود	۶۱	۲۸۔ استحقاق دو بیٹوں کا بجا لیا	۵۷	.. ..
۶۶	ہونے صرف ایک دختر اور دو چچا کے	۶۱	موجودگی زوجہ کے	۱۵	استحقاق بہائی کا بجا لیا
۴۰	استحقاق بہن کا بجا لیا موجود	۶۱	۲۹۔ دختر کا حق بجا لیا موجود	۵۷	موجود ہونے زوجہ کے ..

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۶۲- علاتی بین کا استحقاق بحالت	۵۱- استحقاق پسر کا بحالت موجود	۶۷- ہونیہ زوجہ اور بہائی کے چار بیٹوں کے		
۷۵	موجود ہونے پر ہمیشہ حقیقی کے	۷۲- ..	۶۸- استحقاق شوہر کا بحالت		
	۶۳- زوجہ کا استحقاق بحالت	۵۲- استحقاق دو بیٹوں کا	۶۹- موجود ہونے اور لاد کے ..		
۷۵	موجود ہونے پر دو دختر کے ..	۵۳- استحقاق شوہر کا بحالت موجود	۷۰- استحقاق باپ کا بحالت موجود		
	۶۴- استحقاق زوجہ کا بحالت	۷۲- ہونیہ دو بیٹوں اور ایک بہن کے	۷۱- ہونیہ بہائی کے ..		
۷۶	موجودگی مان کے ..	۵۴- استحقاق شوہر کا بحالت موجود	۷۲- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت		
	۶۵- بہائی کی بیٹیوں کا حق بحالت	۷۳- ہونیہ ہمیشہ کے دو بیٹوں کے ..	۷۳- موجود ہونے مان اور زوجہ کے		
۷۶	موجود ہونے پر زوجہ اور مان کے	۵۵- استحقاق باپ کا بحالت موجود	۷۴- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت		
	۶۶- استحقاق زوجہ کا بحالت	۷۳- ہونیہ بہائی کے ..	۷۵- موجود ہونیہ مان کے ..		
۷۶	موجودگی دختر کے ..	۵۶- استحقاق بیٹے کا بحالت موجود	۷۶- استحقاق چھ بیٹوں کا بحالت		
	۶۷- استحقاق دختر کا بحالت	۷۲- ہونیہ تین زوجہ اور تین دختروں کے	۷۸- موجود ہونے پر چھ ختروں اور تین زوجہ کے		
۷۷	موجود ہونے شوہر کے ..	۵۷- استحقاق بہن کا بحالت	۷۶- استحقاق باپ کا بحالت موجود		
	۶۸- استحقاق دختر کا بحالت	۷۴- موجود ہونے مان اور زوجہ کے	۷۹- ہونیہ دو زوجہ اور پانچ بیٹوں اور		
	موجود ہونے پر اور چچا کے اور سموت	۵۸- استحقاق بہن کا بحالت	۷۹- دو دختر کے ..		
۷۹	میں جیتے بیٹا قبل تقسیم کر گیا ہو	۷۴- موجود ہونے مان اور باپ اور شوہر کے	۸۰- استحقاق پانچ بیٹوں کا بحالت		
۸۰	۶۹- ہمیشہ کا حق بمقابلہ زوجہ کے	۵۹- استحقاق بیٹیوں اور ادنیٰ	۷۹- موجود ہونے پر چھ ختروں اور دو زوجہ کے		
	۷۰- دختر کا استحقاق بحالت موجود	۷۴- مان کا ہر مالک توفیق کی جائزیتیں	۸۱- استحقاق آٹھ بیٹوں کا بحالت		
	پسر کی زوجہ کے اور سموت میں	۶۰- استحقاق بیٹوں اور بیٹیوں	۷۹- چھہ دختر اور چار زوجہ کے		
۸۰	پسر نے وفات اپنے آپ سے کر گیا ہو	اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجود	۸۱- استحقاق دختر کا بحالت موجود		
	۷۱- دختر کا استحقاق بمقابلہ پسر	۷۵- ہونیہ شوہر اور بہن کے ..	۸۰- ہونیہ دو زوجہ اور تین بہائی اور		
	زوجہ کے اور سموت میں جبکہ بیٹا	۶۱- استحقاق ہمیشہ کا اور صورت	۷۰- ایک بہن کے ..		
	مہدوفات اپنے آپ سے ایک دختر	جب وہی صرف وارث	۷۰- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت		
	مہر کر گیا ہو اور مانوس دختر	ہو .. ..	۷۱- موجود ہونے پر ایک ختہ اور دو زوجہ کے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۸۶- استحقاق شوہر اور لیسہ کا اوس صورت میں جب شوہر قبل تقسیم کی ایک ایک زوجہ اور ایک اور بیٹیا اور		ثانی کے دو دختر اور ایک اور زوجہ کے دو بیٹوں کا اوس صورت میں جبکہ دو زوجہ اور ایک دختر	۸۰	ہی وفات پائی ہو ..
۹۰	چار بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا ہو ..		یہ لڑکی بعد دیگرے وفات پائی ہو اور دختر ایک شوہر چھوڑ کر گئی ہو	۸۲	۷۶- استحقاق تین بیٹوں کا بمقابلہ
	۸۷- استحقاق ایک زوجہ اور	۸۵	۸۲- استحقاق زوجہ اور دو دختر اور ایک لیسہ کا اوس صورت میں جب		تین دختر اور ایک زوجہ اور ایک بیٹیا
	تین بیٹیاں اور چھ لڑکیوں کا اوس صورت میں جب دو بیٹیاں قبل تقسیم		ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹیا اور پونے کے بعد دیگرے مر گیا ہو	۸۲	۷۳- استحقاق تین بیٹوں کا بحالت موجود ہونے دو بیٹوں کے
۹۱	ایک ایک دختر چھوڑ کر مر گیا ہو		اور بیٹیاں ایک زوجہ اور ایک لیسہ چھوڑ کر مر گیا ہو ..	۸۲	۷۴- استحقاق دو بیہائوں کا بحالت موجودگی دو بیٹوں کے
	۸۸- مان کا حصہ بحالت موجود ہونے چھ لڑکیوں کے ..	۱۱۶	۸۲- استحقاق زوجہ اور ایک لیسہ چھوڑ کر مر گیا ہو ..		۷۵- استحقاق بیہائی کا بمقابلہ دو بیٹوں کے ..
	۸۹- مان کا حصہ بحالت موجود ہونے اوس کے بیٹوں کے	۱۱۶	۸۳- استحقاق بیہائی اور بیہن کا بمقابلہ زوجہ کی مان اور زوجہ کے بیہائی کے اوس صورت میں جب	۸۲	۷۹- استحقاق سو بیٹے بیہائی اور سو بیٹی بیہن کا ..
	۹۰- بعد بیٹوں میں ہر کے زوجہ مثل اور وارثوں متوفی کے اپنا حصہ ہانگی متھی ہے ..	۱۵۱	۸۸- بیٹے قبل تقسیم جایدا کے وفات پائی		۷۷- استحقاق بیہائی کا بحالت موجود ہونے ایک زوجہ اور چار دختروں کے اوس صورت میں جبکہ زوجہ قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو
	۹۱- استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے مان اور بیہائی کے ..		۸۲- استحقاق ایک لیسہ اور چار دختروں اور ایک زوجہ اور	۸۵	۷۸- استحقاق چار بیٹوں کا بمقابلہ دو دختر اور دو زوجہ کے ..
	۹۲- اگر علاوہ شوہر اور بیٹوں کے متوفیہ کا کوئی وارث نہ ہو تو		ایک اور لیسہ کے تین بیٹوں کا اوس صورت میں جب بیٹوں قبل تقسیم	۸۵	۷۹- استحقاق لیسہ کا بحالت موجود ہونے سو بیٹے بیٹوں کے
	دین ہر اوس دونوں کو حصہ	۸۹	مر گیا ہو ..		۸۰- استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے بیہائی اور بیہن کے
۱۵۲	سادہ پہنچا ..		۸۵- استحقاق دو بیٹوں اور ایک بیٹی اور ایک اور بیٹے کی زوجہ کا		۸۱- استحقاق دو زوجوں اور اول زوجہ کے ایک لیسہ اور زوجہ
	۹۳- سولی الیہ کی مذ		جکا شوہر قبل تقسیم مر گیا ہو ..		
	۹۴- استحقاق دختر کا بمقابلہ	۸۹			



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۳۵	۷۔ ہر اور قرضہ کا دعویٰ سادھی		۷۔ دین مہر کی واسطے دست اویز	۱۸۸	شوہر اور بہائی اور تین بیہوش
	۸۔ میعاد کی مدت ۳۱	۱۵۱	ضرور نہیں ہے .. ..		خ
	۹۔ دعویٰ مہر کا بلحاظ ثبوت یقین		۸۔ ذکر اوسن دست اویز مہر کا یقین		خریداری
۱۵۰	یکے نام نظر نہیں ہو سکتا ..		زر خاص کا تین بابت دین مہر کی		۱۔ دعویٰ کی مد ۱۱
	۱۰۔ قواعد کی مد ۱		ہو گیا ہو اور شوہر کی کل جائیداد		۲۔ دست اویز کی مد ۲
	۱۱۔ دعویٰ شخص واحد کی جانب سے		مقبوضہ اور ممکن الوصول بابت مہر		خریدار
	باطنہ خریداری اور بی از رو ..	۱۵۳	یکے نامزد ہوئی ہو .. ..	۹۹	۱۔ شرط مفید شتری
۱۸۹	درانت کیے .. ..		۹۔ واقع ہونا بیضا بطل کی دست اویز		۲۔ شفع کی مدت ۷ و ۱۱
	۱۲۔ دعویٰ جو بذریعہ بیہ اور درانت		میں اوسن معاہدہ کو جو دست اویز		۳۔ دعویٰ کی مدت ۱۱
۱۹۰	یکے پیش ہو .. ..	۱۸۴	نذکر پر مبنی ہونا قص نہیں کرتا		د
	۱۳۔ دعویٰ درانت کا جو ایسے		دعویدار		دست اویزات
	واسطہ پر مبنی ہو چکے وجود سے		۱۔ بیع کی مد ۱		۱۔ صورت حسین منجلد زیند گاہ
۱۹۲	دعویدار پیشتر منکر ہو چکا ہو ..		۲۔ شفع کی مدت ۵ و ۷ و ۱۱ و ۱۲	۱۸۰	دست اویز اجالی کے ایک شخص جا
	۱۴۔ والدین کی مد ۲		۳۔ عذرات پیش کرنیکی مد ۲		۲۔ جو جائیداد عورت اپنے رو پیسے
	دختر		۴۔ دعویٰ کی مد ۱۳		خریبہ وہ اویسکی خاص ملکیت ہے
	۱۔ بہن کی مدت ۳۱		دعویٰ		نودست اویز میں شوہر کا نام مندر ہے
	۲۔ درانت کی مدت ۱۲ و ۱۳ و ۲۳ و ۲۴		۱۔ درانت کی مدت ۹ و ۹ و ۱۹		۳۔ اگر بیع اور طور پر مکمل ہو تو بیضا بطل
	۳۔ حصہ کی مدت ۹ و ۱۱ و ۱۶		۲۔ مہر کی مدت ۷ و ۷ و ۲۴	۹۵	بیضا سے یہی کچھ خلل واقع نہیں ہوتا
	۳۰ و ۲۲ و ۲۴ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۰		۳۔ شفع کی مدت ۲ و ۲ و ۲ و ۹		۴۔ اگر اراضی کی مدد و سرو ف ہون
	۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۸		۴۔ شفع کا دعویٰ اوسن جائیداد کی		تویبہ نام کی دست اویز میں اونی
	۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵	۱۰۴	نیت جو مروض تنازع میں ہو ..	۱۱۲	تصریح ضرور نہیں ہے
	۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳		۵۔ عذرات پیش کرنیکی مد ۱		۵۔ بیہ کی مد ۳۱
	۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹		۶۔ شہادت کی مد ۱		۶۔ مہر کی مد ۱۳

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون		
۱۴۵	۴- والدین کی مدد ۵- آزادی کی مدت ادو ۶- خدمات متعلقہ غلام .. ۷- آزاد آدمی کی مدد ۸- کسی قسم کا غلام وراثت ترک پانچا ستمی نہیں ہے .. ۹- طفل کی مدد ۱۰- جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ بی بی سے پیدا ہوو غیر صحیح النسب اور جاریہ کے اقا کی مقصور ہوگی .. ۱۱- جو اولاد جاریہ اور غلام ہو وہ صحیح النسب مقصور ہوگی ۱۲- جو اولاد جاریہ اور غلام سے جوڑہ جاریہ کی ملک سے شمار کیجاتی ہے .. ۱۳- اولاد جاریہ .. ۱۴- شہادت کی مدت ۱۰ ادو	۱۲۶	اور ماخذات .. ۳- آزادی کی مدد ۴- مرتبہ کی مدد ۵- قرضہ کی مدد ۶- بہن کسی صورت میں منسوب نہیں ہو سکتا الا بذریعہ تصفیہ جائز اور ادامہ دینے زر بہن کے .. ۷- ماخذ متعلقہ مسئلہ کفالت ۸- شہادت کی مدد ۹- رشتہ دار ۱۰- ولایت کی مدد ۱۱- دعوی کی مدد ۱۲- شفع کی مدد	۱۲۷	۸۴۵ نہایت ۴- ولایت کی مدد واوی ۱- بی بی کی مدد دست برداری ۱- مورث کی حیات میں وراثت سے دست بردار ہونا غیر صحیح اور ناجائز ۲- مواخذ نسبت اس مسئلہ کے جسکی رویسے واجب کا کلیہ تصدیق جاتا رہتا اور مہویب کو قبضہ کال حاصل ہونا ضروری ہے .. ۱۳- بی بی کی مدد		
			۱- ناخذ ربا سے منکر ہوو .. رقیبت ۱- لفظ جاریہ کی تفریح شرح بہر ۲- تفریح ادون مختلف طریقوں کی جن سے غلامی لازم آتی ہے ۳- والدین کی مدد		ذ ذوی الفروض ۱- محرمی کی مدد ر رضاعت ۱- نکاح کی مدد ۲- رضاعت ..		
			۱- حصد کی مدد ۲- بی بی کی مدد ۳- نکاح کی مدت ۱۰ ادو		۱۳۹ ۱- رهن ۱- بہن کے قواعد بی بی سے منکر ہے بی بی متعلق بہن .. ۲- بہن کے گناہان کا دفعہ منکر		
	ز زرمن ۱- شفع کی مدد زبانی ہے ۱- بی بی کی مدد						

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۶۔ اگر مقدار ہر کی بابت نزاع ہو تو ثبوت مدخلہ زوجہ بمقابلہ شوہر کے قابل ترجیح ہے الا اس صورت میں کہ زوجہ کا ہر فعل قطعاً مدعو ہے کم ہونہ اور صورت میں ۱۵۴		عہدہ فرزند ان تک قائم رہے گا لہذا دختر کو استحقاق بنت نہین کیونکہ وہ امانت سے ہے اور اسکا بیٹا ہی بجا نہین ہے کہ لے گئے فرزند ان میں شمار نہین ہو سکتا ۱۴۳		زوجہ ۱۔ استحقاق وراثت کی مد ۱ ۲۔ وراثت کی مد ۲۴ ۳۔ حصہ کی مد ۸۱ ۴۔ زوجہ کی جائیداد شوہر کو لگانے کے ذریعہ سے حاصل ہونگی ۱۳۵ ۵۔ مذہب اور تہذیب اور اولاد و مایع کا ذکر ۱۳۶ ۶۔ ہر کی مد ۵۴ ۷۔ ہر کی مد ۱۵ ۸۔ ادا کر نی کی مد ۳ ۹۔ زوجہ متحق نان و نفقہ ہے ۱۳۹ ۱۰۔ شہادت کی مد ۶
	۷۔ ماخذات بتائید منظوری شہادت سمعی نسبت معاملات نکاح وغیرہ کے ۱۵۸		شروط ۱۔ نکاح کی مدت ۱۱ ۲۔ بیچ کی مد ۷ ۳۔ ہر کی مد ۲۳ ۴۔ ہر کی مد ۳ ۵۔ وصیت کی مد ۶ ۶۔ شرط مفید شتری .. ۹۹		سمعی شہادت ۱۔ شہادت کی مدت ۹۰۲ سوئیا بیٹیا ۱۔ حصہ کی مد ۷۹ سجادہ نشین ۱۔ دو بیٹے سجادہ نشین کے تقریباً ۲۔ ہر کی تقسیم منوع نہین ہو جاتی ہے ۱۷۲ ۳۔ عورت جائیداد وقف کی بجا نہین ہو سکتی .. ۴۔ چونکہ سولی اور سجادہ نشینی کا
	۸۔ نسب کی مد ۲ ۹۔ ماخذات بتائید منظوری شہادت سمعی نسبت معاملات نکاح وغیرہ کے ۱۵۸ ۱۰۔ رقی کی شہادت ناقابل منظوری ۱۸۶ ۱۱۔ اگر شوہر یا باپ کی شہادت مفید ہو تو وہ ناقابل منظوری ہے ۱۵۷ ۱۲۔ ملازم کی شہادت ناقابل منظوری ۱۸۷ ۱۳۔ شہادت ایک دہارت کی .. ۱۸۷ ۱۴۔ شہادت رقی .. ۱۸۷ ۱۵۔ شہادت ایک مرد اور ایک عورت کی .. ۱۸۷ ۱۶۔ تنازع مابین دائر و دیولن در باب زر قرضہ رہن کے .. ۱۹۰ ۱۷۔ حساب ہی کہا تہہ خاکلی بطور شہادت کے مقبول نہین ہو سکتا ۱۹۱ ۱۸۔ تنازع مابین زوجہ اور شوہر		شروط ضروری ہر ۱۔ ہر کی مدت ۲۶ و ۸ شہادت ۱۔ متناقض ہونا شہادت کا بیٹا دو ہی سے ۱۲۷ ۲۔ شہادت سمعی کہ صورت منظوری کے قابل ہے .. ۱۳۸ ۳۔ تقسیم کر نی کی مد ۲ ۴۔ بلوغت کی مد ۱ ۵۔ دعوی کی مد ۹		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	۱۱- قاعدہ اوس صورت میں جب باہم شفع اور شتر کی زمین کی نسبت اختلاف ہو	۹۹	۱۱- بیع کی مدد ۱ شریک ۱- بیع کی مدد ۲۰ شفع ۱- دعوی شفع میں تقیل چند مرتبہ	۱۹۱	۱۹- اختلاف در باب مقدار است
۱۰۴	۱۲- صورت حسین چند اشخاص	۱۰۰	۲- فراد دعوی پیش کرنا ذکر	ایضاً	۲۰- جایداد حاصل ہونے کی کیفیت
۱۰۴	دعویدار حق شفع ہوں ..	۱۰۰	۳- استشہاد ..	ایضاً	۲۱- استحقاق نسبت اناث البیت کے
۱۰۳	۱۳- بیع کی مدد ۲۰	ایضاً	۴- دعوی پیش کرنا طلب خصوصت	ایضاً	۲۲- شہادت قیاسی ..
۱۰۴	۱۴- اگر شفع استقدر زمین کے دینے سے انکار کرے جو بائع قبل بیع طلب کیا ہو تو اس سے استحقاق	۱۰۱	۵- دعوی داران شفع ..	۱۹۲	۲۳- شہادت کفاح کی ترفین
۱۰۵	شفع زائل نہیں ہوتا ہے ..	ایضاً	۶- حق شفع کس طور پر زائل ہوتا ہے	۱۹۴	شوہر
<b>ص</b>		ایضاً	۷- پیش کرنا دعوی شفع کا ہوتے ہیں کہ شفع باوجود مطلع ہو بیع کے یا حسب باطل ہو استحقاق شتر کی	۱۴	۱- حصہ کی مدات ۱۱ ۱۲ و ۱۴
<b>صحت</b>		۱۰۲	۸- ہندو کو بمقابلہ مسلمان بائع	۲۲۲ و ۲۳۳ و ۲۹۹ و ۴۱۱ و ۵۳۳	
۱۰۴	۱- صحیح النسبی کا احتمال کس طور پر کیا جاتا ہے ..	ایضاً	۹- کن صورت میں فیصلہ سابقہ شفع کی حق میں غیر مفید تصور کیا جاتا ہے ..	۵۴۴ و ۵۵۵ و ۶۰۶ و ۶۰۸ و ۶۰۹	
۱۰۴	۲- رق کی مدد ۱۱	۱۰۳	۱۰- حق شفع کا دعوی بمقابلہ بائع کے واسطہ داروں کے ..	۸۱ و ۸۶ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۴	
<b>ض</b>				۸۰۲	۲- دست اوزنات کی مدد
<b>ضعیف العقلی</b>				۲۳۱ و ۲۳۵ و ۲۳۶	۳- دست کی مدد
۱۰۳	۱- اشتناع کی مدد ۱			۴۰	۴- بیع کی مدد
<b>ضامن</b>				۴	۵- زوجہ کی مدد
۱۰۳	۱- ذکر اوس صورت کلامیات			۳	۶- استحقاق کی مدد
				۲	۷- تسلیم کر لینے کی مدد
				۲۰ و ۲۱ و ۲۳	۸- مہر کی مدات
				۲۲ و ۲۵ و ۲۶	
				۲ و ۳	۹- انتقال کی مدات
				۱۸ و ۱۹ و ۶	۱۰- شہادت کی مدد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	عدم تعین ۱- بہ کی مد ۱۳		ادسکو کسی کے حوالہ کرین تو طفل مذکور بعد بلوغ کے آزادی حاصل کرینا مجاز ہے .. .. ۱۶۷	۱۸۱	موجود ہونے پر رضامندی کے مرت ایک سے کل قرضہ وصول کرنا ۲- ذکاوت سے نہ کہ منجملہ دو ضامنوں کے ایک ضامن قرضہ ادا کر کے نصف ادسکا دو ضامن سے وصول کرے .. ایضاً
	علاقہ ۱- بیج کی مد ۲۰		عاق کرنا ۱- عاق کرنا باپ کا دختر کو .. ۶۲ عذرات پیش کرنے ۱- واقع ہونا اختلاف بیان کا کاغذات سوال جواب میں نزل دعویٰ ہے .. .. ۱۲۷ ۲- اگر خورد عود یا رخلع ہونا اپنا عورت کے ساتھ بعد اس کے طلاق پانے کے بیان کرے تو اس سے کفاح سابق کا ثبوت مقابلاً دیکھنا لازم آتا ہے .. .. ۱۳۹ ۳- قاعدی عذرات خاص کی نسبت ۴- تمثیل .. .. ایضاً ۵- استثنائیت عذرات خاص کے ۶- تمثیل .. .. ایضاً		طلاق ۱- افتراق بلا وقوع طلاق - ۶۰ ۲- عذرات کی مد ۲ ۳- کون شخص طلاق دینے کے مجاز نہیں ہیں .. .. ۱۵۶ ۴- طلاق .. .. ۱۵۵ ۵- ایام گذشتہ کی تاریخ سے طلاق محبوب نہیں ہو سکتا .. ۱۵۶ ۶- عدت کی مد ۲ ۷- طلاق جو بجات قریب المرگ ہونے کے وجہ سے .. ۱۵۹
	غیر موجودگی ۱- غیبت منقطع کی تصریح ۲- نکاح کی مد ۱۹		غیر صحیح النسب طفل ۱- طفل غیر صحیح النسب کسی کی اولاد نہیں ہے مگر مان کو سات برس کی عمر تک اوپر اختیار نہیں ہے .. ۱۵۷		طفل ۱- قرضہ کی مد ۵ ۲- بہ کی مد ۳۴ ۳- ولی کی مدت ۳ و ۳ ۴- اگر کسی طفل کے والدین کو لیکر
	غیر صحیح النسب طفل ۱- طفل غیر صحیح النسب کسی کی اولاد نہیں ہے مگر مان کو سات برس کی عمر تک اوپر اختیار نہیں ہے .. ۱۵۷		غیر قابل استرداد ہونے ۱- بہ کی مد ۳۳ غیر قابل تقسیم جاہداد ۱- بہ کی مد ۸ غیر منقولہ جاہداد ۱- بیج کی مد ۲۴		عدت ۱- نکاح کی مد ۱۷ ۲- زمانہ عدت بعد طلاق - ۱۵۹ ۳- زمانہ نطفہ کے بعد
	ف		ف		ف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۳۔ دعویٰ کی مدد		<b>قرضخواہ</b>		<b>فیصلہ ہو جانا</b>
	۴۔ قرضہ جو ولی امور فرزند کی		۱۔ قواعد کی		۱۔ شفیع کی مدد
۱۸۰	لئے یہ " " " "		۲۔ قرضدار کی مدد		<b>فراش</b>
	۵۔ قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ		۳۔ شہادت کی مدد	۱۴۳	۱۔ فراش کی تین قسمیں ہیں
	ہونیکے حالت میں انتقال کیا جا		<b>قریب المرگ</b>		۲۔ فراش کی اولاد کے نسب کا
	۶۔ ضامن کی مدت ۲۰		۱۔ بیع کی مدد		ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے
	۷۔ ذکر ادا و مستور کا کہ جائداد		۲۔ بھری کی مدد		۱۔ شفیع کی
	نہ نظر ادا و مقدار خاص قرضہ کی		۳۔ طلاق کی مدد		۲۔ فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا
۱۸۱	رہیں کیا ہے " " " "		۴۔ قرضدار کی مدد	۱۹۰	<b>فرزندان</b>
	۸۔ معاہدہ کی مدد		۵۔ قرضہ کی مدد		۱۔ فراش کی مدد
	۹۔ بیٹہ کا نوٹیندہ		۶۔ بیہ کی مدد		۲۔ والدین کی مدد
	۱۰۔ شہادت کی مدد		<b>قرضدار</b>		۳۔ نسب کی مدد
	<b>قرضہ</b>		۱۔ بیع کی مدد		۴۔ اولاد انات کسی شخص کے
	۱۔ ثوراً قابض کرانا جاہداد کے		۲۔ قرضدار اپنے قریب المرگ		فرزندان میں تصویب نہیں کیجاتی
۹۲	تقسیم ہونا لازماً بیع نہیں ہے		ہونیکے وقت اپنی جاہداد بوقت	۱۴۲	۵۔ معاہدہ نشین کی مدد
	۲۔ بعض صورتوں میں ولی کا		قرضخواہ کی نہ وصیت کی رو سے		<b>فریقین</b>
	قابض ہونا کافی ہے	۱۴۹	منتقل کر سکتا ہے نہ کسی اور طور پر		۱۔ بیٹہ کی مدد
۱۱۴	۳۔ قابض ہونا محافظ کا		۳۔ رہیں کی مدد		۲۔ نالاش کی مدد
	۴۔ بیہ کی مدت ۶ ۹ ۱۳ ۲۰		۴۔ دستاویزات کی مدد		<b>قبرستان</b>
	۵۔ طفل کی جانب سے لکھو قرضہ		۵۔ شہادت کی مدد		۱۔ قبرستان اور عمارت جو امور
۱۲۰	لنا چاہئے " " " "		<b>قرضہ</b>		دیجئے کیے لئے ہوں اگر مال وقف
	۶۔ کس صورت میں قرضہ شخص اجنبی کا		۱۔ ورنہ کی مدد		میرے داخل ہون تو قابل ارث ہیں
	موجب الیہ نابالغ کی جاہداد ہے		۲۔ استخراج کی مدد	۱۴۵	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	
	۲- قرضہ کی مدد ۳- رقی کی مدت ۱۰ و ۱۲		۳- بہتر شناخت عورت پر زوجین یکے بہ فروری سے کہ بخوادن گواہوں یکے چیکے رو بروا دینے و تحفظ نیت کئے ہوں ایک گواہ اپنے آپ کو دیکھا ہے ۱۹۵ ۴- یہ فروری سے کہ گواہ ذکر سے ہو ایضا	۱۲۳	کافی تصور ہوتا ہے .. ۴- جاہداد جو بالعرض مہر کے دیجا اور ہر قرضہ کا ہونا ضروری نہیں ہے ۸- وقف کی مدد ۹- بیع مقاصد کی مدد ۱۰- وصیت کی مدد ۱۱- انتقال کی مدد ۱۲- دست آویزات کی مدد	
	<b>مصاحبت</b> ۱- کفاح کی مدد ۲- مہر کی مدد ۱۸ <b>تعاوضہ</b> ۱- ہبہ کی مدد ۵۲ ۲- اقرار نامہ کی مدد ۱ ۳- معاہدہ کی مدد ۶ ۴- ہبہ بالعرض کی مدد ۵ <b>معاہدہ</b> ۱- بیع کی مدد ۲ ۲- بیعہ سببہ کی نسبت بہام کے باعث سے معاہدہ باطل ہوا تاکہ ۹۹		<b>م</b> <b>مورث</b> ۱- مرتد ہونے کی مدد ۲- فرزندان کی مدد ۳- وراثت کی مدد ۴- دست بردار ہونے کی مدد <b>سور و فی جاہداد</b> ۱- مورد فی اور کسبہ جاہداد میں ۲- کچھ امتیاز نہیں ہے .. ۳- جاہداد منقولہ و غیر منقولہ میں ۴- امتیاز نہیں ہے .. ایضا	۱۲۶	۸- وقف کی مدد ۹- بیع مقاصد کی مدد ۱۰- وصیت کی مدد ۱۱- انتقال کی مدد ۱۲- دست آویزات کی مدد <b>قواعد</b> ۱- قواعد در باب تقسیم ترکہ شخص مذکورہ بالا اگر فی مطالبہ قرض خدان مختلفا القسم .. ۲- قواعد قادی آیام ہجرت میں کیے جنکی راسیے تقسیم کیجاتی ہے ۳- انکار کی مدد ۴- عذرات پیش کرنیکی مدد	
	۵- کفاح کی مدد ۳۹ ۶- اگر واسطے ادا کرنے قرضہ ذکی نویزہ پتہ کی پتہ تحریر ہو تو وہ نا جائز ہے .. .. ۷- دست آویزات کی مدد ۹ ۸- ہبہ کی مدد ۱ ۹- قرضہ کی مدد ۳ <b>مہر و ہبہ الیہ</b>		<b>مرتد ہونا</b> ۱- بعد وفات مورث کیے دین سے مرتد ہونا باعث حرمان ارث نہیں ہے <b>مقرر ہونا</b> ۱- ولی کی مدد <b>مالک</b> ۱- وقف کی مدد	۱۴۸	۱۸۹	۳- عذرات پیش کرنیکی مدد
					<b>گ</b> <b>گواہی</b> ۱- شہادت کی مدت معائنہ کیجاہن <b>گواہ</b> ۱- ایشغ کی مدد ۲- کفاح کے علاوہ اور کسی معاہدہ کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۱	لحاظ زوجہ کی عمر کیے ہو سکتا ہے	۱۳	مہر بخش دینے سے استحقاق	۲۴۱	۱- ہر کی مدت ۱۸ اور ۲۴
۲۶	مہر شرط بلحاظ زاد	۱۳۷	وراثت میں کچھ غفلت سے نہیں ہوتا	۲۵۰	۲- قبضہ کی مدت
۱۵۲	بچے اور کسی مقدار کے شرعاً	۱۳۸	۱۴- ذکر اوس دست آور کا ہونے	۶۷	۳- دست برداری کی مدت
۲۷	واجب الوصول ہے ..	ایضاً	سبیل یا موجد کی تصریح نہ ہو ..	مھر	
۲۷	انتقال کی مدت ۲۵	۱۵	۱۵- اگر دنیا میں شوہر اور زوجہ کے	۶۷	۱- دین مہر وراثت پر مقدم ہے ..
۱۵۳	۲۸ مقدار مہر کی کچھ انتہا نہیں ہے	۱۳۸	وصیت نامہ تحریر ہو تو اوس سے	۲	۲- ولی کی مدت
۲۹	جایداد اراضی پر بابت دین	۱۴	دین مہر کا استحقاق زائل نہیں ہوتا	۱۳۲	۳- مہر جو شوہر کی نابالغی زمانہ میں
۳۰	مہر کے حسب ہر ضامن مقبوضہ دار	۱۴	۱۴ ذکر اوس صورت کا جب بیجا ہو	مقرر ہو وہ حاصل نہیں کیا جاسکتا	
ایضاً	یکے قبضہ ہو سکتا ہے ..	ایضاً	دین مہر کی جو سبیل ہو نہ لگی گئی ہو	۳- مہر کا اقرار جو قریب المرگ کیا گیا	
۳۰	اگر مقدار مہر و جہر ثبوت	۱۷	۱۷- ادا کر نیکی مدت	اویس زریہ سے مہر معمولی سے زیادہ	
۱۵۴	یہ تحقیق نہ تو مہر و جہر کا ہے	۱۸	۱۸- مصاحبت کے بعد ہی دین	نہیں مل سکتا ..	
۳۱	وقف کی مدت ۳	۱۲۹	مہر واجب الادا ہے	۵- بھارت ہو مہر سے کہ مہر مثل کا	
۳۲	زوجہ کا مطالبہ بابت دین مہر	۱۹	۱۹- سیاہی کی مدت	استحقاق نہیں پہنچتا ..	
۱۵۵	شوہر متوفی کے ترکہ پر پہنچتا ہے	۲۰	۲۰- شوہر کی وفات کے بعد کل	۶- دعویٰ کی مدت ۹	
۳۳	دختر کی اولاد اپنی نانی	۱۵۰	دین مہر واجب الطلب ہوتا ہے	۷- مہر کا ثبوت مثل اور دعویٰ	
متوفیہ کے دین مہر کی بابت باوجود	۲۱	۲۱- عطیات شوہر کی کا اثر نسبت	۱۲۵	۸- واجب الادا ہونا مہر کا	
۱۵۸	تمام ایام کے بھی دعویٰ ہوتی ہے	ایضاً	دین مہر کے ..	۹- مہر کی صورت میں فرق بائین	
۳۴	وراثت کی مدت ۱	۲۲	۲۲- حصہ کی مدت ۹۰	زر نقد اور اور قسم کی جاہ اویس کے	
۳۵	وقف کی مدت ۳	۲۳	۲۳- دست آورزات کی مدت ۶	۱۰- ہر ایسی صورت میں جب تواد	
مبادلہ	۲۴	۲۴- زوجہ کے وارث دعویٰ مہر کا	۱۵۶	مقرر کی گئی ہو ..	
۱- مبادلہ کے جملہ سادات میں	۲۵	۲۵- جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو	۱۱- قبضہ کی مدت ۷	۱۱- اقرار مہر ..	
تقریر شدہ کی ضروری ہے ..	۲۵	۲۵- جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو	ایضاً		
۲- قبضہ کی مدت ۷	۲۵	۲۵- جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو			



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	مرتبہن		۱۔ اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دے تو شخص کو بطور وصی الیہ	۴۹	مجموعی الحاذ نسبت مجموعی بہنوں کے
۱۶۹	۱۔ مرتبہن کو ختمیاد سے کہ جائیداد پر سے بعد وفات وارث کے اپنا مطلب وصول کرے ..	۱۳۸	سختی وارث ہوگا ..		۲۔ واسطہ داران بعد کا حق نسبت موجود ہر ذوی الغرض یا عصبہ کے
	مسجد	۱۳۲	۲۔ وصی الیہ جو قبل وفات وصی کے وارث قرار پائے ..	۵۵	۳۔ وراثت کی ..
۱۶۴	۱۔ ذکر اوس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالکین کے بنوائی جائے		مستاجر		ممكن الوصول
	۲۔ وہ صورت جب میں مالک اپنی زمین کو وقف کرے ..		۱۔ پتہ کی مد		۱۔ دست آویزات کی ..
ایضاً	۳۔ مالک کی زمین پر دوسرے شخص کا تعمیر کرانا اور یکے فارہ کے واسطے		میعاد		معطلی الیہ
ایضاً	۴۔ قاعدے پہلے صورت کی نسبت مان	۱۴۹	۱۔ دعوی دین مہر کے واسطے		۱۔ وقف کی مدت ۱۳ و ۱۸
ایضاً	۱۔ حصہ کی مدت ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰	۱۵۰	۲۔ اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو یہی حد کا عارض نہیں ہو سکتی ..	۱۴۴	۲۔ ذکر اور اثاثہ کا حصہ تقسیم میں مساوی ہونا ہے ..
	۹۱ و ۹۸		۳۔ استد از زمانہ سے دعوی زائل نہیں ہو سکتا ..		مکان
	۲۔ بیچ کی مد		۴۔ قواعد کی مد		۱۔ بیہ کی مدت ۲۳ و ۲۴
	۳۔ بیہ کی مد		مفقود الخیر شخص		۲۔ بہن کی مد
	۴۔ خنفاق کی مد		۱۔ شخص مفقود الخیر کی جائیداد کو		مذموم بہ
	۵۔ ولایت کی مدت ۲ و ۳ و ۴	۱۸۵	۱۔ اسکی پیدائش کے زمانہ سے ۹ برس مرض التیام میں رہنا چاہیے		۱۔ بیہ کی مد ۳۶
	۶۔ ولی کی مد		۲۔ زمانہ مذکور تک انکی جائیداد کسی کی وارث میں نہیں آسکتی		مشاع
	۷۔ فیہر سے نسب ختم کی مد				۱۔ بیہ کی مدت ۱۳ و ۲۰ و ۲۲
					مجنون
					۱۔ وراثت کی مد
					مشترکہ جائیداد
					۱۔ بیہ کی مد ۲۲
					موصی الیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	نہیں ہو سکتا .. ۷۔ نکاح و مصاحبت زن حاملہ یکے ساتھ .. .. ۸۔ زوجہ کی مدد ۹۔ عورت شکوہ کو اپنی جا پیدا خاص کی نسبت استحقاق مطلق حاصل ۱۰۔ نکاح کی مدد ۱۱۔ نکاح جو شرط ناجائز کے ساتھ عمل میں آئے .. .. ۱۲۔ زوجہ کی ہن یکے ساتھ نکاح کرنا صحت حیات زوجہ کے ۱۳۔ مراسم فرود یہ نکاح ۱۴۔ نکاح جاریہ کے ساتھ ۱۵۔ ہر دو نسب نکاح ناجائز کی صورت میں .. .. ۱۶۔ عذرات پیش کرنا کی مدد ۱۷۔ نکاح ثانی مدت عدت میں ۱۸۔ تسلیم کرنا کی مدد ۱۹۔ نکاح اوس صورت میں جب دلی جائز موجود نہ ہو .. .. ۲۰۔ ولی کی مدد ۲۱۔ ماہیہ کا نکاح شخص ساوی یکے ساتھ .. .. ۲۲۔ ساوی الذریعہ ہر کی صورت	۱۴۲	۲۔ نابالغ اپنے کسی ولی کی رضی ہے نالشی کرنا مجاز ہے۔ ۳۔ اگر ایک فرین نے قبل نفل مقدمہ کے وفات پائی ہو تو بلا ہونے کا روانی جدید کے مقدمہ مقابلہ اوس کے وارثوں کے تجویز ہو سکتا نان و نفقہ ۱۔ زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے ۲۔ زوجہ کی مدد نابینا ہونا ۱۔ وارث کی مدد ناجائز فعل ۱۔ بیچ کی مدد ۲۔ بیہ کی مدت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ نکاح ۱۔ شرائط نکاح .. ۲۔ حصہ کی مدد ۳۔ مہر کی مدت ۴۔ گواہوں کی مدد ۵۔ اقرار کی مدد ۶۔ رضاعت سے نکاح باطل	۱۴۳	مفسر ۱۔ بیہ کی مدد ۱۹ محصّل ۱۔ وقف کی مدت ۱۳ و ۱۴ ۲۔ بیہ کی مدد ۱۱ مذہب ۱۔ زوجہ کی مدد ۵ سترو ۱۔ بیہ کی مدد ۲۳ متولی ۱۔ وقف کی مدد ۸ ۲۔ عبادہ نشین کی مدد ۳ ۳۔ عورت جاہلہ اور وقف کی منولہ ہونے کی مجاز ہے .. .. ۴۔ متولی مقرر کرنا سکونت ۵۔ ذکر عہد متولی .. .. ۶۔ استحقاق وراثت کی مدد موصی ۱۔ وصیت کی مدت ۲ و ۳ ۲۔ موصیہ کی مدد ۲ ن نالشی ۱۔ نالشی ہونا شکوہ عورت کا
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۲- بیہ کی مدت ۲۱ و ۱۲		۲۳- ازدواج نابالغہ کا ولی کی		۲۳- ازدواج نابالغہ کا ولی کی
	۳- قبضہ کی مدد ۶	۱۲۰	رضاندی ہے .. ..		۲۴- ولی نہونی کی صورت میں
	۴- نکاح کی مدد ۲۳		ایضاً		۲۵- اختیار کی مدد ۱
	۵- اختیار کی مدد ۱				۲۶- بالغہ عورت بلا اجازت
۱۳۰	جائز ہے .. ..	۱۶۰	۶- ولایت نکاح نابالغان ..		اپنے ولیوں کے مساوی الودجہ شخص کے
	۲- ذکر اوس جایداد موصیٰ بہ کا		ایضاً		ساتھ نکاح کر سکتی ہے .. ..
	جو موصیٰ کی وفات کے وقت آسکے		۸- نالاش کی مدد ۲	۱۳۱	۲۷- سادی الودجہ نہونی کی صورت
۱۲۹	قبضہ میں نہوں .. ..		نابالغی		میں ولی متعرض ہو سکتے ہیں
	۳- ذکر وصیت کا بابت اوس		۱- صورتیں جنکے باعث سے نابالغی	ایضاً	۲۸- اگر نابالغہ کا نکاح شخص سے
	جایداد کے حساباً ایک جز موصیٰ کی	۱۳۱	جاتی رہتی ہے		یا غیر سادی الودجہ کے ساتھ ہوا ہو
	ملک سے نہوا اور جو ایسے شخص کے		۲- ہر کی مدد ۳		تو انصاف اوسکا دیوں کی جائیگی
	نام عمل میں آجین سے بعض وارث		نذرانہ		عمل میں آسکتا ہے
۱۳۱	ہوں .. ..		۱- وقف کی مدد ۱۱	ایضاً	۲۹- زن بالغہ کو اپنے نکاح کا
	۴- اگر مالک جایداد کسی شخص کے		نسب		اختیار ہے .. ..
	نام دست آویز اس غرض سے لکھتا ہے		۱- فراش کی مدد ۲	۱۳۲	۳۰- نسب کی مدد ۲
	کہ شخص کو رادسکی وفات کے بعد		۲- اگر نسب اوس اولاد کا جو حرحہ		۳۱- شہادت کی مدد ۵
	اوسکی جایداد کا مستحق ہوگا تو ایسا		بطن سے ہو تسلیم کیا جائے تو یہی ثبوت		۳۲- نابالغ کی مدد ۶
۱۲۸	دست آویز باطل کا عدم ہے ..	۱۵۶	حرحہ کے نکاح کا شخص مقرر کیا گیا ہے		۳۳- ولایت کی مدد ۴
۱۲۹	۵- وصیت کی تعریف		۳- کس صورت میں اطفال کا نسب		۳۴- رق کی مدت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲
۱۳۱	۶- وصیت جسکی ایک شرط نابالغی	۱۵۷	بیزا قرار دینا ثابت ہو سکتا ہے		۳۵- نکاح زن حرحہ کا علامہ ..
	۷- اخذات درباب سلفہ و وصیت		۴- نسب سے منکر ہونا کس صورت	۱۶۹	نابالغ
۱۳۱	دینے موصیٰ بہ کے .. ..	۱۵۹	میں جائز ہے .. ..		۱- بیع کی مدت ۶ و ۸ و ۳
۱۳۲	۸- فرق مد کوڑہ بالا کے جو قبضہ				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	۶- نابالغ کی مد		۷- سجادہ نشین کی مد		۹- ذکر اوس وصیت نامہ کا جکی
۱۶۰	۷- ولیوں کی حقیقت بیان بالعموم		۸- متولی کی مد	۱۳۲	عبارت عام طور پر لکھی گئی ہو ..
۱۶۱	۸- لڑکے کی مان ولیہ مقرر ہو سکتی ہے		۹- مال وقف کی غور پر درخت	ایضاً	۱۰- ماخذ .. ..
	۹- مالش کی مد	۱۷۴	کس کے ذمہ ہوتی ہے ..		<b>واہب</b>
	۱۰- قرضہ کی مد	ایضاً	۱۰- استثنا .. ..		۱- بیہ کی مدت ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
	۱۱- غیر موجودگی کی مد		۱۱- نذرانہ جو بیہ کے نذر پر		۲- دست برداری کی مد
	<b>ولایت</b>		چڑھایا جاوے اور سیکے وارثوں کا		<b>وقف</b>
	۱- استحقاق کی مد	۱۷۶	حق ہے .. ..		۱- جائیداد اراضی مشترکہ غیر منقسمہ کا
۱۶۲	۲- مان کی ولایت کتب کے ساتھ		۱۲- در صورت نہونی وارثوں کے		وقف .. ..
ایضاً	۳- مان کا اختیار ولایت کے بعد	ایضاً	ورگاہ کے خادم مستحق نذرانہ ہونے کے	۷۱	۲- ذکر اوس صورت کا جب وقف
	۴- مان کا استحقاق ولایت پر جوہر		۱۳- قواعد و ربا تقسیم محاصل		کر نیوالا متولی کو جائیداد وقف پر
	اوس کے کھلج نالی کے زائل ہونے		جائیداد وقف ماہین ادن شخصوں		قبضہ مذہبی .. ..
۱۶۱	یہ .. ..		کے جیکے نام جائیداد وقف ہوئی ہو	۷۲	۳- جائیداد وقف کی نسبت استحقاق
	۵- اگر کھلج نالی کسی شہتہ وارث پر	۱۷۷	اور ان کے اہل خاندان کے ..		رشتہ نہیں بنتا اور نہ وہ بیع ہو سکتی
ایضاً	کے ساتھ ہو تو حق مذکور باقی رہتا ہے		<b>ولی</b>		یہ اور نہ انتقال اوس کا بوجھ
	۶- مان کا اختیار نسبت پر درخت		۱- بیہ کی مد ۱۲		دین ہر کے عمل میں آسکتی ہے
ایضاً	اطفال کے کتب تک رہتا ہے		۲- قبضہ کی مد ۲	۱۷۰	۴- جائیداد وقف کا اتنا ہی مستحق
ایضاً	۷- مان کا استحقاق لڑکیوں کی نسبت		۳- واسطہ داران پروری کا حق		اور متولی عہدہ سے سزا دل گیا جاوے
	<b>وارث</b>	۱۷۸	نسبت از دو وراج نابالغ کے ..	ایضاً	۵- اراضی وقف کا بیع متولی کی
	۱- عورت کا ترکہ داخل دیکھو		۴- محافظین پر ادا کرنا ہر کا لازم		جانب سے کہ صورت میں جائز ہے
	داروں کو نسبت ہے گو وہ کسی طرح	ایضاً	یہ .. ..	۱۷۱	۶- قاعدہ اوس صورت میں جو
۱۶۱	حاصل ہوا ہو .. ..		۵- کھلج کی مدت ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱		حاصل ہوا ہو پر صرف کیا جاوے
	۲- متولی کے وارثوں پر ادا		۶- غنا میت ۲۸	ایضاً	

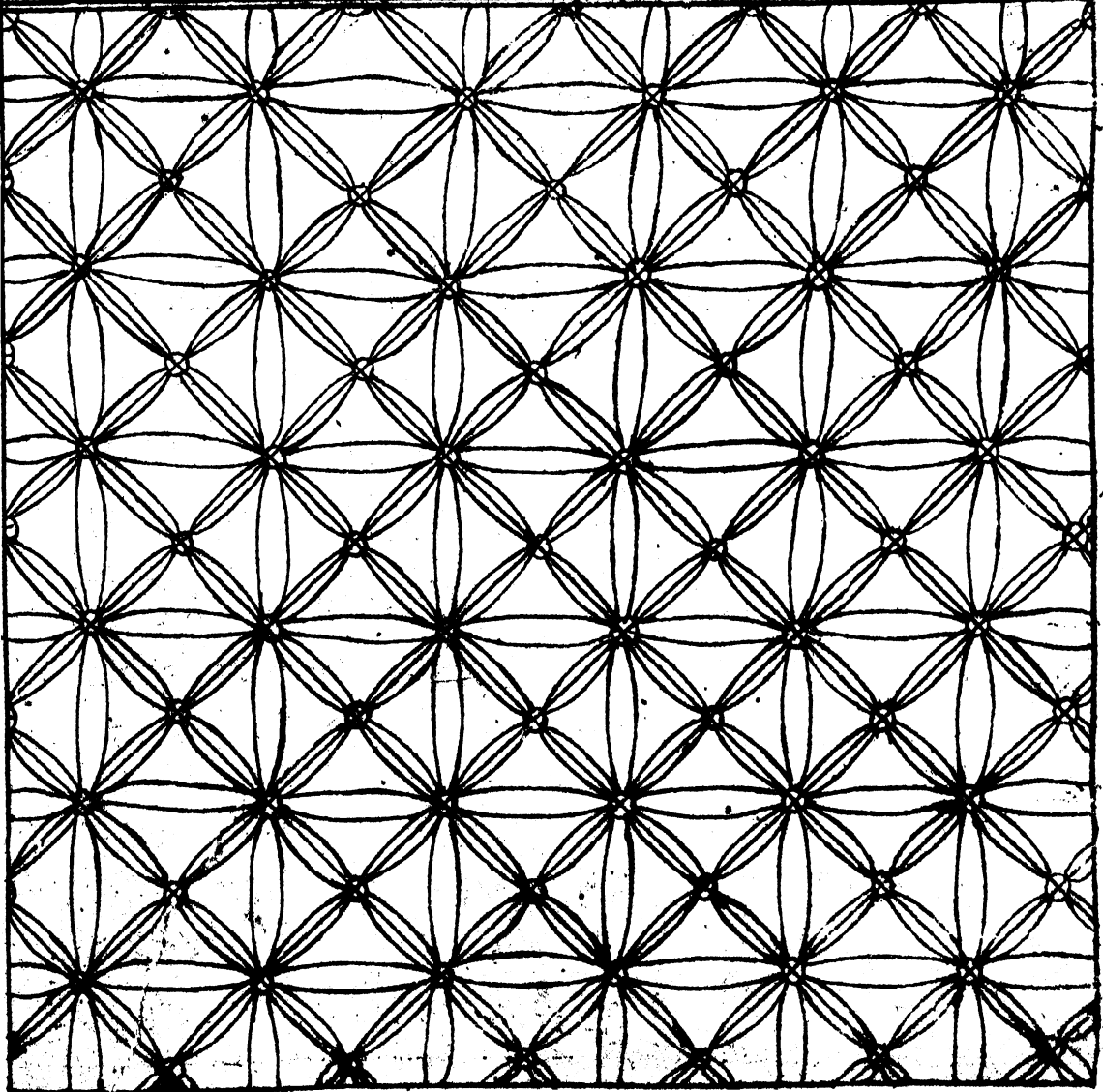
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۸	یہ ہو .. ..	۴۱	۶- ذمت کا دعویٰ شخص متوفی کے	۴۱	قرض نقد اور سیکے ترکہ کے لئے لازم نہ رہتا
	۱۷- استحقاق برادران و سہولگان	۴۲	۷- واسطہ سے جائز نہیں ہے	۳۲	۳- اگر زوج شوہر سے پہلے لاو لہ
	علاقہ کجالت موجود ہو تو سہولگان و		۸- نمونہ و نابینا ہونا مانع ارث		رجا تو زوجہ اور شوہر کے وارثوں کو
۵۱	دختران برادر حقیقی کے ..	ایضاً	نہیں ہے .. ..	۴۸	ترکہ مساوی پہنچتا ہے
۵۵	۱۸- زوجہ متوفیہ کی خاص جائداد		۸- دست بردار ہونگی مد		۴- حصے کی مدت مساکنہ کی جائیں
۶۶	۱۹- مطاقت جو ذمت پر مقدم ہے		۹- دعویٰ کے واسطے کچھ حد		۵- بیع کی مدت ۱۲
	۲۰- ہر کی مدت ۱۳	ایضاً	میں نہیں ہے		۶- ہر کی مدت ۱۷ و ۲۰
	۲۱- استحقاق بہر کی زوجہ کا		۱۰- اولاد غیر صحیح النسب کو ترکہ		۷- مالک کی مدت مساکنہ کی جائیں
	کجالت موجود ہو تو دختر اور بیٹا	۴۵	پوری سے ورنہ نہیں پہنچتا ..		۸- وصیت کی مدت ۲۱
	اور دختر لاکھ کی دختر کے اس صورت		۱۱- زوجہ کو علاوہ ہر کے فرضاً		۹- موصلی الیک کی مدت ۲۱
	میں جب مالک کا بیٹا قبل مر جائے	۴۷	حصہ پہنچتا ہے		۱۰- ہر کی مدت ۲۴ و ۲۹
۷۷	اپنی ہمیشہ اور بیٹیر زادہ کے مر گیا ہو		۱۲- پوتی کو کجالت موجود ہو تو بیٹے		۱۱- وقف کی مدت ۱۱
	۲۲- استحقاق اس صورت میں	ایضاً	کے ورنہ نہیں پہنچتا ہے		۱۲- شہادت کی مدت ۱۳
	جب بیٹا اپنی ہمیشہ اور بیٹیر زادہ		۱۳- اگر شوہر پہلے وفات پائے		۱۲- وراثت کی مدت ۱۳
۷۸	کی وفات کے بعد مر گیا ہو ..		تو صرف زوجہ شکوہ کی اولاد		۱۴- نالاش کی مدت ۳
	۲۳- دختر اور شوہر کا حق ناویا		اوسکے ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر		وراثت
	صورت میں جب بیٹا قبل تقسیم جا جاو		زوجہ شوہر کے رو برو مر جائے تو		۱- موروثی جائداد کی مدت ۲۱
۷۹	مر گیا ہو .. ..	۴۸	شوہر کے وارث ایک راجہ پانچکے		۲- جاریہ کی اولاد مثل دیگر اولاد
	۲۴- ذکر اس صورت کا جب ایک		۱۴- وارث کی مدت ۳	۴۲	ورثہ پاسکتی ہے .. ..
	زوجہ اور تین لہرا اور تین دختر		۱۵- ذکر اس صورت کا جب تین		۳- مرتد ہونگی مدت
	اور مالک اور دختر جو زوجہ بنا نہیں ہے		شوہر اول کے جن حیات و دست		۴- تنہی کی مدت ۱
	یہ موجود ہوں اور زوجہ اور شوہر	ایضاً	شخص سے کلن کرے		۵- اگر شہناہ قتل بخوبی ثابت
	ہوئے اور ایک بیٹی اور زوجہ بنا نہیں		۱۶- اولاد جو عورت کے کلن نہ ہوں	۴۳	ہو تو حرام ارث لازم نہیں آتا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	
۱۰۹	۱۰۔ بہ کیے ناجائز ہونی کی صورت ۱۱۔ جو درخت و اہلب کی اراضی استادہ ہوں اون کا پادو کی پیداوار غیر منقولہ کا بہ بغیر بہ ارضی کے ناجائز ہے ..	۵۲	۱۔ بہ قریب المرگ ہونیکے وقت ۲۔ فرق درمیان بیع و بہ کی شرائط جائزیکے .. ..	۸۲	پیشی ہونیکے بعد و بگریے وفات پائی ہو .. .. ۲۵۔ یرق کی مدت معائنہ کرو ۲۶۔ وقف کی مدت ۲۷۔ دعویٰ کی مدت ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳	
۱۱۰	۱۲۔ بہ بنام مہوب الیہ نابالغ کے بجائت موجود ہونے والی جائزیکے ۱۳۔ عدم تعین جایداو مہوب بہ جسکی کیفیت بہ بہ کیے معلوم ہو	۹۲	۳۔ بہ جو بجات صحت یا علالت عمل میں اپنے .. ..	۱۰۶	واسطہ وار بعید ۱۔ محرمی کی مدت ۲۔ بہن کے پیشہ واسطہ داران بعید بین داخل ہیں .. ..	
۱۱۱	۱۴۔ بہ الی جایداو کا جو درہب کے قبضہ میں نہو کس صورت میں جائز ہے .. ..	۱۰۷	۴۔ اراضی کا زبانی بہ جائز ہے ۵۔ ذکر اوس بہ اور بیع کا جسکا تعین نہوا ہو .. ..	۱۰۷	۵۶	۵۶
۱۱۲	۱۵۔ بہ بنام غلام .. ۱۶۔ دست آویزات کی مدت ۱۷۔ بہ کے باب میں و اہب کے درنا کی اجازت ضرور نہیں ہے	۱۰۸	۶۔ بہ غیر منقسمہ جو تین شخصوں کے نام کیا گیا ہو اور پورا بہ واہب کے حین حیات قابض نہو ہوں ناجائز ہے ۷۔ اپنے استحقاق سے زیادہ بہ کرنا جائز نہیں ہے اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہے	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۱۱۳	۱۸۔ جب و اہب اپنی کل جایداو صرف ایک شخص کے نام بہ کرے تو تصریح ضرور نہیں ہے .. ۱۹۔ جایداو غیر منینہ کا بہ و مہوب کے نام جائز ہے گو جایداو مذکور قابل تقسیم ہو .. ..	۱۰۹	۸۔ اگر دو شخصوں کے نام بہ لپی جایداو کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل میں آئے تو قبل حوالہ کرنا جایداو کے تقسیم ادسکی ضروری ہے .. ۹۔ بہ اوس جایداو کا جو حین حیات و اہب کے قبضہ میں نہو ناجائز و باطل ہے .. ..	۱۲۳	۱۲۳	۱۲۳
۱۱۴	۲۰۔ اعتراض شاع اوس صورت	۱۰۹	۱۰۹	۱۴۰	۱۴۰	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	مید بہ ادبیر بلا دیکے کسی خردی		۳۲- بہ جردادی کی جانب سے		بین صادق بنین آنا جو ایک
۱۲۳	ذخیرہ سے ..	۱۲۰	پر تیکے نام عمل میں آئے	۱۱۲	صرف ایک مہربوب الیہ جو
۱۲۵	۴۴- تکمیل سے کی شرائط ضروری	ایضاً	۳۳- بہ غیر قابل اشتداد		۲۱- بہ جو باب کی جانب سے
	۴۵- بہ مکان کا ایک شخص کی		۳۴- باب اور چچا کا بہ کرنا	ایضاً	پسر نابالغ کے نام کیا جائے
۱۲۶	جانب سے دو آدمیوں کے نام	۱۲۱	پسر نابالغ کے نام		۲۲- بہ مشاع ہو سکتی وجہ سے
	۴۶- ماخذ در باب شرائط		۳۵- بہ قریب المرگ ہو سکتی حالت	۱۱۵	کس صورت میں ناجائز تصور ہوگا
ایضاً	ضروری ہے کہ ..	ایضاً	میں ..		۲۳- بہ جسکی شرائط ناجائز
	۴۷- بہ ایک آدمی کے نام		۳۶- دیگر ورثا کو محدود کرنا	ایضاً	ہوں ..
ایضاً	دو شخصوں کی جانب سے	ایضاً	مذموم سے ..		۲۴- مان کی طرف سے جو بہ
	۴۸- ذکر زرد اصلاط کا جاننا	ایضاً	۳۷- مگر بہ جائز تصور ہوگا		عمل میں آئے ستر دہنیں ہو سکتا
۱۲۸	بہ کی صورت میں ..		۳۸- مواخذہ بابت جواز سے	ایضاً	اور نہ بعد وفات مہربوب الیہ کے
	۴۹- بہ اراضی کی تکمیل حاصل	ایضاً	بہ کے ..		۲۵- اگر مہربوب الیہ کو قبضہ
ایضاً	کے انتقال سے نہیں ہوتی	ایضاً	۳۹- الیسا بہ مذموم سے		نہ ملا ہو تو جایداد مہربوب مان کی
۱۲۹	۵۰- فرق باہن تملیک اور بہ		۴۰- زوجہ کے نام بہ کرنا جائداد	ایضاً	طرف فرضا خود کر سکتی ہے۔
ایضاً	۵۱- بہ سے مراد کیا ہے		غیر کا دست نہیں ہے گو شخص کو		۲۶- بہ بالعوض کی مد
	۵۲- جویشے نکاح کی بابت		کی تحریری اجازت سے ایسا عمل		۲۷- بہ بشرط العوض کی مدت او
۱۳۴	دیجاوہ والیسی کے قابل سے	۱۲۲	میں آیا ہو ..	۱۱۸	۲۸- بہ کی دو تہیں ہیں
	۵۳- جویشے تحفہ دیجیسے اور		۴۱- اجازت ہونی کی صورت	ایضاً	۲۹- بہ مطلق ..
	وہ موجود ہو تو واپس نہ جاسکتی		میں دوسری زوجہ کو بدرجہ	ایضاً	۳۰- بہ مقید
ایضاً	سے ..	۱۲۳	اولی کہ جایداد تملیک کی		۳۱- اگر بہ ناجائز ہو اور واپس
	۵۴- کل جایداد کا بہ دوسری	۱۲۲	۴۲- بہ کرنا جائیداد مشترکہ کا		اوس میں جیمانہ پر جو مہربوب الیہ
	زوجہ کے نام جائز ہے گو اولاد		۴۳- بہ مکان کا اور مسعودین		کی جانب سے لکھا جائے دستخط ہونا
۱۳۶	زوجہ اول سے جردی		باطل اور ناجائز ہے جبکہ وہ	۱۱۹	کریے تو بیع جائز ہے ..

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۶	ہر نافرور نہیں ہے ..	۱۱۶	۳۔ اخذات ..		۳۰۵ دعویٰ کی ۱۲
ایضاً	۳۔ اخذات ..	۱۱۸	۴۔ ہب بشرط العوض ..		ہب بشرط العوض
۱۱۸	۴۔ ہب بالعوض ..		ہب بالعوض	۱۱۶	۱۔ ترفیض ہب بشرط العوض
	۵۔ ہب بالعوض کی وہ صورت	۱۱۶	۱۔ ترفیض ہب بالعوض ..		۲۔ ایسا ہب مثل بیع کی ہے اور
	جمین فریقین سے روپہ نہاد		۲۔ ایسا ہب مثل بیع کی ہے اور		اس کے جواز کیلئے قبضہ حاصل ہونا
۱۱۹	بین دیا گیا ہو ..		اوپر کے جواز کیلئے قبضہ حاصل	ایضاً	ضرور نہیں ہے ..

تمام ہوتی فہرست مضامین نظائر مسائل شرع





# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اصول شرع محمدی

وراثت و معاہدات اور امور متفرقہ کے بیان میں

### پہلا باب

اصول و وراثت

## \* فصل پہلی \*

کلیات

- ۱ از رویہ شرع محمدی کے ہر قسم کی جاہد اور پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ خواہ مردنی ہو یا کسویہ رتہ پہنچتا ہے +
- ۲ خلف اکبر مرنے کی وجہ سے حق زیادہ نہیں ہو سکتا بلکہ جتنے بیٹے ہوں سب کو رتہ برابر پہنچتا ہے +
- ۳ اگر ورثہ دختر اور سہر کو بشمول بیٹے تو دختر کا حصہ سہر کے حصہ سے نصف ہوگا +
- ۴ اگر ایک سہر یا کسی وارث کے حق میں بغیر دیگر وارثوں کے وصیت کی جائے تو ایسی وصیت بلا رضامندی اور بیٹوں یا وارثوں یا ذمہ داروں کی رضامندی سے درست نہیں ہو سکتی +
- ۵ مطالبہ دیون کا وصیت پر مقدم ہے اور قبل تقسیم ورثہ کے وصیت کا نفاذ ہونا چاہئے مگر شرط یہ ہے کہ جاہد اور وصی ہر دو کے درمیان ایک شخصیت ہو +
- ۶ غلامی اور قتل انسان اور اخلاص دین اور اخلاف متابعت حاکم کے سبب سے ارث کا استحقاق زایل ہو جاتا ہے +
- ۷ لیکن جو شخص دین محمدی کے پیرو نہ ہوں وہ اپنے اہل ذمہ کے وارث ہو سکتے ہیں اور جو شخص برین سلاحتی کے پیرو ہیں انکی نسبت خلاف ار باغ ارث نہیں +
- ۸ شخص ستونی کا ترکہ اس کے مختلف قرابت داروں کو بقدر سهام حسب ذمہ کے زمانہ واحد میں مل سکتا ہے اور یہ جائز ہے کہ زمانہ واحد کچھ ترکہ وارثان اعلیٰ کو پہنچے اور کچھ اسفل کو +
- ۹ جو شخص اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اسکا بیٹا قابل مقام اسکا نہیں ہو سکتا یعنی جس طرح کہ خود سہر ستونی بحالت زندگی کے حقدار ہوتا اور سطر ح میثا اسکا حقدار نہ ہوگا بلکہ اگر سہر ستونی کا کوئی بیٹا موجود ہو تو وہ بیٹا محدود الارث ہوگا مثلاً زید دادا اور بکر باپ اور عمرو بیٹا ہوا اور بکر اپنے باپ کے سنیے مویا ہے تو عمرو کو اپنے پدر بکر کی نام مقامی کا استحقاق حاصل ہوگا بلکہ ستونی کا زید کے دیگر سہران کو پہنچا +
- ۱۰ بیٹے اور پوتے اور ادنیٰ اولاد بیٹی کے واسطے گو اس اولاد کا واسطہ مورث سے کتا ہی امید ہو کہ کسی حصہ خاص میں نہیں ہے قاعدہ ہے اور پوتے کے واسطے حصہ خاص میں نہیں ہے +
- ۱۱ کلیہ یہ ہے کہ جو کچھ جاہد اور بعد دینے حصوں کو بیکر مستحق کہے وہ بیٹے اور پوتے اور اولاد ذکور کا حق ہے لیکن در صورت بیٹہ دختر کو بیکر مستحق کہے +
- ۱۲ نسبت بچہ کس حصہ کے نصف حصہ ملتا ہے مثلاً اگر باپ اور ماں اور شوہر یا زوجہ یا بیٹیاں وارث ہوں تو سہران کو قلیل حصہ ملتا ہے لیکن اگر بیٹیاں اور دیگر حصہ دار جائز نہ ہوں تو کل جاہد اور پر ان کو پہنچتا ہے +

ہر قسم کی جاہد اور پر بلا تخصیص پہنچتا ہے  
خلف اکبر +  
دختر کا حق بشمول سہر کے  
وصیت بحق وارثوں کے  
ذکر فرض و جاہد اور وصی اور +  
مجبور الارث ہر سبب +  
استثناء +  
ارث ہونا مستعد و شخص کا  
زمانہ واحد میں +

بزرگہ تمام مقامی کے حق  
وارث حاصل نہیں ہوتا +  
بیٹے اور پوتے کے واسطے  
حصہ خاص میں نہیں ہے  
بچہ اور پوتے اور اولاد ذکور کا حق ہے لیکن  
دختر کو بیکر مستحق کہے +  
بچہ اور پوتے اور اولاد ذکور کا حق ہے لیکن  
دختر کو بیکر مستحق کہے +

تفصیل ان وارثوں کی جو رشتہ پانے سے محروم نہیں رہ سکتے قواعد عام اور باب حصہ بہائون اور بیٹوں کے حصص ذوی الفروض ذکر حصص عصبات

۱۱ والدین اور اولاد اور شوہر اور زوجه قطع نظر تعداد اور بعد یا قرب بکر و ولد لڑکی کے ہر حال میں حصہ پانے کے مستحق ہیں +

۱۲ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بہائی کو بہن سے دو چند حصہ ملے مگر یہ قاعدہ برادران و ہمیشہ گان یا خانی کی نسبت صادق نہیں آتا +

۱۳ جو شخص صرف ذوی الفروض میں نہ عصبہ اور نہ حصہ نکالتا ہو سکتا ہے لیکن جو لوگ کہ علاوہ ان سہام میں نہ کسی عصبہ ہی ہو سکتے ہیں ان کے حصہ کے باب میں کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہیں پاسکتا بلکہ ایسے حصے کا تین ہر صورت خاص پر موقوف ہے۔ مثلاً چونکہ زوجه و شوہر صرف سہام میں سے مستحق ہیں لہذا کل صورتوں میں حصہ ان کا مقدر ہے مگر بیٹیاں اور بیٹن بعض صورتوں میں سہام میں سے مستحق ہیں اور بعض صورتوں میں عصبہ میں اور باقیہ ردا وہی بعض صورتوں میں عصبہ ہوتے ہیں لہذا ان کے حصص کا تین دیگر وارثوں کی تعداد اور ان کے بعد و قرب پر منحصر ہے +

۱۴ اگر بیٹے موجود نہ ہوں تو بیٹیاں ذوی الفروض میں اور علی بن القیاس در صورت موجود نہ ہونے بہائون کے بہنیں ہی ذوی الفروض ہیں مگر حالت بچہ بیٹے یا بہائی کے بیٹیاں اور بیٹن صرف عصبہ ہوتی ہیں اور اگر بیٹے یا بیٹے موجود ہوں تو دادا اور باب ذوی الفروض ہوتے ہیں اور جب صرف بیٹیاں ہوں تو ویسے عصبہ اور نیز ذوی الفروض ہوں گے +

### فصل دوسری

ذوی الفروض اور عصبات کے بیان میں

۱۳ اگر ستونی یا ایک لہر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد لہری کا واسطہ کتنا ہی بید ہو شوہر کو ترکہ شوہری سے اہلوان حصہ ملتا ہے اور اگر

بچہ کا حصہ +

کچھ اولاد نہ ہو تو ایک ربع +

۱۵ اگر شوہر یا ایک لہر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد لہری کا واسطہ کتنا ہی بید ہو شوہر کو ترکہ شوہری سے اہلوان حصہ ملتا ہے اور اگر

شوہر کا حصہ +

۱۶ اگر بیٹیاں نہ ہوں اور صرف ایک ہی دختر ہو تو دختر کو ترکہ سے شہر عا نصف حصہ پہنچتا ہے +

دختر کا حصہ +

۱۷ اگر بیٹیاں نہ ہوں اور دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو حصہ ان کا ترکہ سے شہر عا دو ثلث ہوگا +

دو یا زیادہ دختر کا حصہ

۱۸ اگر لہر موجود نہ ہو اور نہ دختر اور نہ پوتا تو بیٹیاں مثل غمخون یک حصہ پانے لگی یعنی ایک پوتی ہو تو اس کو نصف حصہ ملے گا اور دو

لہر کی دختر کا حصہ +

یا ویسے زیادہ ہوں تو دو ثلث ملین گے +

۱۹ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو پوتوں کو چھ پنچا ہے اور اگر دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو پوتوں کو کچھ نہیں ملے گا +

انہما

۲۰ اگر پوتا یا پوتیاں موجود ہو تو پوتوں کو بقدر نصف اس حصہ کے ملتا ہے جو پوتا یا پوتیاں کو پانے کو ملے +

لہر کی دختر کا حصہ

۲۱ اگر بیٹیاں یا پوتیاں یا اس سلسلہ میں اولاد نہ ہو یا باپ یا دادا موجود ہو تو ہلالی ظالمیہ ہونے اور لڑکوں کے بہائی اور بیٹوں کو ستونی

بہائی اور بیٹوں کا حصہ

کی جا یا ویسے کچھ حصہ نہیں پہنچتا ہے +

۲۲ برادران حقیقی کے موجود ہونے کی حالت میں بہن کو بقدر حصہ بہائی کے نصف حصہ ملے گا اور چونکہ بہائی ایسی صورت میں عصبہ ہوتے ہیں لہذا تین ان کے حصہ کا سبب حال صورت خاص کی ہوگا +

انہما

- ۲۳ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور پوتیاں موجود ہوں اور حقیقی بہائی ہی ہو لیکن صرف ایک بہن ہو تو اسکو جائیداد نصف حصہ ملیگا۔  
 بہائی اور بہن کا حصہ۔  
 ایضاً
- ۲۴ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور پوتیاں نہ ہوں اور حقیقی بہائی ہی ہو لیکن دو یا دو سے زیادہ بہن موجود ہوں تو اسکو جائیداد دو ٹلٹ ملیں گے۔  
 ایضاً
- ۲۵ اگر بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں لیکن بہائی بہن تو بہنوں کو بعد پلنے حصے بیٹوں اور پوتوں کے باقی جائیداد بے کی معینی اگر  
 ۴ اگر ستونی کا دادا موجود ہو تو حسب طریق اہل نسبت اس کے برادران حقیقی و علاقائی محبوب الارث ہوں گے اور اہل تشیع جو مطابقت کا دخل اس کے  
 عمل کرتے ہیں ان کی ریسے اس باب میں مختلف ہے دادا اور دادی کا لفظ ان کل مورثان اصول پر جاوے گی، جبکو ستونی کے ساتھ بغیر واسطہ کسی  
 عورت کے قرابت حاصل ہو۔
- ۲۶ صرف ایک بیٹی یا پوتی ہو تو جائیداد نصف اور در صورتیکہ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ایک ٹلٹ ملیگا۔  
 ۲۷ برادران و ہمیشہ گان اجنابی اور علاقائی میں بہ فرق ہے کہ برادران و ہمیشہ گان علاقائی کو بحالت موجودہ حقیقی بہائی اور بیٹوں کے جائیداد سے  
 تفرکہ نہیں پہنچ سکتا لیکن برادران و ہمیشہ گان اجنابی بشمول برادران حقیقی کے سخی ارث ہوتے ہیں۔  
 ۲۸ اگر ستونی کی صرف ایک ہی حقیقی بہن ہو تو ہمیشہ گان علاقائی در صورت نہ ہونے پر حقیقی کے سخی حصے کے ہوں گے۔  
 ۲۸ اگر ستونی کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں یا بیٹے ہوں تو خواران علاقائی در صورت نہ ہونے پر حقیقی کے کچھ حصہ نہ پائیں گی۔  
 ۲۹ لیکن اگر علاوہ خواران علاقائی کے انکا برادر حقیقی ہی ہو تو ہمیشہ گان کو بقدر نصف حصہ برادر مذکور کے ملیگا۔  
 ۳۰ برادران و خواران اجنابی کی صورت میں عورت اور مرد کا حصہ مساوی ہوتا ہے مگر برادران و ہمیشہ گان حقیقی اور علاقائی کی حالت میں اس  
 بہن ہو سکتا۔ اور قاعدہ کلیہ کہ مذکور کہ نسبت انانث کے دو چیز حصہ ملنا چاہیے برادران و ہمیشہ گان اجنابی کی اولاد سے  
 متعلق ہوگا۔
- ۳۱ اگر ایک بہائی یا بہن اجنابی موجود ہو تو اسکو چھٹا حصہ پہنچا لیتے ہیں ستونی یا اس کے بیٹے کی اولاد یا باپ یا دادا انہوں اور اگر دو یا دو سے  
 زیادہ اجنابی بہائی یا بہن ہوں تو اس صورت میں انکو ترک کا ٹلٹ ملیگا۔  
 ۳۲ اگر ستونی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ میں کوئی اور اولاد ہو تو باپ کو چھٹا حصہ پہنچاگا۔  
 ۳۳ اگر ستونی یا اس کے بیٹے کی اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بہن و بہائی موجود ہوں تو مان کو چھٹا حصہ پہنچاگا۔  
 ۳۴ اگر شہر یا زوج مرچا اور اس کے با اس کے بیٹے کے اولاد نہ ہو مگر صرف ایک بہائی یا بہن موجود ہو تو مان کو در صورت موجود ہونے پر دادا کے  
 شہر احصہ ملیگا اور اگر باپ موجود ہو تو بعد دینے حصص عدا زوجین کے باقی جائیداد سے ایک ٹلٹ پہنچاگا۔  
 ۳۵ اگر باپ موجود ہو تو دادا کو جائیداد سے کچھ حصہ نہیں پہنچتا۔  
 ۳۶ اگر ستونی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ میں کوئی اور اولاد ہو اور باپ موجود نہ ہو تو دادا کو چھٹا حصہ پہنچاگا۔  
 ۳۷ اگر مان موجود ہو تو مان کا کچھ حق نہیں ہے اور بحالت موجودہ باپ کے دادی کو کچھ حصہ نہ ملیگا۔  
 ۳۸ اگر دادا موجود ہو تو جدات کا کچھ حق نہیں ہے الا خاص دادی سخی ترک ہوگی کیونکہ اسکی قرابت دادا کی نسبت سے نہیں ہے۔  
 جدات  
 نسبتاً

حصہ جہات محمود فاسدہ  
دو یا دو سے زیادہ جہات کا  
بخالت موجود کی جہہ تریہ کی چیز  
میبودہ محروم رہیگی  
مورثان فاسدہ

۳۹ نانی کو نواسیہ کے ترکہ سے چہتا حصہ ملتا ہے اور اگر باپ نہ ہو تو دادی ہی چہتہ حصہ کی سہی ہے  
۴۰ اگر دو یا تین جہات سادی درجہ کے موجود ہوں تو ہر ایک ترکہ کے ایک سدس میں حقدار سادی ہوگی +  
۴۱ بجالت موجود ہونے جہہ تریہ کے جہہ بعیدہ محروم ہوگی +  
۴۲ نانا اور نانا کی ماں سہی ترکہ نہیں ہیں کیونکہ وہ سہی ذوی الفروض میں داخل ہیں نہ عصبیات میں اور ان کو مورثان فاسدہ کہتے ہیں +

فصل تیسری

ذوی الارحام کے بیان میں

ذوی الارحام صنف اول

۳۳ اگر بیٹیا یا دختر یا پوتا یا پوتی یا اسی سلسلہ میں کوئی اور اولاد یا باپ یا دادا یا ذکور سے کوئی اور وارث نسبی یا مان یا نانی یا دادی یا انات سے کوئی اور وارث نسبی یا زوجہ یا شوہر یا بہائی یا برادر علاقائی یا اخیافی یا حقیقی یا برادران حقیقی یا علاقائی یا اخیافی یا بیٹے یا ہمیشہ علاقائی یا اخیافی یا حقیقی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا اسی سلسلہ میں کوئی اور اولاد موجود نہ ہوں تو دختر اور دختران کی اولاد کو وارثہ بیٹیگا اور وضع ہوگا بیٹہ شخاص مذکور الصد کے بیٹیاں اور پوتیاں ذوی الارحام صنف اول کہلاتی ہیں اور باقی ذوی الفروض یا عصبیات میں +  
۳۴ جن دارفون کا ذکر اس جگہ کیا گیا ہے مغلجہ اون کے ذکور سے باپ اور دادا اور وارث نسبی اور شوہر اور برادر اخیافی اور انات بیٹی اور پوتی اور زوجہ اور مان اور دادی اور ہمیشہ حقیقی اور علاقائی اور اخیافی ذوی الفروض میں اور حصہ اون کا باعتبار صورت +  
۳۵ در صورت ہنوز وارثان مذکور الصد کے اس قسم کے اجداد اور جہات وارث ہوتے ہیں جو ذوی الفروض اور عصبیات میں داخل نہ ہوں اور ان کو ذوی الارحام صنف دوم کہتے ہیں +

ذوی الارحام صنف دوم

۳۶ اگر شخاص مذکور الصد نہ ہوں تو ہمیشہ کی اولاد اور بہائی کی بیٹیاں اور برادران اخیافی کے بیٹے ترکہ بائیں گے اور ان کو ذوی الارحام صنف سوم کہتے ہیں +

ذوی الارحام صنف سوم

۳۷ اگر وارثان مذکور الصد ہی نہ ہوں تو عمام اور اعمام اخیافی اور مامون اور خالہ وارث ہوں گے اور ان کو ذوی الارحام صنف چہتم کہتے ہیں +  
۳۸ در صورت موجود ہونے ان دارفون کے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے عمام اور اعمام اخیافی اور مامون اور خالہ کی اولاد حصہ بائیں گی +  
۳۹ جو قواعد کلیہ کہ اوپر بیان ہوئے ہیں اون کے مطابق عصبیات کے بعد ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں مگر ان قواعد کی نسبت بیٹیاں یہ ہے کہ اگر ترکہ کسی ایسے غلام کا جو آزاد کیا گیا ہو تو اس کا مالک اور مالک کے وارث بترجیح ذوی الارحام متوفی کے وارثہ بائیں گے +

ذوی الارحام صنف چہام

ذوی الارحام کی اولاد

استثنا نسبت اس غلام  
جو آزاد کیا گیا ہو +

۴۰ قاعدہ در باب وراثت ذوی الارحام صنف اول کے یہ ہے کہ ان کو بطریقہ ترتیب کے حصہ پہنچا ہے اور در صورت سادی ہونے درجہ کے اون شخص کو جو بواسطہ کسی وارث کے دعویہ ہوں +  
مختلف ہر تالیف اور بعض خاص صورتوں میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے وہ ترکہ سے بالکل محروم رہتے ہیں اور باقی وارث صرف عصب میں اور ان کے واسطے کوئی حصہ خاص مقرر نہیں ہے +

قواعد وراثت ذوی الارحام  
صنف اول +

مقابلہ اور مخصوص کی ترجیح حاصل ہے جو بذریعہ شخص غیر وارث کے دعویٰ ہونے سے مستثنیٰ ہوتی ہے اور نواسی کا بیٹا سادی درجہ سے قرابت دار ہیں مگر بونتی کی بیٹی کو اس وجہ سے ترجیح ہے کہ بونتی خود ہی وارث ہے اور نواسی وارث نہیں ہے اگر سادی درجہ سے وارث ہوں اور جن مخصوص کے ذریعہ سے وہ دعویٰ وارث ہوں سے باعتبار استحقاق وارث یکساں ہوں مگر اولیٰ کسی بیٹی سے زیادہ ذکر اور اثاثہ کا اختلاف ہو تو ترکہ بلحاظ اس خزانہ کی تقسیم ہوگا اور جس بیٹی سے یہ خزانہ شروع ہوا اسکا لحاظ رکھا جائیگا اور اس کی دونوں سہانہ مقابلہ نواسی کے دو نواسوں کے دو چند پائین کی کیونکہ نواسی کی نواسیوں کا مورث مرد تھا اور اسکا حصہ نسبت عورت کے دو حصہ سے ہے

۵۰ اگر ذوی الارحام صنف دوم کو ایک ہی جانب سے قرابت حاصل ہو تو اول کو حسب یقین مذکورہ بالا بلحاظ اول کے قرابتی رشتہ داروں میں سے استحقاق و عدم استحقاق وراثت کے درجہ پہنچایا اور اشخاص کو درمیان مرد و عورت کا بھی لحاظ کیا جائیگا اور اگر وہ ایک ہی جانب سے قرابت دار ہوں تو واسطہ داران پوری کو دو ٹولٹ اور واسطہ داران مادری کو ایک ٹولٹ بلا لحاظ جنس دعویٰ داروں

قاعدہ در ذوی الارحام صنف دوم +

+ ابو یوسف کی یہ رائے ہے کہ جب شخص جو درمیان مورث اور دعویٰ داروں کے واسطہ میں باعتبار وارث یکساں ہوں تو دعویٰ داروں میں مرد اور عورت کا لحاظ کیا جائیگا نہ اشخاص درمیانی میں اگرچہ یہ قاعدہ بہت صاف ہے لیکن اکثر تسلیم نہیں کیا گیا ہے +

کے پہنچایا + +

قاعدہ در ذوی الارحام صنف سوم +

۵۱ جو قاعدہ کہ ذوی الارحام صنف اول کے واسطہ میں، وہی صنف سوم سے بھی متعلق ہے مثلاً برادرزادہ کی دختر اور بیانی کا بیٹا متوفی سے سادی درجہ کی قرابت رکھتے ہیں لیکن برادرزادہ کی دختر کو ترجیح ہوگی کیونکہ برادرزادہ وارث عصبہ ہے اور جبکہ داروں کی قرابت سادی ہو تو ایسی حالت میں وہی قاعدہ جو صنف اول کی نسبت قرار پایا ہے ایسی صورت سے بھی متعلق ہوگا +

قاعدہ در ذوی الارحام صنف چہارم

۵۲ ذوی الارحام قسم چہارم کی نسبت اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ در صورت سادی سبب جہات قرابت کے اعمام اور عمت حقیقی کو متوفیوں کی ترجیح ہے اور اعمام اور عمت علاقائی کو مقابلہ اجانی کی ترجیح ہے اور اگر ذریعہ قرابت سادی ہو مثلاً حقیقی مومن اور خالد دعویٰ دار ہوں تو مرد کو نسبت عورت کے از رو قاعدہ دو چند حصہ پہنچایا لیکن اگر ایک دعویٰ دار صرف باپ کی جانب سے قرابت رکھتا ہو

+ اس قاعدہ کی تفسیر اس طرح ہو سکتی ہے کہ اگر نانا اور نانا کی ماں دعویٰ دار ہوں تو چونکہ نانا کا واسطہ متوفی سے زیادہ قریب ہے لہذا نانا کی ماں ترکہ نہ پائے گی اور اگر نانا کی ماں اور نانا کا باپ دعویٰ دار ہوں تو ایسی حالت میں یہ دونوں باعتبار قرابت و جہت کے سادی ہیں اور ایک ہی شخص کے واسطہ سے دعویٰ دار ہیں پس اس صورت میں درباب تقسیم ذرئہ کے دعویٰ داروں کی جنس پر لحاظ کر کے مرد کو نسبت عورت کے دو چند حصہ دینا چاہیے +

اور دوسرا صرف ماں کی طرف سے تو ایسی صورت میں دعویٰ داران خزانہ کو مقابلہ دعویٰ دار مقدم الذکر کے ترکہ پہنچایا مگر شرط یہ ہے کہ دعویٰ داروں کی جہات قرابت مختلف ہوں مثلاً اجانی خالد کو مقابلہ علاقائی خالد کے ترکہ پہنچایا لیکن اگر دعویٰ داروں کی قرابت کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک دعویٰ دار حقیقی بیوی ہو اور دوسری حقیقی خالد تو ایسی حالت میں بیوی کو ترجیح ہوگی گو اسکو نسبت واسطہ پوری کے حصے لینے کے

قاعدہ در ذوی الارحام صنف اول +

۵۳ درباب وراثت اولاد ذوی الارحام یعنی مومن اور خالد کی اولاد کے قواعد ذیل لکھے جاتے ہیں اور واسطہ دار کی قرابت کا لحاظ نہیں کیا گیا

ساتھ مقدم ہے اگر قرابت مساوی ہو تو اس شخص کو جو بذریعہ وارث کے دعویٰ دار ہو نسبت اس شخص کے ترجیح ہوگی جو وارث کے ذریعہ سے دعویٰ دار ہو اور ایسی حالت میں دعویٰ داروں کے مرد اور عورت ہونے کا لحاظ نہیں کیا جاتا مثلاً چچا کی دختر کو مقابلہ بہوپی کے لیے کہہ کر پہنچا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بہوپی کو متوفی کے مان اور باپ کی جانب سے واسطہ پہنچتا ہو اور چچا کو صرف مان کی طرف سے لیکن اگر حقیقی بہوپی کا بیٹا اور حقیقی یا علاقائی خالہ کا بیٹا دعویٰ دار ہوں تو خالہ کا بیٹا مقابلہ بہوپی کے پیشے کہہ کر یہ محروم نہ ہوگا اور صرف فرق ہسقد رہے کہ واسطہ دار پر مگر درملت اور واسطہ دار ماری کو ایک نٹ پہنچتا ہے اور اگر قرابت کے واسطہ اور جہات یا اون شخصوں کی جنس میں جکے ذریعہ سے دعویٰ ہو اختلاف نہ تو ایسی حالت میں خود دعویٰ داروں کی جنس کا لحاظ ضروری ہے +

قاعدہ شش در الجلاذ  
ذوی الارحام کی اولاد

۴۵ جو قاعدہ کہ اولاد صنف اول سے متعلق ہے اسی کے مطابق اولاد ذوی الارحام کے وارثوں میں ترک تقسیم ہوتا ہے مثلاً برادر عم زاد کی دو نو اسپون کو مقابلہ دو بیٹوں چچا کے نو اسپون کے دو چند حصہ پہنچا مگر شرط یہ ہے کہ چچا کی قرابت مساوی ہو اور اگر جملہ دیگر امور مساوی ہوں تو دعویٰ داروں کی جنس کا لحاظ ضروری ہے + +

+ در باب جملہ وراثت ذوی الارحام کے مراتب درجہ ذیل پر لحاظ کرنا ضروری ہے اول یہ کہ متوفی سے انکے درجہ قرابت میں کس قدر بعد ہے - دوم نتیجہ اس امر کی ضروری ہے کہ دعویٰ داروں میں سے کوئی شخص وارث کی اولاد ہے یا نہیں اگر وارث کی اولاد ہو تو وہ قابل ترجیح ہے - سوم یہ دیکھنا چاہیے کہ دعویٰ دار حقیقی واسطہ دار ہیں یا علاقائی یا اخیانی - چہارم جہت قرابت کا یہی لحاظ ضروری ہے یعنی یہ کہ واسطہ پوری ہے یا ماری - پنجم یہ کہ واسطہ جن شخصوں کے دعویٰ کیا جاوے مرد میں یا عورت لیکن اس پہلے امر کی نسبت اختلاف رائے ہے بعض عالموں کا قول ہے کہ اگر دعویٰ دار باعتبار دیگر امور کے مساوی ہوں تو صرف اس شخص کی جنس پر لحاظ کرنا ضرور نہیں ہے جبکہ واسطہ سے دعویٰ کیا جاوے بلکہ تعین وارث کا بلحاظ جنس خود دعویٰ داروں کے ہونا چاہیے لیکن جو قول برعکس اس کے ہے وہ زیادہ تر مسلم ہے یہی لحاظ ہے کہ در صورت مختلف ہونے جہات واسطہ کے اقربا پروری بہ نسبت رشتہ داران ماری کے مستحق دو چند حصہ کے ہوتے ہیں اور ایسی صورت میں دعویٰ داروں کی جنس پر لحاظ نہ ہوگا +

تو کارن وارثوں کا جملہ جہات  
نہو پیے ذوی الارحام کے  
درجہ پہنچا ہے +

۵۵ اگر ذوی الارحام ہوں تو اس شخص کو استحقاق در نہ پہنچا ہے جبکہ صورت متوفی نے بلحاظ کسی شرط طیکہ یا بلا شرط اپنا قرابت قرار دیا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ متوفی اپنے اقرار سے کہی مخوف نہ ہو اور یہی نامت نہ ہو کہ جس شخص کی نسبت استدراک کیا گیا وہ دوسرے خاندان سے متعلق ہے + +

۵۶ اگر ان وارثوں میں سے کوئی ہی نہ ہو اور نہ وصیت ہوئی ہو تو جاہلاد داخل بیت المال ہوگی لیکن یہ صرف اسی صورت میں ہوگا جب کسی شخص کو کچھ ہی دعویٰ نہ ہو +

بیت المال

### فصل چہتمی

سبادی تقسیم کے بیان میں

بیان میں

۵۷ اگر دو شخص عویدار ہوں اور ایک نصف حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا راج کا تو جاہلاد کو چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے  
مثلاً اگر شوہر اور دختر عویدار ہوں تو ترکہ کے چار حصے ہو کر ایک حصہ شوہر کو پہنچا اور دو حصے دختر کو لینے اور باقی ایک بی بی کو +  
۵۸ اگر دو شخص عویدار ہوں اور ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا اہتران حصہ تو جاہلاد کے اہتر حصے کرنے چاہئیں مثلاً زوجہ  
اور دختر کے عویدار ہونے کی صورت میں ترکہ کے اہتر حصے کر کے دختر کو چار حصے دیئے جائیں گے اور زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور باقی تین  
حصے بی بی دختر کو پہنچیں گے +

۵۹ ایسی کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص ترکہ سے راج کا اور دوسرا اہتران حصہ کا مستحق ہو اور نہ ایسی صورت میں وارثوں میں  
بے ایک شخص نصف کا اور دوسرا راج کا اور تیسرا اہتران حصہ کا حقدار ہو +

۶۰ اگر دو شخص وارث ہوں اور ایک چھ حصے کا مستحق ہو اور دوسرا ایک ثلث کا مثلاً مان اور باپ تو ترکہ کے چھ حصے ہو کر مان کو  
دو حصے بی بی اور باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے پہنچا اور باقی تین حصوں کا بی بی باپ حقدار ہے +

۶۱ اگر دو وارثوں میں سے ایک کا چہا حصہ ہو اور دوسرے کا دو ثلث مثلاً باپ اور دو بیٹیاں وارث ہوں تو ترکہ کے چھ حصے  
کئے جائیں گے باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے ملیگا اور دو بیٹوں کو چار حصے پہنچیں گے اور باقی ایک حصہ بی بی باپ کو ملیگا +

۶۲ اگر دو شخص عویدار وراثت ہوں اور ایک شخص ثلث کا مستحق ہو اور دوسرا دو ثلث کا مثلاً مان اور دو بیٹیاں تو اس صورت میں ترکہ  
کے تین حصے کئے جائیں گے ایک حصہ مان کو پہنچا اور دو حصے دو بیٹوں کو +

۶۳ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تین وارثوں میں سے ایک شخص چھ حصے کا حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق  
ہو +

۶۴ اگر شوہر کو زوجہ اولہ سے ورثہ پہنچے تو مستحق نصف حصہ کا ہے اور اگر دیگر وارث حقدار چھ حصے یا ثلث یا دو ثلث کے  
ہوں مثلاً باپ یا مان یا دو بیٹیاں تو اس حالت میں ترکہ چھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے +

۶۵ اگر زوجہ شوہر اور اولاد چھوڑ کر فوت ہو یا شوہر زوجہ چھوڑ کر اولاد نہ رہ جائے تو ان صورتوں میں شوہر اور زوجہ کا حصہ اکلے  
ہے علاوہ ازیں اگر وارث چھ حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہوں تو جاہلاد کے بارہ حصے کرنے چاہئیں +

۶۶ اگر شوہر زوجہ اور اولاد چھوڑ کر فوت ہو جائے اور اگر وارث چھ حصے یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق  
ہوں تو جاہلاد چھ حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے +

۶۷ اگر ترکہ کو چھ حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور اس طرح تقسیم کرنے سے جاہلاد حصہ داروں کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو جاہلاد  
۱۰ یا ۹ یا ۸ ہو سکتے ہیں +

۶۸ اگر ترکہ کو بارہ حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور اس طرح تقسیم کرنے سے جاہلاد حصہ داروں کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو جاہلاد  
بارہ حصوں کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے ہیں +

قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
نصف دو حصہ وارثوں کے ایک  
شخص نصف کا مستحق ہو اور  
دوسرا راج کا +  
قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
ایک شخص ثلث کا اور دوسرا  
اہتران حصہ کا مستحق ہو +  
ایسا نہیں ہو سکتا کہ تین عویداروں  
میں سے ایک شخص نصف اور دوسرا  
چارم اور تیسرا اہتران حصہ کا  
مستحق ہو +  
قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
ایک شخص چھ حصے کا مستحق ہو  
اور دوسرا تیسرے حصہ کا +  
قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
ایک شخص چھ حصے اور دوسرا  
پانچا مستحق ہے +  
قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
ایک شخص ثلث اور دوسرا دو ثلث کا  
مستحق ہو +  
ایسی کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ  
ایک شخص چھ حصے اور دوسرا  
ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق  
ہو +  
قاعدہ تقسیم کا ہر صورت میں جب  
ایک شخص نصف اور دوسرا  
چھ حصے اور تیسرا دو ثلث کا حقدار  
ہو +  
اگر ایک شخص چارم اور دوسرا چھ  
اور تیسرا ایک ثلث اور چھاد  
ثلث کا مستحق ہو تو تقسیم کس طرح  
ہوگی +  
اگر ایک شخص اہتران اور دوسرا چھ  
اور تیسرا ایک ثلث یا دو ثلث کا  
حقدار تو تقسیم کس طرح ہوگی +  
کس صورت میں چھ حصوں میں  
زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے +  
کس صورت میں بارہ حصوں میں  
زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے +

کس حالت میں جو حصہ ہونے کے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے

۶۹ اگر ترکہ چوبیس حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور اس سطح تقسیم کرنے سے چار یا دھتہ وارثوں کو بلا کسر نہ بننے کے ترکیب سے چوبیس حصوں کے ۲۷ تک بڑھا سکتے ہیں +

### فصل پانچویں

قواعد تقسیم وراثت کے بیان میں

۷۰ اعداد متماثل اوں عددوں سے مراد یہ ہے جو باہم سادی ہوں +

اعداد متماثل

۷۱ اعداد متداخل اوں عددوں سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک عدد دوسرے سے ضرب دیا جائے تو کسر باقی نہ رہے +

اعداد متداخل

۷۲ اعداد متوافق اوں عددوں سے مراد یہ ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے +

اعداد متوافق

۷۳ اعداد متباہن اوں عددوں سے مراد یہ ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہ ہو سکے +

اعداد متباہن

۷۴ تقسیم کے واسطے سات قاعدے مبین ہیں اور بخلاف ان کے تین پہلے قاعدوں میں یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ وارثوں کے عدد کو

قاعدہ تقسیم

تعداد حصص سے کیا نسبت ہے اور باقی چار قاعدوں میں اسطر پر عمل کیا جاتا ہے کہ پہلے وارثوں کے ہر فریق کی تعداد اور سہام میں

نسبت دیکھی جاتی ہے اور پھر وارثوں کی تعداد میں +

۷۵ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ اگر بعد مقابلہ کے وارثوں اور حصص کی تعداد بالکل سادی معلوم ہو تو ایسی صورت میں کچھ حساب کی ضرورت

قاعدہ اول

نہیں ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور دو بیٹیاں وارث ہوں تو والدین سے ہر واحد کا حصہ ایک سدس ہے اور دونوں بیٹیوں کا

حصہ دو ثلث ہے اور اس صورت میں حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ کے ترکہ چوبیس حصوں میں تقسیم ہو کر ایک ایک حصہ مان اور باپ کو ملیگا

اور باقی چار حصے دونوں بیٹیوں کو پہنچیں گے +

۷۶ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ تعداد وارثوں اور حصص کے مقابلہ سے یہ ظاہر ہو کہ ترکہ بغیر کسر کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن

قاعدہ دوم

عد ثالث جنکو متوافق کہتے ہیں دونوں کی تعداد کو تقسیم کر سکتا ہے مثلاً اگر باپ اور مان اور دس بیٹیاں ہوں تو اس صورت میں ہر جب

دفعہ ۶۱ کے ترکہ چوبیس حصوں میں تقسیم ہوگا لیکن باپ اور مان کو ایک ایک سدس ملنے کے بعد صرف چار حصے دس بیٹیوں میں تقسیم ہونے

کے واسطے باقی رہتے ہیں اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہیں ہو سکتی اور بعد مقابلہ باقی چار حصوں اور تعداد وارثان اس فریق کے جیکے حصے میں کسر

واقع ہوئی عدد ۲ متوافق ہوتا ہے لہذا لینی حالت میں قاعدہ یہ ہے کہ نصف عدد وارثوں کو جو اس صورت خاص میں ہے یہ ہے

اصل عدد تقسیم یعنی ۶ کے ساتھ حسب عمل ذیل ضرب دیا جائے یعنی  $6 \times 30 = 180$  اس حساب سے باپ اور مان کو دس یعنی ہر واحد کو

پانچ پانچ اور دس ترکہ میں یعنی ہر واحد کو دو حصے دیئے جائیں گے +

۷۷ غیر قاعدہ یہ ہے تعداد وارثان اور سہام کے مقابلہ سے یہ ظاہر ہو کہ وارث ترکہ سے اپنا حصہ بغیر کسر کے نہیں پاسکتے

قاعدہ سوم

اور ان کی تعداد اور سہام میں متباہن کی نسبت ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور پانچ بیٹیاں وارث ہوں تو اس صورت میں یہی



حسب قاعدہ دفعہ ایک ترکہ پر تقسیم ہو گا لیکن مان اور باپ کے ایک ایک بیٹے کے بعد مرتن چار حصے پانچ بیٹوں میں تقسیم ہونگے اور باقی رہتی ہیں اور یہ تقسیم غیر کسی کے ممکن نہیں ہے پس اگر بعد مقابلہ بقیہ سهام اور تہ اور وارثان اوس فریق کیجئے حصہ میں کس قدر فریق ہونے نسبت متبائن باقی چاہیے تو اس صورت میں یہ قاعدہ ہے کہ عدد فریق مذکور کو جو اس حالت خاص میں ۵ ہے اسے اصل عدد تقسیم یعنی ۷ کے ساتھ حساب کر لیں یعنی  $4 \times 5 = 20$  ضرب مان اور باپ کو ۱۰ یعنی ہر واحد کو ۱۰ اور دوسرے کو ۲۰ یعنی ہر واحد کو ۲۰ سهام چھین گئے ۸ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف فریقوں کے مقابلہ کے بعد جو متماثل میں بیہ ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے سهام میں کس قدر فریق ہوتی ہے مثلاً چھ بیٹوں اور تین جدات اور تین اعمام ہوں تو اس صورت میں ترکہ کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ پر تقسیم کر کے پہلے ہر فریق کی تعداد اور عدد سهام میں مناسبت دیکھنی چاہیے بیٹوں کا حصہ دو ٹکٹ ہے لیکن ۶ کا دو ٹکٹ ہے اور اگر ۲ کا بیٹوں کے حصہ کے ساتھ مقابلہ کریں تو یہ دونوں عدد ۲ پر متوافق ہوتے ہیں علیٰ ہذا القیاس میں جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۶ کا سدس ایک ہے اور عدد ایک اور عدد جدات میں نسبت متبائن ہے اور باقی ایک حصہ تین اعمام پر تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن عدد ایک اور عدد ۳ میں ہی نسبت متبائن ہے پس اس صورت میں یہ قاعدہ ہے کہ ایک فریق کا دوسرے فریق کے ساتھ مقابلہ کیا جائے یعنی اگر نسبت متداخل یا متبائن ہو تو کل کے ساتھ اور متوافق ہو تو دونوں کے ساتھ اور اگر ۲ پر متوافق ہو تو نصف کے ساتھ پس بیٹوں کی صورت میں اول مقابلہ کر نیے عدد اداں کا ۲ پر متوافق ہوا تھا لہذا اداں کے نصف عدد کو کل عدد جدات اور اعمام کے ساتھ جو پہلے مقابلہ سے متبائن تھا مقابلہ کرنا چاہیے یعنی  $2 = 3$  اور  $3 = 4$  میں نسبت متماثل ہے پس قاعدہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل کر لیں یعنی  $4 \times 3 = 12$  ضرب کر کے اس طریقہ کے مطابق بیٹوں کو دو ٹکٹ یا ۱۲ حصے یعنی ہر ایک کو ۲ چھین گئے اور جدات کو ایک سدس یا ۳ یعنی ہر واحد کو ایک اور اعمام کو باقی ۳ یعنی ہر واحد کو ایک ایک حصہ دیا جائیگا +

قاعدہ چہارم

۹۷ پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ وارثوں کے مختلف فریقوں کے مقابلہ سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے حصہ میں کس قدر فریق اور سب فریقوں کی تعداد آپس میں متداخل ہے مثلاً اگر جبارز و جد اور تین جدات اور بارہ اعمام ہوں تو اس صورت میں حسب قاعدہ دفعہ ۶۰ کے ترکہ کو ۱۲ پر تقسیم کر کے اول ہر فریق کی تعداد اور اداں کے سهام میں مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً جبارون ز و جگان کا حصہ ایک ہے مگر ۱۲ کا سب ۳ ہوتا ہے اور عدد تین اور ز و جگان کی تعداد یعنی چار متبائن ہیں اور تین جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۱۲ کا سدس ۲ ہے اور ۲ اور جدات کی تعداد یعنی ۳ ہی متبائن ہیں اور ۷ سهام اور بارہ اعمام پر تقسیم نہیں ہو سکتے لیکن ۱۲ اور یہی متبائن ہیں پس قاعدہ یہ ہے کہ فریقوں کی تعداد میں مناسبت دیکھنی چاہیے یعنی یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب تعداد وارثان کا مقابلہ سهام کے ساتھ کیا گیا تھا تو ان دونوں میں نسبت متبائن باقی گئی تھی یعنی  $3 \times 4 = 12$  اور  $3 \times 4 = 12$  چرکہ یہ عدد متداخل ہیں لہذا ایک دوسرے کو تقسیم کر کے اس وقت میں یہ قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے کہ عدد کثیر کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل کر لیں یعنی  $12 \times 12 = 144$  ضرب دیا جائے اس کے مطابق ز و جگان کو ایک ہر واحد کو ۹ اور جدات کو ایک ہر واحد کو ۳ اور اعمام کو باقی ۳ یعنی ہر واحد کو ۳ سهام چھین گئے

# قواعد تقسیم وراثت

قاعدہ ششم

۸۰ چہنجا قاعدہ پہلے ہے کہ دارنون کے مختلف فریقوں کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو کہ ایک پاز پادہ فریقوں کا مجموعہ کونسا ہے اور بعض فریق آپس میں متوافق ہیں مثلاً اگر زوجگان اور امیشیان اور اجہات اور ۱۶ امام ہون تو ہمسور تین ہر چہنجا دفعہ ۶۶ سے اصل عدد تقسیم ۲۲ سے پہلے فریقوں اور ان کے سہام کی تعداد میں مناسبت دیکھنی چاہیے یعنی چار زوجگان کا حصہ ایک نمون ہے مگر ۲۲ کا نمون ۳ ہوتا ہے اور ۳ کی نسبت مقابلہ عدد زوجگان کے متبائن ہے اور ۸ امیشیوں کا حصہ دو ٹلٹ ہے مگر ۲۲ کا دو ٹلٹ ۵۶ ہوتا ہے اور ۱۶ مقابلہ عدد ۱۸ امیشیوں کے ۲ پر متوافق ہے اور اجہات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۲ کا ایک سدس ۳ ہوتا ہے اور عدد ۴ اور ۱۵ یعنی تعداد اجہات میں نسبت متبائن ہے اور باقی ایک حصہ ۶ امام کو بلحاظ اداؤں کے حصہ ہونے کے پہنچتا ہے مگر ایک اور ۶ میں نسبت متبائن ہے ہمسور تین قاعدہ پہلے ہے کہ دارنون کے فریقوں کا مقابلہ کیا جائے یعنی در صورت متبائن ہونے کے کل تعداد کے ساتھ اور رجالات متوافق ہونے کے ساتھ نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً  $2 \times 4 = 8$  اور  $1 - 9 = 8$  اور چونکہ ان عددوں میں نسبت متبائن ہے لہذا ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دیکے حاصل ضرب کا فریق ناکٹیکے کل عدد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے عدد فریق مذکور میں نسبت متبائن باقی گئی ہتی یعنی  $2 \times 15 = 30$  اور  $4 - 34 = 30$  اور  $15 - 10 = 30$  اور  $9 - 4 = 30$  اور چونکہ پہلے عدد تین پر متوافق ہیں لہذا ایک عدد کے ٹلٹ کو دوسرے عدد کے کل میں ضرب دیکر حاصل ضرب کا فریق راج کی کل تعداد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے گسواٹیکے نتیجہ عمل سابق سے اس فریق میں نسبت متبائن ظاہر ہوئی ہتی اور ضرب دینے کا طور یہ ہے  $30 \times 4 = 120$  اور چونکہ یہ عدد ۶ پر متوافق ہے لہذا ایک عدد کے سدس کو دوسرے عدد کے کل میں ضرب دینی چاہیے لیکن چونکہ ظاہر ہے کہ اس طریق سے حاصل ہونے والا اس کے ضرب کی ضرورت نہیں ہے پس اسی حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور صورت اس کی یہ ہے کہ  $120 \times 12 = 1440$  یعنی ہر واحد کو ۱۶ اور جہات کو ایک سدس یا ۲۰ یعنی ہر واحد کو ۲۸ اور امام کو تبقیہ ۲۸۰ امام یعنی ہر واحد کو ۲۸۰ حصے کے ساتھ اور ۸۱ ساتوان یعنی خیر قاعدہ پہلے ہے کہ دارنون کے مختلف فریقوں کے مقابلہ سے معلوم ہو کہ اداؤں کے کل عددوں میں نسبت متبائن ہے مثلاً اگر زوجگان اور اجہات اور امیشیان اور ۱۶ امام ہون تو ہمسور تین حسب قاعدہ دفعہ ۶۶ کے ترکہ ۲۲ سے تقسیم ہو گا پہلے یہ ضروری ہے کہ دارنون اور ان کے سہام کی تعداد میں بلحاظ ہر فریق کے مناسبت دیکھی جائے مثلاً زوجگان کا حصہ ایک نمون ہے اور ۲۲ کا نمون تین ہوتا ہے اور عدد ۳ اور تعداد زوجگان میں نسبت متبائن ہے اور چہنجا اجہات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۲ کا سدس ۴ اور عدد ۴ اور اجہات کی تعداد ۲ پر متوافق ہے اور ۳ امیشیوں کا حصہ دو ٹلٹ ہے اور ۲۲ کا دو ٹلٹ ۱۱ ہوتا ہے اور عدد ۱۶ امیشیوں کی تعداد بھی ۲ پر متوافق ہے اور بقیہ ایک حصہ ۶ امام کو پہنچتا ہے لیکن اور ۶ میں ہی نسبت متبائن ہے پس قاعدہ پہلے ہے کہ اعداد دارنون کا مقابلہ باہم کیا جائے یعنی در صورت متبائن ہونے کے کل کے ساتھ اور رجالات متوافق ہونے کے نصف یا دوسرے دفع کے ساتھ اور اس قاعدہ کی رو سے اول فریق کے کل اعداد کو دوسرے کے نصف سے مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً  $3 - 1 = 2$  اور چونکہ ہمیں نسبت متبائن ہے لہذا ان عددوں کو آپس میں ضرب دیکر حاصل ضرب کا دوسرے فریق کے نصف عدد سے مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ نتیجہ عمل سابق سے عدد ۲ متوافق معلوم ہوا تھا مثلاً

قاعدہ ششم

مثلاً ۶-۱ اور چونکہ ان میں نسبت متساوی ہے لہذا انکو تقسیم ضرب دیکر مطابق حاصل ضرب کا دو سیر فریق کی کل تعداد کے ساتھ ہر  
 چاہیے کہ چونکہ ان میں نسبت متساوی ہے لہذا انکو تقسیم ضرب دیکر مطابق حاصل ضرب کا دو سیر فریق کی کل تعداد کے ساتھ ہر  
 اور ۳۷۲ = ۵ - ۱ چونکہ یہ عدد پانچ میں متساوی ہے اس لیے اس جہت سے انکو باہم ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳۰ × ۴ = ۱۲۰ - ۲۱۰ پس قاعدہ ہے  
 کہ اس حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کیے ساتھ حسب عمل ذیل یعنی ۲۲ × ۲۱۰ = ۵۰۴۰ ضرب دینی چاہیے اور منجملہ ۵۰۴۰ دوزخ کا کو  
 نمون یا ۶۳۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۱۵ اور جرات کو سدس یا ۴۰ یعنی ہر واحد کو ۱۲۰ اور بیٹوں کو ایک ثلث یا ۳۳۰ یعنی ہر  
 واحد کو ۳۳۰ اور اعمام کو بقیہ ۲۱۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۰ جیسے پہنچانگے \*  
 ۸۲ جب کل تعداد ان حصوں کی جنہر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو معلوم ہو جائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثوں کے ہر فریق کا یہ ہے  
 کہ جو حصے ان کے واسطے ابتداء قرار پائے ہوں انکو اسی عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جیسے ساتھ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دی گئی ہو  
 چنانچہ اس قاعدہ کی تمثیل کیلئے ایک شان صورت لکھی جاتی ہے یعنی اگر ایک زوجہ اور آٹھ بیٹیاں اور ۴ اعمام ہوں تو زوجہ اور بیٹوں کا  
 حصہ منجملہ ترکہ کے ایک نمون اور دولت ہوگا اس مقدار کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۶ پہلے ۲۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو ۳  
 اور بیٹوں کو ۱۶ جیسے پہنچیں گے اور باقی ۵ حصے جار دن اعمام میں تقسیم ہونے چاہئیں لیکن یہ تقسیم نہیں کر کے نہیں ہو سکتی پس اس صورت میں یہ  
 کرنا چاہیے کہ سہام اور ان وارثوں کی تعداد میں جنکو بقیہ کر کے حصہ نہیں پہنچ سکتا کیا تناسب ہے اور چونکہ ۴ = ۵ - ۱ متساوی ہے  
 لہذا حسب دفعہ ۷۷ یہ قاعدہ ہے کہ اصل عدد تقسیم کو کل عدد وارثان مذکور کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ اب  
 بشرط دریافت کرنے سہام وارثوں کے ہر فریق کے یہ فرد ہے کہ ہر فریق کے سہام کی تعداد کو اس عدد کے ساتھ ضرب دیا جائے  
 جیسے ساتھ کل سہام کے مجموعہ کو ضرب دی گئی ہے مثلاً ۲۴ × ۳ = ۷۲ اب یہ حصہ زوجہ کا ہے اور ۲۴ × ۴ = ۹۶ حصہ بیٹوں کا ہے اور  
 ۲۰ = ۴ × ۵ حصہ اعمام کا ہے \*  
 ۸۳ اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصہ کا منجملہ مختلف فریقوں کے منظور ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر فریق کی تعداد کو ان سہام کی تعداد کے  
 ساتھ جو ہر فریق کے واسطے آخر کار قرار دینے جائیں گئے ترتیب ضرب دیا جاسکتی ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ اور ۲۰ = ۴ × ۵ پس اس صورت میں  
 ہر بیٹی کو ۸ سہام اور ہر عم کو ۲۰ جیسے پہنچانگے اور ان سہام سے بشمول ۱۲ سہام زوجہ کے عدد مطلوبہ یعنی ۹۶ حاصل ہوگا \*

یہ حصوں کا ہے

یہ حصوں کا ہے

فصل چہتم

حج و تجارت اور شریک کے بیان میں

۸۴ حج دو طرح کا ہے یعنی ایک حج حرام اور دوسرا نقصان حج حرام سے اسحقاق بالکل نازل ہو جاتا ہے اور حج  
 نقصان سے پہلے ہر وارث کو حصہ مل سکتا اور میں کسی قدر نقصان چاہے جو حج حرام اور صورت میں واقع ہوتا ہے جب وارثوں میں منجملہ  
 اسباب عدم قابلیت مندرجہ قاعدہ ۶ کے کوئی سبب موجود نہ ہو اگر کوئی ایسا وارث حاضر ہو جس کے نہ ہونے کی صورت میں دعویٰ دار کو ترک

یہ حصوں کا ہے

نوٹ: اگر وارثوں میں سے کسی ایک کو حجب سے روکا جائے تو اس کا حصہ بھی تقسیم میں شامل ہے۔  
نوٹ: اگر وارثوں میں سے کسی ایک کو حجب سے روکا جائے تو اس کا حصہ بھی تقسیم میں شامل ہے۔

شیخ سکتا لیکن وہ اس کے توسط سے سب سے زیادہ نہیں پاسکتا۔  
 ۸۵۔ ہر شخص سبب کسی عدم قابلیت ذاتی یا کلیتہً محجوب ہونے اور وارث کے حجب سے اور وارث کلیتہً یا جزئاً محجوب ہونے ہو سکتے لیکن ہر شخص جو بحال ہوئے کسی وارث کے محجوب ہونے کی وجہ سے بعض صورتوں میں اور وارث محجوب الارث ہوتے ہیں۔  
 ۸۶۔ مثلاً ایک شخص دو بہن اور باپ اور ماں چھوڑ کر وفات پاؤ اور دونوں بہن اپنے دین سے مراد ہوں تو باوجود انکی موجودگی کے ان کو ثلث پہنچا کیونکہ وہ عدم قابلیت ذاتی کی وجہ سے محجوب ہیں اور اگر وہ مراد نہ ہوتیں تو اگرچہ ان کی وجہ سے جزئاً محجوب اور یہ خود ہی سبب توسط ہے کہ کلیتہً محجوب ہیں اور صرف ایک حدس ملتا۔  
 ۸۷۔ اگر سجدہ وارثوں کے کوئی وارث کہہ سادہ لیکر جزو وارثت سے دست بردار ہونا قبول کرے تو یہی اس کے حصہ کو تقسیم میں شمار کرنا چاہیے مثلاً اگر شوہر اور ماں اور چچا ہوں تو ان صورت میں جاہداد ایک نصف اور ثلث میں تقسیم ہوگی اور اس حالت میں ہر جب قاعدہ دفعہ سوم ترک کر کے حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سجدہ ان کے بن سہام شوہر اور دو ماں کو پہنچیں گے اور چچا کو سبب عصومت کی بانی ایک حصہ ملے گا اگر سجدہ چار لاکھ روپے کا ہو اور شوہر دو لاکھ لے تو باوجود اس امر کے تقسیم بلحاظ ماں کے اسطور پر ہونی چاہیے کہ شوہر ہی اس میں شریک ہے اور سجدہ باقی چار لاکھ کے مان کو دو لاکھ ملیں گے اور اگر شریک ہونا اس کا تقسیم میں نہ قرار دیا جا تو ان کو بیابے ایک ثلث چار لاکھ کے جو اسکو فرضاً ملنا چاہیے صرف چار لاکھ کا ایک ثلث پہنچتا ہے اور بقیہ چچا کو بوجہ عصومت کے۔

### فصل ساتویں

#### عول کے بیان میں

۸۸۔ اگر سجدہ چند ذوی القربوں کے ہر شخص حصہ میں کا مستحق ہو اور ترکہ کو حصص معلوم میں تقسیم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کل وارثوں کے لئے سہام کافی نہیں ہیں تو عدد تقسیم میں افزایش کی جاتی ہے اور اس افزایش کو عول کہتے ہیں۔  
 ۸۹۔ عول کے قاعدہ پر تین صورتوں میں عمل کیا جاتا ہے یعنی جب ترکہ حصوں میں تقسیم کیا جا یا ۱۲ یا ۲۴ سہام میں اور اس باب میں وفات ۶۵ و ۶۹ د ملاحظہ طلب ہیں اور ایک ہی تمثیل کافی ہوگی۔  
 ۹۰۔ اگر کوئی عورت شوہر اور دختر اور والدین چھوڑ کر وفات پائے تو ترکہ ۱۲ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا اور شوہر کو بیسہ سہام اور والدین کو دو سہام یعنی ۴ سہام ملے گی اور اس تقسیم کے دختر کو ۱۲ حصے سہام یعنی نصف ترکہ کے جو اسکو شرعاً ملنا چاہیے پانچ سہام باقی رہیں گے اس کو ۱۲ حصوں کے ایک حصہ دہرا کر ۱۳ میں تقسیم کرنا چاہیے تاکہ دختر کو ترکہ سے ۶ سہام ملیں۔

عول کی تریف  
 اگر وارثوں میں سے کسی ایک کو حجب سے روکا جائے تو اس کا حصہ بھی تقسیم میں شامل ہے۔  
 قاعدہ عول کی تمثیل

### فصل آٹھویں

#### عول کے بیان میں

۹۱ در صورت ہونے عصبانہ کے جو حصہ بعد تقسیم کے بچتا ہے وہ ذوی الفروض کی طرف عود کر لیا ہے اس صورت کو رد کہتے ہیں رو کی تریف اور مسئلہ اسکا ذیل میں لکھا جاتا ہے \*

۹۲ دو چار صورتوں میں واقع ہوتا ہے اول جب مرث ایک ہی قسم کے حصہ دار ہوں اور اوکو غیر مستحقین دے سے کچھ تعلق نہ ہو مثلاً <sup>دو کو ادون صورتوں کا</sup> بجالت ہونے اور بیٹوں یا دو بیٹوں کے حصہ فاضل کو بلحاظ تعداد حصہ داروں کے تقسیم کر کے ادون میں علی التساوی بانٹ دینا چاہیے \* <sup>بجالت ہونے اور بیٹوں کے</sup>

۹۳ دوسری صورت یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ قسم کے حصہ دار ہوں اور اوکو غیر مستحقین دے سے کچھ تعلق نہ ہو یعنی بجالت ہونے اور <sup>صورت دوم</sup> رو بیٹوں کے حصہ فاضل کو مطابق سہام مستحقین ورنہ کے تقسیم کر کے ان میں بانٹ دینا چاہیے مثلاً ان کا حصہ سدس اور رو بیٹوں کا <sup>تیس</sup> وثلث ہے پس ہر فاضل کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سبھ ان کے مان کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹوں کو چار سہام پہنچیں گے \*

۹۴ تیسری صورت یہ ہے کہ مرث ایک ہی قسم کے حصہ دار ہوں اور اوکو غیر مستحقین دے سے کچھ تعلق نہ ہو مثلاً بجالت ہونے اور <sup>صورت سوم</sup> خنوں اور شوہر کے کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کتر عدد میں تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جیکے شخص غیر مستحق رو دینا حصہ ترکہ سے بائیکے جانچنے اس صورت خاص میں اوکو چار حصے پہنچیں گے اور شوہر کو نصف ملنا چاہیے اور بیعتہ تین سہام و خنوں کو از رو فرائض اور رو پہنچیں گے لیکن اگر بیعتہ تقسیم <sup>صورت سوم</sup> بغیر کر کے ممکن نہ ہو مثلاً شوہر اور بیعتہ ہوں تو ہر کو عدد ۳ چہ و خنوں میں بغیر کر کے قابل تقسیم نہیں ہے لہذا سہام اور حصہ داروں کی تعداد میں مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً  $2 \times 3 = 6$  اور چونکہ یہ ۳ ہوتا ہے لہذا قاعدہ یہ ہے کہ عدد ۶ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظر تھا ۲ کے ساتھ ضرب دیا اور عدد ۲ ایک ثلث اور ان شخصوں کی تعداد کا ہے جو مستحق رو ہیں مثلاً  $2 \times 2 = 4$  سبھ ان آٹھ حصوں کے شوہر کو ۲ حصہ ملیں گے اور بیٹوں کو ۶ یعنی ہر واحد کو ایک پہنچے گا اور اگر بعد متا بلکہ نسبت متباہن بائی جائے مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیاں ہوں تو عدد ۶ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظر تھا ۵ یعنی کل تعداد مستحقین کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً  $5 \times 2 = 10$  سبھ ان ۲۰ حصوں کے شوہر کو ۵ حصے ملیں گے اور بیٹوں کو ۱۵ یعنی ہر واحد کو ۳ پہنچیں گے \*

۹۵ چوتھی صورت یہ ہے کہ حصہ داروں کے فریق دو یا دو سے زیادہ ہوں اور اوکو غیر مستحقین دے سے کچھ تعلق نہ ہو مثلاً بجالت ہونے <sup>صورت چہارم</sup> ایک زوجہ اور چار جدات اور چہ بیٹیرگان جیانی کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کتر عدد میں تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جیکے شخص غیر مستحق رو اپنا حصہ ترکہ سے بائیکے جانچنے اس صورت خاص میں اوکو چار حصے پہنچیں گے پس بعد دینے زوجہ کے تین حصے جدات اور بیٹیرگان جیانی کے واسطے باقی رہتے ہیں لیکن جدات کا حصہ سدس اور بیٹیرگان جیانی کی ایک ثلث ہے اور ناکہ وہ اپنے اپنا حصہ با دین یہ فرد کے کہ ترکہ باقی ۶ حصوں میں تقسیم کیا جا سکا اس عدد کا ثلث اور سدس یعنی اس عدد کے مساوی ہے جس سے ادون میں ترکہ کو تقسیم کرنا منظر ہے سبھ ان تین حصوں کے بیٹیرگان جیانی کو ۲ حصے ملیں گے اور ایک حصہ جدات کو۔ اگر مرث ایک جہ ہوتی اور مرث دو بیٹیرگان جیانی تو صورتیں کچھ زیادہ حساب کی ضرورت ہوگی کہ جہ کو ایک ثلث ملتا اور دو بیٹیرگان جیانی کو بیعتہ وثلث پہنچے لیکن <sup>صورت چہارم</sup> غلط ہے کہ دو حصے ہر بیٹیرگان جیانی میں بغیر کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے اور نہ ایک حصہ چار جدات میں پس اسطے دریافت کرنے اس امر کے کہ باقی ترکہ کو کتنے حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے یہ فرد سے کہ مطابق ساتوں قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جا سکتی ہے حصہ داروں

اور سہام کی تعداد میں تناسب دیکھنی چاہیے مثلاً  $۳ \times ۲ = ۶$  اور عدد ۶ عدد ۲ پر متوافق ہے اور  $۳ \times ۱ = ۳$  - چونکہ ۱ نسبت متبائن ہے اسلئے حصہ داروں کے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی تعداد کے نصف کے ساتھ کیا جائے مثلاً  $۳ = ۱ - ۲$  چونکہ ان میں ہی نسبت متبائن ہے اسلئے ایک عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً  $۳ \times ۲ = ۶$  - اس عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ ضرب دیکھا یعنی  $۱۲ \times ۴ = ۴۸$  - منجملہ ان کے جرات کو ۱۲ سہام یعنی ہر واحد کو ۳ حصے پہنچیں گے اور ۱۲ کو ۸ سہام ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک کو ۴ کے ساتھ ہے اور ہیرنگان جنانی کو ۲۴ یعنی ہر واحد کو ۲ حصے پہنچیں گے اور ۲۴ کو ۸ سہام ساتھ وہی نسبت ہے جو ۲ کو ۴ کے ساتھ ہے اور بقیہ ۶ حصہ زوجہ کو پہنچیں گے۔ اگر اشخاص غیر مستحق رو کے سہام مطابق اس عدد ہوں جو بعد منہائی حصہ غیر مستحق رو کے باقی رہے تو ایسی حالت میں بموجب ایک در قاعدہ کے عمل ہر گنا مثلاً بحالت جو ہر ایک زوجہ اور ۹ دختروں اور ۶ جرات کے ترک کو پہلے ۸ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور ۸ کو کتر عدد سے لجا کر چیکے زوجہ کو اپنا حصہ ملے گا یہ پس بدینے حصہ زوجہ کے دختروں اور جرات کے دہلئے ۷ حصے باقی رہتے ہیں لیکن جرات کا حصہ مدس اور دختر کا دو ٹلٹ ہے اور تاکہ وہ اپنے حصص پا سکیں یہ ضروری ہے کہ جس جرات کا ان میں تقسیم کرنا منظور ہوا ہے اس کے چھ حصے کے ساتھ لیکن اس عدد کا مدس اور دو ٹلٹ سادی ہیکے ہے اور عددہ مطابق اس عدد نہیں ہے جس سے جا یاد نہ کر کو تقسیم کرنا منظور ہے پس ایسی حالت میں قاعدہ یہ ہے کہ ان شخصوں کے عدد سہام کو جو مستحق رو ہوں پہلے تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دیکھا جائے مثلاً  $۵ \times ۸ = ۴۰$  - منجملہ اون چالیس حصوں کے زوجہ کو ۶ اور دختروں کو ۲۸ اور جرات کو ۷ حصے پہنچیں گے لیکن ظاہر ہے کہ ۲۸ سہام ۹ دختروں میں بغیر کسر تقسیم نہیں ہو سکتے اور نہ ۷ حصے ۶ جرات میں پس ایسے دریافت کرنے اس عدد جس سے ترکہ باقی کو تقسیم کرنا چاہیے یہ ضروری ہے کہ مطابق چھٹے قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جائے یعنی پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ داروں اور ان کے سہام کی تعداد میں کیا نسبت ہے مثلاً  $۳ \times ۹ = ۲۷$  اور  $۱ - ۷ = ۷$  اور چونکہ ان دونوں عددوں میں نسبت متبائن ہے اسلئے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھ ہونا چاہیے۔ مثلاً  $۷ = ۹ - ۱$  چونکہ ۹ عدد ۳ پر متوافق ہے اسلئے قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد کے ٹلٹ کو دوسرے کل عدد کے ساتھ ضرب دیکھا یعنی  $۳ \times ۱۸ = ۵۴$  پس ۱۸ کو حاصل ضرب سابق کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً  $۱۸ \times ۲۰ = ۳۶۰$  - منجملہ ان ۳۶۰ حصوں کے دختر کو ۲۰۰ یعنی ہر واحد کو ۵۰ سہام ملین گے اور ۲۰ کو ۲۰۰ سے وہی نسبت ہے جو ۲۰ کو ۲۰۰ سے ہے اور جرات کو ۱۶۰ یعنی ہر واحد کو ۲۰ سہام ملینگے اور ۱۶ کو ۲۰۰ سے وہی نسبت ہے جو ۷ کو ۲۰۰ سے ہے اور بقیہ ۹ سہام زوجہ کو ملیں گے +

## فصل نویں

## ساختہ کے بیان میں

ترتیب ساختہ ۹۶ اگر کوئی شخص چند وارث چھوڑ کر وفات پائے ان میں سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کر جائیں تو جو حصہ ترکہ سے اشخاص



قرابا میں ادن کی تعداد کو ادن سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو کہ بیشتر تو ذیہ کو از رو کے تقسیم ایسے سال کے پہلے سے مشتملاً  
 ۲۳۵ = ۲۷ × ۲۲ اور ۹۷ = ۲۷ × ۳۷ اور ۲۷۸۰ سہام کی زیادہ کو ۲۷ × ۱۰۰ × ۸۲ = ۹۲ × ۱۰۳۲ اور ۱۰۳۲  
 ۱۰۳۲ = ۹۲ × ۱۰۰ × ۸۲ = ۲۷ × ۵۰ × ۲۲۰ اور مجموعہ کو ۲۷ × ۵۰ × ۲۲۰ = ۱۰۳۲ = ۹۲ × ۱۰۰ × ۸۲ = ۲۷ × ۵۰ × ۲۲۰

### فصل دسویں

اشخاص مفقودہ الخیر اور متوفی کی اوس اولاد کے بیان میں جو اوس کے بعد پیدا ہو  
 ۱۰۱ اشخاص مفقودہ الخیر کی جاہداد کی نسبت ذیہ برتنک انتظار کرنا چاہیے اور اس حصہ میں جو اور اشخاص وفات پائیں ادن کی وفات  
 ہونے سے ترک مفقودہ الخیر میں کہہ انہیں انہیں نہوگی اور جو شخص کہ اس میں وفات پائے مفقودہ الخیر سے ترک پائیگا +

اشخاص مفقودہ الخیر  
 ذکر اوس صورت کا  
 جس شخص مفقودہ الخیر  
 بشمول اور شخص سے  
 وارث ہو +

۱۰۲ اگر شخص مفقودہ الخیر کو بشمول اور شخصوں کے ذریعہ پہنچے تو ترکہ بطحا اور وارثوں کے تقسیم ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وارثان نہ کو قطع  
 حیات و موات مفقودہ الخیر کے بہر صورت ترکہ پانے کے مستحق ہوں مثلاً اگر کوئی شخص دو دختر اور ایک بیس مفقودہ الخیر اور ایک بیس مفقودہ الخیر کا  
 بیٹا اور بیٹی چھوڑ کر مر جائے تو اس حالت میں دختروں کو نصف ترکہ پہنچے گا کیونکہ حصہ ادسکا بہر حال اسبقہ رہے لیکن بیٹہ اور بیٹی کو  
 کچھ نہ ملے گا کواصلے کہ دیے سبب زندہ تصور ہونے پانے باپ کے ترکہ سے محروم رہیں گے +

۱۰۳ اگر کوئی شخص چند بیس چھوڑ کر مر جائے اور اسکی زوجہ وقت وفات ادسکے حامل ہو تو ترکہ سے ایک حصہ واسیلے اوس بیس کے باقی کہا  
 جائے جو بعد میں باپ کے پیدا ہو +

۱۰۴ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حامل چھوڑ کر وفات پائے اور ادسکے اولاد نہ ہو تو اگر ایسے اقربا موجود ہوں جو صرف بحالت لا اول  
 ہونے ادسکے ترکہ باسکین مثلاً بہا سنے باہمیشہ تو ترکہ فوراً تقسیم ہوگا +

۱۰۵ اگر اقربا نہ ہو تو مستحق کیس قدر حصہ کے ہوں یعنی حصہ ادن کا بحالت موجود نہ ہونے بہر یا دختر متوفی کے زیادہ ہو اور در صورت  
 موجود ہونے کے کم تو ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اقربا نہ ہو تو اسکو چھٹا حصہ جبکی وہ فی الواقع مستحق ہے پہنچے گا۔ اگر متوفی  
 کی زوجہ وقت وفات شوہر کے حامل ہو لیکن بچہ زندہ پیدا نہ ہو تو ان کو ایک نٹ پہنچے گا +

ذکر اوس صورت کا کہ اگر وقت  
 وفات باپ کے زندہ نہ ہو  
 موجود ہوں تو اس وقت  
 حصہ ادسکی وفات کے پیدا  
 ہو کہ وقت ترکہ پہنچے گا +  
 اگر وقت وفات شوہر کے  
 زوجہ حامل ہو تو اس وقت  
 حصہ ادن کی نسبت جو وقت  
 بحالت لا اول چھوڑی ہوگی  
 وارث ہونے سے پہلے ہی کہ  
 جائے گا +  
 اگر زوجہ شوہر کی وفات  
 کے وقت حامل ہو تو وارث  
 وارثوں کی نسبت جو  
 بہر صورت مستحق ہوگی  
 کسٹور مل کرنا چاہیے +

### فصل گیارہویں

ادس صورت کے بیان میں جب چند شخص زمانہ واحد میں مرگے معاجات سے مر جا میں  
 ۱۰۶ اگر دو یا دوسے زیادہ شخص زمانہ واحد میں مرگے معاجات سے مر جا میں اور یہ معلوم نہ ہو کہ کون شخص پہلے مرے تو معجز کے قول کے مطابق ہر  
 تصور کیا جائیگا کہ کم شخص پہلے فوت ہوا لیکن جب اوس کے بعد زیادہ معجز اور مرے ہیں یہ فرض کیا جائیگا کہ کل اشخاص زمانہ واحد میں مر گئے  
 اور ترکہ ادن کا وارثان ہی القام میں اوس طرح تقسیم ہوگا کہ زیادہ وارثان متوسط ہوں تاکہ سب کا حصہ برابر ہو +

قاعدہ درانت کا ہے  
 صورت میں جو دو  
 یا دوسے زیادہ اشخاص  
 زمانہ واحد میں مرے  
 معاجات سے مر جا میں



اس قاعدہ کی پیش مندرجہ ذیل سے معلوم ہوتی ہے مثلاً زید و عمرو و بتر بن عبد و پدر و لیسر بن محمد ان کے زید و بکر سمندر میں تھے  
 ہو گئے اور ان کی ہلاکت کا حال کو پہ معلوم ہوا اس صورت میں ہر دو حالت موجود ہوئے دیگر لیسر ان زید کے ترکہ کا سنی ہونگا کیونکہ ستر عام  
 نام مقامی کی رو سے کچھ حق نہیں پہنچتا اور در صورت موجود ہونے پر بیٹوں کے پوتوں کو ورنہ نہیں ملتا۔ اگر شیخ صاحب بلا کسٹن صاحب کی شرح  
 قانون انگلینڈ کے صفحہ ۱۶ جلد ۲ میں ایک مسئلہ عجیب کی بحث چند روزہ ہوئی عمل میں آئی تھی بصورت حاشیہ لکھا ہے کہ میں یہ محبت پیش ہوئی  
 تھی کہ اگر باپ اور لڑکا ایک ہی زمانہ میں مر جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں سے پہلے کون مر تو بوجہ قاعدہ آئین قدیمہ رو سے یہ  
 تصور کیا جائیگا کہ لڑکا چھ فوت ہوا لیکن مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لکھا ہے کہ میری بیوی سے ہے کہ عدالت میں دہیٹے ثبوت اس قسم کے دعویٰ کے  
 شہادت ملتی ہے بہتر ثبوت درکار ہوگا۔ شرح مذکور کی جلد سوم میں صفحہ ۱۲ اور صفحات ما بعد میں مرگ مغافات کی بعض عجیب تو  
 ذکر مقدمات نادر کی ذیل میں لکھا ہے بخدا ان کے ایک کی یہ صورت ہے کہ باپ اور بیٹا میدان جنگ میں زبان واحد قتل ہوئے  
 اور اسی روز دختر ہی تارک الدینا ہوئی چنانچہ اس باب میں قرآن یہ پایا کہ فوت ہونا دختر کا نظر اسکے تارک الدینا ہونے کے قبل ہلاکت  
 اسی کے باپ اور بہائی کے تصور کرنا چاہیے اور چونکہ بہائی سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا لہذا یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ بعد اپنے باپ کے مرے

فصل بارہویں

تقسیم ترکہ کے بیان میں

۱۰۷ جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ در باب تقسیم اور حصص کے ہے جو مختلف وارثوں کو ملنے چاہئیں لیکن بعد تقسیم تعداد او ان سہام  
 چیز ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصص داروں میں مطابقت کلی کم پائی جاتی ہے یعنی اگر یہ دریافت ہو جا کہ ترکہ کو  
 دس یا چھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے تو ایسا کم ہوتا ہے کہ مقدار ترکہ کی مالیت بجز سادہ دس یا چھ اسٹرنی یا روپیہ کے ہو پس واسطے دریافت  
 کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقوں اور وارثوں اور فرض خزانہ کے قواعد مندرجہ ذیل ضبط کیے جاتے ہیں +

۱۰۸ جب تعداد او سہام کی چیز ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور یہی ہر فریق دار ثانی کے حصص کی تعداد معلوم ہو جا تو تعداد سہام کا تقسیم  
 مقدار ترکہ کے ساتھ کیا جا اگر ان دونوں کی تعداد میں نسبت متوازن پائی جائے تو قاعدہ یہ ہے کہ دارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار  
 حصص کے ساتھ ضرب دیکر حاصل ضرب کو او سہام کی تعداد سے تقسیم کرنا چاہیے چیز ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور تصور ہوا ہو مثلاً  
 اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور دو دختر اور چچا اور جایداد مالیت چھیس روپیہ کی چوڑ کر مر جائے تو اس صورت میں ترکہ کو ابتداً  
 ۲۲ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے بخدا ان کے زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۶ اور چچا کو ۵ حصے ملیں گے پس نظر تقسیم اس ترکہ  
 کہ دارثون کو ترکہ سے کس قدر سہام ملنے چاہئیں قاعدہ مذکور الصدر پر عمل کرنا دیکھو مثلاً ۲۵ × ۳ = ۷۵ اور

۱۰۹ اگر نسبت متوازن ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ دارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار ترکہ کے ساتھ ضرب دیکر حاصل ضرب  
 ۲۵ × ۱۶ = ۴۰۰ اور ۲۵ × ۵ = ۱۲۵ لیکن ۴۰۰ ÷ ۳ = ۱۳۳ اور ۱۲۵ ÷ ۳ = ۴۱ اور ۱۶ ÷ ۳ = ۵ اور ۵ ÷ ۳ = ۱  
 +

و عدد داروں اور  
 ترکہ کا ذکر  
 تو تقسیم ترکہ  
 اور

اوپن سہام کے عدد میں دفن سے تقسیم کرنا چاہیے جب تک تقسیم کا ترک نہ کرے گا ضرور تھا مثلاً اگر کوئی شخص درنا سے تعلق رکھتا ہے اور سہام کی جابجا دیا چھوڑ کر فوت ہو تو چونکہ ۲۲ اور ۵۰ عدد پر متوافق ہیں لہذا دونوں عدد کا نصف دفن سے ہے

$$20 \times 2 = 40 \text{ اور } 20 \times 10 = 200 \text{ اور } 20 \times 25 = 500 \text{ لیکن } 25 = 50 \text{ اور } 50 = 100 \text{ اور } 100 = 200 \text{ اور } 200 = 400$$

۱۱۰ اگر یہہ دریافت کرنا منظور ہو کہ وارث کو ترک سے کس قدر حصہ پہنچنا ہے تو قاعدہ مذکورہ بالا پر عمل کرنا چاہیے مگر اس میں جو پتہ ہر وارث کے واسطے مقرر ہوا ہو بعد اس کے فرق تقسیم حسب قاعدہ مذکورہ بالا ہونی چاہیے چنانچہ صورت سابقہ میں اصل حصہ ہر وارث کا

$$20 \text{ تھا اور } 20 \times 8 = 200 \text{ اور } 200 = 400$$

۱۱۱ اگر ترک فرض خواہوں میں تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ اوک کل زر قرضہ کی تدا کو تقسیم قرار دین اور ہر فرض خواہ کے مقدار دین کو اس کا حصہ تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر ایک شخص کل قرضہ بقدر ۱۶ روپیہ اور دوسرے کا بقدر ۵ روپیہ اور تیسرے کا ۳ روپیہ ہوں اور ہر یوں کا ترک صرف ۲۱ روپیہ کا ہو تو حسب قاعدہ دفعہ ۱۰۹ قرض خواہ اول چودہ روپیہ اور قرض خواہ ثانی چار روپیہ چہ آں اور قرض ثالث دو روپیہ دس آنہ کا مستحق ہو گا

### فصل تیرہویں

#### تقسیم کے بیان میں

۱۱۲ اگر دو شخص واسطے تقسیم اورس جابجا دیکے خواستگار ہوں جو اول کو درنا سے پہنچے ہو تو ایسی درخواست قابل سماعت ہے علیٰ ہذا القیاس اگر صرف ایک وارث دعویٰ تقسیم ہو تو اس کی درخواست ہی منظور کی جائے الا شرط یہ ہے کہ تقسیم جابجا دیا سے اس کے انتفاع میں متور واقع نہ ہو

۱۱۳ لیکن اگر تقسیم جابجا دیا بلا نقصان اوکے کسی جزو کے ممکن نہ ہو تو جلد وارثوں کی رضامندی ضروری ہے اور اگر جابجا دیا مختلف قسم کی ہو تو ہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے

۱۱۴ اگر ترک زر نقد کی قسم سے نہ ہو تو اس کو چند سہام پر مطابق حصص وارثوں کے تقسیم کرنا چاہیے اور بعد تشخیص قیمت ہر حصہ کے درنا اپنا اپنا حصہ پا دین

۱۱۵ تقسیم کی ایک اور صورت عام باعتبار محاصل کے ہوتی ہے یعنی ہر وارث نوبت نوبت جابجا دیا مستحق ہوتا ہے مگر یہ طریقہ تقسیم جابجا دیکے مقابلہ میں دوسرے درجہ کا ہے اور جب ایک حصہ دار تقسیم جابجا دیا اور دوسرا صرف تقسیم مانع کا دعویٰ دیا ہو تو شخص مقدم الذکر کا دعویٰ حتیٰ الامکان ترجیح رکھنا ہے

### دوسرا باب

قواعد وارثت متعلقہ ذہب امامیہ کے بیان میں

ہر وارث کے مقدار حصہ دریافت کرینا

قرض داروں کی مقدار تقسیم دریافت کرینا

تقسیم جابجا دیا کا بیان میں

تقسیم محاصل

۱. حسب قواعد امامیہ کے من وراثت میں طریقے سے حاصل ہوتا ہے +

۲. اول قرابت نسبی اور دوم واسطہ سببی اور سوم دلا +

۳. وارثان نسبی کے تین درجہ ہیں اور اگر درجہ اول کا کوئی وارث اثاث سے بھی موجود ہو تو دوسرے درجہ کا کوئی وارث مستحق ترک نہیں ہو سکتا +

۴. علیٰ ہذا القیاس اگر دوسرے درجہ کا کوئی وارث موجود ہو تو تیسرے درجہ کے واسطہ دار کو وراثت نہیں پہنچ سکتا +

۵. پسر درجہ میں والدین اور اولاد اور اولاد کی اولاد جہاں تک ہو داخل میں اور بمقابلہ وارث قریب وارث بعید کو متعلق نہ ہوگا۔ والدین اور اولاد کی اولاد کے ایک کو بشمول اولاد یا اولاد کی اولاد یا اولاد کی اولاد کا وراثت پہنچے گا۔ لیکن بحالت موجود ہو اولاد کے اولاد کی اولاد اور شہرگی اولاد کے

۶. اس درجہ کے وارثوں کی دو قسمیں ہیں اول اصول محمد و اولاد محمد و اولاد محمد بن مرث والدین میں اور اولاد کے والدین اولاد کے تفریق وراثت کے

تایم مقام نہیں ہو سکتے۔ قسم دوم میں اولاد کے اولاد اور اس کے قائم مقام اولاد کی اولاد ہو سکتی ہے ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محدود نہیں کر سکتا مگر قرابت اور سنی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر دونوں ایک ہی قسم کے ہوں تو واسطہ دار بعید بجا موجود ہو تو واسطہ دار قریب کے محدود رہتا ہے +

۷. بحالت موجود ہو اولاد کے سوا والدین اور زوجہ دستور کے کوئی وارث مستحق ترک نہیں ہوتا +

۸. پسر کی اولاد کو پسر کا اور دختر کی اولاد کو دختر کا حصہ بلا لحاظ پیرٹھی کے ملے گا +

۹. درجہ دوم میں اجداد و جدات اور بیانی اور بہن اور اولاد بلا لحاظ پیرٹھی کے داخل میں اور بحالت موجود ہو واسطہ دار

قریب کے قرابت دار بعید کو حق وراثت نہیں پہنچتا اور جدہ کے موجود ہونے کی حالت میں جد کا والد وارث نہیں ہوتا ہے اگر بیانی یا بہن موجود ہو تو پہنچتا مستحق ترک نہیں ہوتا اور پیرٹھے یا بیانی کی موجودگی میں بیانی کا پوتا حقدار نہیں ہو سکتا +

۱۰. اس درجہ کے بھی دو قسمیں ہیں قسم اول میں اجداد و جدات اور قسم دوم میں بیانی اور اولاد داخل میں اور دو قسمیں غیر محمد و ہن تفریق وراثت کے

یعنی کسی قسم کے واسطہ دار قریب کے موجود ہونے کی حالت میں اسی قسم کا واسطہ دار بعید بلا لحاظ پیرٹھی کے وارث ہوتا ہے اور اس قسم سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محدود نہیں کر سکتا مگر قرابت اور سنی کے ساتھ زیادہ قریب ہو لیکن اگر وارث ایک ہی قسم کے ہوں تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہو واسطہ دار قریب کے محدود رہتا ہے +

۱۱. تیسرے درجہ میں اعمام اور علات اور خالات اور مومن اور اولاد داخل میں سے بمقابلہ وارث قریب واسطہ دار بعید وراثت نہیں پہنچتا +

۱۲. ہاں سکتا ہے چنانچہ پیرٹھی کے موجود ہونے کی حالت میں جہاں بیانی اور مومن یا خالاک کی موجودگی میں مومن اور بیانی مستحق ترک نہیں ہو سکتا +

۱۳. اس درجہ کے وارث عام اس لیے کہ وہ اہر کی پیرٹھی کے ہوں یا بیانی کی پیرٹھی کے غیر محمد و بہن اور بحالت موجود ہو واسطہ دار قریب کے قرابت دار

بعید بلا لحاظ پیرٹھی کے وارث ہوتا ہے لیکن اگر حقیقی چچا یا چچی یا مومن یا خالاک موجود ہوں تو اولاد وارث نہیں ہو سکتی اور شامس اللہ برابر مستحق ہیں اذ اس صورت میں کہ بعض ان میں سے حقیقی بہن اور بعض غیر حقیقی اور بعض اجناسی یا غلطی مناسبات موجود ہو حقیقی چچا

میں وراثت میں اصل سے حاصل ہونے پر ہی درجہ اول کی تفریق

دارثان درجہ اول کی تفریق

ذکر اولاد و تفریق بحالت موجود ہونے اور اولاد کے مستحق ترک نہیں ہونے اور اولاد کے مستحق

تفریق وراثت کے درجہ دوم

میں سے جبکہ وراثت متعلق اولاد و تفریق کے

علاقائی چچا کو ترک نہیں پہنچ سکتا اور بھالت موجود ہو تحقیقی چچا کے لہجے اجنبانی اور علاقائی چچا محروم ہوتے ہیں +  
 ۱۳ اگر درنا نہ کوڑیے کوئی وارث موجود نہ ہو والدین کے چچا اور چچی اور ماموں اور خالا کو درنا نہیں ہے اور اگر بہن ہی نہیں تو اولاد کو  
 گو وہ کسی شہر ہی کے ہر لحاظ قرب و وسط مستوفی کے درنا باہلی اور اگر ان میں سے کسی بھی کوئی نہ ہو تو اجداد و جدات کے ماموں اور خالا اور چچا اور چچی  
 لحاظ قرب و وسط مستوفی کے ترک پاتے ہیں +

تیسرے درجے کے وارثوں کی تقریر

۱۴ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بھالت موجود ہو تحقیقی وارثوں کے وارثان اجنبانی اور علاقائی مساوی درجے کے ترک نہیں ہتے لیکن مختلف درجے کے وارثوں  
 میں بہت قاعدہ ملحوظ نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر تحقیقی بہائی یا بہن موجود ہو تو چینی یا علاقائی بہائی اور بہن درنا سے محروم رہتے ہیں لیکن تحقیقی بہائی کا  
 بیٹا علاقائی یا اجنبانی بہائی کو محروم نہیں کر سکتا کیونکہ درجہ اولاد کا مساوی نہیں ہے لیکن برادر زادہ تحقیقی کے موجود ہونے کی صورت میں مساوی  
 درجہ کا برادر زادہ اجنبانی یا علاقائی درنا نہیں پاسکتا علیٰ ہذا القیاس تحقیقی ماموں یا چچا اجنبانی یا علاقائی کے بہائی کو درنا سے محروم نہیں کر سکتا  
 اجنبانی یا علاقائی ماموں یا چچا کو محروم کرنا ہے +

قاعدہ کلیہ درنا وارثان تحقیقی کے غیر تحقیقی کے

ہستنا

۱۴ بہ قاعدہ کہ وارثان تحقیقی کے موجود ہونے کی صورت میں وارثان علاقائی و اجنبانی درنا نہیں ہتے اور مساوی درجہ کے وارثوں سے بھی  
 مستحق ہے جو وسط داران اطرائی ہوں +

قواعد زید

مثلاً جب تحقیقی بہتیا یا بہتی اور بہا بہا یا بہائی موجود ہو تو اسکا چینی یا علاقائی چچا یا چچی یا ماموں یا خالا درنا سے محروم ہوں گے لیکن  
 اگر تحقیقی چچا یا بیٹا اور علاقائی چچا موجود ہوں تو مقابلہ تحقیقی چچا کے علاقائی چچا کو درنا نہیں چکا +

استثنا

۱۵ قاعدہ مذکورہ بالا جو درنا سے محروم ہونے کے باب میں ہے اعلیٰ عام اور عامات و احوال و حالات سے متعلق نہیں ہو سکتا جو مختلف جہتوں سے  
 مستوفی کے وسط دار ہوں مثلاً در صورت موجود ہونے تحقیقی چچا یا چچی کے اجنبانی یا علاقائی ماموں اور خالا درنا سے محروم نہیں ہتے لیکن بھالت ہونے  
 تحقیقی چچا یا چچی کے اجنبانی یا علاقائی چچا یا چچی کو درنا نہیں پہنچ سکتا علیٰ ہذا القیاس اگر تحقیقی ماموں یا خالا موجود ہو تو علاقائی یا چینی ماموں یا خالا  
 ترک نہ ہلیگا +

قواعد زید اس صورت میں وسط داروں کی جہات میں تقاضا ہو

۱۶ اگر کوئی شخص علاقائی یا اجنبانی چچا اور تحقیقی خالا چچا کو وفات پائے تو چچا کو بدین وجہ کہ باپ کے واسطے سے دعویٰ داریے ترک کے

قواعد وراثت اختلاف جہات

۲ واسطہ داران اطرائی دیکھتے ہیں جو ایک ہی مرتبہ اعلیٰ کی اولاد ہوں لیکن مرتبہ اعلیٰ کی کسی نسبت میں اولاد کے اصول مختلف ہوں مثلاً چچا  
 بہائی یا ہم واسطہ دار اطرائی ہوں کیونکہ اولاد ادا ایک ہے مگر باپ علیحدہ ہیں۔ من ترجمہ +

دو نمٹ میں یک اور خالا کو جہان کی جہت سے دیکھو ایک نمٹ پہنچا کیونکہ اگر چچا یا خالا نہ ہتے تو ترک ہی حساب سے والدین میں تقسیم ہوتا +  
 ۳ اگر بہ قاعدہ کلیہ کہ وسط داران تحقیقی کے موجود ہونے کی صورت میں وسط داران اجنبانی کو درنا نہیں پہنچ سکتا اور شخصوں کی نسبت وارث

استثنا درنا وسط داران علاقائی کے

نہیں ہے جو فرض کیے گئے ہوتے ہیں +

۱۸ اگر کوئی شخص ایک تحقیقی اور ایک اجنبانی بہن ہو تو تحقیقی کو نسبت اور اجنبانی کو سب سے لیکھا اور باقی ترک ہی تحقیقی بہن کے ہونے  
 اور اگر اجنبانی بہن ایک ہے تو وہ بہن کو ترک کر لیکھا اور باقی ترک ہی تحقیقی بہن کے ہونے +

بہن کے ہونے اور

قاعدہ درانت کا  
اور میں نہیں جب  
ایک شخص زوجت  
سے واسطہ دار ہو

۱۹ اگر دو وارث ہوں اور بھلائی کے ایک و وجہت سے قرابت ہو مثلاً ایک شخص ناموں اور چچا چھوڑ کر وفات پائے اور چچا مستوفی کا ناموں ہی ہو تو ناموں کو ایک ٹکٹ ملیگا اور چچا کو دو ٹکٹ ملین گے اور چچا کو علاوہ دو ٹکٹ کے اس ٹکٹ سے ہی نصف ملیگا جو ناموں کو ملا اور اس سے چچا کو پانچ سدس پہنچیں گے اور ناموں صرف ایک سدس پانچاگا +

دعویہ داران نبی

+ اس صورت کی تیش کہ ایک ہی شخص چچا اور ناموں ہو تو صریح ذیل سے واضح ہے مثلاً زید کا بیٹا محمد ایک زوجہ سے ہو اور زید پر ہندہ سے نکاح کرے اور ہندہ کی ایک بیٹی جمیلہ پہلے شوہر سے موجود ہو اور محمد کا نکاح جمیلہ کے ساتھ ہو اور ان سے ایک بیٹا خالد پیدا ہو اور زید کسی اور شخص سے کہ نہیں پہنچ سکتا اور بھلائی نہ ہو تو اولاد کے شوہر کا حصہ نصف اور زوجہ کا حصہ ربع ہوتا ہے اور اولاد ہونے کی صورت میں شوہر کو ربع اور زوجہ کو مش ملتا ہے +

درانت شوہر و زوجہ

۲۱ اگر زوجہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو اسکی کل جائیداد شوہر کو پہنچتی ہے اور اگر شوہر سوا زوجہ کے کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو زوجہ کو جائیداد شوہر ہی سے ایک ربع ملتا ہے اور باقی تین ربع بیت المال ہوتے ہیں +

قاعدہ درانت خلوت  
مجھڑے ہوئے کی صورت  
میں

۲۲ اگر کوئی شخص حالت بیماری میں نکاح کرے اور قبل ہونے خلوت صحیحہ کے عارضہ لاحقہ سے وفات پائے تو اسکی زوجہ کو ترکہ اور کچھ بچھڑا جائے اور اگر زوجہ اس سے پیشتر چھوڑا تو وہ بھی زوجہ کے ترکہ کا مستحق نہوگا لیکن اگر کوئی عورت بیماری کی حالت میں نکاح کرے اور شوہر اس سے پیشتر مر جائے تو خلوت صحیحہ ہونی ہو اور نہ عورت نے کبھی عارضہ سے صحت پائی ہو تو وہ مستحق ترکہ شوہر ہوگی +

قاعدہ درانت بصورت  
میں جب شوہر بھلائی  
ترکہ کرے اور چچا  
کو نکاح دے

۲۳ اگر شوہر قریب المرگ ہو کر وقت زوجہ کو طلاق دے تو زوجہ ترکہ پانچ لکھ شرط یہ ہے کہ شوہر بیمار نہ لاحقہ زمانہ طلاق سے ایک برس کے

قاعدہ درانت طلاق  
رجعی کی صورت میں  
متاع

+ ایک بیٹا حال پیدا ہو پس حال خالی کا چچا ہی ہے اور ناموں ہی علی بن العباس اگر کسی شخص کے برادر علاتی اور پیشتر اچانی ہو اور بہر دو نون اسپس شادی کر لیں تو شخص کو اور ان کی اولاد کا چچا ہی ہے اور ناموں ہی +  
اندر فوت ہو اور اگر شوہر ایک برس کے بعد مرے تو زوجہ کو ترکہ نہیں پہنچاگا +

متاع

۲۴ اگر شوہر زوجہ کو طلاق رجعی دے اور شوہر یا زوجہ زمانہ عدت کے اندر مر جائے تو ایسی حالت میں ایک کو دوسرے کی نسبت ترکہ پانچ لکھ متاع جس عورت کے ساتھ متاع یعنی نکاح عارضی کیا جائے وہ مستحق ترکہ نہیں ہو سکتی +

دعویہ داران و

۲۵ تیسری قسم کے وارث دے ہیں جو بذریعہ ولاسحق ترکہ کے ہیں لیکن اگر واسطہ ایمان نبی یا نبی سے کوئی شخص موجود ہو تو واسطہ داران و ولا کو ترکہ نہیں پہنچ سکتا +

دعویہ داران و ولا  
کی دو قسم ہیں

۲۶ اولاد و قسم کا ہے ایک جو بذریعہ علق یعنی آزاد کر لینے کے ہو اور ایسی حالت میں متاع کو بوجہ اعناق کی عین درانت حاصل ہوتا ہے اور ولا کی دو قسم ہیں  
۲۷ دوسری قسم صورت متاع میں ہے کہ عاقدہ پر منحصر ہے یعنی وہ شخصوں میں ایک دوسرے کے ورف پانچا فرادہ ہو جائے +

پہلی قسم کے ورف  
دوسری قسم کے ورف

۲۸ اگر پہلے قسم کے واسطہ داران و لا موجود ہوں تو وہ سب سے قسم کے دعویہ داروں کو ترکہ نہیں پہنچ سکتا +

مران کی ورف

۲۹ جو قواعد عامہ ہوں وہ مذہب امامیہ کے مطابق ہیں وہ یہ ہیں کہ عاقدہ میں منہ کے ہونے کے ورف پانچا فرادہ ہو جائے +

ذکورہ واراثت میں کچھ تشریح نہیں ہے مثلاً اگر پوتا موجود ہو تو دختر کو اور باپ کا چچا موجود ہو تو مومن کو ترک نہیں ہے حال اگر اور کو

+ اسطر کا عقد اہل سنت کے نزدیک مذموم ہے اور وہ اس کو قطعی خلاف طریح تصور کرتے ہیں - ترجمہ ہدایہ مرتبہ سلیق صاحب جلد ۱

صفحہ ۷۲۰ +

مسئلہ اہل سنت کے دختر کو مرن نصف حصہ پہنچتا ہے اور بھائی اور بہن کو چھٹا حصہ چھٹا حصہ کے مومن کا حصہ ہے +

۳۰ اختلاف دار مانع ارث نہیں ہے اور قتل جائز یا قتل خطابی وراثت سے محروم نہیں کر سکتا الا اس صورت میں کہ اشتغال طبع

باعث اسکا ہوا ہو +

اختلاف دار مانع ارث نہیں ہے اور قتل جائز یا قتل خطابی وراثت سے محروم نہیں کر سکتا الا اس صورت میں کہ اشتغال طبع باعث اسکا ہوا ہو +

۳۱ اگر ترکہ کل دارنوں میں بغیر کسی حصہ نہ ہو تو اس صورت میں مول جائز نہیں بلکہ جو وارث ایسی حالت میں آئے

حقتہ وجب سے محروم ہے اور ایک حصہ سے بجا بصدی سہانی کیجیے یا جس وارث کے حصہ میں تعلیل ممکن ہو اور میں کی کیجیے مثلاً

اگر شوہر اور دختر اور والدین مستحق ترکہ ہوں تو ترکہ کو بارہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سب کو ایک کے ٹکڑے کو تین سہام یا بے اور والدین کو

دو سہام یا چار سہام ملیں گے اور دختر کو نصف جا یا دو پنچگی لیکن اس صورت خاص میں دختر کے واسطے بیکہ نصف جائداد کے جسکی وہ

مستحق ہے صرف پانچ سہام بجا ہے چھ سہام باقی رہتے ہیں - ایسی حالت میں حسب سئلہ اہل سنت کے دختر کو چھ حصے ملنے کی نظر سے ترکہ حصوں

میں تقسیم کیا جائے لیکن اصول امامیہ کے مطابق دختر کو بقیہ پانچ سہام پر قناعت کرنی چاہیے کیونکہ بعض صورتوں میں دختر کا حق بابت سہام

مقدر کے زائل ہو جاتا ہے مثلاً اگر بیٹا ہوتا تو دختر کو کوئی حصہ خاص نہیں ملتا اور وہ عصبہ تصور کیجاتی ہے حال اگر شوہر یا والدین کسی صورت

میں سہام مقدر سے محروم نہیں ہو سکتے +

۳۲ جب ترکہ کے سہام کی تعداد وارثوں کی تعداد سے متجاوز ہوتی ہے تو حصص انہ دارنوں کی طرف عود کرتے ہیں اور شوہر از روئے

رد کے مستحق ورنہ یہ مذکورہ اور اگر بیٹا موجود ہوں تو مان بھی مستحق رہ نہیں ہوتی اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو واجب سے پہلے

کہتا ہو تو ترکہ باقی مرن اسکی پہنچتا ہے +

۳۳ اگر بڑا بیٹا لیتا ہو تو تقسیم ترکہ کے وقت اسکو باپ کی تلوار اور قرآن اور پوشاک اور کشتی دینی چاہیے + ۳

خلاف کتاب کا اتفاق

۴ بیٹے خلاصہ مذکورہ بالا میں بدست اپنے کوئی امر اہم قلم انداز نہیں کیا ہے جو سہام کے دارنوں کے واسطے بوجہ سائل اہل سنت کے

میں وہی اہل تشیع کے مذہب میں بھی جاری ہیں اور دونوں فرقوں کا عمل قرآن کے احکام پر ہے اور قواعد تقسیم اور قواعد

جسکی رو سے مختلف و عیدار دن کے سہام کا تعین نسبت ایک دوسرے کے ہوتا ہے دونوں فرقوں میں باسثناء بعض تبدلات کے داعیہ

اور اس کا بعض میں بیان کرنا سائل امامیہ کا درباب معاہدات اور امور متفرقہ کے فرد نہیں ہے چند روز ہوئے کہ کرنل جان پہلی کتاب نے جو

عربی وغیرہ زبانوں کے بیچ عالم تھے خلاصہ سائل امامیہ کا اس باب میں مرتب کیا تھا کہ وہ نسخہ تمام دانا اور شاید وجہ اسکی یہ ہوئی کہ

اون کے نزدیک مفہد ہونا اس کتاب کا مقابله محنت و صرف وقت کے مستور ہونا +

## تیسرا باب بیع کے بیان میں

- ۱ جو سبادل طرفین کی رضامندی سے عمل میں آئے اور بیع کیے جاتے ہیں +
- ۲ بیع کا انعقاد طرفین کے اقرار و بیع یا تقابض بدین سے ہوتا ہے +
- ۳ بیع کی جائز ترین بین اول میں بالعین دوم دین بالذین اور چہارم میں بالذین مگر چوتھی قسم کا بیع عموماً باج سے ہے +
- ۴ بیع جائز نام سے موسوم ہے یعنی قطعی و مشروطی و ناقص و فاسد +
- ۵ بیع قطعی وہ ہے جس کا انعقاد فی الفور ہو اور کوئی امر شرعی مانع نہ ہو +
- ۶ بیع مشروطی وہ ہے جس کا انعقاد مالک کی اجازت پر ملتی ہے اور اگر مانع ہو تو ولی کی رضامندی و درکار سے اور اس قسم کے بیع کی نسبت کوئی بیع مشروطی امر شرعی سوا کہ رضامندی مالک یا ولی کے مانع نہیں ہے نہ کوئی شرط درکار سے +
- ۷ بیع ناقص وہ ہے جس کا انعقاد قبضہ پر منحصر ہو اور یہ ناقص شرعی قبضہ کی رو سے رخ ہوتا ہے +
- ۸ بیع فاسد وہ ہے جس کا انعقاد ممکن نہ ہو یعنی اگر ادون اختیار میں جس کا سبادل کیا جائے مخالف ہو یا ادون میں سے ایک کی قیمت جائز نہ ہو تو ایسا معاہدہ بیع فاسد کا عدم ہے +
- ۹ جس بیع کی قیمت شرعاً جائز نہ ہو وہ در صورت راضی ہونے بائین و مشتری کے دوسری قسم کے سوا نہیں دیکھا جاسکتا ہے اور اختیار سے کہ سوا فاسد مال اصل یا زیادہ یا کم قیمت پر بیع کیا جائے +
- ۱۰ اگر بیع میں دو چیزیں کا ہوا ہو اور وہ بیع الا اس صورت میں کہ بائین و مشتری ایک ہی شخص کے ہوں اور مقرر کرین یا بائین کی طرف سے بیع بوسلٹ یا بیاولی کے منع ہو یا غلام اپنے آقا کی اجازت سے آزادی اپنی خرید کرے +
- ۱۱ بیع کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مستأقین سوا ہر ایک کے اثر سے مطلع ہوں اور بائین باجائز اپنی ولی اور محضون دوری بجائے درستی مستأقین کی قابلیت حواس کے بائین یا مشتری ہو سکتا ہے +
- ۱۲ اگر سبادل عین بالعین یا دین بالذین ہو تو ادستہ میں نہیں جائز نہیں ہے لیکن اگر سبادل عین بالذین یا دین بالعین کے قسم سے ادستہ میں نہیں جائز نہیں ہے +
- ۱۳ ہر معاہدہ بیع کے جو ایک واسطے ضروری ہے کہ شے بیع اور معاوضہ کی تصریح اس طرح ہے کہ دیکھا کہ مستأقین کے مطلب میں آئندہ کسی طرح کا نفع ہو جس کا صلہ میں ہر امت +
- ۱۴ بیع بھی ضروری ہے کہ جس شے بیع کے سوا معاوضہ میں دیکھا کہ وہ انعقاد سوا ہر ایک وقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا بغیر انعقاد سے آئندہ کسی وقت ہو مگر شرط ایسا ضروری معاوضہ میں دیا جانا اور سکا ممکن ہو +
- ۱۵ اگر سبادل دین بالذین یا عین بالعین کی قسم سے ہو اور بدین منشا بہ تو سوا دی ہونا ادون کا مقدار میں ضروری ہے +
- ۱۶ قرار پانے لگی ایسی شرط خارجی کا جس سے معاوضہ مستأقین کو نفع ہو گا کوئی ایسا امر موسوم پیدا ہو جو آئندہ موجب نفع ہو سکے جائز نہیں ہے +

بیع کی تعریف

بیع کا طریق

بیع کی جائز ترین میں

بیع جائز نام سے موسوم ہے

بیع قطعی

بیع مشروطی

بیع ناقص

بیع فاسد

سادہ

زین بیع

مستأقین کی قابلیت

ادستہ میں نہیں

بیع کا صلہ میں ہر امت

معاوضہ کا ضروری

معاوضہ کا ضروری

معاوضہ کا ضروری

ہنشاء

لیکن اگر شرط خارجی کی تعمیل فی الواقع کی جائے یا اگر مہموم بیع ہو تو معاہدہ پر مسترار ہوگا +

اختیار بیع

۱۷ بیع معاہدہ کی شرط جائز ہے لیکن بیع معاہدہ میں روزی سے مستحاضد ہونے +

ادامہ معاہدہ میں

۱۸ اگر ادایہ معاہدہ زمانہ آئندہ پر موعود ہو تو مدت کا تین فرسہ ہے اور التوا اداسکا کسی سے امر پر نہیں ہونا چاہیے جبکہ وقوع کا

ہر سکتا ہے

زمانہ غیر متحقق ہو تو وقوع ادکا ضرور ہو مثلاً ادایہ معاہدہ ہوا کے چلنے یا مہینہ کے برسیں پندرہ منہ ہونا چاہیے اور گو امر مہموم ہفتہ حنیفہ

بیع بوض ترض

کہ تین ادیکے وقوع کے زمانہ کا ہو سیکے تو ہی التوا جائز نہیں ہے مثلاً ادایہ معاہدہ تخریزی یا فصل کے کاشتے پر موقوف ہونا چاہیے +

بیع نانی یا باراد

۱۹ کسی بیعے کا بیع کرنا بوض ترضہ ذکی شخص ثالث کے جائز نہیں ہے الا بوض ترضہ ذکی یا بیع کے جائز ہے +

منقولہ

۲۰ جب تک کہ بیع فی الواقع مشتری کے قبضہ میں نہ آ جاوے بیع ثانی اداسکا نہیں ہو سکتا +

بیع معاہدہ میں

۲۱ بیع کے ہر معاہدہ میں بیعے کا عیب نقصان سے بری ہونا مہموم ہونا چاہیے +

نقصان سے بری ہونا مہموم ہونا چاہیے

۲۲ اگر بیع معاہدہ میں بلحاظ کیفیت یا کیت بائع کے بیان سے لائق یا باجائز تشریحی کو بیع معاہدہ کا اختیار حاصل

کیا ہونا چاہیے

۲۳ اگر اراضی بیع کی جائے تو جو بیعے مادیر یا ادسپر ہورہ ادیکے ساتھ منتقل نہیں ہو سکتی مثلاً گو درخت زمین پر نصب ہو سکی جہت سے

بیع اراضی

خریدار اراضی کا حق ہے لیکن بیوہ کے بائع کا استحقاق بائع کو ہوگا +

بیع بیع کی شرط

۲۴ اگر مشتری بیع معاہدہ کی بابت شرط کی ہو اور بیعے قبضہ میں مناج ہو جا یا ادس نقصان پہنچے تو خریدار زمرہ دار ادار

بیع معاہدہ میں

من شرط ہوگا لیکن اگر شرط بائع کی جانب سے ہو تو مشتری من بابت مالیت بیعے قبضہ کے ذمہ دار ہوگا +

بیع معاہدہ میں

۲۵ اگر مشتری بیعے قبضہ کی نسبت کسی شرط کا عمل مالکانہ صادر ہو مثلاً وہ بیعے مذکورہ کو حالت اصل سے تبدیل کرے تو بیعے کی شرط بائع کی

شرط بیعے کی

۲۶ اگر خریدار بیعے قبضہ کا سائزہ لکھا ہو یا دوسورت کافی ہوئے نمونہ کے نمونہ لکھا ہو اور بیعے قبضہ بعد معاہدہ کے لہذا نہ تو باوجود ہونے

بیع معاہدہ میں

شرط بیعے کی یہی شرط مذکورہ واپس ہو سکتی ہے مگر شرط بیعے کہ مشتری کی جانب سے کوئی فعل مالکانہ صادر نہ ہوا ہو +

بیع معاہدہ میں

۲۷ بائع کو اختیار بیع حاصل نہیں ہے اگر بائع بیعے قبضہ کو مذکرا ہوا اور شرط بیعے نہ قرار پائی ہو تو اس کے معاہدہ کے بیعے کا

بیع معاہدہ میں

اختیار نہ ہوگا الا اس صورت میں کہ مبادلہ میں بائعین ہو +

بیع معاہدہ میں

۲۸ اگر خریدار بیعے قبضہ کا بلحاظ ادس کے عیوب کے منظور لکھا ہو اور اس کو بیعے مذکورہ میں ایسا نقص معلوم ہو جس سے ادس کو

بیع معاہدہ میں

وقت خریداری اطلاع نہ تھی تو اس کو اختیار بیعے کے بیعے مذکورہ واپس کر دے لیکن اگر بیعے قبضہ میں بجا کتبہ مشتری کے کچھ زیادہ

بیع معاہدہ میں

نقص عاید ہو تو مشتری من تاوان یا بیعے مستحق ہوگا +

بیع معاہدہ میں

۲۹ اگر مشتری بیعے قبضہ ناقص کو شخص ثالث کے اہت بیع کر دے تو وہ اصل بائع سے تاوان یا بیعے مستحق نہیں ہو سکتا الا اگر

بیع معاہدہ میں

بیعے مذکورہ میں قبل بیع نانی کچھ ترمیم ہو جائے اور مشتری اسی سے اس جہ سے بائع اول کو واپس کر کے تو مشتری کو

بیع معاہدہ میں

تاوان ہوگا +



۳۰ اگر کوئی شے فروخت کی جائے اور وہ معاہدہ کے بعد ناقص معلوم ہو تو گوئی شے مذکورہ آرایش کی حالت میں منافع ہو جائے تو بیع باطل ہے اور اس کی کل قیمت کا مطالبہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ مشتری کو بیٹے مذکور سے کچھ فائدہ نہ پہنچا ہو اگر مشتری سے بیسویہ نقص سے فائدہ اوٹھا دیے تو اس کو مرت بقدر نقصان کے نادان مانا جائیگا۔

ذکر اور بیع  
حیثین  
قیمت و اس میں  
ہو سکتی ہے  
اس صورت میں  
نادان مانا جائیگا  
شہری اول کی کیفیت  
شہری ثانی کی کیفیت  
کے بیچے۔  
شروط

۳۱ اگر کوئی شخص کچھ مال خرید کر لے اور اس کو بعد از ان مال نکور دے اور اس کی پیردینی پڑے تو مشتری اول ہی اصل بائع سے اس طرح قیمت پاسکتا ہے بشرطیکہ اس مال میں نقص نہ آتی ہو۔

اس صورت میں بائع  
سے مواخذہ نہیں  
ہو سکتا

۳۲ اگر مشتری نے بیسویہ نقص سے مطلع ہو کر اس کو کام میں لایا یا ایک نقص رفع کر لیا تو مواخذہ اس کا بائع سے نہیں ہو سکتا کیونکہ بیٹے مذکور کے کام میں لایا اس کے نقص رفع کرنے سے تسلیم کرنا بیع کا مفہوم ہے لیکن اگر معاہدہ بیع میں کوئی شرط خاص قرار پائی ہو تو بائع سے مواخذہ ہو سکتا ہے۔

تقاعد عام در بائع  
استحقاق واپسی  
قیمت

۳۳ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر شے بیسویہ اس قسم کی ہو جسکی تفریق و تقسیم بقدر نقصان ممکن نہ ہو اور بیع کے بعد اس شے کے ایک جزو میں نقص ظاہر ہو یا وہ کسی شخص ثالث کی ملک قرار دی جائے تو مشتری مجاز نہیں ہے کہ سبجز کل شے کے ایک جزو اپنے پاس لے لے یا اس کے لیے اور بقدر اس کے واپسی قیمت چاہے بلکہ ایسی صورت میں خریدار کو چاہیے کہ یا تو کل شے بیسویہ اپنے پاس لے لے یا بقدر نقص طلب کرے یا کل شے واپس کر پوری قیمت چاہے الا اگر شے بیسویہ کی تقسیم بقدر نقصان ممکن ہو تو اس صورت میں یہ قاعدہ صادق نہیں آتا۔

نادان مانے کا ثبوت

۳۴ اگر کوئی شے وقت بیع و مشتری خرید کیا جائے یا خرید و فروخت اس کی ایک ہی بازار میں عمل آئے یا باہر بازار کے خرید یا جمعہ کی نماز کے فروخت کی جائے تو یہ امور ممنوع ہیں مگر معاہدہ ناجائز نہیں ہوگا۔

## چوتھا باب شفعہ کے بیان میں

تعارف شفہ  
کس کی جاؤ اور  
شفہ مستحق اور  
کس سے نہیں

۱۔ شفہ سے یہ مراد ہے کہ کوئی شے بیع کی جائے اور وہ اس بقدر قیمت پر حاصل ہو سکے جو مشتری نے اس کی بابت ادا کی ہو۔  
۲ جو شے بیع کی جائے یا علیحدگی اس کی بصورت بیع عمل میں آئے اور اس کی نسبت حق شفہ پہنچتا ہے لیکن جو شے از رو بہ یا وصیت یا وارثت منتقل ہو اس کی نسبت جائز نہیں ہے الا اس صورت میں کہ وہ باخذ معاوضہ وقوع میں آئے اور معاوضہ کی بابت شرط صریح عمل میں آئے لیکن اگر وہ اب کو بابت شے ہو ہو کہ معاوضہ ملا ہو اور معاوضہ کی بابت شرط صریح قرار نہ پائی ہو تو شفہ کا دعوی نہیں ہو سکتا۔

قواعد مذکورہ

۳ جاہل و متغیر ہو یا غیر مستقر دونوں صورت میں شفہ جائز ہے لیکن ان منقولہ سے متعلق نہیں ہے اور جب تک بیع مکمل نہ ہو قیمت بائع پر قواعد مذکورہ دعوی شفہ قائم نہیں ہو سکتا۔

مستحق شفہ کی خاطر  
بیعہ مستحق نہیں ہے  
مستحق شفہ

۴ ہر شخص حق شفہ کا دعوی کر سکتا ہے اس میں اختلاف مذہب کو کچھ دخل نہیں ہے۔  
۵ جو حقوق عام خریدار کو حاصل ہو میں اور بی بی کا استحقاق شفہ کو بھی پہنچتا ہے۔

۷ اشخاص کو روہ ذیل جس ترتیب سے ادن کا بیان کیا جاتا ہے حق شفوعہ ہو سکتے ہیں یعنی خلیط فی نفس المسبح و خلیط عن المسبح و خلیط جارگہ  
 ۸ شفوعہ کو لازم ہے کہ بغور دیکھنے خبر سے کہ خریداری کا ارادہ ظاہر کرے اور اظہار اس امر کا بشہادت گواہان بائع یا مشتری کے دربر  
 یا موقع بیع پر بلا توقف ہونا چاہیے +

نوکر اور شرفین کا  
 جو روہ اشعار کے  
 پر سکتے ہیں  
 شہادہ ضروری  
 شفوعہ

۸ شفوعہ کو اختیار ہے کہ بعد تمیز شہادہ تمہیدی کے جوقت چاہیے عدالت میں اپنا دعویٰ پیش کرے +

دعویٰ شفوعہ  
 دار ہونا چاہیے

۹ اس باب میں بہت اختلاف ہے مگر انصاف مستغنی اس بات کا ہے کہ واسطے منوع الساعت منظور ہو اس تم کے دعویٰ کے کوئی  
 سبب خاص مقرر کر لیا جائے ورنہ مشتری کے واسطے کوئی صورت اطمینان کی نہوگی۔ زفر اور محمد کی پہلے یہ ہے کہ اگر شفوعہ دعویٰ اپنا ایک  
 مہینے سے زیادہ عرصہ تک بلا وجہ پیش نہ کرے تو ایسے توقف سے حق اس کا زائل سمجھا جائیگا اور یہی مسکحہ حین ایت ابو یوسف کے ہے  
 لیکن حسب رأی ابو حنیفہ اور ایک اور رأی ابو یوسف کے اس باب میں کوئی سبب خاص مہین نہیں ہے اور فتاویٰ عالمگیری اور محیط مشتری

حقوق مشتری اولیٰ

۹ جب تک مشتری اولیٰ کو زرضن شفوعہ سے وصول نہو اس کو اختیار ہے کہ شے مسیدہ کو اپنے قبضہ میں رکھے اور اگر تقابض بدین نہو اور  
 تو یہی شرط بائع کی نسبت بھی صادق آئیگی +

۱۰ اگر مشتری نے شے مسیدہ میں کسی طرح کی افزایش کی ہے تو شفوعہ پر واجب ہے کہ با تو بقدر افزایش کی قیمت ادا کرے یا عملہ افزودہ کو ادھتا لیا جائے  
 اور اگر شے مسیدہ کی قیمت مشتری اولیٰ کے کسی فعل سے کم ہو جائے تو شفوعہ بقدر نقصان کی قیمت کا فروغ ہر سنگار ہو سکتا ہے لیکن اگر قیمت مشتری  
 مذکور کے کسی فعل سے عاید نہو تو شفوعہ پر لازم ہے کہ بالکل زرضن ادا کرے یا اپنے دعویٰ سے قطعاً دست بردار ہو +

قاعدہ در باب اس  
 صورت کے جب جائیداد  
 میں کما حقہ مشتری  
 اولیٰ کے قبضہ میں ہو

۱۱ اگر شفوعہ جائیداد پر تقابض ہو کر اس کی حثیت میں کسی طرح کی افزایش ہے اور وہ بعدہ شخص ثالث کی ملک قرار پائے تو شفوعہ بابت افزایش  
 مذکورہ بالا کے مساویہ کا مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ اگر شفوعہ تقابض ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں اس کو زرضن بائع یا مشتری اولیٰ سے ملے گا اور اس کو  
 اختیار ہے کہ عملہ افزودہ کو ادھتا لیا جائے +

قاعدہ در باب اس  
 صورت کے کہ مشتری  
 جائیداد کی حثیت میں  
 کسی طرح کی افزایش  
 کی ہے اور وہ شخص  
 ثالث کی ملک قرار پائے

اور ہا یہ میں بھی یہی قاعدہ مندرجہ ہے اور یہی قول یادہ صحیح اور عموماً جاری ہے مگر فتاویٰ عالمگیری کے مولف نے لکھا ہے کہ فتویٰ دونوں  
 صورتوں پر دیا جاتا ہے

۱۲ اگر زرضن کی نسبت شفوعہ اور مشتری میں نزاع ہو اور طرفین سے کچھ ثبوت نہو تو مشتری کے اظہار حلفی کو مستحب تصور کرنا چاہیے لیکن اگر  
 طرفین سے ثبوت گدزیے تو شفوعہ کا ثبوت مرجح ہوگا +

نوکر اور شرفین کا  
 زرضن کی حثیت میں  
 ہونا

۱۳ اکثر شرعی حیلے ایسے ہیں جن سے حق شفوعہ زائل ہو سکتا ہے مثلاً اگر کسی کو اذیت ہو کہ سہا یہ شفوعہ کا دعویٰ کر لیا تو وہ اپنی کل جائیداد کو اس  
 اس بڑویا جو اس کے مہماہ کی ملک سے متصل ہے فروخت کر سکتا ہے اور اگر مشتری بیع کی بابت سے دعویٰ شفوعہ کا اذیت ہو تو بائع کو اختیار  
 ہے کہ وہ بیع مشتری سے کچھ قیمت زیادہ بصورت فرضی قرار دے اور بعدہ اس میں تغلیل کرے اور اگر ایسی صورت میں شفوعہ دعویٰ درج ہو تو اس کو  
 لازم ہوگا کہ بلا حیا قیمت ابد کے وہ قیمت ادا کرے جو پیشتر قرار پائی ہو +

شرعی حیلے دعویٰ  
 شفوعہ کے باوجود  
 کیا دیتے

# پانچواں باب

## بہ کے بیان میں

- ۱ اگر کوئی شے بغیر لینے معاوضہ کیے دی جائے تو اسکو بہ کہتے ہیں +
- ۲ جیسا کہ وہب کی جانب سے دست برداری فروریے دیا ہی مہربوب الیہ کا قبول کرنا اور قبضہ لینا جاہل اور مہربوب کا فروریے +
- ۳ منحصر کرنا بہ کا کسی شرط پر جائز نہیں ہے نہ نفاذ اسکا زمانہ آئندہ سے محمول ہو سکتا ہے +
- ۴ بہ فروریے کہ بہ کے ساتھ ہی دخل دلا جا جا اور مہربوب الیہ اور سپر فوراً کسی وقت زمانہ بعد میں وہب کی اجازت سے قابض ہو +
- ۵ جو شے کہ آئندہ پیدا ہو نیوالی ہو وہ بہ نہیں ہو سکتی گو مہربوب الیہ کو ذریعہ پیدا کرنے میں نہ کوہرہ کا حاصل ہو اور جو شے کہ بہ کی جا ہے اسکا واقعی موجود ہونا بہ کے وقت فروریے +
- ۶ اگر کوئی شے غیر منقسمہ ہو اور اوس میں دوسری ایسی چیز مخلوط ہو جسکی تفریق ممکن ہو تو بہا اسکا جائز ہے الا اوس صورت میں کہ قبل قبضہ کیے شے مہربوب کا تین کیا جا ہے کیونکہ ایسی صورت میں قبضہ شے مہربوب کا بغیر اجتماع کسی ایسی شے کے جو اوس میں داخل نہ ہو نہیں جا سکتا +
- ۷ اگر دو یا دو سے زیادہ مہربوب الیہ ہوں تو ہر مہربوب الیہ کے حق کا تین بہ یا قبضہ دینے کے وقت ہونا چاہیے +
- ۸ بہ بالکنایہ درست نہیں ہے بلکہ اسکا معنی ہونا اور ابھام ہونا مہربوب فروریے اور وہب کا مقصود بذریعہ دست برداری قطع شے مہربوب کی نسبت ظاہر ہونا چاہیے اور اگر وہب کی شے نہ کوہرہ پر کوئی فعل ملکیت صادر ہوتا ہے تو اسبہ ناجائز اور باطل ہے +
- ۹ اگر زود ہوش پر کے نام مکان بہ کرے یا پاپ اپنے سپر نابالغ کو کچھ جاہل دے تو بہ صورت میں قاعدہ نہ کوہرہ بلا مستثنی ہیں +
- ۱۰ اگر کوئی شے متولی کی تعویض میں ہو تو جب ضابطہ قبضہ تسلیم کا عمل میں آنا ضرور نہیں ہے اور علی ہذا القیاس ہی کیفیت اوس صورت میں ہی جب بہ نابالغ کے نام کیا جا جا اور پہلی صورت میں دخل ہونا ولی کا کافی ہے +
- ۱۱ جو بہ شخص تریب المرگ کی طرف سے عمل میں آوہ دخل وصیت ہے اور ترکہ کی غلت سے زیادہ پر موزن نہیں ہو سکتا پس کسی شخص مجاز نہیں مرگ کے وقت کرنا ہے کہ قریب المرگ پر کے وقت اپنی جاہلاد کا بزدل ہونا اپنے دارخون کے ایک وارث کو بہ کر دے کیونکہ بہ ہونا وصیت کا ایک وارث کے حق میں نہیں رضامندی اور دارخون کے جائز نہیں ہے +
- ۱۲ وہب کو باستثناء صورت ہا ذیل بہ کے استثناء کا اختیار ہے +
- ۱۳ اگر مہربوب الیہ رشتہ دار ہو یا بہ کی عوض میں کچھ لیا یا گیا ہو یا مال مہربوب کی حیثیت میں کچھ افزایش کی گئی ہو یا مال نہ کوہرہ دے مہربوب الیہ یا وارثان مہربوب الیہ کے قبضہ میں آیا ہو تو ان صورتوں میں بہ ستر نہیں ہو سکتا +
- ۱۴ عام تمام بہ کے علاوہ شرع میں دو قسم کے ساتھ بہ کی ضمن میں بیان کیے گئے ہیں لیکن میں نے زیادہ تر مثل باولہ باسج کے ہیں انکو اصطلاح میں بہ بالعرض اور بہ بشرط العوض کہتے ہیں +
- ۱۵ بہ بالعرض باعتبار جملہ راتبہ کی نسیل سے ہے اور اسکی نسبت میں شرطیں نہیں ہوتیں اور جو صورتوں میں قبضہ فروریے کا ضرور نہیں ہے وہ بہ بالعرض کہتے ہیں +

بہ کی تعریف +  
 شراہ فروریے بہ  
 بہ کا نفاذ کسی امر  
 انتقامی پر مشروط  
 نہیں ہو سکتا +  
 قبضہ لینا اور دخل  
 ہونا ضروری ہے +  
 شے مہربوب کا بہ کے  
 وقت ہونا ضروری  
 ہے +  
 اگر کوئی شے منقسمہ  
 جائز نہیں ہے +  
 تو اسبہ ناجائز  
 نہیں ہے +  
 قاعدہ اوس صورت  
 میں زیادہ سے زیادہ  
 مہربوب الیہ ہوں +  
 یہ کا معنی ہونا اور  
 ابھام ہونا ہے +  
 مہربوب فروریے اور  
 وہب کے فعل ملکیت  
 صادر ہونا چاہیے +  
 مستثنیات +  
 نابالغ قبضہ دینے  
 کا نیکاد کرنا

۱۶ | بشرط العوض ادا بل میں یعنی قبل میں جانے سادہ کی مثل ہے اور ایسی صورت میں قابض ہونا اور اہل مومہ یا ایک باقرہ ہے۔

# حیثاب

## وصیت کے بیان میں

۱ | وصیت تحریری کو وصیت زبانی پر ترجیح نہیں ہے اور جو جائیداد موصی پر منقولہ ہو یا غیر منقولہ دونوں کی وقت مساوی ہے +

۲ | منجملہ ترکہ موصی کے ایک نمائندہ سے زائد کی نسبت بغیر رضامندی وارثوں کی وصیت جائز نہیں ہے +

۳ | اگر چند وارث موجود ہوں تو منجملہ ادین کے ایک وارث کی نسبت بغیر رضامندی کل وارثوں کی وصیت جائز نہیں ہے +

۴ | جائیداد وراثت اور جائیداد موصی بہ میں فرق ہے یعنی جائیداد وراثت صرف از رو شرح کے وارث کی ملک ہو جاتی ہے اور جائیداد موصی

بلا تصریح یا مفہوم اجازت وارث کی موصی بہ کو نہیں پہنچ سکتی +

۵ | جس جائیداد کی بابت بمقدار جائزہ وصیت کی جائے دنیا اسکا قبل تقسیم ترکہ کیے واجب ہے +

۶ | جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہوا دہونا اسکا قبل نفاذ وصیت کے لازم ہے +

۷ | اگر کوئی شخص کمال تریب اگر کسی کے اپنے وارث کو وصول قرضہ کیے واسطے اختیار ہے تو یہ امر بمنزلہ وصیت کی ہے لیکن یہ فرض ہے کہ قرضہ

مذکورہ ترکہ کی نمائندہ سے زائد نہ ہو +

۸ | موجود ہونا جائیداد موصی بہ کا وصیت نامہ کی تحریر کے وقت ضروری نہیں ہے اور اس کے جواز کے لیے اسقدر کافی ہے کہ جائیداد مذکور میں وقت وصی

کے موجود ہو۔

۹ | اگر وصیت نامہ میں امور ناجائز درج ہوں تو اس سے وصیت نامہ کے جواز میں بالعموم فتور واقع نہیں ہوتا بلکہ حسب مضمون وصیت نامہ کا

شرح کے مطابق ہونا نفاذ اسکا ہوگا +

۱۰ | اگر کوئی شخص وصیت کی تحریر کے وقت وارث نہ ہو لیکن قبل وفات موصی کے وارث ہو جائے تو وہ جائیداد موصی بہ نہیں پاسکتا لیکن اگر کوئی شخص

وقت تحریر وصیت نامہ کے مستحق در نہ ہو اور قبل وفات موصی کے محبوب الارث ہو جائے تو وہ جائیداد موصی پاسکتا ہے +

۱۱ | اگر جائیداد کسی شخص کے نام وصیت کی جائے اور بعد از ان وہی جائیداد دوسرے کے نام تو پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے علی ہذا القیاس اگر جائیداد

موصی بہ کسی شخص کے ماتھے پہنچا جائے اور وہ یہ بھی مانگا ہو گا اور مذکور موصی کے قبضہ میں اسکی وفات کے وقت آئی ہو۔

۱۲ | اگر موصی چند شخصوں کے نام مقدار جائزہ سے زیادہ جائیداد وصیت کرے اور اس کے وارث اسطرح کی وصیت کو جائز رکھیں تو جبکہ شخصوں

کی جائیداد میں بحساب رسیدی کسی ہونی چاہیے +

۱۳ | اگر کسی شخص کے نام پہ وصیت ہو کر بعد از ان جائیداد کثیر کی جائے اور وصیت کی شرائط ہوگی لیکن اگر پہلے جائیداد کثیر نہ ہو تو

بجائے اسے ادا بعد از ان قبل وفات موصی نہیں ہوگا۔

وصیت زبانی  
منقولہ وصیت  
یکے جائز ہے +  
وصیت ترکہ کی نسبت  
وصیت ترکہ کی نسبت  
فرق مابین اس  
جائیداد کے جو وراثت  
سے حاصل ہوا اور  
اسکی جو ہدیہ  
وصیت ہے +  
وصیت کو موصی  
وراثت پر تقدم  
ہے +  
ادارہ وصیت پر  
مقدم ہے +  
مجاز کرنا وراثت  
قرضہ کے ذمہ ہونا  
جائیداد موصی بہ  
کے موجود ہو۔

امور ناجائز  
قاعدہ خاص  
در باب موصی بہ  
مفہوم ہونا  
وصیت کا +  
قاعدہ وصیت  
بجائے اسے  
نامہ موصی بہ  
نہیں ہوگا۔

۱۴ اگر ایک ہی جائیداد دو شخصوں کو وصیت کی جائے اور ان میں سے ایک شخص قبل واجب ہو تو وصیت کے وفات پانچوں کو مل جائیگا۔ **القائم**  
 پہنچے لیکن اگر ہر شخص کو جائیداد بالانصاف دی گئی ہو تو شخص ہی القایم کو صرف نصف جائیداد ملے گی اور باقی نصف وصی کے وارثوں کو پہنچے گی۔  
 علیٰ ہذا القیاس اگر جائیداد ایک وارث اور ایک شخص اجنب کو بالاشترک وصیت کی جائے تو ہر ایک اس طرز پر عمل ہوگا۔

۱۵ اگر کوئی شخص وصی مقرر کیا جائے تو باپ یا دادا وصی ہو سکتا ہے ورنہ اولاد کی وصی۔

۱۶ اہل اسلام کو چاہیے کہ کسی شخص غیر شریک کو اپنا وصی مقرر نہ کرے اگر وہ تو ایسا مقرر حاکم عدلیہ کے حکم سے باطل قرار دیا جائیگا۔

۱۷ اگر کوئی شخص وصی ہو نا قبول کرے تو پھر انکار نہیں کر سکتا۔

۱۸ اگر دو شخص وصی ہوں تو ان میں سے صرف ایک شخص کا رو بار کے انصرام کا مجاز ہوگا الا بصورت ضرورت یا اور حالت میں جبکہ جائیداد کا نفع متیقن ہو۔

### ساتوان باب

#### نکاح اور جہر اور طلاق اور نسب کے بیان میں

۱ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے جواز زوال و تناسل کے عمل میں آئے۔

۲ عقد نکاح کے لئے ایجاب قبول کا ہونا ضروری ہے۔

۳ یہ ضروری ہے کہ متعاقدین عاقل اور بالغ اور حری اور آزاد ہوں اور در صورت اولاد کے عاقل نہ ہونے کے عطف باہل ہوں گے کیونکہ طفل غیر

عاقل کے ساتھ نکاح نادرست ہے اور علیٰ ہذا القیاس مجنون کے ساتھ اور اگر متعاقدین بالغ اور آزاد ہوں تو عقد قابل نسخ ہوگا کیونکہ عاقل یا بالغ

یا غلام کا نکاح ولی یا آقا کی اجازت پر موقوف ہے اور عورت کی نسبت یہی ضروری ہے کہ اس میں عدم قابلیت شرعی پائی جائے اور ہر واحد ایک طرف سے موقوف رکھا ہو اور عقد کی وجہ سے نکاحی ضروری ہے اور ایجاب قبول ایک وقت میں ہونا چاہیے۔

۴ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہوں ان میں جاہل و عقول و عقل و بلوغ اور دین محمدی سے ہونا۔

۵ جیسا کہ اور معاہدات میں گواہوں کا ایسا ہی فیاض و وسط داری کی اعتراض ہو سکتا ہے و لہذا گواہان عقد نکاح کی نسبت نہیں ہو سکتا۔

۶ ایجاب کیلئے کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے بشرطیکہ پیغام یا خط کا پہنچنا اور کتابت الیہ کار خاندان ہونا گواہوں سے ثابت ہو۔

۷ نکاح کا اثر یہ ہے کہ متعاقدین کا استعمال جائز ہو اور اس کے ذریعہ سے زہر شوہر کے تحت حکومت ہو جاتی ہے اور زہر جو کہ ہر اور طور پر پیش اور کوئی مکان کا حق حاصل ہوتا ہے اور متعاقدین میں احکام محرم کی رعایت لازم آتی ہے اور جاشین کے متعلق وراثت حاصل ہوتی ہے اور شوہر کے طعن سے کل

زوجات کے ساتھ مساوی رعایت ہوتی ہے اور زہر جو کہ جانب سے شوہر کی حالت ضروری ہے اور زہر جو کہ زمان بردار شوہر کی صورت میں شوہر کے تادیب کا احتیاج ہے۔

۸ زہر کا ارتفاق بہت کم ہوتا ہے اور شوہر کو لگایا جاتا ہے مگر اگر شوہر مرد ہو اور اس کا کوئی عیال نہ ہو تو شوہر کے زہر کے واسطے کی پوری ضرورت ہوگی اور شوہر کے زہر کے واسطے کی پوری ضرورت ہوگی اور شوہر کے زہر کے واسطے کی پوری ضرورت ہوگی۔

وصیت اور جہاد  
 ایک ہی جائیداد کا  
 دو شخصوں کو  
 وصی  
 ہر مومن کا دین کی  
 لیے ہر نادر ہے  
 وصی مستحق نہیں  
 ہو سکتا  
 قاعدہ اور صورت  
 میں جب دو شخص  
 وصی ہوں

نکاح کی تعریف  
 ارکان نکاح  
 شرط ایسا نکاح

گواہان نکاح کی صفات  
 قواعد خاص گواہان  
 باب میں  
 ایجاب قبول کا اثر  
 ذریعہ سے ہو سکتا

عقد کا اثر

۸۔ اگر عینی شخص زاد یکہ واسطے چار نکاح اور رقی یعنی غلام کے واسطے صرف دو نکاح جائز ہیں۔

۹۔ مان اور دادی اور نانی اور ساس اور سوتیلی مان اور سوتیلی نانی اور دختر اور پوتی اور نواسی اور بیٹی کی زوجہ اور پوتیکہ کی زوجہ اور دختر ربیبہ اور بین اور بیشر رضائی اور بیباچی اور بیہنجی اور خالا اور چچی اور مادر رضاعی سے نکاح کرنا ممنوع ہے۔

۱۰۔ اہل ذمہ اور نون میں ایسی قرابت ہو کہ اوکے باہم در صورت ایک کے مرد ہو کے نکاح جائز نہوتا اور ک زمانہ واحد میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ آقا کو اپنے رقی یعنی غلام کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے لیکن اگر نکاح اوس رقی کے ساتھ جو خاص اولیٰ ملک سے نہورق کے آقا کی اجازت سے جائز بشرطیکہ اگر نکاح حرمہ کے ساتھ نہو گیا ہو۔

۱۲۔ عیاشی اور یہودی اور اور مذہب کے شخص جو توحید کے قائل ہیں اون کا نکاح اہل اسلام کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ اگر مرد و عورت کا مدت تک بطور زن و شوہر رہنا ثابت ہو تو بغیر شہادت گوہوں کے بھی نکاح مطلق ہو گا لیکن باوجود اسکے ہر نکاح میں گوہر نکاح ہونا ضروری ہے۔

۱۴۔ اگر عورت بالغ ہو تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے جس کے ساتھ نکاح کرے اور اگر نکاح کنوین ہو تو ولی کو دست اندازی کا اختیار نہیں ہے۔

۱۵۔ اگر نکاح غیر کنوین ہو تو ولی کو واسطے فسخ عقد کے دست انداز ہونا چاہیے۔

۱۶۔ نابالغہ کو بغیر رضامندی اپنے ولی کے اختیار نکاح حاصل نہیں ہے اور جواز نکاح قطعاً ولی کی اجازت پر منحصر ہے۔

۱۷۔ دونوں صورتوں میں بچھاؤ کراد پر ہوا ہے ولی کو قبل تو الہیکے دست انداز ہونا چاہیے۔

۱۸۔ اگر نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل میں آئے تو وہ جائز اور صحیح ہے اور نابالغ کو بلوغ کے عقد کے فسخ کا اختیار حاصل نہیں ہے لیکن اگر نکاح کسی اور ولی کی جانب سے ہوا ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد اسکے فسخ کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ عقد توقف نہوجہ رضامندی کا اطلاق ہو سکے۔

۱۹۔ اگر وسط داران بدرستی کوئی ولی موجود نہو تو رشتہ داران داری کو نابالغ کے عقد کا اختیار ہے اور اگر رشتہ داران مادری بھی کوئی ولی باقی نہا ہو تو حاکم عمر قائم مقام ولی ہو گا۔

۲۰۔ نکاح کا لازمہ ضروری ہے اور اس امر کا تین نہیں ہے کہ ہر زیادہ سے زیادہ کتنا ہو سکتا ہے مگر اقل درجہ دس دم ۴ ہے اور گواد اپونا جزو مہر کا بالعموم تاخیر مشروط ہوتا ہے لیکن وہ بیعت میجر یا بعد زفاف عہد الزوجین یا طلاق کے واجب الادا ہوتا ہے۔

۲۱۔ اگر ہر کی تعداد میں نہو تو زوجہ متقی پانچ اسقدر مہر کی بجائے سٹھ ہوگی جو اسکے باپ کے گہرائے میں عورات کو ملتا چلا آیا ہو۔

۲۲۔ اگر تصریح اس امر کی نہو کہ مہر عمل ہے یا مہر عمل تو واجباً لاما ہونا چاہیے مگر کا عند الطلب منظور ہونا چاہیے۔

۲۳۔ قاعدہ ہے کہ جو امر نسب کی وجہ سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے لیکن بطناء نکاح کے اس قاعدہ کی نسبت ایک یا دو صورتیں مستثنیٰ ہیں مثلاً بہن کی مادر رضاعی ہے یا بیشر رضاعی کی مان سے یا بیشر رضاعی کی بہن یا برادر رضاعی کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

۲۴۔ شوہر کو اختیار ہے کہ بغیر رضاعت کے کسی برادراری کے باوجود ہر ذمہ کو طلاق دے لیکن جو بیباچوں سے کسی کے جو زیادہ تر تہمیر کیا گیا ہے طلاق بائن اوس صورت میں صادق آتی ہے جب تک کہ اوس کی بہن مرتبہ ہوا اور ہر ضروری ہے کہ بعد طلاق ہر مرتبہ کے ایک مہینے کا فصل ہوا اور شوہر کو اختیار ہے۔

زواج شکیکہ  
تہمیر کی رو سے نکاح  
ممنوع ہے  
استماع مزین  
خوار ورن کا  
نکاح  
مذہبیتان  
غل غائب نکاح  
قابلیت عقد  
ولی کا اختیار  
عقد نابالغہ  
تین میعادہ  
کس صورت میں  
عقد فسخ ہو سکتا  
ہے  
ولی کو عقد کا  
اختیار حاصل  
اقل مقدار  
الاداپرناہر  
اگر مقدار قرار  
نہا ہو تو تین  
کرنا کس قدر  
مہر یا مہر عمل  
جو کس نسب کی  
رو سے ممنوع  
ہے رضاعت  
کی رو سے بہن  
مستثنیات  
مسائل نکاح

کہ اس عرصہ میں اسکو مرہنتا یا کتنا زوجہ گردانیے +

۲۵ اگر عورت کو تین مرتبہ طلاق بائن دیا جائے تو جب تک عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ نہ ہو اور اسکو سبب نکاحات باطلاق کے شوہر نانی سے نکاح ہو

نہ شوہر بائن اور ایک ساتھ نہ ہو تب تک نکاح کی گنجائش باطلاق اور اسکا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو تو نکاح نانی کے واسطے بہ شرط طفرور نہیں ہے +

۲۶ اگر شوہر قریب الگ ہو چکے وقت زوجہ کو طلاق یا اور شوہر مثل انعقاد عدت یعنی چار مہینے دس روز کے مر جا تو ہی زوجہ ترک بائنی مستحب ہے اور اگر شوہر نکاح نانی کے قبل اسقدر مدت تک منتظر کرنا لازم ہے +

۲۷ اگر شوہر زوجہ سے علیحدہ رہنے کا حلف کرے اور چار مہینے تک اپنے اقرار پر قائم رہے تو یہ صورت نیز باطلاق بائن کی ہے +

۲۸ زوجہ کو اختیار ہے کہ باجائز اپنے شوہر کے روپیہ دیکر عقد نکاح سے برائت حاصل کرے +

۲۹ ایک اور صورت افتراق کی یہ ہے کہ شوہر علیحدہ رہنے کی قسم کھائیے اور قسم کے ساتھ یہ عصمت ہونا زوجہ کا بیان کرے اور اگر عورت وقت علیحدگی کا ہو اور شوہر حل سے منکر ہو تو ایسی اولاد صحیح النسب ہوگی +

۳۰ اگر نامزد ہوا شوہر کا نامت ہو تو اس بنا پر ہی عورت کا دعویٰ بابت افتراق کے جائز ہے +

۳۱ جو طفل نکاح کے چھ مہینے بعد پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے اور جوہ شوہر کی صلب سے متصور ہو گا علیٰ ذہا القیاس جو طفل وفات شوہر یا طلاق زوجہ کے بعد

۴ طلاق جہی کی ایک صورت کا مسئلہ یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنی نان یا اور محارم کے اعضاء سے تشبیہ دے اور ایک لغوہ کی تین صورتیں

ہیں یعنی غلام کا آزاد کرنا یا خیرات دینا یا روز رکھنا طلاق کی اس خاص قسم کو اصطلاح میں طہار کہتے ہیں - ہر ایک جلد ۴ باب ۹ +

بعد دو برس کے اندر پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہے +

۳۲ جو اولاد جاریہ پہلے مرتبہ ہو وہ آقا کی صلب سے متصور ہوگی بشرطیکہ آقا اس امر کا مقرب ہو لیکن اور صورتوں میں ایسا نہیں ہو سکتا اور قواعد درباب اولاد جاریہ کے

اگر آقا پہلی اولاد کا اپنے صلب سے متولد کرے اور بعد ازاں اسی آقا کے نطفہ سے جاریہ کے اور اولاد ہو تو یہ اولاد بلا لحاظ اقرار آقا کے اسی کے صلب سے متصور ہوگی +

۳۳ اگر ایک شخص کسی کو اپنا بیٹا قرار دے اور ظاہر کوئی امر بنا یا جاسے ایسی قرابت بحال متصور ہو تو ایسا بیٹا صحیح النسب ہوگا +

### آہوان باب

ولادت اور نابالغی کے بیان میں

۱ جب تک سولہ ہونال منقضی نہ ہو جائے جو اشخاص کو مردانہ نابالغ متصور ہو ہیں الا اور مسورتین کے علامات من مذکور سے پہلے ظاہر ہوں

۲ نابالغی کے کئی درجے ہیں گو تصریح ادن کی مثل امین قدیمہ وہ یہ کہ نہیں کی گئی ہے - لفظ نابالغ بلعموم نسبت ان جملہ شخصوں کے مستعمل ہوتا ہے جنکی عمر بلوغ کو نہ پہنچی ہو لیکن لفظ صبی کا اطلاق اطفال کی نسبت کیا جاتا ہے اور لفظ مرآت اور شخص کے واسطے ہر شخص کے ہر مرتبہ سن بلوغ کے ہوتے

۴ فرق بین جو اشخاص میں کیا گیا ہے لحاظ نابالغی نابالغی کے ہے اور نابالغی کے دو قسم ہیں طفل اور طفل بالغ

نابالغی کی صورت  
دلیون کا ذکر

ایضا

۴ جیسا کہ قانون نگینہ میں مختلف درجے نابالغی کے واسطے حقوق عین میں دو قسم فرمایا ہے ۴

۴ ملی دو قسم کی عین اصلی یا مقرری یعنی بیجا تقرر وصیت کی رو سے ہے ۴

۵ ملی کی دو قسمیں اور عین یعنی قریب اور بعید پہلی قسم میں باپ اور دادا اور اون کے دوسری اور تمام مقامان دوسری اور پہلی قسم میں وہ واسطہ داران پدری داخل ہیں جو بعید ہیں اور اون کی ولایت مرتن تعلیم اور کفاح نابالغ کی بابت پہنچتی ہے ۴

خلاصہ آئین رومیہ مؤلفہ شکر صاحب - شرح محمدی کے بموجب سن بلوغ سے ۲۴ برس تک زمانہ سن شباب کہلاتا ہے اور اس برس کی عمر تک کہل اور بعد ازاں اخیر عمر تک زمانہ شیخی ۴

۴ مرد و عورت کے مختلف سن میں مختلف امور کا اختیار ہوتا ہے یعنی مرد ۱۲ برس کی سن میں سلف زمانہ برداری کر سکتا ہے اور مرد ۲۴ برس کی عمر میں اس کو شہر حاصل ہوتا ہے اور بوجہ حاصل ہونے شہر کی وہ اپنا نکاح قبول یا نامنظور اور ولی منتخب کر سکتا ہے اور اگر صاحب شہر ہونا اس کا بجز بی نابت ہو تو وہ اپنے مال منقولہ کی نسبت وصیت کر سکتا ہے اور ۱۴ برس کی سن میں مرد وصی ہو سکتا ہے اور ۲۴ برس کی عمر میں اس کو مال غیر منقولہ وغیرہ کے انتقال کا اختیار نامہ حاصل ہوتا ہے عورت کی نسبت پانچاگت ۷ برس کی عمر میں ہو سکتی ہے اور ۹ برس کی عمر میں اس کو جہیز یا بیجا استحقاق پہنچتا ہے اور ۱۲ برس کی سن بلوغ کو پہنچتی ہے اور ایسی حالت میں اس کو اپنے نکاح کے اقرار یا انکار کا اختیار ہے اگر ذی شہر

اولیاء قریب کے اختیارات

ولایت سے اولیاء قریب کی ولایت

۴ پہلی قسم کا ولی بمنزلہ محافظہ مذکورہ آئین قدیمہ رومیہ اور منصرم مندرجہ مجموعہ قوانین بجا لیکتا ہے اور اس کو جاہل ادانابالغ کی نسبت بنظر ایک منفعت کے کار بند ہو سکتا ہے اور در صورت نہ ہونے ولی قریب کے یہ اختیار ولی بعید کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ حاکم عمر کو پہنچتا ہے ۴

۵ واسطہ داران مادری دلیون کی ادنی قسم سے ہیں کیونکہ ایسے واسطہ داروں کو تعلیم اور کفاح نابالغ کا اختیار من جالت موجود نہیں ہے واسطہ داران پدری یا مان کے حاصل ہوتا ہے ۴

۸ ان کو سات برس کی عمر تک اور بیوہ کو بحالت بیوگی میٹون کی محافظت کا اختیار ہے اور در خزون کی نسبت ان کے سن بلوغ تک ۴

کس وقت تک مان محافظہ تصور کرنا چاہئے

قواعد خاص

۹ اگر مان دوسرا نکاح کرے تو اس کو اختیار محافظت حاصل نہیں رہتا مگر بعد ازاں بیوہ ہو جائے تو بیوگی میں ہی اختیار اس کو حاصل ہوتا ہے ۴

ہونا اس کا نابت ہو تو وہ اپنی جاہل ادانابالغ کی بابت وصیت کر سکتی اور ۱۴ سال میں وہ قانوناً سن شہر کو پہنچتی ہے اور اس کو ولی منتخب کر سکتا ہے اور ۱۴ برس کی عمر میں وہ وصی ہو سکتی ہے اور ۲۴ برس میں اس کو اپنے نکاح اور شہر وغیرہ منقولہ کے انتقال کا اختیار حاصل ہوتا ہے -

شرح مؤلفہ بلاکسٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ ۴

واسطہ داران پدری استحقاق

عزیز جو فرزند یا بیوی ہے

ان کے اختیار نابالغ کو نہیں ہے

۱۰ اقربان داران پدری کو نابالغ کی تعلیم اور کفاح کا اختیار بیجا تو ثابت اور استحقاق وراثت ترک نابالغ کے حاصل ہوتا ہے ۴

۱۱ جو فرضہ کہ ولی بنظر برہنہ یا تعلیم نابالغ کے ضرورتاً لیا ہوا اس کا ادا کرنا نابالغ پر بعد اپنے بلوغ کے واجب ہے ۴

۱۲ نابالغ کو اپنی مرضی کے مطابق اور بیوہ کی اجازت ولی کے نکاح کرنے یا طلاق دینے یا غلام کے آزاد کرنے یا قرض لینے یا دین کے ذمہ دار ہونے یا کسی ایسے معاملہ کے انعقاد کرنا اختیار نہیں ہے مگر جو ظاہر اس کی منفعت تصور ہو ۴

۱۳ نابالغ کو بیوہ کی وصیت سے مال حاصل نہیں ہے مگر اس کی منفعت تصور ہو ۴

ان کے اختیار نابالغ کو نہیں ہے



۱۴ | اولی کو باستثناء ان صورتوں کے جگا ذکر ذیل میں لکھا جاتا ہے نابالغ کی جایدا غیر منقولہ کیے بیج کا اختیار حاصل نہیں ہے اور دوسرے صورتیں یہ ہیں اول یہ کہ جایدا غیر منقولہ دو چند قیمت کو فروخت ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ نابالغ کے پاس اگر کچھ جایدا ہو اور بیج کرنا اسکا دیکھنے خرد پوش نابالغ کے ناگزیر ہو۔ سوم یہ کہ مورث نابالغ فرزند امر جا اور اوامو ناسرکچ دین کا بیج جایدا کہ ممکن ہو۔ چہارم جب وصیتاً صورتوں میں بیج مستثنیات۔

۱۵ | جو سادہ ولی قریب کی جانب سے بطور منفعت نابالغ یا خرد نابالغ کی طرف سے بصلاح و مرضی ولی مذکور کے جایدا و منقولہ کے بابت عمل میں آئے وہ جائز اور نابالغ پر وجہ التعمیل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ ایسے سادہ میں کی طرحی دعا یا قریب بنایا جائے۔

۱۶ | اگر نابالغ کی جانب سے امور مالی میں اور شخصوں کی جایدا یا حقوق کی نسبت نقصان یا ضرر عمداً عاید ہو تو مواخذہ اسکا ان سے ہوگا لیکن معاملات فوجداری میں نابالغ تقصام کے متوجہ نہیں گئے الا حکم کو اختیار ہے کہ تاویبا اودن کی نسبت تعزیر تجویز کرے۔

اولی کو جایدا غیر منقولہ نابالغ کے بیج کا اختیار حاصل نہیں ہے۔  
صورتوں میں بیج مستثنیات۔  
اولی کو نابالغ کی جایدا و منقولہ کے بابت عمل میں آئے وہ جائز اور نابالغ پر وجہ التعمیل ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ ایسے سادہ میں کی طرحی دعا یا قریب بنایا جائے۔  
اخبار  
نابالغ کی ذمہ داری

## نوان باب

### رقیت عیسنی غلامی کے بیان میں

۱ | شرح کی رو سے عرف دو قسم کے شخص رقت تصور ہو سکتے ہیں اول کفار جو جنگ میں اسیر ہوں دوم اودن کی اولاد۔ ہر قسم کے معاملات اور شرحہ جائز ہے۔  
دراشت میں یہ شخص مثل اور مال کے تصور ہوں گے۔

۲ | رقت کی دو قسمیں ہیں یعنی کامل اور ناقص۔

۳ | رقت ناقص تین قسم کے ہیں اول نکاتب دوم ہر سوم ام ولد۔

۴ | نکاتب وہ ہیں جب رقت اور مالک کے باہم یہ قرار پائے کہ اگر رقت کی قدر زرقند یا فضل یا آئندہ یا قبضہ اور اگر یہ تودہ فوراً آزاد کر دیا جائے۔

۵ | اگر رقت کی جانب سے ایسا شرط ہو تودہ آزاد کر دیا جائے اور نہ بدستور سابق رقت کامل تصور ہوگا اور اس عرصہ میں مالک ایک قبضہ سے دست بردار ہو جائے نہ اسکی ملک سے لیکن انتقال اسکا بذریعہ بیع یا ہب یا کرایہ کے نہیں عمل میں آسکتا۔

۶ | اگر مالک یہ وعدہ کرے کہ بعد اسکی وفات کے رقت آزاد کر دیا جائے تو ایسے رقت کو مدبر کہتے ہیں اور یہ وعدہ بہ تین یا بلا تین زمانہ ہو سکتا ہے رقت ہر۔

۷ | یعنی بالعموم یہ وعدہ کیا جائے کہ غلام بعد بیع مالک کے آزاد کر دیا جائے یا ہب شرط کیا ہے کہ اگر مالک یا خاص کے اندر وفات پانے تو غلام آزاد ہو جائے۔

۸ | اس قسم کے رقت کلیت یا ہب جائز نہیں ہے لیکن اس سے کام لینا اور اسکو کرایہ پر دینا روا ہے اور اگر جاری ہو تو اسکا صلح کر دینا بھی جائز ہے۔

۹ | اور جب اقرار قطعی ہو تو غلام بعد وفات مالک کے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر اقرار شرط ہو اور مالک یا خاص کے اندر وفات پانے تو آزادی اسکی عمل میں آسکتی۔

۱۰ | اس قسم کے غلاموں اور دیہوں کے قاعدے متعلق ہیں کیونکہ جملہ اور قسم کی جایدا وارثوں کو نہیں ہے الا صلح سے غلام اودن کی جایدا وارثوں کو نہیں ہے۔

رقیت عیسنی غلامی کے بیان میں  
دراشت میں یہ شخص مثل اور مال کے تصور ہوں گے۔  
رقت ناقص  
نکاتب  
قاعدہ ہر رقت کلیت یا ہب جائز نہیں ہے لیکن اس سے کام لینا اور اسکو کرایہ پر دینا روا ہے اور اگر جاری ہو تو اسکا صلح کر دینا بھی جائز ہے۔  
من

داخل ہے جاتی ہیں اور اگر مالک جو ایسے غلاموں اور کوئی جاہل یا ذہن پرستی تو ادن کی ذات صرف بقدر مالیت ایک تہ کی آزاد ہو سکتی ہے اور باقی دو تہ کی بابت اونکو چاہیے کہ اپنے مالک کے وارثوں کی منفعت کے واسطے محنت کر کے آزادی حاصل کریں اور اگر مالک قرضدار مر جائے تو جب تک وہ منظر منفعت قرضخواہان مالک کے اپنی محنت سے جاہل یا بقدر اپنی مالیت کے حاصل نہیں کر لیں آزادی ادن کی عمل میں نہ آئیگی۔

ام ولد  
تراعد متعلقہ  
ام ولد

۹ جب مالک کے نطفہ سے جاریہ کے اولاد ہو تو ایسی جاریہ کو ام ولد کہتے ہیں۔  
۱۰ جو قاعدہ رقی پر ہے میں ہے وہی اس قسم کے رقی سے ہے مگر زنی بہیم کہ جاریہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جاتی ہے یعنی کو مالک متوفی کی کوئی اور جاہل یا ہونا یا اس کے ذمہ قرضہ ہو یا ہونا جاریہ جس کی شراکیت آزاد ہو جائیگی لیکن ملحوظ رہے کہ اگر مالک نے ولدا اول اپنے نطفہ سے

ہونا تسلیم کیا ہو تو ایسی اولاد کا نسب ثابت نہوگا۔

اور جیکے مالک  
غلام کو اختیار  
ہے

۱۱ غلاموں کو شراعتاً ہر طرح کی بے اختیاری ہے یعنی وہ بغیر اجازت اپنے آقا کے کھل نہیں کر سکتے اور ادن کی گواہی بھی قبول نہیں ہو سکتی اور تا وقتیکہ اونکو اجازت حاصل نہ ہو اقرار ادن کا معاملات جائزہ اولی نسبت منظور نہیں ہو سکتا اور ادن کو بالعموم شہرتہ الین کوئی عہدہ نہیں مل سکتا اور نہ وہی وصی یا ضامن یا ولی ہو سکتے ہیں الا اس صورت میں کہ آقا کی اولاد کے لئے تقرر خاص کے ذریعہ سے ولی یا وصی نامزد کئے جائیں اور وہی یہ بائع نہیں کر سکتے اور نہ وراثت اور وصیت کے مجاز ہیں۔

غلاموں کی  
رعایت

۱۲ بمقابلہ بے اختیاری مذکورہ بالا کے غلام اکثر ادن امور کی تہیل سے معذور رکھے جاتے ہیں۔ آزاد شخصوں پر واجب ہے مثلاً غلاموں پر انہیں ہو سکتی الا اولی کے روبرو۔ ادن پر محصول کا ادا کرنا واجب نہیں ہے اور نہ دیے قرض کی بابت فائدہ ہو سکتے ہیں اور جرائم مستحقہ خود ادا کر کے نسبت ادن کے واسطے بہت رعایتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔

غلام جو خاص  
کے واسطے اجازت  
دیا جائے  
تراعد متعلقہ کھل  
غلامان

۱۳ ہر قسم کے غلام کو کسی اور خاص کے واسطے بالعموم تجارت کے لئے اجازت حاصل ہو سکتی ہے اور ایسی صورت میں اونکو بقدر اجازت کے عمل کرنا چاہیے۔  
۱۴ آقا اپنے غلام کو کھل کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ رقی کامل کا بیع واسطے ادا کرنے ہر اور خورد و پوش ادن کی زندگی کے جائز ہے اور رقی ناقص سے بالعموم اس امر کی سخت لیجائی ہے۔ بحالت موجود ہونے و جوڑہ کے جاریہ کے ساتھ کھل جائز نہیں ہے اور آقا کا کھل جاریہ کے ساتھ کسی صورت میں جائز نہیں ہے اور نہ غلام اپنی مالک سے کھل کر سکتا ہے۔

معاہدہ کی غلامی  
جائز نہیں ہے  
غلام کی اولاد  
محنت اس امر کے  
کوئی منفعت نہیں  
ظہن ہر غلام  
نزد غلام کے ساتھ  
اجازت

۱۵ وہی واسطہ دار جیکے ساتھ کھل ممنوع ہے وہ ایک دوسرے غلام نہیں ہو سکتے۔  
۱۶ اگر ایک شخص کے غلام اور دوسرے کی کنیز سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کی نسبت از رو مسئلہ متعارف مان کو شراعتاً متحقق پہنچا ہے نہ باپ کو۔  
۱۷ اس باب میں بحث ہے کہ نہایت ناداری کی حالت میں بیچ کر اپنے تین بھو غلام کے کقدر جائز ہے۔ مجھو شہرتہ الین جو مستبر کتاب ہے اس امر کو لکھا ہے اور اگر مستبر ہونا اس کتاب کا در باب جائز ہونے اس طرح بیچ کے قلم کیا گیا ہے لیکن اس باب میں بالانفاق یہ ہے کہ بیچ سب ذمہ دار نہ ہوں گے۔  
۱۸ اس باب میں جو عالموں کا اتفاق ہے کہ ہر شخص اختیار ہے کہ سہاری کر کے یا بقدر عرصت تک ہر دور کی لازمی بنیاد کو بیچ لیں اگر اس طرح کی بیچ

نہیگی

کمال یا بائیں اختیار کیا تو وہ بعد میں بیع ہو سکتی ہے۔

### وسوان باب وقف کے بیان میں

۱ امور مذہبیہ کو واسطے متعلق کرنا جاہداد کا وقف کہلاتا ہے اور ایسی صورت میں مالک حق جاہداد دلوں پر باقی نہیں رہتا۔ وقف کی تعریف اور محاصل اس کا فہم عام میں صرف ہوتا ہے۔

۲ وقف قابل بیع یا ہبہ یا وراثت کے نہیں ہے اور اگر قریب الہگ ہونے کی حالت میں جاہداد وقف کیجا جائے تو منجملہ اس کے صرف ایک ثلث وقف تصور کیجا جائیگی اور جاہداد غیر منقسمہ کا وقف جائز ہے۔

۳ اگر جاہداد وقف کا بیع واسطے مصارف مرمت مکانات یا دیگر فروریات کے ناگزیر ہو اور مصارف کی سبیل مکانات کے کرایہ دینے یا کسی اور عارضی طریق سے ممکن نہ ہو تو بیع اس کا بذریعہ عدالت جائز ہے۔

۴ اگر جاہداد کسی خاص شخص کے نام ساکنین میں تقسیم ہونے کی مراد سے وقف کیجاے تو موجود ہونا موقوف الیہ کا وقف کے وقت ضروری نہیں ہے مثلاً اگر جاہداد زید کی اولاد کے نام وقف کیجاے اور بعد اوسکے اولاد کے تقسیم ہونا اس کا ساکنین میں منظور ہو اور اولاد نہ ہونا زید کا نام نہ ہو تو یہ وقف جائز ہوگا اور اس کا محاصل ساکنین کو تقسیم ہوگا۔

۵ جو شخص وقف کنندہ کی جانب سے متولی مقرر کیا جاے اس کو حاکم عمر بر طرف نہیں کر سکتا الا اوس صورت میں کہ سرزد ہونا یا بظاہر اوسکی جانب سے ثابت ہو اور خود وقف کنندہ ہی متولی کو برخاست نہیں کر سکتا مگر اوس حالت میں کہ وقت تقرر متولی کے وقف کنندہ نے بر طرفی اوسکی ہی اپنے اختیار میں رکھی ہو۔

۶ اگر وقف کنندہ کی جانب تصریح اس امر کی نہ ہو کہ بعد وفات متولی کے جب کو وہ نامزد کرے تو اس شخص کو پہنچاے اور نہ وقف کنندہ نے کسی شخص کو اپنا وصی نامزد کیا ہو تو متولی مجاز ہے کہ قریب الہگ ہونے کے وقت اپنا قائم مقام بشرط منظوری حاکم عمر کے مقرر کرے جسے خالصتاً وقف کیجاے تو سب اولاد اس کا دوسری بیٹے کے ساتھ نہیں ہو سکتا الا اوس صورت میں کہ وقف کنندہ کی جانب سے قواعد تولد

اس باب میں بشرط قرار بائی ہو یا نہ ہو مگر وہ پر قابض نہا معتقناً حالات ناممکن ہو یا سب اولاد سے ناپیدہ مرچ متصور ہو علیٰ ہذا القیاس مع اراضی وقف کیجاے اوسکی بالیت سے کم نرخ پر اجارہ دینا جائز نہیں ہے اور سب اولاد اجارہ تین سال سے متجاوز نہ ہو مگر اوس حالت میں کہ سب اولاد کو سے تجاوز کرنا واسطے جاہداد موقوفہ کے ناگزیر ہو۔

۸ صورت ہار ذیل کے سوا واقف کے احکام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ یعنی اگر اوس شخص پر شرط قرار دی ہو کہ متولی حاکم عمر کے حکم سے بر طرف ہوگا باوجود ایسی شرط کے بر طرفی متولی کی در صورت ثبوت اوسکی بطوری کے عمل میں اینگی علیٰ ہذا القیاس اگر اوسکی جانب سے بشرط ہو اور وقف کنندہ نے کہ اراضی وقف ایک سال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ نہیجا اور ملنا اجارہ دار کا استقدر قلیل مدت کے لئے دشوار ہو یا زیادہ سب اولاد اجارہ سے جاہداد کا نفع متصور ہو تو حاکم وقت کو ان امور میں بغیر اجازت متولی کے کار بند ہو سکتا ہے اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ منافع جاہداد کا فقر اور سجد میں تقسیم کیجاے تو باوجود اس شرط کے منافع مذکور اور منافع میں کو دیا جا سکتا اور اگر اوس نے

اس صورت میں  
خط و نسبت  
کی  
بشرط ہو  
وقف کنندہ  
کے عمل کیجاے

محتاجوں میں روزانہ کھانا تقسیم کرنے کی شرط کی ہو تو بالعرض اس حق نقد روپیہ دیا جاسکتا ہے اور اگر حاکم وقت کے نزدیک مناسب  
متصور ہو تو اس کو اختیار ہے کہ کار برد ازان وقف کا شاہرہ زیادہ کرے اور اگر جاہلاد وقف کے مبادلہ سے فائدہ متصور ہو تو  
حاکم مذکور کو اس امر کا بھی اختیار ہے کہ وقف کی طرف سے اس باب میں ہتساع مریج ہو اور

ردستولی کیے  
جائگی صورت

۹ اگر وقف کنندہ دو شخصوں کو بلا اشتراک متولی مقرر کرے تو ان میں سے ہر واحد کو تنہا سربراہی کا اختیار نہیں ہے لیکن اگر خود وقف  
کنندہ نصف جاہلاد کی تولیت اپنے اختیار میں رکھے اور دوسرے شخص کو بقیہ نصف کا متولی قرار دے تو وقف کنندہ تولیت مشترک کے  
ذریعہ سے اور با اختیار خود کار بند ہو سکتا ہے

قادرہ عام  
وقف کا نام  
رعایا کی جانب سے  
ان میں سے

۱۰ اگر حاکم وقت بنظر فہام عام بیت المال سے کچھ وقف کرے اور تولیت کی نسبت تصریح نہ کی گئی ہو تو اتہام اس کا کسی نہایت ذی علم شخص کے  
سپرد کیا جاتا ہے لیکن جو وقف رعایا کی جانب سے عمل میں آئے اس کی نسبت باستثنا صورتوں مذکورہ بالا کے وقف کنندہ کے احکام پر لحاظ ہونا چاہیے

### گیا رہوان باب دیون اور کفالت کے بیان میں

۱ جو دین سورت کے ذمہ ہو مواخذہ اس کا وارثوں پر بقدر ترک واجب ہے

وارثوں کی  
ذمہ داری

۲ جس دین کی نسبت قریب المرگ ہو نیکی وقت اقرار کیا جاوے یا جانا اس کا تاوان اپنے اوس شخص کے جو حالت صحت میں بدلا گیا ہو ملتی رہنا چاہیے  
الآ اوس صورت میں کہ واقعی ہونا پہلی قسم کے قرض کا مشہور و معروف ہو اور اگر کوئی شخص قریب المرگ ہو نیکی وقت ایک وارث کو اپنا قرض  
قرار دے تو ایسا اقرار قطعی باطل اور ناجائز ہے الآ اوس صورت میں کہ بقیہ وارث واجب الادا ہونا اوس دین کا تسلیم کریں

دیون کی نسبت  
قریب المرگ ہونے  
کے وقت اقرار  
کیا جاسیے

۳ اگر دو شخص بلا اشتراک قرض لین اور ایک دن میں سے مر جاوے تو شخص حی الغایم صرف نصف قرض کا ذمہ دار ہوگا الآ جب یہ شرط مریج ہوئی  
کہ کل قرض ہر واحد کے ذمہ عاید ہوگا کیونکہ شرعاً ہر واحد مانع قرضہ میں شریک مساوی تصور کیا جاتا ہے ہر چ منافع ایک شخص کو حاصل ہواو کسی  
بابت دوسرا شخص ذمہ دار نہیں ہو سکتا

بے دخل  
قرض لین

۴ اگر دو شخص ویسے اور کر نے کسی قرضہ کے بلا اشتراک مناس ہوں اور ایک دن میں سے وفات پائے تو شخص حی الغایم کل قرضہ کی بابت ذمہ  
متصور نہ ہوگا مگر جب شرط مریج ہوئی ہو کہ کل قرضہ کا مواخذہ مناس سے ہوگا اور ہر واحد دوسرے کا مناس ہوگا

بیت شخص  
بلا اشتراک  
ہوں

۵ اگر دو شخص کسی تجارت میں شریک ہوں اور ہر ایک اوں کا برابر ہواو ایک بلحاظ جمع امیر کے مساوی ہوں تو ایسی صورت میں مطابق قاعدہ مذکورہ  
بالا کے عمل نہیں بلکہ ایسی صورت میں ایک شریک دوسرے شریک کے جملہ افعال اور اوس قرضہ کا ذمہ دار ہوتا ہے جو وہ کاروبار کے ویسے ہے مگر  
شرکت کے اور حاملوں میں اس طور پر عمل نہیں ہوتا یعنی ہر شریک ہر شریک کے قرضہ کا مواخذہ صرف ایک شریک سے کرے بلکہ اس کو چاہیے

بعض صورتوں  
میں شریک  
دو حامل  
ہر شریک

کہ اپنے کل قرضہ کا دعویٰ بالاجمال کرے یا اگر صرف وہ ایک شریک کی نسبت دعویٰ ہونا مناسب سمجھے تو دعویٰ اس کا بقدر حصہ شخص کو کرے ہونا چاہیے  
۶ ہر قرضہ ولی بنظر ضرورت مانع کیے یا اس کا ادا کرنا مانع پر ہونے کے بعد واجب ہے

قرض ہونا  
کی ضرورت

- ۷ دیون کی نسبت استناع کلی اپنے کاروبار کے انصرام کے واسطے نہیں ہو سکتا لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ جو مسالاً صرح اور یکے قرض خواہ کے واسطے استناع نہیں ہو سکتا۔
- ۸ اگر دیون پر نالیش دایر ہو اور وہ قرضہ سے اقرار کرے تو اسکو فی الغور تہذیب کرنا چاہیے لیکن اگر وہ شکر ہو اور قرضہ شہادت سے ثبوت کو پہنچے تو اسکو فوراً سپرد محبس کرنا چاہیے۔
- ۹ اگر بغیر صادر ہونے حکم اور قرضہ کے دیون حراست میں نہ رکھا گیا ہو اور قرضہ کی ادائیگی میں اسکی جانب سے توقف بجا ہو اور قرضہ نامہ قرضہ دار بابت کسی شے کے ہوا بابت سلف کسی معاملہ کے تو دونوں صورتوں میں باوجود پیش ہونے عذر افلاس کے قرضہ دار کو سپرد محبس کرنا چاہیے۔
- ۱۰ لیکن اگر دیون کو کوئی شے مستعد بہ قرضہ میں نہیں ملی ہو بلکہ وہ دوسرے شخص کی جانب سے مناس ہو تو دیون کو تہذیب کرنا چاہیے الا اس صورت میں کہ دائر مستطع ہونا اور سکانت کرے۔
- ۱۱ در صورت ظاہر ہونے استناع کے حکم عدالت کو میعادت کی تجویز کا اختیار ہے۔
- ۱۲ اگر دیون ایک مرتبہ رہا ہو جا تو آئندہ برائت اسکی دائروں کے مطالبہ سے نہیں ہو سکتی اور کو اختیار ہے کہ در صورت ثبوت استناع ایک مرتبہ رہا ہو جا تو دوبارہ تہذیب ہو سکتا ہے۔
- ۱۳ مال دیون کی قرضی اور بطلان میں نہایت احتیاط لازم ہے یعنی پہلے اسکی روپیہ کو ادائے دیون میں محسوب کرنا چاہیے بعد ازاں مال منقولہ اور آخر کار قرضی و بطلان سکانات و اراضی کو۔
- ۱۴ اراضی اور مال منقولہ کے رہن میں شرعاً کچھ فرق نہیں ہے۔
- ۱۵ شرع مخدومی کے بموجب رہن بالکفالت جائز نہیں ہے بلکہ رہن کے واسطے قبضہ ضروری ہے۔
- ۱۶ دائر کو اپنے رہن کے انتقال اور بیع کا کبھی اختیار نہیں ہے الا اسصورت میں کہ دینا میں دائر اور دیون کے اس باب میں شرط صریح قرار پائی ہو گئی ہے۔
- ۱۷ کیونکہ اپنے رہن قرضہ کا بدلہ تصور کیا جاتا ہے اور سود ممنوع ہونے کی جہت سے دین میں زیادتی کا احتمال نہیں ہے۔
- ۱۸ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اپنے رہن کے کہنے کا عرف مرتبہ کے ذمہ اور اسکی کمال خود قائم رہنے کا خرچ رہن کے ذمہ ہوتا ہے مثلاً اگر گھوڑا رکھا جائے تو رہن کو گھوڑے کی خوراک کا عرف دینا چاہیے اسطیل کی تجویز مرتبہ پر واجب ہے۔
- ۱۹ اگر کوئی اپنے قرضہ کی عوض میں رہن رکھے جاتا تو مرتبہ بلا اجازت رہن کے اس کام میں لائیکامجاز نہیں ہے اور اگر وہ کام میں لائے تو اپنے ذمہ کام میں نہیں لگتا۔
- ۲۰ اگر شے کی مالیت کا مواخذہ اس سے کیا جائیگا۔
- ۲۱ اگر اپنے رہن قرضہ کے سادی ہو اور بغیر کسی نفل مرتبہ کے تلف ہو جا تو دین کا دعویٰ زایل ہو جاتا ہے اور اگر اپنے ذمہ کی مالیت قرضہ سے اپنے رہن کے تلف ہو جائے تو مرتبہ زیادتی تہذیب کا ذمہ دار نہ ہو گا اور اگر مالیت قرضہ سے کم ہو تو رہن پر کسی کا ایسا لازم ہے لیکن اگر اپنے رہن قرضہ کی کسی شے کے تلف ہو جائے تو مرتبہ پر اسقدر مالیت کا دینا لازم ہو گا جو قرضہ سے زیادہ ہو۔
- ۲۲ اگر کوئی شخص رہا ہے اور اس کے بہت سے قرضہ ہوں اور اس شخص کو کسی شے کے پاس کچھ عاید رہن رکھی ہو تو مرتبہ کے ذمہ ہے۔

دیون کو اجراء کا ذمہ ہے  
 قرضہ کا ثبوت ثبوت کو  
 اقبال دیون و  
 پذیر شہادت  
 قاعدہ خاص میں  
 صورتوں میں  
 تہذیب عاید تہذیب  
 ایک مرتبہ رہا ہو جا  
 دوبارہ تہذیب ہو سکتا  
 مانع نہیں ہے  
 رہن  
 رہن بہ قرضہ  
 مانع نہیں ہے  
 رہن سے مراد  
 کام میں نہیں لگتا  
 اپنے رہن کے تلف  
 ہونے کا  
 ذمہ

جادو ستونی سے جس پر وہ قابض ہو مجرومی جملہ اور قرض خواہوں کے اپنے قرضہ کے وصول کر لینا اختیار ہے +

### بارہوان باب

#### دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان میں

- ۱ استماع ساعت دعوی کے واسطے شرعاً کوئی قاعدہ مباد کا میں نہیں ہے +
- ۲ جو دعوی اقرار زبانی پر مبنی ہو وہ مثل اس دعوی کے مستبر تصور ہے جو دستاویز پر مبنی ہو +
- ۳ اگر کوئی معاملہ دستاویز پر مبنی ہو اور وہ دستاویز بیضا بلہ ہو تو اس سے مبادہ میں نقص پاید نہیں ہو سکتا مگر شرط یہ ہے کہ مستاعدین کا مقصود بلحاظ اور مراتب کے بخوبی واضح ہو سکتا ہو +

شرعاً ساعت نہیں ہے + اقرار زبانی و قرضہ وقت میں مبادی دستاویزات بیضا بلہ +

۴ بحر الزمان میں کتاب بسوط سے ایک یہ قول منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ۳۳ برس کے عرصہ تک بلا وجہ دعوی کے پیش کرے میں غفلت کرے تو دعوی اس کا عدالت میں سموع نہ ہو گا لیکن یہ قول مسلمہ کے خلاف ہے +

۵ جو دعوی عدالت میں سموع نہ ہو گا لیکن یہ قول مسلمہ کے خلاف ہے +

۶ اگر دعوی خریداری اور بیہ کی تقدیم و تاخیر دریافت نہ ہو سکے تو دعوی خریداری کو بہر ترجیح ہوگی +

۷ اگر مستاعدین سے ایک فریق سب سے زیادہ اکثر باطل نہیں ہوتا بلکہ تمیل اس کی قائم مقاموں پر بقدر ترک واجب ہوتی ہے الا اوس صورت میں کہ مبادہ کسی فریق کی ذات خاص سے متعلق ہو مثلاً اگر اجارہ کے معاملہ میں زمیندار یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باقی نہیں رہتا +

۸ علی بن القیاس ہی قاعدہ ہر قسم کے معاملات شراکت سے اوس صورت میں متعلق ہے جب شراکتی القایم پر شریک متوفی کے وارثوں کے ساتھ یا وارث شراکتوں کے ساتھ کاروبار جاری رکھنا لا بد نہ ہو اور جملہ مبادہ احد المتعاقدين کی وفات سے نسخ ہو جاتا، اوسط کے شرعاً عدم ہر جا سے ہی باطل ہو جاتا،

۹ گواہوں کو علف نہیں دیا جاتا ہے +

۱۰ معاملات دیوانی میں گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی ضرور ہے +

۱۱ غلام اور نابالغ اور بے شخص جو تو میں کے جرم میں ماخوذ ہو چکے ہوں اور شہادت کے مجاز نہیں ہیں +

۱۲ باپ کی گواہی بیٹے کی نسبت یا دادا کی شہادت پوتے کی نسبت با برعکس کے مقبول نہیں ہو سکتی علی بن القیاس شہر کی گواہی زوجہ کی نسبت یا برعکس کے جائز نہیں ہے اور ملازم کی گواہی آقا کے حق میں یا آقا کی شہادت ملازم کی نسبت درست نہیں ہے +

تقدم زمانہ پیش ہونا دعوی خریداری کا بیضا بلہ ہونا مستعدین کے درجہ کے پیش ہونا

شراکتی

گروہ

تعداد گواہان

کس شریک شہادت کی گواہی نہیں ہو سکتی

کس شریک شہادت کی گواہی نہیں ہو سکتی

کس شریک شہادت کی گواہی نہیں ہو سکتی

عورت کی گواہی

مترتبہ ہونا

شہادت صحیحہ

شہادت نادرہ

۱۶ جن کو ہون کی شہادت سے دعوی مدعی کا بابت اوس میں سے کیے ثابت ہو جو مدعی کے بیان میں داخل ہوا دن کی گواہی معتبر تصور ہوگی  
مثلاً اگر مدعی کے گواہ زرد عابد سے واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کریں تو اون کی گواہی مسموع نہ ہوگی۔

شہادت چہ بیان  
دعوی سے مستحضر  
ہو۔

۱۷ اگر مدعی کے گواہ بنا دعوئی کی نسبت خلاف اظہار اوس گواہی دین تو شہادت اون کی مسموع نہ ہوگی مثلاً اگر مدعی خریداری کی بنا پر  
دعوئی دیا ہو اور اوس کے گواہ مبنی ہونا دعوی کا بہر بیان کریں تو شہادت اون کی جائز نہ ہوگی۔

خلاف شہادت  
بنا دعوئی کی نسبت

۱۸ اگر دعوی قرضہ کا ہو اور چند گواہ واجب ہونا کل زرد عابد اور بعض صرف اوس کے جزو کا بیان کریں تو مدعی صرف جزو کا مستحق ہوگا۔  
۱۹ اگر مدعا علیہ کو دعوی سے الٹا قطعی ہو تو دعوی کا بار ثبوت ذمہ مدعی ہے۔

اختلاف شہادت  
نسبت مقدار یافتہ  
انکار قطعی۔

۲۰ اگر مدعا علیہ کو اپنی برائت میں زر قرضہ کی ادا یا وصول ہو جائیگا عذر ہو تو اس کا بار ثبوت اوس کے ذمہ ہے یہ فاعلہ مثل آئین قدیمہ رو میسکے  
یعنی برابر مستانہ کے اثبات کا ثبوت مطلوب ہوتا ہے نہ اوس کے نفی کا۔

عذر خاص نسبت  
برائت۔

۲۱ بعض صورتوں میں مدعا علیہ عذر عام و خاص پیش کرینا مجاز ہے بشرطیکہ دونوں تم کے عذرات میں تناقص ہو اور اگر پیش ہونا عذر خاص کا  
دوسرے برائت مدعا علیہ کے ضرور ہونے تو ایسی حالت میں بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے مثلاً اگر ایک شخص نصف جاہ ادا کی بابت اس بیان سے عذر دیا ہو کہ وہ  
اور مدعا علیہ ایک والدین کی اولاد کے ہیں تو ایسی صورت میں مدعا علیہ مجاز ہے کہ اس بیان سے قطعاً شکر ہو اور ساتھ ہی اوس کے یہ مقدمہ پیش کرے  
کہ مدعی دوسرے خاندان کا ہے تو اس طرح کا عذر جائز ہے۔

انضمام عذر عام  
و خاص۔  
تشہیل۔

۲۲ جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں دعوی جائز نہیں ہو سکتے مثلاً اگر مدعی پہلی نائش میں کسی شخص کے بیانی سے  
یہ شکر ہو تو بعد اوسکو اپنا بیانی قرار دیکر دعوی درراشت نہیں ہو سکتا۔

جو دعوی پہلے دعوی  
کے خلاف ہو وہ  
مسموع نہیں ہو  
سکتا۔

۲۳ اگر پہلا دعوی پہلے سے مختلف ہو لیکن دونوں دعوی بغیر تناقص کے قائم رہ سکتے ہوں تو پہلا دعوی قابل سماعت ہے مثلاً اگر پہلا دعوی  
کسی جاہ ادا کی بابت بذریعہ خریداری پیش ہوا ہو تو دوسرا سابق اسی جاہ ادا کی نسبت درراشت کے ذریعہ سے دعوی کر سکتا ہے لیکن اگر دعوی باقی  
رہ سکتے ہوں۔

الآن اوس صورت  
میں کہ دونوں دعوی  
بلا تناقص قائم  
رہ سکتے ہوں۔

درراشت کی بنا پر دوسرا دعوی با بعد خریداری کے بنا پر مسموع نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت میں قائم رہنا دونوں دعوی کا بغیر تناقص کے واضح ہے۔  
۲۴ اگر مدعی دعوی پیش کرے اور اوسکی تائید میں ثبوت نہ کہتا ہو تو فاعلہ کو یہ ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لیا جاتا ہے اور اگر مدعا علیہ حلف  
لینے سے انکار کرے تو مقدمہ مدعی کے حق میں فیصل ہوگا اور اگر مدعا علیہ دعوی سے حلفاً شکر ہو تو وہ بری کیا جائیگا۔

فاعلہ اوس صورت  
کی نسبت جب مدعی  
ثبوت نہ کہتا ہو۔

۲۵ اگر فریقین کی جانب سے ثبوت موجود ہو تو بالعموم مدعی کا ثبوت قابل ترجیح ہے مثلاً اگر بیابان دان اور مدیون کے مقدار قرضہ کی نسبت نزاع ہو  
اور طرفین کے پاس ثبوت موجود ہو تو دان کا ثبوت ترجیح ہوگا اور اگر دونوں جانب سے ثبوت پیش ہو تو مدیون کا اظہار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا۔

فریقوں کے ثبوت  
رکھنے کی صورت۔  
استثنا۔

۲۶ جہتستاز اس گنہ گار کیا گیا ہے وہ بادی النظر میں بلا اختلاف صورت حال کے معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ اس فاعلہ کی یہ ہے کہ جو جاہ ادا وارث کو  
مکملنے والی ہو تو وہ اوسکو خرید سکتا ہے الا یہ قیاس سے کہ جب اوسکو جاہ ادا بعد وفات مورث کے پہنچے اور وہ درراشت کی بنا پر جاہ ادا کی نسبت  
اپنی نادمہ مدعی واقع مستحق بیان کرنے کے لیے خرید کرے۔

فاعلہ ذمہ اوس صورت  
کی نسبت جب ثبوت  
کی طرف سے ثبوت  
موجود ہو۔

۲۷ یہ بھی فاعلہ کو یہ ہے کہ جب فریقین کی جانب سے ثبوت پیش ہو ہے تو قطعاً نظر دیگر حالات کے اوس فریق کے گواہ قابل ترجیح ہونے میں حاکم دعوی کی نسبت معتبر نہیں  
ہوگا۔

مقدار میں زیاد یا جب کوئی چیز متنازعہ ہے زیادہ تعلق ہو سنا اگر کوئی دعویٰ معاہدہ سے کیا بنا پر پیش ہو اور باقی اور مشتری میں زرض کی یا نسبت نہ ہو اور طرین ثبوت رکھتے ہوں تو جو گواہ واجب ہونا زیادہ رو بہ کا بیان کرن میں نہیں ہو مدعی قابل ترجیح ہوں گے۔

۲۷ اگر میان میں باقی اور مشتری کے زرض اور ہی ایشیا میں کسی نسبت نہ ہو اور طرین گواہ رکھتے ہوں تو باقی کے گواہوں کی شہادت مقدار زرض کی نسبت اور گواہ ان مشتری کی گواہی در بارہ مقدار و قیمت ایشیا مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے۔

۲۸ اگر طرین ثبوت نہ رکھتے ہوں تو دونوں سے حلف لینا چاہیے اور اگر طرین حلف لینے پر راضی ہوں تو معاہدہ منسوخ تصور کیا جائیگا لیکن اگر طرین لینا حلف کا قبول اور دوسرا منظور کرے تو جو فریق حلف پلے اوس کے حق میں مقدمہ فیصل ہونا چاہیے۔

۲۹ اگر شرط سے شہاد اور زرض وغیرہ کی نسبت متنازع ہو اور طرین حلف لینے پر راضی ہوں تو مدعا علیہ اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا۔

۳۰ اگر بنا میں شہاد اور زرض کے مقدار ہر کی نسبت متنازع ہو اور طرین ثبوت رکھتے ہوں تو زرض کا ثبوت زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اوس سے مقدار زیاد ثابت ہوتی ہے ۴۱ علی ہذا القیاس اگر بنا میں زمیندار اور مستاجر کے متنازع ہو تو ہر فریق کے ثبوت پر لحاظ حقوق متنازعہ ہر فریق کے اعتبار

۴۲ اس قاعدہ کلیہ سے ایک صورت مستثنیٰ ہے یعنی اگر زرض ہر کا دعویٰ کرے اور ہر مال اوس کا مقدار مدعا سے زیادہ ہوتا ہو تو شہاد کی جانب کیا جائیے یعنی زمیندار کی جانب کا ثبوت در باہ مقدار مال گذاری اور مستاجر کا ثبوت در بارہ معاہدہ مستاجر کے قبول ہوتا ہے۔

۳۱ اگر کسی معاہدہ کا دعویٰ پیش کیا گیا اور شخص قاضی مقرر ہو کر مالک بنے مدعا سے پاس امانت یا رہن رکھ کر ملا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید میں ثبوت ہی پیش کرے تو دعویٰ منظور کیا جائیگا اور اگر مدعی مستحق ہونا اپنا بذریعہ قائم مقامی مالک غیر مستاجر کے لئے کرے تو دعویٰ اوس کا منظور کیا جائیگا۔

۳۲ تجویز کی طرف سے صادر نہیں ہو سکتی اور اوس کی وجہ سے بیان کی گئی ہے کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلحاظ شہادت گواہ گودہ دعویٰ سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہ ہو تو منکر یا مقبل ہونا اوس کا دعویٰ سے واضح نہیں ہو سکتا۔

۳۳ اگر مقدمہ سے رونامی کیا جائے تو متعلق ہونا اٹھان کا تجویز کی نسبت ضروری ہے۔

ثبوت قابل ترجیح ہوگا کیونکہ اوس سے ہونا تخفیف کا زرض کی جانب سے مقدار ہر میں ثابت ہو تکیے اور ہر مال اوس سے کہتے ہیں جو کسی صورت کے واسطہ داران پوری کو دیا گیا ہو۔ ہر اہل عدل اول صفحہ ۵۲

### نظام مسائل شرع

متعلقہ وراثت و معاہدات و مطالب متفرقہ

### پہلا باب

### نظام و وراثت

### مقدمہ

سوال ۱۔ ایک شخص تین بیٹے چھوڑ کر گیا سوال نہیں ہے کہ ترکہ اوس کا اہل کون سے ہوں گے۔

جب باقی اور مشتری میں مدعا باقی ثبوت اور کیفیت و قیمت ایشیا میں کسی نسبت نہ ہو اور طرین ثبوت رکھتے ہوں تو باقی کے گواہوں کی شہادت مقدار زرض کی نسبت اور گواہ ان مشتری کی گواہی در بارہ مقدار و قیمت ایشیا مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے۔

جب باقی اور مشتری میں مدعا باقی ثبوت اور زرض وغیرہ کی نسبت متنازع ہو اور طرین حلف لینے پر راضی ہوں تو مدعا علیہ اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا۔

دعویٰ نسبت جائز امانت یا رہن رکھ کر ملا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید میں ثبوت ہی پیش کرے تو دعویٰ منظور کیا جائیگا اور اگر مدعی مستحق ہونا اپنا بذریعہ قائم مقامی مالک غیر مستاجر کے لئے کرے تو دعویٰ اوس کا منظور کیا جائیگا۔

تجویز کی طرف سے صادر نہیں ہو سکتی اور اوس کی وجہ سے بیان کی گئی ہے کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلحاظ شہادت گواہ گودہ دعویٰ سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہ ہو تو منکر یا مقبل ہونا اوس کا دعویٰ سے واضح نہیں ہو سکتا۔

ناتمی



جواب ۱ - ترکہ کے تین حصے مساوی کر کے ہر حصے کو ایک ایک حصہ لیا جائے +

۲ - قاعدہ ۲ بابت دراشتہ مسانہ لیا جائے +

۳ - اگر شخص کو گنے اپنی جاہداد کو میں حیات بخود میں بیٹوں کے دو بیٹوں میں تقسیم کیا ہو اور دو بیٹے اور ایک وارث اور بیٹے اور بیٹوں کو دی گئی قابض ہے ہون تو تیسرے بیٹے کا دعویٰ جاہداد مذکورہ سے کسی بڑے کی بابت شرعاً پیچھا جائے گا +

ج ۲ - اگر اپنے صحت حواس میں جاہداد کو اپنے دو بیٹوں میں کبھی جدا کر دیا اور وہ اپنے اپنے حصے پر جدا گانہ قابض ہے تو تیسرا بیٹا بخود جاہداد مذکورہ کے کسی بڑے کے پیچھا سستی ہوگا +

مقدمہ ۲

س - دعویٰ اپنے چہرے بہائی پر بابت حقیقت مالکانہ سولہوں حصہ اراضی ترکہ بڑے بہائی کے نالشیہ ایر کی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اراضی موروثی نہیں بلکہ بالکل بڑے بہائی کی کسوت ہے اور اصل مالک کی وفات کے وقت اسکی زوجہ اور دختر اور دو بہائی اور دو بہن موجود تھے ایسی صورت میں مالک کی وفات کے بعد اسکی بہنیں جاہداد کسوت سے حصہ پانچویں حصے میں یا نہیں اور اگر سستی میں تو بحالت موجود ہونے متوفی کے ایک بڑے دعویٰ اور صاحب ہوا یا نہیں +

ج - مالک متوفی کا کل ترکہ اور دو بیٹوں اور دو بیٹوں اور زوجہ اور دختر میں تقسیم ہونا چاہیے شرح میں جاہداد اور متوفی کو سوت کی بابت کچھ فرق نہیں ہے + اور اس وجہ سے بیٹوں کو متوفی کی جاہداد کسوت سے حصہ ملنے کا استحقاق پہنچتا ہے اور اگر مالک متوفی کے ایک لڑکا ہوتا تو اس کے بہائی اور بہنیں ترکہ سے محروم رہتیں + اور ان کو کچھ حصہ نہیں پہنچتا اور ایسی حالت میں ترکہ صرف متوفی کے بیٹے اور دختر اور زوجہ کو ملتا یعنی زوجہ کو اشتران حصہ ہی ملنے کے بعد باقی ترکہ بیٹے اور دختر میں تقسیم ہوگا اور بیٹے کو پانچویں حصہ ملے گا + ۹۱

مقدمہ ۳

س - ایک عورت کچھ جاہداد جو اسکو اپنے شوہر اور بچے سے ورثاً پہنچی ہے جو ترکہ کی سوال پر یہ کہ جاہداد مذکورہ شوہر اور بیٹوں کے اور واسطہ داران کو جو خاص متوفی سے قرابت نہ کہتے ہوں پیچھا کیا جاہداد متوفی کو اور ورثہ کی ایسی بیوی میں جاہداد منقولہ اور غیر منقولہ کچھ فرق ہے یا نہیں ج - جو جاہداد زوجہ کو شوہر اور بچے سے ورثاً حاصل ہوئی ہو وہ متوفی کے شوہر یا بچے کے واسطہ داران کو جو خاص متوفی سے قرابت نہ کہتے ہوں

۴ - اصول وراثت کی دفعہ اول مسانہ لیا جائے +

۵ - ایضاً ایضاً ۲۱ +

۶ - ایضاً ایضاً ۳ +

۷ - ایضاً ایضاً ۱۳ +

پیچھا کی لڑکی متوفی کے باپ یا بیٹوں اور قرابت داران کو جو اسکی وارثان جائز ہوں اور ایسی صورت میں درمیان جاہداد منقولہ وغیر منقولہ کچھ امتیاز نہیں ہے + بلکہ دونوں ترکہ کی جاہداد ایک ہی طریق پر ملے گی مساویہ میں وارثوں کی ترتیب بصورت ذیل ہے یعنی پہلے ذوی الفروض اور

متوفی کو راجح ہے  
بہن کو نہیں ہے  
اور بیٹوں میں  
بہن کو نہیں ہے  
چاہے اپنے میں  
سایاں ورثہ سے  
محروم رہے +

موروثی اور کسوت  
جاہداد میں امتیاز  
نہیں ہے  
بیٹوں کو ہر بڑے  
بہنوں اور دختر  
کے حصہ پہنچتا ہے  
اگر بیٹا شوہر بہائی  
اور بہن کو حصہ  
نہ ملے گا +

عورت کا ترکہ اس  
کے شوہر اور بچے  
کو ملے گا  
مساویہ پر  
جاہداد منقولہ  
اور غیر منقولہ  
میں امتیاز نہیں ہے

ان کے عصبانیت ہوتی ہیں اور عصبانیت کے بعد واسطہ دارانِ منہی کو آواز دے مروت نہیں ہے واسطہ دارانِ منہی کے رشتہ دارانِ بعد کو حصہ پہنچنا ہے اور اگر رشتہ دارانِ بعد ہی نہ ہوں تو اس شخص کو ترک کرنا چاہیے جو آواز دے مابعدہ قائم مقام فرود یا جا اور ان بعد اس شخص کو جسکا رشتہ دار ہونا واسطہ دوسرے شخص کے تسلیم کیا گیا ہو اگر یہی نہ ہو تو اس شخص کو ترک نہیں کیا جیکے نام کل مابعدہ کی بابت وصیت ہوئی ہو اور اگر ان سے کوئی شخص ہی نہ ہو تو جاہداد داخل میت المال ہوگی لیکن عورت کے شوہر اور سسر کے واسطہ دار بجا لیکر وہ عورت کو ترک خاص واسطہ دار نہ ہوں

شذکرہ بالا کے نہیں ہیں +

مقدمہ ۴

س۔ اگر کسی شخص کے جاریہ سے اولاد ہو تو وہ ترک پاری سے ورنہ بائیکا ستمی ہے یا نہیں +

+ اصولِ وراثت کی دفعہ اول سائینہ کیجیے +

ج۔ ستونی کا ترکہ اوسکی اولاد کو خواہ وہ جاریہ سے ہو یا حرة شکوہ سے بلا تخصیص بقدر اپنے اپنے حصص از بدو فرایض + پہنچتا ہے +

جاریہ کی اولاد مثل دیگر اولاد ورنہ پاسکتی ہے +

مقدمہ ۵

س۔ ستونی کی زوجینہ دین محمدی سے مرد ہونا اپنے طرفانی کا بعد وفات اپنے شوہر کے بیان کیا ایسی صورت میں طرفانی در تہیہ محرم ہوگا یا نہیں

ج۔ اگر بہائی حسب بیان زوجہ ستونی کے اپنے بہائی کے مرثیہ کے بعد دین محمدی سے مرد ہو گیا ہو تو وہ وراثت سے محرم نہیں وہ سکتا کیوں کہ

بعد وفات مرثیہ کے دین سے مرثیہ ہونا باعث مرثیہ وراثت نہیں ہے +

ابعدہ وقت پہنچنے وراثت کے دین میں تھا +

مقدمہ ۶

س۔ جواز بیٹے کے واسطے شرعاً کیا شرائط فرد میں اور متبنی کو کیا حقوق حاصل ہیں اور جو شخص متبنی کرے اس کے ترکہ کی بابت متبنی کو

+ اگر گنیز کی اولاد مختلف ان سے ہو تو اسکے نسب کی صحت کے واسطے باپ کو اس امر کا تسلیم کرنا کہ وہ اس کے لفظ سے ہے ضروری ہے لیکن

اگر اولاد ایک ہی ان سے ہو تو جو طفل پہلے پیدا ہوا، اوسکی نسبت باپ کا اپنے لفظ سے تسلیم کرنا کافی ہے۔ اصول نب صفحہ ۳۲ +

+ سجد اور سببیک اختلاف مذہب ہی مانع وراثت ہونیکا ایک سبب ہے۔ اصول وراثت دفعہ ۶

دراستا کچھ دعویٰ پہنچتا ہے یا متبنی کر لیا لیکر خیار ہے کہ اپنی جاہداد میں حیات بذریعہ باپ کے مستقل کے متبنی کو قطعاً محرم رکھے +

ج۔ متبنی کو متبنی کر لیا لیکر حیات با وفات کے بعد اوسکی جاہداد کا استحقاق نہیں پہنچتا + گو دینے والی کو اپنی جاہداد پر اختیار ملتا ہے

متبنی سے پہنچنے وراثت پہنچتی ہے +

+ لفظ متبنی ایسے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے نہ مراد نہیں ہے کہ متبنی داخل جاہداد ہو کر اوسکی استحقاق خاص نسبتاً حاصل ہو بلکہ مقصود اسکا

صرف اسقدر ہے کہ گو طفل دوسرے خاندان سے علاقہ رکھے اور یہاں مودت و مشہور و مسلم ہو تو یہی متبنی دوسرے خاندان میں داخل ہو سکتا ہے

اس باب میں شرع اسلام کو آمین انگلیشہ اور ہرم شاستر کو آمین قدیم رو سے اتفاق ہے اور واضح ہو کہ اہل دم میں جیسا کہ ہنود میں آج تک جاری ہے تہنیت کی رسم ابہام و مراسم مذہب میں بالکل داخل تھی اور تہنیت اس نظریہ سے فرد سمجھی گئی تھی کہ اگر متبنی نہ ہو تو یہ بت چکی پر

خاندان میں ہوتی آئی جو قائم نرسنگی اور شہاد مقدس کا نہ ہو سکیگا اور ان امور کا نہ ہونا موجب تخیل تصور کیا گیا تھا اہل اسلام

اور قوم انگلیشہ میں جب قول ڈاکٹر تیلر صاحب کے تہنیت کا طریقہ مانا ہوا تو اس نظریہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ جو مال اولاد کے ذریعہ ہوگا

یہ لاحق ہوا دس کا بدل ہو جا اور وہی عالم باب نسبت کے ایک تہ میں لیتے ہیں کہ یہ امر مفروضہ ہے کہ ہم لوگوں میں اکثر دوسرے خاندان کے اطفال بنظر محبت تہنی کیے جاتے ہیں لیکن جو نسبت ہم لوگوں میں محبتاً عمل میں آتی ہے اس نسبت سے جو دوسروں میں مروج تہنی باطل مختلف ہے کیونکہ ہمارے دستور کے مطابق تہنی اور گور لینے والے کو نسبت کے قطع کرینا اختیار ہے لیکن اہل دہم میں تہنی کو گور لینے والے کے حاصل ہے اور اس کو اختیار ہے کہ اپنی جاہداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ یک یا صلح یا بیع کرے گو اس صورت میں ہر تہنی قطعاً محروم ہے +

مقدمہ ۷

س - اگر مدعی جہا ذکر اس مقدمہ میں ہو ایسے باشندہ قتل اور صورت کے ملزم و ماخوذ جرم ہر جیسے ترکہ کی بابت تہنی بطور وارث جائز دعویٰ پیش کرے تو یہ امر تہنی کے حرمان ارث کا باعث ہو گا یا نہیں +

من اگر نسبتاً قتل بخوبی ثابت ہو تو حرمان ارث لازم نہیں آتا

ج - حرف اشتباہ قتل واسطے محرمی استحقاق وراثت کے کافی نہیں ہے اور اگر مدعی نسبتہ کا دعویٰ وراثت باعتبار اور تہنی کے ناقابل اثر ہو تو جب تک جرم قتل اس کی نسبت بخوبی ثابت نہ ہو اس کو وراثتاً جاہداد یا بیع استحقاق پہنچایے +

حقوق بذریعہ وراثت و قائم مقامی حاصل ہوتے ہیں اور گور لینے والا تہنی کو اس کے حقوق سے محروم نہیں کر سکتا ہتا مگر اصل میں رو میہ مؤلفہ ٹیکر صاحب جلد اول صفحہ ۴۷ +

۴ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں مدعی از رو قواعد سنہادت مستلحقہ امین فوجداری اسلامیہ کے جو صحیح نہیں ہیں ماخوذ ہوا اور قاضی شریع کا یہ ہے کہ ملزم کی نسبت لمجاہ جرم کے جو اس پر قائم ہوا ہوسزا نہیں ہوتی بلکہ بنظر مقدار ثبوت جرم کے اور معلوم ہوتی ہے کہ مدعی کی نسبت اشتباہ قتل کی علت میں بارہ برس کی قید تجویز ہوئی حالانکہ واسطے جواز حرمان ارث کے جرم کا ثبوت کامل درکار ہے اور اس کے باوجود

مقدمہ ۸

س - ایک شخص سلمان پر ضمانت دوسرے شخص کے قرضہ عاید ہوا اس صورت میں بعد وفات ضامن کے اور یک وارث بلا ملکہ مقدار جاہداد کے جو ان کو وراثتاً پہنچی ہو مستوجب ادا قرضہ ہو سکتے ہیں یا نہیں اور اگر ضامن متوفی نہ ہو بلکہ جاہداد نہ چھوڑی ہو تو یہی مواخذہ قرضہ کا ادا ہونا چاہیے یا نہیں اور مجدد وارثان متوفی یعنی دو بہائی اور ایک بیٹی ہے اور ایک بیٹے کے کون شخص قرضہ کا ذمہ دار ہو گا +

متوفی کے وارثوں کے اور قرضہ مقدار اس کے ترکہ کے لازم ہے نہ زیادہ

ج - اگر مدیرین کچھ جاہداد چھوڑی ہو تو وارثان متوفی کے اس ارث سے جو اسکے ترکہ پر قابض ہو قرضہ کے دعویٰ کر سکتا ہے اور قبل تقسیم ترکہ کے ادا ہونا قرضہ متوفی کا واجب ہے اگر مقدار ترکہ ادا قرضہ سے زیادہ ہو تو قرضہ ترکہ وارثوں میں تقسیم ہو گا لیکن اگر ترکہ مذکور قرضہ سے زیادہ نہیں ہو تو کل جاہداد اور قرضہ میں حرف ہونی چاہیے اور بقدر قرضہ باقی رہے اس کا مطالبہ وارثوں سے کیا جائیگا اور اگر متوفی نے کچھ

لکھنا مسیوم ہوا ہے کہ قتل عد ہر قسم کا اگر خطیب سے ہی سرزد ہوا ہو بخوبی ثابت ہوئے کی صورت میں قائل کو مقتول کے ترکہ سے محروم رکھتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ قائل اصل سبب قتل کا ہوا ہو اور اگر میں فعل اس کا اتعاقباً باعث قتل ہوا تو وہ ترکہ سے محروم نہیں ہو گا +

جاہداد نہ چھوڑی ہو تو قرضہ وارثوں کا دعویٰ وارثوں پر نہ پہنچتا اور اگر متوفی نے وقت وفات ایک بیٹا اور ایک بیٹیا اور دو بہائی چھوڑی ہوں تو اگر قرضہ کا حصہ پر واجب ہو گا اور بیٹہ ترکہ ادا قرضہ متوفی ہوں کے شرعاً چاہیے گا اور بہائی اس کی موجودگی سے

بیانی اور بیانی کی جیسے کہ استحقاق وراثت نہیں پہنچتا +

مقدمہ ۹

س۔ ایک عورت کے دو بیٹے تھے ان میں سے ایک میں حیات اپنے ان کے ایک خیر چور کر گیا اور بعد وفات فوت و کورہ کے بڑی بچی اور ایک لڑکے کا دعویٰ بڑھانے اپنے باپ کے وراثت کے کیا اور صورت میں دعویٰ لڑکی کا بقا ہونے چاہیے کہ جائز ہو گا یا نہیں۔  
ج۔ لڑکی کو اپنے چچا پر کچھ دعویٰ نہیں پہنچتا کیونکہ اس کا باپ اپنی ماں کے حین حیات کر گیا اور چونکہ اس کا دوسرا بیانی موجود ہے لہذا لڑکی کو وراثت نہیں پہنچ سکتا اور اسی وجہ سے لڑکی اپنی دادی کی جاہداد نہیں پاسکتی۔

وراثت کا دعویٰ مستوفی کے واسطے سے جائز نہیں ہے

- ۴ اصول وراثت کی دفعہ ۲۱ سائنہ کی جیسا ہے۔
- ۵ اصول وراثت کی دفعہ ۹ سائنہ کی جیسا ہے۔

مقدمہ ۱۰

س۔ اگر سب وارثوں کے کوئی وارث مجنون یا نابینا ہو تو امور مانع استحقاق وراثت ہو سکتے ہیں یا نہیں۔  
ج۔ استقلال حواس یا کسی اور قسم کی مجنونیت یا نابینا ہونا مانع ارث میں داخل نہیں ہے بلکہ جو شخص ایسے عوارض میں مبتلا ہو سکے مثل اور ذرا ذہن کے اپنے حصص شرعی پانچے مستحق ہیں +

مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہیں ہے

مقدمہ ۱۱

س۔ دو عورتوں نے حین حیات اپنی ان کے ایک دست آویز اور دو وارثوں کے نام لکھ دی اور خود استحقاق وراثت ترک کرادی دست بردار ہوئیں اور جن شخصوں کے نام انہوں نے دست آویز لکھی تھی ان کے دو وارثوں کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا اور ان کی وفات سے بارہ برس تک دو وارثوں نے مطلق کچھ دعویٰ پیش نہیں کیا لیکن آخر کار دو وارثوں نے سب لکھی اور ایک اپنے حصص شرعی کا دعویٰ کیا جن شخصوں کے نام لکھے تھے

۴ از روایت عدہ ہرم شامتر کے مجنون و نابینا ہونا باعث حرمان ارث ہے چنانچہ شامتر کا ہر حکم کہ محنت اور استخفاف خارج المقوم اور جو شخص اور نابینا ہوں یا نقل سماعت نہ کیے چون یا مجنون فطری یا کونگی یا ایسے آدمی جن کا کوئی عضو باطل ہو گیا ہو جو بوجوب الارث ہیں ترجمہ ہرم شامتر میں باب ۹ صفحہ ۱۰۱ و تیسرے رویم جوش صاحب۔ یہ تو اعد فیہ صغیر بافضل مترک ہیں +

لکھا گیا تھا اور انہوں نے ایک ہر نام پیش کر کے بیان کیا کہ ہم نے نامہ دو وارثوں کو لکھا ہوا ہے اور ذکر اس ہر نام کا اس وقت ہوا ہے کہ میں یہ ہے ہر وارثوں نے خیر کی تھی لیکن تحقیقات کی رو سے ہر نام نہ کر رہے جو قرار پایا ایسی صورت میں دست آویز لا دعویٰ جو دو وارثوں نے لکھی مانع حاکم اس دعویٰ کی ہے یا نہیں۔

ج۔ لا دعویٰ سے یہ معلوم ہے کہ جس شخص کو کوئی استحقاق حاصل ہو جاوے وہ اس کے دست بردار ہو جائیے دعویٰ کے پیش کر لینے سے باز رہے جو وہ کسی شخص پر دائر ہو سکتا ہو اور ظاہر ہے کہ ان کی حیات میں میثاق کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہوا اور اسی وجہ سے دعویٰ ان کا وراثت کی رو سے ان کی حیات میں کسی شخص پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس سے مناصح ہے کہ دست بردار رہنا میثاق کا ان کی حیات میں اپنے حصص سے ناجائز

معدت کی حیات میں وراثت سے دست بردار ہونا جائز اور صحیح ہے

اور غیر صحیح ہے کیونکہ اس صورت میں حقیقت دینا اس لیے کالزام آئی ہے جو در نہین کہنتی اور جو استحقاق دراشت نان کی دراشت سے پیدا ہووے اس دست برداری سے باجا از نہین ہو سکتا اور نہ اس جہ سے دعوی ادن کا بابت ترک مادی کے ممنوع الساعت تصور ہو سکتا ہے اگر دعوی قریب بارہ برس تک دائر نہوے نہین جہ سے وہ ناقابل سماعت نہیں ہو سکتا ۴۵

۴ جو قاعدہ شرح کا اس باب میں ہے شکایہ ممنوعی اور سکی بسبب مقرر ہوئے دو دوازده سالہ از رد دفعہ ۱۱ قانون ۱۳۲۳ ع اور دفعہ ۸ قانون ۱۳۲۴ ع اور دفعہ ۱۱ قانون ۱۳۲۵ ع کے عمل میں آئی ہے اور قانون آخر الذکر کی دفعہ ۳ قانون ۱۳۲۶ ع کے بموجب ترمیم ہو گئی

مقدمہ ۱۲

۳۔ ایک شخص ایک عورت مساری الذکر سے جسکی نسبت کوئی اعتراض قائم نہیں ہو سکتا تھا نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی بعد ازاں شخص کو ایک ایک طوائف سے منکوحہ سے کسی اطفال سے زان ہو شخص کو بلا وصیت کر کے مر گیا جس سے ال سبب سے طوائف نے زکوہ کی اولاد منجھ ستونی کی جایدا ویکے کس قدر ترکہ پائے کی مستحق ہے یا کہ اسکا کل ترکہ اسکی زوجه منکوحہ اور اولاد صحیح النسب کو پہنچا +

لیکن فی الواقع بیضے دعوی اس قسم کے ہیں کہ ممنوع الساعت قرار دینا ادن کا بر جہ پیش نہوئے ادن کے افر سیاد معینہ کے جہا منصور سے پہنچا دعوی مہر کا اسی قسم سے ہے +

۴ پر ووش کورٹ کے قاضی اور عدالت شہر پٹنہ کے مفتی نے اس باب میں فتویٰ ایک ہی مضمون سے دیا تھا لیکن عدالت صلح شاہ آباد کے مفتی نے کہ ادن سے بھی استغنا ہوا تھا ادن کے فتویٰ سے اختلاف کیا اور لکھا کہ جب دونوں عورتوں نے کچھ عیاد ضلع لیکر دست آویز لکھدی تو گو حق منتقل کا اس وقت میں کچھ وجود نہ تھا تو یہی نہیں اور اس سے آویز کی ادن پر واجب ہے آخر کار یہ مسئلہ مفتیان صدر دیوانی عدالت اور دیگر عدالت سے چرچا اور ادن کے جوابات سے حسب اطمینان تحقق ہوا کہ اس مسئلہ کی صحیح تفسیر بلحاظ کثرت رائے کے ہونی چاہیے +

ج۔ اگر یہ ثابت ہو کہ ستونی کا نکاح طوائف کے ساتھ نہیں ہوا اور اولاد صحیح النسب نہوے تو نسب اس اولاد کا باپ کی نسبت تسلیم نہیں کیا جا سکتا چنانچہ اس باب میں حدیث نبوی ہے کہ نکاح کی صورت میں اولاد والدین کی ہوتی ہے نہ زانی کی حالت میں پس چونکہ صحیح النسب ہونا اولاد کا ثابت نہوا اور ستونی کی جانب سے کچھ وصیت نہیں ہوئی لہذا ستونی کے ترکہ سے اولاد حرام کو کچھ استحقاق نہیں پہنچتا بلکہ کل ترکہ اولاد صحیح النسب کو ملے گا۔ نسخہ کافی میں لکھا ہے کہ اولاد حرام اور وہ اولاد جسکو باپ بذریعہ لون کے عاق کرے صرف ترکہ مادی کی مستحق ہوتی ہے نہ جایدا و پوری کی اور باپ کو یہی ایسی اولاد ورنہ نہیں پہنچتا اور نہ اسکو ایسی اولاد سے کچھ واسطہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس طرح کی اولاد کو خاندان پوری سے دعوی واسطہ داری کا نہیں پہنچتا۔ اور نسخہ جدید میں بھی یہی لکھا ہے کہ اولاد حرام باپ کی اولاد تصور نہیں ہوتی +

مقدمہ ۱۳

۳۔ ایک شخص کچھ جایدا و اراضی اور چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور منجھ ادن کے دو بیٹے ملاو لہر گئے اور زید و کریمینی دو برہمن ہی انعام جایدا و مذکورہ پڑا لا شتر اک قابض سے سبده ہوئے وہ بیٹے خالد و خالد اور دو بیٹیاں جمیلہ و حمیدہ چھوڑ کر وفات پائی مادریہ اشخاص شہر لاپتے چھا اور اس کے دو بیٹوں کو ہم و ہمیں کہا ارضی مذکورہ پڑا لا اجمال قابض سے منجھ ازاں زید مر گیا اور تین اشخاص برہمن سابق ذخیل سے ہم و ہمیں

اولاد غیر صحیح النسب کے ترکہ پوری سے ورنہ نہیں پہنچتا

پہلے خالد اور پھر کریم مرگیا اور حامد غائب و مفقود الخیر ہے ان سے ایک بے عظیم ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا اور اب بیوہ اور بکر کی پیشانی جمیلہ  
دعویدار ہیں اس صورت میں اون دارنون کو ترکہ کس حساب سے پہنچے گا۔

شخص مفقود الخیر  
کی جائیداد کو  
پیدا کرنے کے لئے  
۹۰ برس تک  
موت منتظرین  
رکھنا جائز ہے

ج۔ بظہر حالات مذکورہ بالا ترکہ سولہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بخلا اون کے عظیم کی بیوہ دو حصے اور جمیلہ و حمیدہ سات یعنی ہر واحد کو سات حصوں  
حصے ملیں گے اور بقیہ سات حصے جو حقیقت حامد مفقود الخیر کے ہیں بالفصل کسی وارث کو نہیں ملنے چاہئیں بلکہ بخلا اون سات حصوں کے چار حصے  
کسی شخص کے سپرد کیے جائیں اور بقیہ تین نامنفی خیرے اور سنیاد کے جو حصے تھا مفقود الخیر کے میں سے باقی جایدا کے قابض یا قابضوں  
حوالہ میں اور میاں مذکور تاریخ ولادت مفقود الخیر سے ۹۰ برس تک ہے اور اگر نامبروہ اس عرصہ میں واپس آجائے تو کل ساتوں حصے او کو دینے  
جائیں لیکن اگر قبل منقضی خیرے میاں عرصہ کے کچھ حال اسکا معلوم نہ ہو تو چار حصے جو سپرد اور کے قبضہ میں ہیں او کے دارنون کو پنجمین گے اور باقی  
تین حصے اون دارنون کو طین گے جو پہلی تقسیم کی رو سے واجب ہوتے ہوں ۴

۴۔ اس مقدمہ میں یہ سکہ سنی قائم ہوا کہ شخص مفقود الخیر اور غائب لکنی جایدا کی نسبت مثل توفی اور اپنی جایدا کی نسبت زندہ تصور ہوتا ہے  
اور میاں ۹۰ سال تک جو حصے تھا مفقود الخیر کے میں سے وہ اور شخصوں کا ورنہ نہیں پاسکتا اور نہ اس عرصہ میں اور شخص اسکا وارث پاسکتے

مقدمہ ۱۴

۱۔ ایک شخص مسی رح علی کی دو زوجہ سماء بھورن اور بیکن تہن اور نامبروہ کچھ جایدا چھوڑ کر مر گیا اس صورت میں ترکہ او کا دارنون چار  
ہوں۔ بکر کے دارنون میں سے حامد اور جمیلہ اور حمیدہ موجود ہیں اور زید کا وارث حی القایم عظیم تھا اور حامد و جمیلہ و حمیدہ کو از رو استحقاق دار  
اپنے باپ بکر کے آٹھ سہام ملنے چاہئیں تھے اور عظیم کو آٹھ حصے بزرگوارت اپنے باپ زید کے۔ لیکن چونکہ حامد مرد تھا لہذا وہ سب سے پہلے اپنے  
یکے چار سہام پانچا ستن تھا اور جمیلہ اور حمیدہ کو دو دو سہام ملنے چاہئیں تھے بعد مفقود الخیر ہونے حامد کے عظیم نے ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی  
اور او سنی زوجہ سبیلہ اور سبیلہ کے آٹھ سہام کے صرف دو سہام پانچا ستن تھی باقی چھ سہام بکر او کے چچا کی اولاد کو وراثت اپنے سبیلہ اور سبیلہ کو  
مرد ہونے کے دو چند یعنی تین سہام ملنے چاہئیں تھے لیکن چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ شخص مفقود الخیر اپنی جایدا کی نسبت زندہ اور جایدا اور دیگر شخصوں کی  
نسبت مثل توفی تصور ہوتا ہے لہذا بعد مفقود الخیر ہونے حامد کے اس کے چار سہام جو اسکو بزرگوارت اپنے باپ کے پہنچے تھے اور چھوڑے  
ہونے کے بیشتر قابض تھا سپرد داروں کے حوالہ کیے جائیں اور تین سہام جو اسکو صرف پچا ت نامت ہونے اس امر کے طے کرنے کہ وہ وقت وفات اپنے  
چھوڑے یہاں عظیم کے زندہ تھا اور دارنون کو دینے چاہئیں اور سبیلہ اور سبیلہ سے صرف تین شرط متبع ہوں کہ بصورت واپس آئے شخص مفقود  
یکے واپس سہام مذکور کی عمل میں آئے۔

تجبصن سادی پہنچا یا بکر حساب سے یعنی اون کا من تر عام سادی ہے یا مختلف۔  
۲۔ اولاد موجود ہونے کی صورت میں زوجہ کو ترکہ شہری سے ایک پن اور بکالت نہ ہونے اولاد کے ایک پن پہنچا ہے اور دارنون صورت میں پہنچا ہے

زوجہ کو پہنچا ہے  
حصہ ۲

مقدمہ ۱۵

۳۔ عقد نکاح ہے کیا راہ ہے اور یہ کیا شرط ہیں جنکی رو سے زوجہ کو جایدا و شوہر کی نسبت ابتدا کی فائیکے استحقاق وارث حاصل ہوتا ہے۔

نہ اید نکاح

ج - عقد کے معنی باندھنے کے ہیں اور زن اور دیگرے ازدواج کو عقد تعلق کہتے ہیں اور طرفین کا ایجاب قبول واسطے انعقاد کے ضروری ہے یعنی عورت کو بالغ ہونے کی صورت میں و مناسدی ظاہر کرنی چاہیے اور مجلس طلاق میں دلہن اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے پس اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق دیا ہو یا اوس نے اپنے شوہر کو قتل کیا ہو یا وہ جاریہ یا مختلف الذہب نہ ہو تو وہ جاریہ اور شوہری وراثتاً پانچویں مستحق ہوگی اور در صورت موجود ہونے اور لاکھ بیوہ کو ضمن اور نہ ہونے کی حالت میں ایک ربع بنتا ہے اور بقیہ جاریہ اور ذوی الفروض کو اور در صورت نہ ہونے اور لاکھ

۴ اصول وراثت کی دفعہ ۴۴ سماعت کیجیے

۵ ایضاً

عصبات کو اور بیوہ ہی نہیں تو واسطہ داران بیدہ کو ملے گی اور کوئی نہ تو داخل بیت المال ہوگی

عقد ۱۶

ایک شخص کی دو پیشان تہین اور ایک پیشا اور پیشا میں چنانچہ اگر گیا اور پانچہ پیشان مذکور اور ایک نہ جو اور پوتی چھوڑ کر وفات پائی اور بیوہ ثابت ہے کہ متوفی نے زوجہ کے واسطے مہر مقرر کیا تھا پس برائے بیوہ سے کہ زوجہ کو ترک شوہری سے مہر کی بابت کس قدر حصہ ملنا چاہیے اور وراثت کی رو سے پیشوں اور پوتی کو جائداد مذکور سے کس قدر سہا م پہنچے گی

زوجہ کو علاوہ مہر کے  
نرسانہ حصہ پہنچتا ہے  
پوتی کو بکالت مہر دینا  
بیشتر ہے کہ وراثت میں  
پہنچتا ہے

ج - اگر مقدار مہر ترک کی مالیت سے زیادہ ہو تو دار فون کو مطلق کہ نہیں ملے گا بلکہ کل ترکہ زوجہ کو دین مہر کی بابت پہنچے گا اور اگر مقدار مہر مالیت سے کم ہو تو پہلے دین مہر کا ایفا ہونا چاہیے اور بقیہ جائداد ایک ضمن زوجہ کو استحقاق وراثت کی رو سے ملے گا اور باقی سات حصے دونوں کو ملے گا بلکہ مساوی تقسیم کیے جائیں گے - پوتی کو بکالت مہر دینا و حضون کے استحقاق ارث نہیں پہنچتا ہے

ماخذ

ہدایہ کے اوس باب میں جو نسبت ملازمان ذبحی کے ہے یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص جائداد پر قرضہ چھوڑ کر مر جائے تو دار فون کا استحقاق زائل ہو جاتا ہے اور شوہر یعنی غری کی شرح میں بیوہ لکھا ہے کہ اگر متوفی کی جائداد اور دین کے واسطے کتنی نہ ہو تو دار فون کا اوسکی نسبت میں باقی نہیں رہتا اور شریعہ یعنی شرح مہر میں ہے کہ متوفی کی کل جائداد سے جو کچھ بچے اوس میں سے اس کا قرضہ واجب اور ہونا چاہیے اور جو کچھ بچے بعد اس کے قرضہ کے باقی رہے سب اوس کے بقدر ایک ٹکٹ اور ان شخصوں کو دینا چاہیے جتنے میں وصیت کی گئی ہو اور جائداد باقی اوس کے دار فون میں تقسیم ہونی چاہیے اور فون سے بجز بی وارضیہ کے قرضہ کا اور ناقابل تقسیم حصص دار فون کے مقدم ہے چنانچہ شریعہ میں ہی بیوہ کی بخت میں بیوہ لکھا ہے کہ بیوہ کو وراثت مہر دینا اولاد کے ایک ضمن پہنچتا ہے اور دختر کی بخت میں مہر دینا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ بیٹوں کو وراثت ملنا چاہیے اور بیٹوں کی بخت میں سہ سہ بیوہ کے بکالت مہر دینا متوفی کے بیٹوں یا بیٹیوں کے پوتوں کو من وراثت نہیں پہنچتا اور جو کچھ جائداد تقسیم ترکہ کے بعد باقی ہے وہ اولاد کے ضمن میں پہنچتا ہے

عقد ۱۷

س - ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کر کے اپنی بیٹی کو جو بیٹن میں دیا اور بیٹی کے اولاد نہ ہونے اور اوسکی شوہر کے کسی جاریہ سے بھی کچھ اولاد پیدا ہوئی اور ان بیٹن کو شوہر و ذون رکھے ایسی صورت میں مکان صرف زوجہ کو ملے گا اور اولاد جاریہ کا مہر اوس میں کچھ نہیں ہے

اگر شوہر زوجه سے پہلے مر گیا ہو تو اولاد جابرہ کو مکان کی نسبت کہہ جن میں سے کسی کو اولاد کو مان کی کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کی نسبت متعلقہ

ج۔ اگر شوہر زوجه سے پہلے مر گیا ہو تو اولاد جابرہ کو مکان کی نسبت کہہ جن میں سے کسی کو اولاد کو مان کی کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کی نسبت متعلقہ استحقاق وراثت پہنچا ہے اور اگر زوجه شوہر سے پیشتر مر گئی ہو تو شوہر زوجه کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ سے ایک بوج کا مستحق ہوگا اور عتد شری اور سکا اوسکی اولاد میں تقسیم ہونا چاہیے کہ اولاد اوسکی زوجه کو حصہ سے ہر جاہرہ سے اور تقسیم میں ہر جاہرہ سے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دو حصہ دیا جائے۔

مقدمہ ۱۸

س۔ ایک شخص نے اپنی کل جائیداد بابت ایفار جزو دین مہر کے بذریعہ بیع مقاصد ۴ زوجہ کے نام منتقل کر دی اور زوجین حیات جائیداد منتقلہ پر قابض رہے اور اپنے شوہر سے پیشتر لا دلہ مر گئی اور بعد از ان اسکا شوہر ہی ایک بیٹا اور ایک بیٹی دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مر گیا چنانچہ یہ دونوں توفی کے ترکہ کی نسبت دعویٰ دین اور زوجہ کے دو بیٹے کہ ان میں سے بالفصل ایک کا میثا مورثہ پر کل جائیداد کی بابت

۴ لفظ مقاصد کے لغوی معنی بدل ہیں لیکن جب اصطلاح فقہ میں استعمال اوسکا لفظ بیع کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے مبادا ایک بیٹے کا دوسرا بیٹے سادی الالیت کے ساتھ مفہوم ہوتا ہے اور ایسے مبادا لاشیاء کو اصطلاحاً بیع و شری کہتے ہیں۔ ہا یہ \*  
از روئے دست او بیع مقاصد جسکی روئے جائیداد مذکور زوجہ کے نام بابت دین مہر کے منتقل ہوئی تھی دعویٰ دین اس صورت میں جائیداد منتقلہ استحقاق کس کو پہنچتا ہے \*

ج۔ صورت مذکورہ بالا میں زوجہ کا نصف ترکہ اوسکے شوہر کو وراثتاً ملا اور اوسکی وفات کے بعد ہی نصف اوسکی دوسری زوجہ کی اولاد کو پہنچا اور بقیہ نصف حصہ شخص توفی کی پہلی زوجہ کے دونوں بیٹوں میں تقسیم ہوگا اور اگر ان میں سے ایک مر جا تو اسکا کل حصہ اوس کے بیٹے کو بیٹا \*  
مقدمہ ۱۹

س۔ ایک عورت نے بحالت موجودگی پہلے شوہر کے دوسرے مرتبہ نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر کے ساتھ ۲۹ برس تک رہی اور اس عرصہ میں اولاد اس کی دو بیٹیوں سے ہوئی اور اپنی کل جائیداد زوجہ کے نام بیع میں مہر کے منتقل کر دی لہذا اگر شوہر کے وارثوں کو در صورت مر جا اوسکے قبل زوجہ کے ترکہ زوجہ کی نسبت بعد اوسکی وفات کے کہہ جن وقت نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن چونکہ زوجہ شوہر کی حیات میں لا دلہ مر گئی اس واسطے شوہر زوجه کے ترکہ سے فرضاً نصف جائیداد بائیکا مستحق ہوا پس سب بیٹے نے تقسیم جائیداد کے حیات شوہر میں اوسکے وارث ہی نصف ترکہ بائیکا مستحق پیدا ہوئی اس وقت میں عورت مذکورہ کو بعد وفات شوہر تالی کے اوسکے ترکہ کا استحقاق پہنچتا ہے بائین اور اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور تین بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر جا تو اوسکی جائیداد ان میں سے ہر شخص کو کس حیات سے بیٹگی اور اگر توفی نے مرتبے سے پہلے یہ ظاہر کیا ہو کہ اوسکی کل جائیداد اوسکی زوجہ اور اولاد کو ملے تو ایسی وصیت قابل فعاذ ہے بائین اور جائیداد اوسکی ان میں کس حیات سے تقسیم ہونی چاہئے \*  
ج۔ جب تک نکاح اول سب مطلق یا کسی اور وجہ کے باطل ہو جائے نکاح ثانی زن منکوحہ کا قطعی ناجائز ہے اور نکاح ثانی کے بعد مصاحبت ہو تو وہ نکاح

اگر زوجه شوہر سے پہلے لا دلہ مر جا تو شوہر اور شوہر کے والدین کو ترکہ اور توفی کے سادی بیٹے سے

اگر شوہر زوجه سے پہلے مر گیا ہو تو اولاد جابرہ کو مکان کی نسبت کہہ جن میں سے کسی کو اولاد کو مان کی کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کی نسبت متعلقہ استحقاق وراثت پہنچا ہے اور اگر زوجه شوہر سے پیشتر مر گئی ہو تو شوہر زوجه کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ سے ایک بوج کا مستحق ہوگا اور عتد شری اور سکا اوسکی اولاد میں تقسیم ہونا چاہیے کہ اولاد اوسکی زوجه کو حصہ سے ہر جاہرہ سے اور تقسیم میں ہر جاہرہ سے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دو حصہ دیا جائے۔



ترک کیے نافذ ہوگی اور بقیہ ترکہ سے اسکی زوجہ اور بیٹوں کو حصہ ملیگا اور اگر سوال مذکورہ بالا بالعموم ایسے شخصوں سے متعلق ہے جو شرعاً مستحق وراثت ہیں تو جواب یہ ہے کہ بیوہ کو ایک شش دیکر اتنی ترکہ بیٹوں اور دختران میں بجز وہی سبائی کے تقسیم ہونا چاہیے اور تقسیم میں لحاظ یہ ہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دو چند ہوگا۔

مقدمہ ۲۰

س۔ ایک شخص جائیداد اراضی جو اسکو باپ سے وراثت ملی تھی جو بزرگ مر گیا اور ایک تین زوجہ تہین پہلی ایک بیٹا چھوڑ کر حین حیات شوہر کے مر گئی اور دوسری اور تیسری بعد اسکی وفات کے زندہ رہیں اور اسکی دو بیٹے اور دو بیٹیاں موجود ہیں اور علاوہ ان کے اسکی ایک بہن بھی حیات ہے یعنی آٹھ شخص اسکی جائیداد کے دعوی دار ہیں اور اسکی بیٹے کل جائیداد پر بغیر دینے حصہ زوجگان اور دختران متوفی کے قابض ہو گئے اور بعد اسکی وفات کے اسکی بہن اور بیٹی جو تیسری زوجہ سے ہے بابت اپنے حصص کے دعوی دار ہیں اور واضح ہو کہ بسبب مر جانے کے اسکی وارث دعوی کرتے ہیں اور بیٹے جو جائیداد پر قابض ہیں یہہ عذر کرتے ہیں کہ از روئے دستور قدیمہ اسکی خاندان میں اناث ترکہ سے محروم رہتی ہیں بجز اب ایک مدعیان اس دستور سے منکر ہو کر مٹھ رہیں کہ ان کو بجز ترکہ متوفی کے کسی قدر اراضی اور زر نقد وراثتاً مل چکا ہے ایسی صورت میں دعوی داروں کو ترکہ متوفی سے کچھ جائیداد مل سکتی ہے یا نہیں اور اگر مل سکتی ہے تو سهام کی مقدار کیا ہے؟

بجالت موجودہ بیٹوں اور بیٹیوں کے بہنوں کو حصہ اور وراثت نہیں پہنچتا

ج۔ قبضہ چند طرح کا ہے اور یہ بھراحت بیان نہیں ہوایا ہے کہ متوفی اور اسکا بیٹا کن فریہ اور کتنے عرصہ سے جائیداد پر قابض تھا اور نہ جائیداد کے اصل پدا کر نیوالے کا نام اور نہ یہ پتھر لکھا ہے کہ علاوہ شہان من کو ر الصدر وقت وفات مالک کے اور دعوی دار نہ تھے اور نہ ترکہ میں سے یہہ امر حسب اطمینان واضح نہیں ہے لہذا تجویز کرنا اس امر کا کہ ترکہ کتنے سهام پر شرعاً منقسم ہونا چاہیے نامکن ہے لیکن سوال سے یہہ استنباط کیا جاتا ہے کہ جن شخصوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے سهام کا تعین منظور ہے اور یہہ فرض کیا گیا ہے کہ جائیداد اور ترکہ موجود نہیں ہیں چنانچہ لحاظ اس قیاس کے یہہ بیان ہو سکتا ہے کہ از روئے فراغ کے ہیں اور اسکی وارثوں کو بجالت موجودہ پسران اور دختران متوفی کے ورثہ نہیں پہنچتا اگر یہہ فرض کیا جائے کہ بجز ان دعوی داروں کے کوئی شخص اپنے حقوق سے دست بردار نہیں ہوا یا اسکی جائزہ سے کسی طرح کا باہم تصفیہ عمل میں نہیں آیا اور تصفیہ ان کل مطالبات کا ہو گیا ہے چنانچہ ایفا قبل تقسیم ارث کے لازم ہے تو زوجگان کو ایک شش ملیگا اور ہر بیوہ کو دو سہا بہنیں کے اور ہر دختر کو ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ اس امر کی نسبت نسخہ شریفیہ میں جو وراثت کے باب میں ہے یہہ لکھا ہے کہ برادران ہم شیرگان حقیقی و علاقائی بجالت موجود ہونے میں اور بیٹے کے گو اسکا واسطہ کتابی بید ہو ورنہ سے محروم رہنگی اور زوجگان کے حصہ کی دو صورتیں ہیں یعنی عام صورت میں ربع اور بجالت نہ ہونے اولاد اور بیٹے کی اولاد کے ربع سے زیادہ ملنا چاہیے اور اگر اولاد بیٹے کی اولاد ہو تو ایک بنن پہنچتا ہے اور اگر حقیقی سبائی اور بنن موجود ہوں تو ذکر کو بہ نسبت اناث کے دو چند ملنا چاہیے۔

ناخذت محرمی بہنوں کے۔

مرد کو دو چند حصہ ملتا ہے۔

مقدمہ ۲۱

س۔ مان کو اپنے سوتیلے بیٹے کے ترکہ سے کچھ حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟  
ج۔ اور علاقائی پسران مان کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اور حقیقی برادر اور علاقائی باپ کی منگولہ کہلاتی ہے اور چونکہ اور علاقائی پسران اور

مادری ہے۔

حقیقی کے تصور نہیں کیجاتی لہذا اسکو وہ ترک نہیں پہنچتا جو ان کے واسطے مقرر ہے +

مقدمہ ۲۲

س۔ شوہرنے زوجہ کے نام بوضو میں مہر کے جاہداد اپنی منتقل کی بعد از ان زوجہ ایک بیٹا اور ایک دختر حقیقی اور دوسری دختر علاتی چھوڑی  
رگئی ایسی صورت میں بھلا ان شخصوں کے متوفیہ کی جاہداد کسکو پہنچیگی +

ج۔ متوفیہ کے پیشے کو دو حصہ ملیں گے اور اسکی دختر حقیقی کو ایک حصہ پہنچے گا اور دختر علاتی کا مطلق کچھ استحقاق نہیں ہے + دختر علاتی +

مقدمہ ۲۳

س۔ ایک شخص کو کچھ جاہداد اراضی ہے کہ ذریعہ سے ملی تھی بعد وہ وادی اور مان اور علاتی چھوڑ کر گیا ایسی صورت میں  
ان شخصوں میں سے ترک کسکو پہنچے گا اور کس حساب سے اگر یہ فرض کیا جائے کہ متوفی کا دوسرا چھوڑا علاتی ہے تو جاہداد چار وارثان مذکور  
الصد میں کسطور پر تقسیم ہوگی +

ج۔ اگر کوئی شخص وادی اور مان اور صرف ایک علاتی چھوڑ کر گیا تو جاہداد کے تین حصے ہو کر بھلا ان کے ایک حصہ مان کو ملیگا  
اور دوسرا چھوڑا علاتی چھوڑے گا اور اگر متوفی کے دو علاتی چھوڑے تو ہر واحد کو ایک ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ثلث متوفی کی مانکو  
ہوچکا + +

مقدمہ ۲۴

س۔ ایک شخص بہائی کے پیشے جو مدعی ہیں اور مان چھوڑ کر گیا اگر واسطہ شخصوں کا متوفی کی نسبت تسلیم کیا جاتا تو انکو جاہداد کس حساب پہنچیگی +  
ج۔ مان کو ایک ثلث ملیگا اور مدعیوں کو دو واسطہ بننے کے ذریعہ سے اور ازیر استحقاق عصوبت کے دو ثلث ملیں گے + +

مقدمہ ۲۵

س۔ ۱۔ سماء جمیلہ کی تین دختر فرزندہ و حمیدہ و سعیدہ تین سعیدہ مان کی حیات میں اولاد چھوڑ کر رگئی اور بعد وفات جمیلہ کے بعد  
بیٹیاں فرزندہ و حمیدہ اوکے ترکہ پر قابض ہوئیں بعد از ان فرزندہ رگئی ایسی صورت میں فرزندہ کی جاہداد باہن اوکے بہن حمیدہ اور  
سعیدہ متوفیہ کی اولاد کے کسطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ سعیدہ کی اولاد میں ایک بیٹا جمال اور ایک بیٹی رضیہ ہیں +

ج۔ ۱۔ حسب حالات مظہر بالا جاہداد از رو شرع صرف حمیدہ کو پہنچیگی کیونکہ سعیدہ اپنی مان کی حیات میں اور فرزندہ اوکے وفات کے بعد  
ایک بہن حمیدہ چھوڑ کر رگئی اور جمال اور رضیہ کو شرعاً استحقاق وراثت نہیں پہنچتا کیونکہ صرف حمیدہ وارث جائز ہے یعنی فرزندہ ہی متحق  
حصہ ہے اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعد ہیں اور ان کے واسطے ایسی صورت میں کچھ ترانہ نہیں پاسکتا اور انکو بحالت موجود نہ واسطہ دار  
ذوی الفروض کے حق اراث حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ اسکی نسبت شرح عمادی میں ہے کہ باہن کو باہن موجود نہ ذوی الفروض کے واسطہ دار بعد کو وراثت نہیں  
پہنچتی +

+ اس صورت میں وادی کو از رو سے دفعہ ۲۴ اصول وراثت کے کچھ استحقاق نہیں ہے +

+ اس مقدمہ میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹیوں کی اولاد اور بیٹائی اور بہن موجود نہیں ہیں اور ایسی حالت میں بموجب دفعہ ۲۴  
اصول وراثت کے مان کو ایک ثلث ملنا چاہیے +

س۔ ۲۔ چونکہ سیدہ اپنی مان کی حیات میں مرگئی تو اسکی اولاد اپنی مانی کی ترکہ سے محروم رہی یا نہیں اور اگر محروم نہ رہی تو اسکو ترکہ کس حساب سے ملے گا۔

استحقاق دختر کا بحالت موجودہ سیدہ اولاد دوسری ازاد متوفیہ کی

ج۔ ۲۔ چونکہ سیدہ نے اپنی مان کی حیات میں وفات پائی لہذا اسکی اولاد اپنی مانی کی ترکہ سے محروم رہی یا نہیں اسکی ترکہ فرزندہ دختر جمیلہ ذوی الفروض سے ہے اور جلال اور رضیہ واسطہ داران بعد ہیں اور جو بیٹے منقولہ بالائیکہ واسطہ داران بعد بحالت موجودہ سیدہ ذوی الفروض کی وراثت میں باقی ہے۔

مقدمہ ۲۶

س۔ سماءہ ظہور النساء اور علاقہ بیانی اور ایک علاقہ بیہن اور حقیقی بیانی کا ایک بیٹا اور اسکی زوجہ اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مرگئی اور حقیقی بیانی اور اسکی حیات میں مرگیا تھا اور بحالت دائر رہنے مقدمہ کے سماءہ مذکورہ کے حقیقی بیانی کی زوجہ مرگئی ایسی صورت میں ترکہ ظہور النساء منجملہ قرابت داران مذکورہ صدر شرعاً کلنگہ پنچا اور کس حساب سے

استحقاق برادران سیدہ کلنگہ علاقہ بحالت موجودہ سیدہ بران دختران برادر حقیقی کی

ج۔ حسب حالات مرقومہ بالا ظہور النساء کی کل جائیداد اسکی علاقہ بیانیوں اور بیہن کو ملنی چاہیے یعنی جائیداد کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے منجملہ اولاد کے برادران علاقہ سے ہر واحد کو دو حصے ملینگے اور سیدہ ظہور علاقہ کو ایک حصہ دیا جائیگا اور برادر حقیقی کے دو بیٹے اور زوجہ اور دختران کے ترکہ متوفیہ کی نسبت کچھ استحقاق نہیں پہنچا ہے کیونکہ بیانی کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہیں ہے اور بحالت موجودہ سیدہ برادران علاقہ اور سیدہ علاقہ کے برادر حقیقی کے بیٹے اور دختران کو از روئے قرابت کے وراثت کا منصب نہیں ہے۔

مقدمہ ۲۷

س۔ زید جائیداد اراضی اصل ملک تھا اور اسکی ایک بیٹی بکر اور دختر زینب تھی بکر زید کی حیات میں ایک بیٹا عمر چھوڑ کر مرگیا بعد ازاں زید بھی زینب اور عمر چھوڑ کر مرگیا اور قبل تقسیم کے زینب نے دو بیٹیاں کلثوم اور سکینہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں ترکہ زید اور بکر کا کلثوم اور سکینہ اور عمر وادان کے دار فون کو کس حساب سے ملے گا۔

ار شایاب کی حیات میں مرگیا تو زینب اور دو دختران سونگیا حیات ہوگا

ج۔ چونکہ عمر کا باپ اپنی بکر میں حیات زید کے جو عمر کا دادا تھا مرگیا لہذا اس امر سے جب نقصان آتا ہے اور اگر اسے نہ ہوتا تو عمر و خجلہ میں حصوں کے دو حصے پانچا ستن ہوتا اور زینب کو صرف تین پہنچتا بنظر حالات مذکورہ سوال ایک نصف زینب کا حق ہے

۴ اصول وراثت کی دفعہ ۹

۴ اصول وراثت کی دفعات ۲۶ اور ۳۰ میں برادران علاقہ و حیانی کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی برادران حیانی کو ہر صورت میں استحقاق وراثت حاصل ہے لیکن اگر برادر متوفی کی اولاد یا اسکی بیٹے کی اولاد کسی درجہ تک موجود ہو یا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہوں تو برادران حیانی مستحق ترکہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ویسے ذوی الفروض ہیں اور برادران حیانی صرف عصبات میں داخل ہیں لیکن بمقابلہ برادران حیانی اور علاقہ کے بیانیوں کی اولاد کو گورہ ایک ہی والہ ہیں جو حق وراثت نہیں پہنچ سکتا۔

۴ اس مقدمہ میں جو نصف جو بیٹے نقصان استعمال کیا گیا ہے اس سے مقدمہ کے فتویٰ میں غلطی معلوم ہوتی ہے جو بیٹے نقصان سے یہ مراد کہ دادا حق نسبت ایک حصہ کے خارج اور نسبت دوسرے حصہ کے جائز رکھا جائے اور یہ صورت حرف با پنج نقصان کی نسبت صادق آتی ہے یعنی شہرہ

اور نصف ثانی عمر کو پہنچتا ہے اور چونکہ زینب دو بیٹیاں اپنی کلثوم اور ایک بیٹی عمر و چورڈر گری لہذا نصف جاہ اور جو اسکو وراثتاً پہنچی تھی تین حصوں پر تقسیم ہونی چاہیے سجدہ اون کے دو حصے کلثوم اور سیکینہ کو لینے چاہئیں اور ایک حصہ عمر کو چنانچہ اس نے میرے عمر کو اپنے دادا زید کے کل ترکہ سے آخر کار دولت پہنچیں گے اور کلثوم اور سیکینہ زید کی نو سہیاں اس کے ترکہ سے صرف ایک نٹ بائیس ستمی میں اور یہی طرف عمر و یکہ و رتوں اور کلثوم اور سیکینہ کے وراثت کی نسبت ہی صادق آتا ہے \*

مقدمہ ۲۸

س۔ مسمیٰ شیخ احمد بابت کل جاہ اور منقولہ وغیر منقولہ سہ ماہ موتی جان متوفیہ اور یہی دہیٹے اس ترضہ کے جو سہ ماہ مذکورہ کا دو شخصوں پر واجب تھا اس بیان سے دعویٰ ہوا کہ میرے دادا کسی قدر اراضی متوفیہ کو اس شرط سے دی تھی کہ وہ میں جیات اپنے اوکے منافع سے متمتع ہوا اور بعد اسکی وفات کے وہ اراضی بہ طور اصل اسب کی طرف عود کرے اور سہ ماہ نے اپنی میں جیات میں تہوڑیے عرصہ بہتر زینب سے ایک بہ نام میرے نام لکھ دیا تھا اسکی رو سے اویس نے اراضی مذکورہ اپنی اور جاہ اور منقولہ وغیر منقولہ کے میرے نام منتقل کر دی تھی اور جو رازویہ رو بہ تیرہ آنہ جو سہ ماہ کو دو شخصوں مذکور الصیبر پہنچے تھے وہ میرے نام لکھ دئے تھے علاوہ شیخ احمد کے چار شخص اور یعنی مانخان اور میان خان و جیون خان و جانخان و عویدار میں اور مانخان اسکو اپنے امون کی بیٹی بیان کرتا ہے اور جیون خان اور جانخان بیان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دادا کے بہائی کی زوجہ تھی اور میان خان اور میان خان نے خاطر خواہ ثبوت اپنے بیانات کی تائید میں پیش کیلئے ایسی صورت میں مجلہ دعویٰ ہوا کہ کل شخص کو ترکہ متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے \*

برادر شوہر کو نکلنا ذکر

سہ ماہیان شیخ احمد جیون خان یا جانخان کو جاہ اور متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت نہیں پہنچتا لیکن شیخ احمد کا بیان یہ ہے کہ اب میں گواہ ہونے بخوبی ثابت ہے اور بہی الحقیقت بصورت وصیت یہ کہ چونکہ گواہوں کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ قبل وفات متوفیہ کے بیماری کی حالت میں عمل میں آیا ہے اور جو بہ کے قریب المرگ ہونیکے وقت کیا جاے وہ بطور وصیت تصور ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر بہ باوصیت فی الواقع عمل میں آئے تو یہی نفاذ اسکا وہب کی وفات تک متوی رہنا چاہیے اس لیے کہ تمیز اسکی شراہط کی وہب کی وفات پر منحصر ہے کیونکہ اگر ترکہ وہب کا واسطے اور کل ترضہ کے متعنی ہو تو یہ باطل ہوگا اور اگر ترکہ پر کچھ ترضہ ہو تو یہ بقدر ایک نٹ ترکہ کے نافذ ہوگا علاوہ اسکے مدد میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قرب المرگ ہونیکے حالت میں بہ کہے تو نفاذ اسکا اسکی ترکہ کے صرف ایک نٹ کی نسبت ہونا چاہیے پس جو کچھ جاہ اور عویدار و مصارف و کفین اور داد اور ترضہ کیلئے مجلہ ایک نٹ شیخ احمد کو بذمہ وصیت ملنا چاہیے چنانچہ اس امر کی نسبت سراجیہ میں یہ لکھا ہے کہ متوفی کے ترکہ پر چار امور لازم ہیں اول اسکی کفین و تدفین لیکن ان مراسم کے مصارف میں نہ زیادتی ہونی چاہیے نہ کمی۔ دوم اوکے رانا

بہ باوصیت

اور رانا اور رہتی اور بہر عیالاتی۔ زوجه کا حصہ در صورت ہنرینہ اولاد کے ایک راج اور بحالت موجودہ اولاد کے اسکو ایک راج نہیں ملتا بلکہ حصہ اسکا صرف ایک من ہوتا ہے لیکن اگر بیٹیاں ہوں تو اب کی جیات میں رہا تو اسکا میٹا وراثتاً حصہ اپنے قطعی محوب ہوتا ہے اور حصہ اسکا صرف استحقاق عصوب باقی رہتا ہے اور زینب کا حصہ شرعاً نصف ہے اور نصف ثانی میٹے یا پوتے کو عصبہ ہونیکے جہت سے پہنچتا ہے اور دوسری تقسیم کی رو سے کلثوم اور سیکینہ کا حصہ دولت ہے اور بقدر نٹ میٹے یا پوتے کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملے گا \*

اوسکے کل قرضہ واجب کا جائداد باقی ہے۔ سوم شہل و صیت بقدر ثلث اوس جائداد کے جو بعد ادا و قرضہ کیجیے۔ چہارم تقسیم کرنا بقیہ جائداد کا اوسکے وارثوں میں بموجب قرآن اور احادیث اور احکام علماء کے۔ اول دن شخص کو حصہ پہنچا ہے جیکے واسطے قرآن میں حصص خاص میں میں بعد عصابات یعنی واسطہ داروں کو اور پہلے شخص میں جو بعد ذوی الفروض کے حصہ پانچ اور بعد عصابات کے ایک خاص صورت میں بق منق یعنی آزا کیے ہوئے عظام کا ترکہ آقا اور اسکے وارثان ذکر کو جو عصاب میں داخل ہوں پہنچا ہے بعد از ان دن شخص کو جو اپنے حقوق کے مطابق نسبتاً حصہ پانچے مستحق ہوں اور اوج بعد واسطہ داران بعد کوسن ان خان و میان خان واسطہ داران بعد سے ہیں اور چونکہ عصابات یا ذوی الفروض موجود نہیں ہیں لہذا واسطہ داران بعد کو در نہ پہنچتا ہے اور اس صورت میں بعد مصارف تجہیز و تدفین اور ادا و قرضہ توفی اور تقسیم جائداد موصی بہ بقدر ایک ثلث ترکہ باقی کیے دن و زون شخص کو بموجب راجحہ کے دو ثلث ملنے چاہئیں \* ۴

مقدمہ ۲۹

س۔ ایک شخص نامی زید کو کچھ جائداد اسکے دادا سے وراثت ملی تھی بعد اوسکی وفات کیے اوسکی زوجہ حمیدہ اوس جائداد بر قابض ہوگی اور اپنی حیات ادبہر دخل ہی لیکن یہ بخوبی واضح نہیں ہے کہ دخل اوسکا کس استحقاق کے ذریعہ سے ہوا اور اب حمیدہ کا سوتیلہ بہائی اور زید کی ہمیشہ علاقائی کا پوتا و عویہ دار ہیں اس صورت میں بخلاف دو عویہ داروں کے جائداد کو ملنی چاہئے اور اگر دونوں کو ملنی تو کس حساب سے \* ۴

بہیشہ علاقائی کے پوتے اور زوجہ کے سوتیلے بہائی کا استحقاق

ج۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ موروثی تھی لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ حمیدہ کس استحقاق کے ذریعہ سے ادبہر قابض ہوگی اور چونکہ وہ موروثی تھی لہذا ہونا اوسکا زید کی ملکیت سے ظاہر ہے اور بعد اوسکی وفات کیے وہ اوسکے وارثوں کو پہنچی ہوگی اور حمیدہ کے قبضہ سے استحقاق ملکیت اوسکا ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کے وارث سوا اوسکی زوجہ اور ہمیشہ علاقائی کے پوتے کے اور کھلی نہیں ہے لیکن حمیدہ اوسکی زوجہ علاوہ وارث ہونیکے اوسکی فرخواستہ ہی ہے کیونکہ شرع کی رو سے اور دین مہر نکاح کی صورت میں واجب ہے حتی کہ عقد نکاح بغیر مہر کے درست نہیں ہے پس اگر زید نے اپنی حیات میں زوجہ کا دین مہر ادا کر دیا یا وہ خود اپنی رضا و رغبت سے دست بردار ہو گئی تو باوجود اس کے قابض ہونیکے جائداد چار حصوں پر تقسیم کی جائیگی بخلاف ان کے حمیدہ زوجہ کو ایک حصہ فرمائے گا اور بعد اوسکی وفات کیے وہی حصہ اوسکے سوتیلے بہائی کو پہنچا اور بقیہ تین حصے زید کی ہمیشہ علاقائی کے پوتے کو ملینگے اور اگر زید بغیر ادا دین مہر زوجہ کے مر گیا ہو اور حمیدہ اوس سے دست بردار نہ ہوئی ہو تو دین مذکورہ حمیدہ کے وارث یعنی اوسکے سوتیلے بہائی کو مثل تقسیم ترکہ دینا چاہیے اور اگر بعد ادا دین مہر کے کچھ جائداد فاضل بچے تو اوسکے چار حصے کیے جائیں اور وہ حسب ہام معرہ بالا مستحقین میں تقسیم ہوں اور اگر یہ ثابت ہو کہ حمیدہ جائداد شوہری پر با کا کا بلوغت مہر کے قابض تھی تو ایسی حالت میں کل جائداد اوسکے سوتیلے بہائی کو بذریعہ وارث جائز ہوئے اوسکے ملنی چاہیے اور زید کی ہمیشہ علاقائی کا پوتا اس سے محروم رہے گا لیکن سوال سے حمیدہ کا واسطہ بر قابض ہونا یا نہیں جانا بلکہ یہ ثابت ہے کہ وہ زید کی جائداد موروثی سے پس اس

\* اس صورت میں توفی اور مامون کا بیٹا و ذون حق و ذریعہ نہیں مہی ہوگی کیسے کہ سبب واسطہ بوری کیے دو ثلث ملینگے اور مامون کیسے کہ بزرگوار واسطہ مامون کا ایک ثلث دیا جائیگا اگر ایک ہی درجہ کے عویہ دار خاندان کی حیات مختلف سے ہوں تو ایک رت کا حق مقابلہ و سیر کے زائل نہیں ہوتا لیکن اگر بخلاف عویہ داروں کے ایک شخص چچا بہائی اور دو سر پہوپی زاد بہائی ہوتا تو پہوپی زاد بہائی حصہ پانچ مستحق ہوتا۔ وغیرہ اصول وراثت \* ۴

سوال کا جواب صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا اور جاہد موروثی ہے بہرہ مراد ہے کہ وہ جاہد ازید کے دادا کی ملک سے تھی اور زید کو درانتا  
 ملی تھی چنانچہ ہر ایہ میں بہرہ لکھا ہے کہ اگر مورث کا استحقاق کسی جاہد کی نسبت ثابت ہو تو یہی وہ جاہد اور عدالت کے حکم سے وارثوں کو نہیں  
 ملکتی تا وقتیکہ مورث کا وفات پانا اور وارثوں کا مستحق ہونا ثابت نہ کیا جائے پس چونکہ ہمسند میں بہرہ ثابت ہے کہ جاہد اور متباز عددا کی تھی  
 لہذا وہ اس سے مستحق ہے کہ بعد وفات دادا کے زید کو اسکی نسبت استحقاق ملکیت حاصل ہوا اور ہر ایہ میں بہرہ ہی لکھا ہے کہ دین بہرہ کا دادا  
 کرنا شرعاً واجب ہے اور سراج میں ہی لکھا ہے کہ متوفی کی کل بقیہ جاہد اور سکا قرضہ واجب اور اگر نالازم ہے اور جو کچھ جاہد اور بعد اور  
 قرضہ کے بچے اور میں سے ثلث وصیت کے نفاذ میں دیکھا اور بقیہ جاہد اور وارثوں میں تقسیم کیا جائے اور وارثوں کی نسبت بہرہ لکھا ہے کہ باب  
 یا بیاموں کی اولاد کو ترک ملنا چاہیے اور بعد ان کے واسطہ داران نسبی کا استحقاق مرجع تصور کیا جاتا ہے مثلاً بمقابلہ برادر علاقائی کے برادر  
 حقیقی کو ترجیح ہے اور اگر ہمیشہ حقیقی بحالت موجودگی دختر کے عصبانین داخل ہوتو اسکا استحقاق بمقابلہ برادر علاقائی کے مرجع ہوگا اور بعد  
 ورنہ واسطہ داران بعد کو ترجیح دے گا اور تیسری قسم کے وارث ویسے ہیں جو متوفی کے والدین کی اولاد سے ہوں مثلاً بہن کی اولاد اور بیہائی کی

مقدمہ ۳۰

بیہتان \*

س۔ اگر کامین نامہ جو ایک عورت بیوہ نے پیش کیا ہے ناجائز قرار پائے تو اس کے شوہر کا بیہائی جو اس کا مخالف ہے از رو مسائل اہل سنت یا  
 اہل تشیع کے اپنے بیہائی کے ترک پر وراثتاً قابض ہو سکتا ہے یا نہیں اور جاہد اور اسکی بموجب مسائل دونوں طریق کے اس کے وارثوں  
 میں کس طور پر تقسیم ہوگی \*

استحقاق بیہائی کا  
 مرجع اہل سنت  
 اور اہل تشیع  
 کے اہل تشیع

ج۔ از رو مسائل اہل سنت کے متوفی کا بیہائی سجدہ اس کے ترک کے بعد کسے جائے حصص ذوی الفروض کے بذریعہ عصمت ایک حصہ وراثتاً  
 باسکا مستحق ہوگا اور بطور ہر کہ تقسیم جاہد اور بلحاظ بیانات ہر فریق کے ہونی چاہیے اسکی نسبت و ذہرت جواب کی ذیل میں مندرج  
 ہیں۔ بموجب مسائل اہل تشیع کے بیہائی کو بحالت موجودگی دختر کے برادر متوفی کے ترک سے ورنہ نہیں پہنچتا بلکہ وہ اسکی زوجہ اور  
 دختر کو بالاشترک پہنچا اور سبب فرض کرنے اس امر کے تینوں کرنا حصص کے کا ضرور نہیں ہے \*

مقدمہ ۳۱

س۔ ایک شخص مرت ایک بیٹی اور برادر علاقائی چھوڑ کر گیا ایسی صورت میں متوفی کے برادر زادہ کو اس کے ترک کی نسبت وراثتاً  
 کچھ حق پہنچتا ہے یا نہیں \*

ج۔ سوال سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے ایک بیٹی اور برادر علاقائی چھوڑ کر وفات پائی اور دونوں دعویہ دار ترک ہیں ایسی صورت  
 میں متوفی کی جاہد اور چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سجدہ ان کے بیٹی کو نصف یعنی دو حصے فرضاً ملینگے اور نصف ثانی اس کے

دختر کا مقابلہ  
 برادر علاقائی کے

از رو مسائل بخیرہ مدخلہ بیوہ کے اس کے شوہر کا بیہائی سجدہ ۲۱۶ سهام ترک متوفی کے ۳۸ سهام بیٹی بخیرہ ترک مذکور کے باپچین یا  
 حصہ کا مستحق ہوا اور جو حساب کہ از رو مسائل بخیرہ مدخلہ برادر شوہر متوفی کے کیا گیا بلحاظ اسکے وہ سخن پانے ۶۱ سهام سجدہ ۶۱  
 سهام کے یعنی تخمیناً ترک ہے چوتھوں یا پانچویں حصہ کا تصور ہوا \*

برادر علاتی کو عصبہ ہونیکے سبب سے پہنچا اور اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا قائم مقام ہوگا +

مقدمہ ۳۲

س۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور نکاح کے وقت اسکو زیورات اور ادبیں قیمت چہرین دین اور اسکے شوہر نے ہی بعد نکاح اسکو کچھ زیور دیازوچنے بعد پیدا ہونے ایک برس کے وفات پائی اور وہ بیٹا ہی مر گیا اب توفیقہ کا ثابت اون کل زیورات اور چیزوں کے دعویا سے جو فرخا و سنے اور توفیقہ کے شوہر نے اسکو دین ایسی صورت میں توفیقہ کا باپ کل جایدا و پانچا مستحق ہے یا ایک جزو کا اور اگر وہ مستحق نہیں ہے تو شیوار اور زیور شرعا کسکو ملنا چاہیے +

ج۔ بعد اوار مصارف تجیز و تکفین توفیقہ اور انصرام دیگر امور و جبیک اس کی جایدا کو عام اس سے کہ وہ نکاح کے وقت حاصل ہوئی ہو یا اور طر پر بارہ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اون کے باپ دو حصے پانچا مستحق ہوگا اور بقیہ دس سہام یکے ملنے کا اسکے شوہر کو حق پہنچتا ہے +

مقدمہ ۳۳

س۔ ایک شخص ایک بیہائی اور د علاتی چچا اور ایک علاتی چچا کی دو بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا اور یہ شخص اسکے ترکہ کے دعویدار میں ایسی صورت میں منجملہ دعویداروں کے کون شخص از روئے فراہض و رثہ پانچا مستحق ہے +

دو سطر داران بعد حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض با عصبات کے

ج۔ مان ذوی الفروض سے ہے اور علاتی چچا عصبائیں داخل ہیں اور یہ شخص ترکہ توفیقہ کے وارث ہیں اور چچا کی بیٹیاں اسکا بیوی میں ہیں اور یہ لوگ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا وارث عصبہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پاسکتے +

مقدمہ ۳۴

س۔ ایک عورت کچھ جایدا و جراد اسکو اپنے شوہر سے بابت دین ہر ملی تھی چھوڑ کر مر گئی اور اب اس کے ترکہ کی نسبت دو بیٹوں اور ایک دختر اس سے پیشے کی جو توفیقہ کے جن حیات مر گیا و دعویدار ہیں ایسی صورت میں جایدا مذکور اور ان شخصوں کو کس حساب سے پہنچائیگی +

+ از روئے دفعہ ۱۶ کے دختر کو نصف جایدا و ملنی چاہیے اور اس صورت میں صرف ایک وارث عصبہ سے ہے اور اسکو ترکہ کا نصف ثانی بغیر کسکے پہنچتا ہے لہذا اسمقدمہ سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۵۰ کی تمثیل حاصل ہوتی ہے +

+ شوہر کو اسقدر زیادہ حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا وارث ہے اور اسی وجہ سے وہ مستحق ہوا ہے بقاعدہ دفعہ ۶۵ زوجہ کی وفات کے بعد اسکی جایدا و بارہ حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دفعہ ۳۴ کے بموجب باپ ایک سدر اور از روئے دفعہ ۵۰ ایک شوہر اور ایک پانچا مستحق گا اور چچا مکدان و دونوں کو حصص بغیر کسکے یعنی ایک کو منجملہ ۱۲ کے ۲ اور دوسرے کو ۳ ملتے ہیں اور بقیہ ۷ حصے ملتے کیے دیا

کہ وہی صرف وارث عصبہ ہے بچتے ہیں لہذا اس صورت سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۵۰ کی تمثیل پائی جاتی ہے +

۱۱۔ اس صورت میں مان کا حصہ ۴ دفعہ ۳۴ ایک ٹکٹ ہوتا ہے اور بقیہ ۲ ٹکٹ و دونوں چچا کو بغیر عصبہ ہونیکے ملنے چاہیے اور ترکہ کے تین حصے بغیر کسکے ہو جائیں گے چنانچہ اس صورت سے اول قاعدہ تقسیم یعنی دفعہ ۵۰ کی تمثیل لازم آتی ہے +

ج - جو جایداو کہ متوفیہ نے چھوڑی وہ بلا لحاظ اس امر کے کہ دین جہر کی بابت حاصل ہوئی یا اور طور پر چار حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے اور سجدہ اون کے ادیکے بیٹے کی دختر نصف + یعنی خباب کی رو سے روپیہ میں آٹھ آنہ کی مستحق ہوگی اور دونوں بہنو کو بقیہ نصف +

دونوں بہنوں کا حق عجات ہوگا بیٹے کی دختر کے

مقدمہ ۳۵

یعنی ہر واحد کو ایک ربع میں ملیگا +

س - ایک عورت شوہر اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ کر مر گئی اسی صورت میں ان وارثوں میں سے ہر وارث کو ایک سجدہ اور ایک چھوڑ کر مر گئی اور سجدہ اون کے شوہر کو ایک حصہ یعنی ربع فرضا ملیگا اور دختر کو دو حصے یعنی نصف جایداو فرض کی رو سے ملنا چاہیے اور باقی ایک حصہ چچا کو بزرگیہ عصبہ ہونے کے لیے ملیگا +

دختر کا حق عجات موجود ہوگا اور چچا کے

مقدمہ ۳۶

س - سماء شہامت نے ایک بیٹی سماء زینب چھوڑ کر وفات پائی اور دختر بعد وفات اپنی ماں کے ادیکے کل ترکہ پر وراثتاً قابض ہوئی بعد از ان دختر بی لاولد مر گئی اسی صورت میں کل باخزواد میں یاد کا جو بیٹی کو ماں سے وراثتاً ملی تھی ادیکے ماموں کو ملنا چاہیے یا کل جایداو ادیکے شوہر کی مقصور ہوگی اور اگر ورنہ دونوں کو پہنچتا ہے تو ترکہ باہم اون کے کس حساب سے تقسیم ہوگا +

شوہر کا حق عجات موجود ہوئے ماموں کے

ج - سوال سے واضح ہوتا ہے کہ سماء شہامت ایک بہانی اور ایک دختر چھوڑ کر مر گئی اور بیٹی صرف نصف ترکہ کی مستحق ہے اور نصف ثانی کی نسبت متوفیہ کے شوہر کو بوجہ ادیکے عصبہ ہونے کے استحقاق پہنچتا ہے +

مقدمہ ۳۷

س - ایک شخص ایک زوجہ اور چچا بیٹا اور دو ہمیشہ زادہ اور ہمیشہ کی تین بیٹیاں اور چچا کے چہرے پوتے چھوڑ کر گیا سجدہ اون کے کن اشخاص کو متوفی کی جایداو پہنچگی اور کس مقدار میں +

چچا کے بیٹے کا حق عجات خود ہوئے بیوہ کے داران کے بیٹے کے داران کے بیٹے کے داران کے

ج - اول واپورا متوفی کے مصارف تجزیہ و تکفین اور ادیکے قرضہ واجب کا لازم ہے اور بعد از ان ادیکے ترکہ سے نکت کی نسبت و نفاذ ہونا چاہیے اور ان مراتب کے بعد ترکہ چار حصوں پر تقسیم کیا جائے سجدہ اون کے ایک حصہ بیوہ کو فرضا ملیگا اور باقی جایداو چچا کے بیٹے کو بوجہ عصبہ ہونے کے پہنچگی اور چچا کے پوتے بسبب موجودگی اون کے باپ کے ورنہ نہیں پاسکتے اور بقیہ اشخاص اسطہ داران بعد میں داخل ہیں اور بلحاظ ان حالات کے چچا کے پوتے اور اور اسطہ دار ترکہ سے حصہ پانچ کے مستحق نہیں ہیں +

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۸ +

۲ اصول وراثت دفعہ ۲۵ +

۳ دفعہ ۵۰ مسائل تقسیم قاعدہ اول +

۴ اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ مساۃ کیجائیے +

۵ اصول وراثت دفعہ ۴۵ +

۶ اس صورت میں بی اول قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۵۰ کی تشریح صادق آتی ہے یعنی دو صورت مندرجہ اولاد کے بیوہ ایک ربع کی مستحق



مقدمہ ۳۸

س۔ ایک عورت ایک بہائی اور بہن چھوڑ کر مر گئی اس صورت میں ترکہ اور اسکا ان شصون میں کس حساب سے تقسیم ہوگا +  
ج۔ متوفیہ کا ترکہ تین حصوں پر تقسیم ہونا چاہیے سبھا اور ایک کو حصہ بہائی کر لینے اور ایک حصہ بہن کو پہنچاگا +

بہائی کا استحقاق  
بجائے موجود بہن  
میں ہے

مقدمہ ۳۹

س۔ ایک شخص نے زوجہ اور بہائی چھوڑ کر وفات پائی ہے کہ اسکا ان دونوں میں کس قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کتنے حصہ ملے گا +  
ج۔ متوفی ایک ترکہ کو چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سبھا اور تین حصہ فرضا پہنچاگا اور بقیہ تین حصے بہائی کو بزرگیہ عصبہ ہو لینے

استحقاق بہائی کا  
بجائے موجود  
ہو لینے بزرگیہ

مقدمہ ۴۰

س۔ زید اور بکر دو بہائی بیٹے اذکو جاوید اور پداری بھصن سادی وراثت اپنی بعد از ان زید ایک بیٹا عمر و چھوڑ کر مر گیا اور اوکے بعد  
عمر نے بھی خالد ایک بیٹا چھوڑ کر وفات پائی بعد بکر ایک زوجہ اور چار بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا اور پھر زوجہ بھی مر گئی ایسی صورت میں  
دونوں بہائیوں کا ترکہ اور ایک وارثان موجود میں کس طور پر تقسیم ہوگا +

زوجہ کا حصہ  
بجائے موجود  
ہو لینے چار بیٹیوں  
اور بہائی کے بیٹے  
کے

ج۔ کاغذات سے واضح ہوتا ہے کہ زید نے قبل بکر کے اور بکر نے قبل خالد کے وفات پائی ایسی صورت میں کل ترکہ زید کا اوکے وفات کے بعد  
اوکے بیٹے عمر کو پہنچاگا اور اوکے بعد بیٹے خالد کو اور سبھا ترکہ بکر کے ایک شہن اوکے زوجہ کو ملیگا اور دولت اوکے بیٹیوں کو بابت ان  
حصص کے پہنچے گا اور خالد عصبہ ہو نیکی وجہ سے بقیہ جاوید او پانچا ستنی ہو گا سبھا بکر کی جاوید او ۲ حصوں پر آہ تقسیم کیا جائیگی سبھا  
اور ایک زوجہ ایک شہن یعنی تین حصے بانگی ستنی ہوگی اور بیٹیوں کو دولت یعنی ۴ اسہام ملیں گے اور باقی پانچ حصے بہائی کے بیٹے باؤتے کو  
پہنچینگے اور چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مر گئی لہذا اسکا حصہ اوکے بیٹیوں کو ملیگا +

مقدمہ ۴۱

س۔ ایک عورت نے شوہر اور ایک پسر نا بالغ اور مان اور بہن چھوڑ کر وفات پائی اور بجائے موجود ہوں ان کل دو عویداروں کے متوفیہ کی  
مان نے اپنے داماد پر بابت حصہ دین مہر یافتگی اپنی دختر کے نانش دایر کی ایسی صورت میں متوفیہ کی مان کو اوکے شوہر پر دین مہر کا دعویٰ پہنچا  
ہے یا نہیں اور اگر پہنچتا ہے تو دین مہر سے کس قدر اور دیگر دو عویداروں کو کس حساب سے در نہ ملیگا +

بجائے کا حق مان  
موجود شوہر مان  
اور شوہر کے

ج۔ متوفیہ کی مان کو داماد پر سبھا دین مہر یافتگی دختر کے اپنے حصہ کی بابت نانش کر سکا استحقاق موصول ہے اور جو رو بہد مہر کی بابت واجب الیہ  
اور ایسی صورت میں جاوید او کو چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سبھا اور ایک زوجہ کو ایک حصہ فرضا ملنا چاہے اور بقیہ جاوید او چار حصے میں سے دو حصے پہنچے ہیں

۴ اصول وراثت کی دفعہ ۲۲ اور دفعہ ۷ یعنی تقسیم کا پہلا قاعدہ +

۱۔ پہلا قاعدہ تقسیم کا جو دفعہ ۷ میں درج ہے مساویہ کیا جاوے اور وہ بہر صورت ہے کہ جو ترکہ کو بزرگیہ عصبہ پہنچاگے یعنی جو بیٹہ ۱۱ اصول وراثت کے بیوہ کا حصہ  
دوسرے بیٹے اولاد کے ایک حصہ ہے اور جاوید او کو چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سبھا اور ایک حصہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ وارث عصبہ کو ملنا چاہیے +  
۲۔ اگر حصہ وارثوں کے ایک بیٹے کا حصہ ایک شہن ہو اور دوسرے کا دولت جیسا اس صورت میں ہے یا ایک شہن یا ایک شہن سے دو حصہ قاعدہ مندرجہ

ہے اور ایک بار حصے کے جائین سجدہ بارہ حصوں ایک ربع یعنی تین حصہ شوہر کا حق ہے اور ایک سدس یعنی دو حصہ ماں کو پہنچتے ہیں اور سات حصے بہن یا بائع کو لیکن ہمیشہ ۵۵ کو سبب موجود ہو بہائی آگے کچھ استحقاق نہیں پہنچتا +

مقدمہ ۴۲

۱۔ ایک شخص دو زوجہ چھوڑ کر مر گیا پہلی زوجہ سے ایک بیٹا تھا اور دوسری سے دو بیٹے تھے اور پہلی زوجہ کا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس نے اپنی کل جائیداد دو زوجہ کو دین مہر کی عوض یعنی تو زوجہ کے بہائی کو بعد وفات زوجہ مذکور اور اس کے دو بیٹوں کے کل جائیداد مذکور کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں یا وہ مستحق صرف کسی قدر حصہ کا ہے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ یہ مستوفی نے جائیداد اپنی دین مہر کی عوض منتقل نہیں کی بلکہ اس کی زوجہ اس کے حصہ واجب پر قابض تھی تو اس کا بہائی بعد اس کی وفات کے حصہ پانچواں حصے سے پہلے یا نہیں +

ج۔ اگر کوئی شخص اپنی کل جائیداد دین مہر کی بابت منتقل کر کے زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ کر وفات پائیے اور بیٹے اپنی ماں سے پہلے مر جائیں اور وہ ایک بہائی چھوڑ کر وفات پائیے تو بہائی اور ایک کل ترکیے پانچواں شراعتاً جائز مال لیکن اگر ماں دو بیٹوں یا ایک بیٹے سے پہلے مر گئی ہو اور وہ بیٹے علاتی چھاپا چھوڑ کر بہائی چھوڑ کر مر جائیں تو ایسی صورت میں علاتی چھاپا یا ایک بیٹے از روئے استحقاق عصوبت مستحق پائیے ترک متوفیان سے ہونگے اور ماں کو جو درسطہ داران بعد سے یہ مطلق کچھ نہیں مل سکتا اور اگر مستوفی نے اپنی جائیداد زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل نہیں کی ہو بلکہ وہ حصہ شوہر پر جو سبب موجود ہو بیٹوں کے بقدر ایک من کی ہے قابض ہر جین جیات بیٹوں کے مر گئی ہو تو اس کا حصہ بیٹوں کو پہنچا اور اس کے بعد علاتی چھاپا یا ایک بیٹوں کو ملیگا اور ماں کو کچھ نہیں پائیگا اور اگر ایک بیٹا مان اور بہائی چھوڑ کر مر گیا ہو تو اس کی جائیداد کے تین حصے

عاتی چھاپا کا استحقاق بقابلہ ماں کے +

دفعہ ۶۶ کے جائیداد کو ۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے یہ مثال تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے اور دفعہ ۵۷ کے مطابق اس صورت میں کل وارث اپنا اپنا حصہ نیز کسی کے پائین گئے +

۱۔ اصول وراثت کی دفعہ ۱۵۵ میں لکھا ہے +

۲۔ اصول وراثت دفعہ ۳۷ +

۳۔ اصول وراثت دفعہ ۲۱ +

۴۔ مسئلہ تقسیم مذکورہ دفعہ ۵۷ کا پہلا قاعدہ۔ اگر ایک حصہ دار ربع کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو بموجب قاعدہ دفعہ ۵۷ کے ترکہ کو بارہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر اس تقسیم سے کل دعوی داران جائز اپنا اپنا حصہ پاسکیں تو عمل مزید کی ضرورت نہیں ہے +

۵۔ عدالت منصف ہونگے یعنی نہ اپنے فتویٰ میں یہ لکھا کہ اگر ماں اور بہائی دعوی دار ہوں تو ترکہ کو چھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور ان ایسی حالت میں صرف ایک سدس کی مستحق ہونگی لیکن ہم اظہار غلطی سے کہیں کہ اگر بجائے ایک بہائی کے چند بہائی ہوتے تو ان البتہ صرف

ایک سدس کی مستحق ہوتی وفات ۳۳ و ۳۴۔ یہ پیشہل تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے جو دفعہ ۵۷ میں درج ہے اور اس صورت میں ترکہ نیز کسی کے تقسیم ہو سکتا ہے +

کیے جائینگے اور بچاؤ ایک مان کو ایک حصہ ملے گا اور بقیہ دو حصے اور ایک بہانی کو پونجی اور اگر دو سر اپنا مان اور علاقہ چھایا اس چھاپکے بیٹے چھوڑا  
فوت ہوا تو اس کا ترکہ تین حصوں پر تقسیم ہوگا مگر ایک ایک حصہ مانگو لیگا اور باقی دو حصے علاقہ چھایا اور ایک بیٹوں کو بذریعہ تحقیق حصہ لینگے اور اگر بیٹوں  
مان صرف ایک بہانی چھوڑ کر جا تو اس کے کل ترکہ کا بہانی ستن ہر گا اور جو کہ تحقیق پہنچے بچاؤ ان شخصوں کو شخص سے چھپے راہد اور سزا اذکی بالانفرا

مقدمہ ۴۲

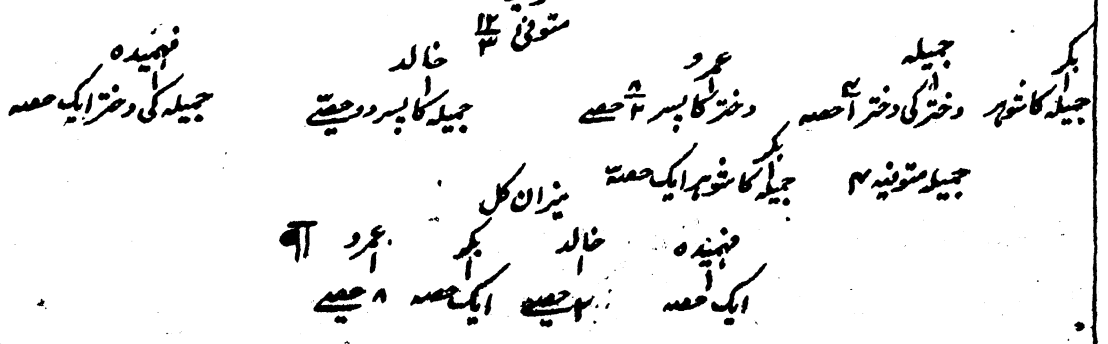
ساخت کی یہ کو قائم نہیں ہو سکتی +

س۔ ایک شخص کسی قدر اراضی کا مالک بشمول اپنے نوہ کے تابعین بنا مجہدہ وہ اراضی خود اس کے نوہ مذکور کے نام حسب ابط عطا ہوئی بعد از ان اس کی بیٹی ایک دختر  
اور اس کا شوہر اور اپنا شوہر اور ایک بیٹی یعنی وہ جبکہ نام عطا میں داخل تھا چھوڑ کر گئی اور چند عرصہ بعد اس کی وفات کے شخص کو یہی بیٹی اور نوہ اس کا جو کھنڈا  
بمید کی جانب گیا تھا تریسے مفقود الجزیہ سے بعد شخص کو کی نوہی بیٹی اور ایک دختر اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی اور اس کے پورے شخص کو رکھا دیا وہی  
ایک بیٹی اور دوسری زوجہ سے چھوڑ کر گیا اسی موت میں بچہ شخاص کو رکھہ بالابینی نوہی کی شوہر اور پسر اور دختر اور حقیقی نوہ سے بر اور علاقہ کے کس کو  
اصل مالک متوفی کی اراضی کی نسبت شرعاً و تحقیق پہنچتا ہے اور کس حساب سے +

نوہ اور نوہی کا  
تحقیق +

ج۔ بنظر حالات سوال کی گوا اراضی کو اصل مالک بشمول ام اپنے نوہ کے بذریعہ عطا حاصل ہوئی لیکن صرف ہی اس کا مالک تصدیق کیوں کہ شرعاً و تحقیق قابل  
مخاطب نہیں ہے بلکہ اصل مالکیت اگر دختر اصل مالک سے پہلے گئی تو وہ اس کے ترکہ سے مطلق کہ حصہ نہیں پاسکتی اور اگر شخص مذکور اپنے ہا اور اپنے اسی اور داماد اور  
نوہ کی شوہر چھوڑ کر گیا ہو تو ہوتو ہوتو ترکہ اس کا تین حصوں پر تقسیم کیا جائیگا بچاؤ ان کو نوہ کو دو حصے ملیں گے اور نوہی کو ایک اور داماد اور نوہی کا شوہر حصہ پونجی  
سحق نہیں ہیں جو شخص مفقود الجزیہ ہوا اور اس کی ترکہ زیت کا کچھ حال معلوم نہوا اس کا ستن نسبت اس کی ذاتی جائیداد کے تمام اور نسبت اور شخصوں کی جائیداد کا حصہ  
ہوتا ہے اور اسی ہوتو ہونے حاکم وقت کو کوئی شخص اسے انصاف دیکے کار بار کے مقرر کرنا چاہیے اور اس کا حصہ ۹۰ برس تک قائم رکھا جاے + اور چہا قرار دیا  
اور تین فوت ہونے سے اس کی جائیداد کے حصہ پانچ لگا اور اگر نوہی ایک بیٹی اور شوہر چھوڑ کر گئی ہو تو اس کا ترکہ چار حصوں پر تقسیم ہوگا اور اس کے وارثوں  
اس طرح سے تقسیم ہوگا کہ ایک حصہ اس کے شوہر کو ملیگا اور ایک اس کی بیٹی کو اور دو حصے اس کے پسر کو اور اگر اصل مالک داماد علاوہ جائیداد مالک مذکور کے خاص بیٹی  
جائیداد چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو وہ اس کے بیٹے کو پونجی + تصدیق تین حصص

تحقیق بہانی کا  
مہلت مجرد  
برہم نہیں ہے +



+ یہ مدت تاریخ ولادت مفقود الجزیہ محبوب ہوگی +

† قاعدہ اول مسئلہ تقسیم مندرجہ ذیل ۴۴

۱۱۰ اول ترکہ زید کے ترکہ کو تین حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ عہد اس کا نوہ اور جمیلہ نوہی حصہ پانچکی متوفی ہیں اور نوہ سے کا حصہ

مقدمہ ۲۴

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بد رویہ ہو نیکی وجہ سے نکال دیا اور عورت نے چار سال تک غاصل اپنی محنت سے اوقات بسر کی بعد از انچہر اور بیانی کا بیٹا چوڑ کر مرگی اسی صورت میں مجد ان دونوں شخصوں کے کون شخص زرویہ فراغی اور ایک ترکہ کا مستحق ہے +

ج۔ اگر شوہر نے افتراق کے وقت زوجہ کو طلاق دیا تو صرف ایک بیانی کا بیٹا شرعاً مستحق اور ایک ترکہ کا ہے لیکن اگر شوہر نے اپنے بغیر طلاق کے نکال دیا ہو تو وہ بدستور شوہر کی حفاظت میں تصور کیا جائیگی اور بعد اسکی وفات کے شوہر اور ایک بیانی کا بیٹا ترکہ اور سکا بالاشترک بائین گے اور ہر واحد مستحق نصف حصہ کا ہو گا یعنی شوہر + فرضا اور بیانی کا بیٹا حصہ + ہو نیکی وجہ سے +

افتراق ہلاقم طلاق شوہر کا استحقاق بقا بیانی کے بیٹے کے +

مقدمہ ۲۵

س۔ ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا اور بعد اسکی وفات کے اسکی بیٹیوں کا نکاح ہو گیا اسی صورت میں ان شخصوں کا حصہ ترکہ متوفی کے بقدر ہو گا +

ج۔ متوفی کی جاہداد اپنے حصوں میں تقسیم کیا جائیگی مجد اور ایک بیٹے کو ۲ حصے اور بیٹیوں کو تین حصے پینسٹ یعنی ہر دختر ۱ کو ایک حصہ پہنچے گا +

استحقاق ایک بیٹے اور تین دختر کا

مقدمہ ۲۶

س۔ ایک عورت نے کچھ جاہداد موروثی چھوڑ کر وفات پائی اور اسکی وارثوں میں سے صرف ایک بیٹی اور بیانی کا بیٹا موجود ہیں اسی صورت میں ترکہ اسکا ان دونوں شخصوں میں کس حساب سے تقسیم ہو گا +

ج۔ اگر سوا اور دو وارثوں کے چنگا ذکر سوال میں ہو اسے متوفیہ کا اور کوئی وارث نہیں ہے تو جاہداد اسکی ان دونوں میں بالناصف تقسیم ہو گی یعنی ایک نصف دختر کو فرضا ۱ اور نصف ثانی اور ایک بیانی کے بیٹے کو حصہ E ہو نیکی وجہ سے لیاگا +

استحقاق دختر کا بحالت زوجہ کے بیانی کا بیٹے کے

مقدمہ ۲۷

س۔ ایک زمیندار نے اپنی جاہداد کے سوا آدی سے جو اسکی کسو بہ خاص ہی جہہ آنہ اپنی حین حیات سے کیے اور فقیر دس اپنے اپنے وارثوں پر نسبت تو اسی کے دو چند سے بعد وفات تو اسی کے اسکی جاہداد چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ان میں سے اسکا شوہر ایک ربع پاسکا لیکن جب اسکی ایک حصہ کو چار میں ضرب دی گئی تو ضرر ہے کہ اور حصے ہی اسی عدد کے ساتھ ضرب دیکے جائیں مثلاً حصہ زید ہے ۲۷۳

- = ۱۲ اور حصہ عمر کا ہے ۲۷۲ = ۸ +
- ۶ اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ +
- ۶ قاعدہ اول دفعہ ۵۰ تقسیم +
- ۸ اصول وراثت دفعہ ۳ +
- ۱۱ قاعدہ اول دفعہ ۵۰ تقسیم +
- ۱۱ اصول وراثت دفعہ ۱۶ +
- ۱۵ قاعدہ اول دفعہ ۵۰ تقسیم +

یعنی چھ ایک ایک بیٹے اور ایک بہن کے واسطے چھوڑیے ایسی صورتیں ان شخصوں کو از روئے فرایض اور یکے ترکہ سے کہند حصہ پہنچاگا +  
 ج۔ ترکہ متوفی کا جو بقدر دس لاکھ ہے اور یکے دونوں وارثوں میں المناصف تقسیم ہو گا یعنی ہر واحد کو پانچ پانچ حصے ملیں گے +

مقدمہ ۴۸

س۔ ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑ کر گیا ایسی صورت میں اور سکا ترکہ اور وارثوں میں کس طرح تقسیم ہو گا +  
 ج۔ متوفی کا ترکہ ۳۳ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا سبھا اور ان کے زوجہ کو ایک سن یعنی چار حصے ملیں گے اور بیٹے کو ۱۴ اور ہر دو دختر کو سات حصے پہنچیں گے +

مقدمہ ۴۹

س۔ ایک شخص بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ کر گیا اس صورت میں اور سکا ترکہ اور وارثوں میں کس حساب سے تقسیم ہو گا +  
 ج۔ متوفی کا ترکہ سولہ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا سبھا اور ان کے زوجہ کو دو حصے ملیں گے اور ہر بیٹے کو سات حصے پہنچیں گے +

مقدمہ ۵۰

س۔ ۱۔ ایک شخص نے اپنی دختر کے نکاح کر لیا بعد چاہا کہ اگر وہ سبھا اور سکی جائیداد کے اپنے حصہ سے حسب قاعدہ دست بردار ہو جا تو اسکی بیٹیوں کی  
 وجہ حاش مقرر کر دیں مگر بیٹی نے اس کو منظور نہیں کیا اس وجہ سے شخص کو ہر قدر ناراض ہوا کہ اس کو عاق کر دیا فصل شخص کو کور کا جائز ہے یا نہیں +

+ اصول وراثت دفعہ ۳۳ اور قاعدہ اول تقسیم دفعہ ۷۰ +

+ یہ مثال تقسیم کے تیسرے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۷۰ کے ہے اور یہ وہ صورت ہے کہ وارثوں کے ایک فریق کے حصے بڑے کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے یعنی  
 تعداد سہام اور تعداد وارثوں میں نسبت متبائن ہے یعنی مخرج اولیٰ مشترک نہیں ہے مثلاً از روئے دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے زوجہ کا حصہ ایک  
 سن ہے ایسی حالت میں جائیداد کو اول مرتبہ کے لیے کم اٹھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دینے حصہ زوجہ یعنی ایک سن کے سات حصے باقی رہیں گے  
 اور علامہ زوجہ کے چار وعویدار اور بہن اور چار وعویدار لکھنے کی وجہ سے ہے کہ ایک سہرے سبھا اور دو دختروں کے شراک کیا جاتا ہے کیونکہ حصہ  
 اسکا دو چند ہوتا ہے پس اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ داروں کی تعداد یعنی عدد ۴ اور ۷ باہم متوافق ہیں یا غیر متوافق اور اسکا طریق یہ ہے  
 کہ عدد کثیر کو عدد قلیل سے دونوں طرف اس طرح گنتا ہوں کہ مخرج اولیٰ کا واحد قرار پائے مثلاً ۴ = ۷ - ۳ اور ۳ = ۴ - ۱ اور قاعدہ یہ ہے  
 کہ ہم یعنی ان حصہ داروں کی تعداد کو جسکو بڑے کر کے حصہ نہیں مل سکتا اصل تقسیم کے عدد یعنی ۷ کے ساتھ ضرب دیجیے مثلاً ۴ x ۷ = ۲۸ ہماری  
 نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہیں گذرا جس سے تقسیم کے دو سیر قاعدہ کی مثل واضح ہو لیکن اسکی ایک مثال صفحہ ۲۱ میں درج ہے +

۴۸۔ اس صورت سے قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۰ کے بہت سہل مثل پائی جاتی ہے جو کہ متوفی کی اولاد ہی ہے لہذا اسکی زوجہ کا حصہ از روئے اصول  
 وراثت دفعہ ۱۴ ایک سن ہے پس جائیداد کو اٹھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ عدد اولیٰ ہے جس سے زوجہ کا حصہ متخرج ہو سکتا ہے اور بعد دینے اور یکے سن کے  
 ۷ حصے درمیون کے باقی رہتے ہیں گھر ظاہر ہے کہ یہ سات حصے بڑے کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے لیکن اگر حصہ داروں کے عدد یعنی ۴ کو ۳ میں ضرب دیجیے تو حاصل  
 ضرب مساوی ہے ۱۲ اور ان دو عددوں میں نسبت متبائن ہے ایسی حالت میں جب قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۰ کے اصل تقسیم کے عدد کو ان  
 حصہ داروں کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے چیکے حصے بڑے کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے مثلاً ۸ x ۲ = ۱۶ +

بین کا اتفاق  
 ہر دو سبھا ہر ایک  
 بیٹے کے

بیٹے کا اتفاق  
 ہر دو سبھا ہر دو  
 اور دو دختروں

استحقاق درمیون  
 حالت مرد و بی بی  
 کے

عاق کرنا باپ کا  
دختر کو

ج-۱۔ سوال میں جو لفظ جائز مذکور ہو لیے اس میں احتمال ہوتا ہے کہ سوال کا مقصد یہ ہے کہ عاق کرنا باپ کا بنتی کو شرعاً مانع اور کسی وراثت کا  
ہو سکتا ہے یا نہیں لیکن مورث وراثت صرف باپ میں اول قتل کرنا وارثت کا مورث کو رد و اختلاف مذہب متقوم اختلاف دارم ہمارم رقیب۔ پس  
اگر باپ نے دختر کو تزویج خانگی کی جہت سے عاق کر دیا تو پھر شرعاً مانع نہیں ہے یعنی دختر کا جو صحیح نسب ہو ایسا جہاں اپنی ملکیت ہو مانع تسلیم کیا نہیں جاسکتا۔  
س-۲۔ ایک عورت شوہر اور دختر صغیر سن اور دو بہائی چھوڑ کر گئی ایسی صورت میں شوہر اور بیکے کل ترکہ باپ کا مستحق ہے یا کسی قدر جزو کا +  
ج-۲۔ لفظ ان حالات کی عورت کا چارم حصہ + اور بیکے شوہر کو پہنچا اور نصف + اور بیکے دختر صغیر سن اور باقی اور بیکے بہائیوں کو +

دختر کا حق نکاح  
سوم و درجہ باپ  
اور دو بہائیوں کے

مقدمہ ۵۱

س- ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر گیا اس صورت میں ترکہ اور سکا کتنے حصوں میں تقسیم ہوگا اور ان کو کس کس حصے سے ملے گا  
ج- ترکہ متوفی کو ۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سجدہ اور بیکے زوجہ کو ایک شش یعنی تین حصے اور بیکے ۴ یعنی بنسبت دختر کے دو چند  
اور دختر بقیہ ۴ حصے بائیں مستحق ہوگی + مقدمہ ۵۲

بیکے کا استحقاق  
بجائے مورث  
دختر اور زوجہ

س- ایک شخص زوجہ اور دو بیٹے اور ایک دختر چھوڑ کر گیا ایسی صورت میں اور سکا ترکہ اور بیکے وارثوں میں کس قاعدہ اور حساب تقسیم ہوگا  
ج- متوفی کا ترکہ چالیس حصوں پر تقسیم ہوگا سجدہ اور بیکے زوجہ کو ایک شش یعنی بائیں حصے ملینگے اور بیکے چودہ حصے اور دختر کو  
سات پہنچے +

بیکے کا  
استحقاق زوجہ  
بجائے مورث  
ہو گیا ایک دختر  
کے

۱ اصول وراثت دفعہ ۱۵ +

۲ ایضاً دفعہ ۱۶ +

کہ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۵ کے تیسرے قاعدہ کی تشریح بائی جاتی ہے جس صورت میں کہ ایک وارث نصف اور دوسرا ربع کا  
مستحق ہو تو بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۱۵ اصول وراثت کے ترکہ کو پہلے چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد میں شوہر کے چارم یعنی ایک حصہ اور دختر کے  
نصف یعنی دو حصوں کو عرف ایک حصہ دو بہائیوں کے واسطے باقی رہا ہے اور وہ اون میں بیکے تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ عدد ایک اور عدد ۲ ہیں نسبتاً  
یہ لہذا پہلی تقسیم کے بعد کو اون وارثوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جسکو بغیر کسی حصہ نہیں مل سکتا مثلاً  $۲ \times ۸ = ۱۶$   
اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۱۵ کی تشریح بائی جاتی ہے اور اگر ترکہ اقل رتبہ آٹھ حصوں پر تقسیم کیا جائے تو زوجہ کا حصہ ایک شش  
ہوگا لیکن زوجہ کو ایک شش دینے جائیکہ بعد حصے واسطے بقیہ حصہ داروں کو پہنچے اور باقی حصہ داروں کی تعداد کو تین شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کا  
حصہ بنسبت عورت کے حصے کے دو چند ہوتا ہے اور بقیہ حصے وارثوں میں بحساب دو چند حصہ بیکے تقسیم نہیں ہو سکتے پس یہ دیکھنا چاہیے  
کہ حصص باقی اور حصہ داروں کی تعداد میں کیا نسبت ہے چنانچہ نسبت مذکور متبائن بائی جاتی ہے مثلاً  $۲ \times ۳ = ۶$  اور اس صورت میں  
حصہ داروں کی تعداد کو پہلی تقسیم کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے تاکہ سهام مطلوبہ کی تعداد معلوم ہو جائے مثلاً  $۸ \times ۳ = ۲۴$   
اس صورت سے ہی مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۵ کے تیسرے قاعدہ کی تشریح بائی جاتی ہے اور واضح ہو کہ اس صورت خاص میں بائیں حصہ دار  
میں کیونکہ ہر حصے کا حصہ بنسبت دختر کے دو چند ہوتا ہے اور بہائیوں کو ایک شش یعنی حصہ زوجہ کے سات حصے بائیں حصہ داروں کے واسطے

مقدمہ ۵۳

س۔ ایک شخص جو کب قدر جایداد غیر منقولہ پر قابض تھا روزوجہ اور ایک بہادر زادہ جو پورے لاولد مر گیا اور بعد وفات پہلی زوجہ کو دو سونے شوہر متوفی کے برادر زادہ کی حیات میں جایداد منقولہ متروکہ متوفی کو بیع کیا ایسی صورت میں بیع مذکور شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر ناجائز ہے تو متوفی کے برادر زادہ اور زوجہ ثانیہ کا حصہ کس قدر ہے +

استحقاق برادر زادہ کی حالت موجود ہے نہ روزوجہ کے +

ج۔ بعد وفات شخص لاولد کے اولاد اگر ناوہ کے اخراجات فروری کا لازم ہے بعد از ان او کے ترکہ کو اسکی روزوجہ اور برادر زادہ میں بوجہ حصص معینہ تقسیم کرنا چاہیے یعنی جایداد غیر منقولہ آٹھ حصوں پر تقسیم کیا جائے سبھا اور ایک دنون زوجہ کو + ایک ربع یعنی دو ٹینگے اور بقیہ چھ حصے برادر زادہ کو بوجہ اسکی عصبہ ہونیکے پہنچنے کے جو بیع کہ زوجہ ثانیہ کی جانب سے بعد وفات پہلی زوجہ کے عمل میں آیا وہ حرف او کے حصہ ذاتی کی نسبت جائز ہے نہ بابت اون چھ حصوں کے چنگا ستھی اور مالک برادر زادہ ہے اور اگر پہلی زوجہ نے حصہ اپنا بذریعہ بیع یا بیع منتقل نہیں کیا اور نہ او میں کوئی وارث جائز چھوڑا ہو تو حصہ اسکا بعد اسکی وفات کے داخل بیت المال ہے +

مقدمہ ۵۴

س۔ ایک شخص دو پیشان اور ایک پوتی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں ترکہ اسکا کتنے حصوں میں تقسیم کیا جائیگا اور وارثان مذکور از روئے فرايض کس حساب سے حصے پائیں گے +

استحقاق پوتی کی حالت موجود ہے نہ ایک پوتی اور ایک پوتی کے +

ج۔ بنظر حالات مذکورہ سوال کے پہلے متوفی کی تجویز و تکفیر کے مصارف بقدر مناسب اور قرضہ کا ادا کرنا اور جایداد موصی بہ کا بقدر ثلث ترکہ کے دینا واجب ہے بعد از ان بقیہ جایداد کو ۹ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سبھا اور ۶ کو در ثلث کل یعنی برد احد کو تین حصے ٹینگے اور پوتی کو بوجہ عصبہ ہونیکے دو حصے پہنچنے اور پوتی کو ایک حصہ ٹینگا +

پچھتے ہیں لیکن تقسیم اون کی حصہ داران مذکور میں ہونے کے نہیں ہو سکتی اور بیع یعنی حصہ داروں کا عد و مساوی ہے یعنی عدد سہام نفی ہے ۲ اور ۲ × ۲ = ۴ اور اس صورت میں نسبت متباہن پائی جاتی ہے لہذا زریعہ قاعدہ کے حصہ داروں کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدو کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۵ = ۴۰ +  
+ اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

+ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۷ کے تیسرے قاعدہ کی تشریح پائی جاتی ہے اور بنظر اسکی کہ ہر روزوجہ کو ایک ربع یعنی اپنا حصہ چھ ٹینگے ترکہ کو ابتدا پر چار حصوں پر تقسیم کرنا لازم تھا لیکن عدو ایک یعنی عدو تقسیم کا چہارم دو دنون زوجہ میں ہونے کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور او کی تعداد اور اون کے حصہ کی تعداد میں نسبت متباہن پائی جاتی ہے مثلاً ۱ - ۲ = ۱ حصہ تین بوجہ قاعدہ اصل عدو تقسیم کو ان وارثوں کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے چنگا حصہ ہونے کے تقسیم نہیں ہو سکتا ۲ × ۲ = ۴ +

کہ اصول وراثت دفعہ ۱۶ +

قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۷ - چونکہ اس صورت خاص میں حصہ جائز بقدر ثلث کے ہے لہذا جایداد ابتدا میں حصہ ہونے کے

مقدمہ ۵۵

س۔ ایک شخص نے بہت خریدت آویز اپنے برادرزادہ کو اپنا قائم مقام ملکیت قرار دیا یہ دست آویز شرعاً برادرزادہ کی نسبت قابل نفاذ ہے یا نہیں اور اگر برادرزادہ بذریعہ دست آویز مذکور متوفی کیے کل ترکہ کا استحقاق نہیں کہتا تو ترکہ مذکور دعویہ داروں میں کس حساب سے تقسیم ہوگا اور واضح ہو کہ دعویہ داروں میں مان اور تین ہمیشہ اور ایک بیہائی کہ وہ اس مقدمہ میں مدعا علیہ ہے اور ایک زوجہ اور خسر داخل ہیں +

ج۔ شرعاً دست آویز مذکور ناجائز ہے اور ایک ذریعہ سے برادرزادہ کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دست آویز مذکور کے ذریعہ سے اصل مالک کی جائیداد کا قائم مقام قرار پایا ہے یعنی اس میں بالعموم یہ لکھا ہے کہ مالک کی کل جائیداد بعد اسکی وفات یکے برادرزادہ کو پہنچگی ایسی تحریر کی نسبت کسی قسم کے معاہدہ جائز کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور بدین جہد ایسی دست آویز سے حق مالکیت بطور جائز قائم نہیں ہو سکتا اور متوفی ایک وارث اسکی مان اور بیہائی اور تین ہمیشہ اور اسکی زوجہ میں اور اسکا خسر در نہ نہیں پاسکتا پس ایک ترکہ کو حسب تصریح ذیل تقسیم کرنا چاہئے یعنی بعد از اسکی وفات اسکی باقی جائیداد ساتھ حصوں میں تقسیم کی جائے بخلاف اسکی پندرہ حصے یعنی ایک ربع + زوجہ کو پینچواں اور دس حصے یعنی سدس + مان کو اور چودھ حصے یعنی بیہائی کو اور بقیہ اکیس سہام اسکی تین ہمیشہ کو یعنی ہر واحد کو سات حصے اور اسکی زوجہ کا حصہ بعد اسکی مر جانے کے ایک باپ یا اسکی اور وارثان جائز کو

اگر مالک جائیداد کسی شخص کو نام دست آویز اس شخص سے لکھتے کہ متوفی کو اسکی وفات کے بعد اسکی جائیداد کا مستحق ہونا چاہئے تو ایسی تحریر باطل و کاغذ ہے

مقدمہ ۵۶

پہنچیکا + ۱۱

س۔ ایک شخص کو کچھ جائیداد اراضی بذریعہ ہدیہ کے حاصل ہوئی تھی اور وہ اس پر قابض تھا اور قریب آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ وہ ایک زوجہ اور چار دختر اور ایک بیہائی اور دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اسکی بیہائی نے بی بی چار بیٹے چھوڑ کر وفات پائی اور اسکی ایک بیٹے ہی ایک دختر چھوڑ کر مر گئی اور زوجہ نے اسکی ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بی بی کے منتقل کیا ایسا بی بی جائز ہے یا نہیں۔ اور دعویہ داران جائیداد جو برادر متوفی اور ہمیشہ متوفیہ کے قائم مقام ہیں جائیداد سے کس قدر حصہ پانچے ستنی ہیں یا نہیں اور اگر میں تو اوکو بذریعہ قائم مقامی اپنے مورثوں کے کس حساب سے حصے ملیں گے +

ج۔ ایسا سلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی کی زوجہ اسکی زمانہ وفات سے اسکی ترکہ پر قابض ہے اور اس ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بی بی کے منتقل کیا اور دعویہ داران نے استحقاق وراثت اپنا اسکی ترکہ کی نسبت پیش کیا اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ قابضہ جائیداد متوفی کی زوجہ مذکورہ ہے اور واضح ہو کہ حسب و احوال اس نواح

ترکہ شوہر کی جائیداد سجاغاب زوجہ کے بحالت رحمہ چلتی اور دعویہ داران جائیداد

تقسیم ہونی چاہئے تھی لیکن بعد بیٹے و اولاد یعنی دو حصہ دختران کی طرف ایک حصہ وسطی تقسیم ہو گیا اور دعویہ داران باقی رہ گئے اور ان دونوں دعویہ داروں کی شمار میں نہیں لکھو کرنا چاہئے کیونکہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دو چند ہوتا ہے لیکن ہر ایک یعنی حصہ باقی اور عدد ۳ یعنی دعویہ داروں کی تعداد میں نسبت متاثر ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو دعویہ داران مذکور کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہئے مثلاً ۳ × ۳ = ۹ +

+ اصول وراثت دفعہ ۱۳

+ دفعہ ۳۳

+ دفعہ ۲۲

۱۱ قاعدہ سوم مسک تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷۔ اگر ایک شخص من اور دوسرا سدس کا مستحق ہو تو از روی دفعہ ۹ اصول وراثت کے ترکہ کو اتنا تقسیم کرنا چاہئے کہ مستحق ہر ایک ربع یعنی تین سہام زوجہ اور ایک سدس یعنی دو حصے مان کے سات حصے یعنی دعویہ داران کے



یعنی برادران کوچکین ہر کا تین ۶۰ روپیہ کے مقدار پر نہیں ہونا اور سب سے قبل المقدار جو ترکہ کے وصول ہونا سارے چھ سو روپیہ کا  
 اور جسے قابل تقسیم نہیں ہے اور دعوی وراثت کا نا اور اگر ہر کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور اگر دین مذکور اور ہو گیا ہو تو اصل مالک مرنے کا ترکہ  
 اور یکے و از ان فریب میں اس طرح سے تقسیم ہونا چاہیے کہ او کے ۱۶ حصے کے برابر میں مخلو او کے زوجہ کو ایک شش + یعنی بارہ حصے پر نہیں ہے  
 اور دختر کو دو ٹولٹ + یعنی ۶۴ سهام اور بیٹی کو ۱۰ سهام اور ہر بیٹی کو ۵ سهام اور او کے حقوق کا یہ مقام ہے اس حساب سے حصہ ہونا چاہیے  
 اور یہ جو زوجہ کی جانب سے عمل میں آیا ہے او کی نسبت واضح ہو کہ وہ فرما حصہ دار اور بیٹی این جا یاد ہے اور اگر ششری کو یہ کی نسبت کیے  
 مذکورہ فریب مذکور نسبت اور مقدار چاہا اور ہر کو روٹا شامل ہوئی ہے جائز تصور ہو کر نافذ سمجھا جائیگا +

استحقاق ہر شخص کا  
 بحالت موجودہ ہونے  
 اور بیٹائی اور ہر  
 میں اور ایک ہر

مقدار ۵۷

س۔ ایک شخص جو کسی قدر جاہ دار کا مالک تھا او کے ترکہ کی نسبت نزاع وراثت و پیش ہے اور او کے چار بیٹے تھے اور دو دختر تھیں ایک بیٹی  
 او کی جیات میں ایک بے سہرہ ہو کر گیا اور بعد از ان مالک مذکور نے بی بی ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو دختر اور ایک پوتا جس کا ذکر او پر ہوا ہے جو  
 وفات پائی اس صورت میں ترکہ ایسے شخصوں میں کس صاحبیت سے تقسیم ہوگا +  
 ج۔ ترکہ کو ۶۷ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سچا دان کے ہر سہرہ کو ۱۲ حصے اور ہر دختر کو ۱۱ حصے اور زوجہ ایک شش + یعنی آٹھ  
 بیٹی اور پوتا جس کا پاپ اپنے باپ کے حسین جیات مر گیا محبوب الارث T ہوگا +

استحقاق ہر شخص کا  
 بحالت موجودہ ہونے  
 اور دختر اور ایک  
 زوجہ کے

دراپٹے تھے میں اور ادون باقی دعوی اردن کی تعداد کو پانچ شمار کرنا چاہیے لیکن پانچ اور سات میں نسبت متبائن ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو ادون دیکھو اور  
 تعداد کے ساتھ فریب دینی چاہیے جتنا حصہ بیکر کے تقسیم نہیں ہو سکتا مثلاً ۱۲x۵ = ۶۰ = ۶۶ +

- + اصول وراثت دفعہ ۱۳
- + ایضاً
- ۵ دفعہ ۱۷

۱۱۔ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷۔ ہر کہ اس صورت میں ایک شخص کا حصہ ایک شش اور دو سہرہ کا وراثت ہے لہذا ترکہ کو چوبیس قاعدہ ۶۶ اصول  
 وراثت کے پندرہ ۲۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر سہرہ کے برابر زوجہ کے ایک شش یعنی تین حصوں کا ۲۱ حصے چار دختر دن کے واسطے آتی ہے میں  
 اور پانچ حصے کے تقسیم ادن کی دختر ان مذکورہ میں بیکر کے نہیں ہو سکتی اور باہم و از ان مذکور اور ادن کے سهام سنی کے نسبت متبائن باقی باقی  
 ہے مثلاً ۱۲x۵ = ۶۰ = ۶۶۔ اگر چہ قاعدہ کے اس صورت میں اصل تقسیم کے عدد کو ادن و از ان کی تعداد کے ساتھ فریب دینی چاہیے جتنا حصہ  
 بیکر کے تقسیم نہیں ہو سکتا مثلاً ۱۲x۲ = ۲۴ = ۶۶ +  
 ۱۲۔ اصول وراثت دفعہ ۲۳ +

- ۱۳۔ دفعہ ۱۳
- T قاعدہ وراثت تقسیم دفعہ ۷۷۔ زوجہ کو ایک شش تین کی طرف سے ترکہ کو اندازاً آٹھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور ہر سہرہ کے برابر

مقدمہ ۵۸

س۔ ایک شخص متوفی کے ایک زوجہ اور ان اور دو بیٹے دارث میں اس صورت میں ترکہ اور اس کا ان میں کس حساب سے تقسیم ہوگا۔  
 ج۔ اس صورت میں ترکہ متوفی کو از روئے فراغ ۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجرا د کے زوجہ کو ۶ اور ان کو ۸ حصے ملنے لگے اور بقیہ جاہداد کی نسبت بیٹے مستحق ہوں گے ۴ چنانچہ تفصیل اداں کے حصص کی ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

استحقاق زوجہ کی حالت موجودگی مان اور زوجہ کے

وزن کل ۴۸  
 بان زوجہ ۶  
 بان ۱۴  
 بان ۱۴

مقدمہ ۵۹

س۔ ایک شخص نے دو بیٹے اور دو دختر اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں اس کی وفات کے بعد اس کی جاہداد اراضی ان شخصوں میں کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

سلطان باجوڑ کی مقدمہ میں

ج۔ مالک کی وفات کے بعد اس کی جاہداد سے گو وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اول ادا کرنا اور یکے از اجابت تجیز و تکفین اور بجز قرضہ کا اور جیسے کہ اور زانیہ بقیہ جاہداد سے وصیت کا نفاذ بقدر ثلث ہونا چاہیے اور چونکہ اس صورت میں اولاد موجود ہے لہذا زوجہ کو ایک شہن ۶ ملے گا اور جو بقیہ جاہداد مرد بہا بنے اور یکے حصے کے لیے اس کو ایک دو بیٹوں اور دو دختر میں تقسیم کرنا چاہیے اور لانا اور کسے کا حصہ نسبت دختر کے دو حصہ ہوں گے۔

مقدمہ ۶۰

س۔ عبد الرشید نامی ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور دو حقیقی چچا جو مقدمہ میں مدعی ہیں چھوڑ کر گیا ایسی صورت میں متوفی کا ترکہ کس طرح سے تقسیم ہوگا۔  
 ج۔ زوجہ کو ایک شہن اور دختر کو کل کا ایک نصف ملے گا اور بقیہ جاہداد دونوں درمیان ۴۴ بانٹنا نصف تقسیم ہوگی۔

استحقاق زوجہ کی حالت موجودگی صرف ایک خواد زوجہ چاہیے۔

ایکے حصہ کے حرف ۷ حصے بقیہ دارثوں کے واسطے رہتے ہیں اور اگر دارثان مذکور تھا تو دارث میں صرف بانچہ میں لیکر ان کو ۸ شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کو نسبت عورت کے دو حصہ ملتا ہے لیکن عدد ۱۷ اور عدد ۸ میں باہم نسبت متبائن ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اداں دارثوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو بغیر کسر حصہ نہیں پاسکتے مثلاً  $8 \times 17 = 136$

۴ چونکہ اس صورت میں بیٹے موجود ہیں لہذا اداں کی ان کا حصہ ایک شہن ہے اور متوفی کی ماں ایک سدس بانچی شہن ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب منجرا حصہ داروں کے ایک شخص نہیں کا مستحق ہو اور دوسرا سدس یا دوثلث کا تو ترکہ ۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے لیکن ۴ کا ۴ شہن حصہ ۴ اور چہا حصہ ۴ سے بس مرد بہا بنے ۷ بہام بابت حصص زوجہ اور ان کے ۱۷ اسہام دو بیٹوں کے واسطے باقی رہتے ہیں لیکن تقسیم اداں کی بغیر کسر حصہ نہیں ہے ایسی حالت میں دارثوں اور سہام کی تعداد میں نسبت دریافت کرنی چاہیے  $17 \times 8 = 136$ ۔ اگر کو ان عددوں میں نسبت متبائن ہے لہذا اصل تقسیم کے عدد کو تعداد دارثوں کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً  $17 \times 8 = 136$ ۔ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۔

اصول وراثت دفعہ ۱۰۔

دفعہ ۲۔

۱۱۔ مسئلہ یہ ہے کہ قاعدہ تقسیم منجرا حصہ کی تشریح باقی ہے اور بہت خاصہ میں ترکہ کو ۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجرا د کے زوجہ کو ۶ اور ان کو ۸ اور بقیہ جاہداد کی نسبت بیٹے مستحق ہوں گے ۴ چنانچہ تفصیل اداں کے حصص کی ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

مقدمہ ۶۱

س۔ ایک شخص نے اپنے بہائی کے چار بیٹے اور ایک زوجہ اور ایک بیٹہ حقیقی اور ایک بیٹہ جبراً جوڑ کر وفات پائی اور منجملہ ان شخصوں کے ایک شخص متوفی کی کل ترکہ برقیہ لکھا تھا اور اس پر ۱۰ ہجرت تک بلا شرکت غیرہ و خیر با اسی صورت میں متوفی کا ترکہ شرعیاً کل دار فون کو پہنچا گیا یا نہیں اور اگر سب کو پہنچا گیا تو وہ کس طرح سے تقسیم کیا جائیگا ؟

استحقاق بہن کا بہت ہے اور جو ترکہ اور بہائی کے چار بیٹوں

ج۔ اگر فرضہ بغیر استحقاق سے حاصل ہوا تو منجملہ حالات مندرجہ سوال ایسا دخل شرعیاً مانع دعویٰ وراثت بہن پر نہ ہو سکتا اور بعد از اس وقت اور ان صاحبان کے جو تقسیم وراثت پر مقدم ہیں ترکہ کی ۱۶ حصے کیے جائیں گے منجملہ ان کے بہن کو ۸ اور زوجہ کو ۸ حصے پہنچیں گے اور بقیہ جا پیداو ایک بہائی کے بیٹوں کو ملیگی یعنی ہر واحد ایک حصہ پائیگا اور چچا کا بیٹا کہ بہن پا سکتا ۶

مقدمہ ۶۲

س۔ ۱۔ مقدمہ کی صورت یہ ہے کہ زوجہ کو شوہر سے کلچہ وقت کا میں نامہ حاصل ہوا اور شوہر زوجہ کی حیات میں دو بیٹے جوڑ کر گیا بعد از ان دو بیٹے جوڑنے کے وفات پائی اور وضع ہو کر شوہر اپنی جا پیداو منقولہ و غیر منقولہ سزا زعم پر بلا شرکت غیرہ کا قبضہ اور اس کے منجملہ دو پسران کو زکوٰۃ العیال کی ایک پسر اور ان اور چار دختر کنیز جوڑ کر وفات پائی اور بیان ہے کہ ایک کنیز کا کلچہ متوفی سے ہو گیا تھا چنانچہ جو بیٹا اور سکا بطن سے ہوا وہ بیوی اور سکی وفات کے وقت موجود تھا بعدہ او سکی ان بیٹے وفات پائی بس یہاں ہے کہ متوفی کا ترکہ کن شخصوں کو ملیگا اور کس طرح سے تقسیم ہوگا اور اگر ان ہی او سکی ترکہ کی مستحق ہی تو او سکی وفات کے بعد اس کا حصہ کس کو ملنا چاہیے اور اگر اس سوال کے جواب میں درباب جواز اور عدم جواز کلچہ کنیز کے بحث واقع ہو تو مناسب ہے کہ جواب میں دونوں صورتیں قائم کی جائیں اور توضیح اس امر کی وجہ ثبوت پر منحصر کی جائے ؟

استحقاق شوہر کا ہے اور اگر مرد ہو جائے تو بہن کے حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے منجملہ ان کے او سکی ہر بیٹے کو تین حصے ملیں گے اور شوہر کو دو حصے یعنی ربع ۶ لکھا جائے اور سب کو پہنچے بیٹے کے او سکی تین حصے باقی کو پہنچیں گے بس منجملہ اٹھ حصوں میں ہر ہفتی زوجہ کے ہر بیٹے کو بیٹے اور شوہر کا کلچہ اور بیٹے جن حصوں کی نسبت حرفاً و کتاباً ایسا استحقاق کہنے ہے اور جو کہ شوہر ایک بیٹا اور ایک بیٹا جا پیداو کے بطن سے اور ان اور ایک بیٹا جوڑ کر گیا اور مقدمہ او سکے ہونا اپنا بیان کرتی ہے پس یہ صورت صحیح و جائز نہیں ہے کلچہ کی شوہر کا ترکہ ۸ حصوں پر تقسیم ہوگا اور منجملہ ان کے ہر بیٹے کو ۴ حصے ملیں گے اور ان کو ۸ یعنی ایک حصہ س لکھا اور جا پیداو سکا حصہ ایک من مینی چھ حصے باقی اور اگر کلچہ صحیح و جائز قرار پائے تو ترکہ شوہر کی کو ۱۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے ان کو ۲ حصے اور ہر بیٹے کو ۴ حصے

ج۔ چونکہ اس صورت میں زوجین نے دو بیٹے اور شوہر جوڑ کر وفات پائی لہذا ترکہ یعنی دین بہر ہفتی اور سکا اٹھ حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے منجملہ ان کے او سکی ہر بیٹے کو تین حصے ملیں گے اور شوہر کو دو حصے یعنی ربع ۶ لکھا جائے اور سب کو پہنچے بیٹے کے او سکی تین حصے باقی کو پہنچیں گے بس منجملہ اٹھ حصوں میں ہر ہفتی زوجہ کے ہر بیٹے کو بیٹے اور شوہر کا کلچہ اور بیٹے جن حصوں کی نسبت حرفاً و کتاباً ایسا استحقاق کہنے ہے اور جو کہ شوہر ایک بیٹا اور ایک بیٹا جا پیداو کے بطن سے اور ان اور ایک بیٹا جوڑ کر گیا اور مقدمہ او سکے ہونا اپنا بیان کرتی ہے پس یہ صورت صحیح و جائز نہیں ہے کلچہ کی شوہر کا ترکہ ۸ حصوں پر تقسیم ہوگا اور منجملہ ان کے ہر بیٹے کو ۴ حصے ملیں گے اور ان کو ۸ یعنی ایک حصہ س لکھا اور جا پیداو سکا حصہ ایک من مینی چھ حصے باقی اور اگر کلچہ صحیح و جائز قرار پائے تو ترکہ شوہر کی کو ۱۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے ان کو ۲ حصے اور ہر بیٹے کو ۴ حصے

یہ صورت ہے

قاعدہ سو مسئلہ تقسیم



انفاق با یک باقی  
موجود ہر دو چیز  
اور پانچ میٹون  
اور دو دفتر کما

اگر یہ فرض کیا جائے کہ توبہ اور کفر کے معارف تہذیب و تمدن اور ادارہ خیرہ اور سیکولر اداروں کی بیکہ ترک کو ۲۸۸ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے  
مجموعاً ۲۸۸ حصے ہاں کو اور ۱۸ حصے ہر دو چیز اور ۳۴ سہام سیکولر پانچ سہروں ہر واحد کو اور ۱۰ ہر دفتر کو لینگے ۶۰

مقدمہ ۶۵

س۔ ایک شخص نے دو چیز جو ہر دو چیز کے وفات پائی سیکولر اور ایک ایک کے ساتھ بڑھانے اس رسم کے جو شادی کے نام سے معروف ہے اور دو سیکولر کے ساتھ  
بزرگی کے ازدواج ہوا پہلی زوجہ سے اس شخص میں سہرا اور پانچ پٹیاں جو بڑھانے اور دو سرسینے دو بیٹے اور ایک دختر ایسی صورت میں اس کا ترک  
انخاص کو اور صدر میں کس طرح پر تقسیم ہو گا۔

انفاق پانچ میٹون کا  
جالت ہر دو چیز  
ہر دو دفتر اور  
دو چیز کے

ج۔ متوفی کے ترک کو ۸۸ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سیکولر اور دو دفتر کو ۱۶ یعنی ہر واحد کو ۶۸ سہام لینگے اور میٹون کو ۲۰ یعنی ہر واحد کو

مقدمہ ۶۶

س۔ ایک شخص چار زوجہ اور آٹھ بیٹے اور چھ دختر جو ہر دو چیز کے گیارہ ایسی صورت میں ترک اور سیکولر ان شخصوں میں کس طرح پر تقسیم ہو گا۔

انفاق آٹھ میٹون کا  
جالت چھ دختر  
اور چار زوجہ کے

ج۔ ہر واحد کو ۲۲ یعنی ہر واحد کو ۲۲ حصے ہونگے ۱۱ اور ۲۲ میٹون یعنی ہر واحد کو ۲۸ سہام اور بقیہ ۸۲ حصے اس کے

۴۔ قاعدہ پنجم مسک تقسیم ہر دو چیز ۶۹۔ اس صورت میں اول مرتبہ زوجگان کا حصہ ہر دو چیز ۱۴ اصول وراثت کے ایک شخص سے اور باقی حصہ ہر دو  
۴۲ اصول کو کہ ایک شخص کے ایک لڑکی کو اور ایک لڑکی کو اس شخص کا سنی ہو اور دو سہرا سنی کا تو ہر دو چیز ۶۴ اصول وراثت کی رو سے ترک کو اول مرتبہ ۴۴  
حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سیکولر اور دو دفتر کو ایک شخص یعنی تین حصے اور باقی کو ایک سہرا یعنی چار حصے یعنی چابٹن اور توبہ و جانی اور ایک حصوں کے  
۱۰ سہام واپسے تقسیم بارہ اور دو عویاد و یک باقی رہے ہیں اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ نسبت بیٹی کے دو چند تصور کیا جاتا ہے  
لیکن ان حصوں کی تقسیم بیز کے عمل میں نہیں آتی اور نہ تین سہام دو چیز میں بیز کے تقسیم ہو سکتے ہیں اور عدد ۲ اور عدد ۳ میں اور عملی مخالفت  
۱۲ اور ۱۰ میں نسبت متساوی ہے اور جب یہ کیفیت واضح ہوئی تو حصہ وار دیکھ ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد میں نسبت دیکھی جائے  
مثلاً ۶ × ۲ = ۱۲ جو کہ ان دو عددوں میں نسبت متساوی ہے لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کیے اور ساتھ ضرب دینی چاہئے مثلاً ۱۲ × ۲ = ۲۸  
۳ اصول وراثت ہر دو چیز ۱۴

۵۔ قاعدہ پنجم مسک تقسیم ہر دو چیز ۶۹۔ زوجہ کا حصہ ان دو چیز ۱۴ اصول وراثت کے ایک شخص سے اور اس سے ترک کو اول مرتبہ ۴۴ حصے ہونگے  
۶۰ سہام لینگے اور ۱۸ حصے ہر دو چیز اور ۳۴ سہام سیکولر پانچ سہروں ہر واحد کو اور ۱۰ ہر دفتر کو لینگے ۶۰  
۶۔ قاعدہ چھم مسک تقسیم ہر دو چیز ۷۰۔ اس صورت میں اول مرتبہ زوجگان کا حصہ ہر دو چیز ۱۴ اصول وراثت کے ایک شخص سے اور باقی حصہ ہر دو  
۴۲ اصول کو کہ ایک شخص کے ایک لڑکی کو اور ایک لڑکی کو اس شخص کا سنی ہو اور دو سہرا سنی کا تو ہر دو چیز ۶۴ اصول وراثت کی رو سے ترک کو اول مرتبہ ۴۴  
حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سیکولر اور دو دفتر کو ایک شخص یعنی تین حصے اور باقی کو ایک سہرا یعنی چار حصے یعنی چابٹن اور توبہ و جانی اور ایک حصوں کے  
۱۰ سہام واپسے تقسیم بارہ اور دو عویاد و یک باقی رہے ہیں اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ نسبت بیٹی کے دو چند تصور کیا جاتا ہے  
لیکن ان حصوں کی تقسیم بیز کے عمل میں نہیں آتی اور نہ تین سہام دو چیز میں بیز کے تقسیم ہو سکتے ہیں اور عدد ۲ اور عدد ۳ میں اور عملی مخالفت  
۱۲ اور ۱۰ میں نسبت متساوی ہے اور جب یہ کیفیت واضح ہوئی تو حصہ وار دیکھ ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد میں نسبت دیکھی جائے  
مثلاً ۶ × ۲ = ۱۲ جو کہ ان دو عددوں میں نسبت متساوی ہے لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کیے اور ساتھ ضرب دینی چاہئے مثلاً ۱۲ × ۲ = ۲۸  
۳ اصول وراثت ہر دو چیز ۱۴

دختر و بیٹی ہر واحد کو ۱۲ حصے ملینگے + مقدمہ ۶۶  
 س ایک شخص نے دوزخ اور ایک دختر اور ایک بیٹی اور تین بیٹیاں چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں ترکہ اس کا کتنے حصوں پر اور کس  
 حساب سے اشخاص کو حصہ دینا تقسیم ہوگا +

انتظام و خیر  
 جان مرد و  
 دوزخ اور  
 تین بیٹیاں اور  
 ایک بیٹی کے

ج۔ اس صورت میں ترکہ ۳۲۶ حصوں میں تقسیم ہوگا سب کا سب کا سب اور ایک نوجوان ایک بیٹی + بابت حصہ شریعی کی پانچ بیٹیوں کو ۲۲ یعنی ہر واحد کو  
 ۱۱ سہام ملینگے اور ان کو ۵۶ حصے بابت ایک سدس کے اور دختر کو ۲۸ سہام پہنچینگے یعنی ترکہ کا ایک نصف ۱۱۱ اور سولہ لگا اور بقیہ ۷۰  
 سہام بیٹیاں اور بیٹوں میں بزیو اور ان کے وارث عصبہ ہونیکے تقسیم کیے جائیں گے اور اس قاعدہ پر لحاظ ہے کہ مرد کا حصہ نسبت عورت کے حصہ  
 دو چند ہوتا ہے اور عصبہ ایک بیٹی کو ۲۰ سہام اور بیٹی کو ۱۰ سہام ملینگے + T

مقدمہ ۶۸

س ایک شخص دوزخ اور دو لہر اور ایک دختر چھوڑ کر گیا نجدہ دیشون کے ایک بیٹے دو بیٹیوں اور بیٹی پر نالتش کی ایسی صورت میں

عدد کے ساتھ ضرب دی جاتی ہے مثلاً  $128 = 16 \times 8$  +

+ اس قدر سے چھ قاعدہ سے تقسیم مذکورہ ۸۰ کی ایک پہل تین پائی جاتی ہے۔ چونکہ زوجگان کا حصہ ایک تین ہے لہذا ترکہ اول مرتبہ کم  
 ہے کہ ۸ حصوں پر تقسیم ہونا چاہیے اور اصل تقسیم کا عدد ۸ ہے لیکن ۸ کا تین ایسا اور وہ ۲۴ زوجگان میں بغیر کسی کے تقسیم نہیں ہو سکتا علا  
 ان کے ۲۲ دعویدار اور بیٹی اور ان کے دعویداروں میں دو عورت کی جگہ ایک مرد شمار کیا گیا ہے اور دارخون کے دو بیٹیوں اور ان کے  
 سہام کی تعداد میں نسبت متبائن پائی جاتی ہے مثلاً  $1 = 2 - 3 = 4 - 5$  اور  $1 - 2 = 3 \times 4 = 12 - 22$  اور دارخون کے فریق کی تعداد  
 میں نسبت متوافق پائی جاتی ہے مثلاً  $5 \times 2 = 10 - 22$  اور قاعدہ یہ ہے کہ پہلے عدد کے مقسوم الیکو جو اس صورت خاص میں ۲ ہے  
 دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دیجا اور حاصل ضرب کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً  $22 \times 2 = 44 = 8 \times 52$  +

+ اصول وراثت دفعہ ۱۳

+ دفعہ ۳۳

+ دفعہ ۱۶

T مقدمہ سے سب سے تقسیم مذکورہ دفعہ ۸۱ کے ساتوں قاعدہ کی پیش پائی جاتی ہے چونکہ زوجگان کا حصہ ایک تین اور ان کا حصہ ایک  
 سدس ہے لہذا ہر چیز دفعہ ۶۶ اصول وراثت کے ترکہ اول مرتبہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہونا چاہیے اور ۲۴ اس صورت میں پہلی تقسیم کا عدد ہے  
 لیکن بعد سہائی ۱۲ سہام یعنی نصف ترکہ جو دختر کا حصہ ہے اور ۱۲ سہام یعنی ترکہ سدس جو ان کا حصہ ہے اور ۳ سہام یعنی ترکہ کے تین  
 جو زوجگان کا حصہ ہے صرف پانچ حصے واسطے دارخان عصبہ کے تین اور ان دارخون میں ایک بیٹی کا حصہ سب کا حصہ اور بیٹوں کے حصہ  
 ہوا ہے اور پہلی تقسیم میں کسی کو نہیں ہو سکتی اور عدد ۳۰ ہی دوزخوں میں بغیر کسی کے تقسیم نہیں ہو سکتا پس دارخون کی دو بیٹیوں میں  
 تقسیم کے ساتھ یعنی ۱۲ اور سہام اور عدد دارخون میں ہر دو صورت نسبت متبائن کے مثلاً  $1 - 2 = 3 - 4 = 5 - 6$  اور  $1 - 2 = 3 - 4 = 5 - 6$



سوال ہے مستند ہو تب یہ کہ اراضی مذکورہ سابقاً عبد السبحان کی ملک ہے تھی اور یوں منبسطی کے محمد تقی کو حاکم عمر کے حکم سے ملی پس اسے جو زمین  
 جاہلداد کو عبد السبحان متوفی کی ملک سے تصور کرنا چاہیے اور وہ پہلے اسی کے دارنوں اور قائم مقاموں میں تقسیم ہونی چاہیے اور بدرجہ اخیر محمد تقی  
 اور علی نقی میں جیکے قائم مقام کلثوم خانم اور مرزا مہدی میں چنانچہ مستحقین کے حصص شرعی کی تفصیل ذیل میں لکھی جاتی ہے اور محمد تقی نے جو کل اہل  
 حصہ اپنے بیٹے مرزا ساجد اور ساجد بن وقف کیا ہے عمل اسکا صحیح اور جائز نہیں ہے اور بموجب مسکا امام محمد کے وقف کرنا محمد تقی کا اپنے بیٹے کے  
 حصہ کو یو جہ نہ ہونے اسکے تین کے بجایے لیکن بموجب قول ابو یوسف کہ جب اکثر علماء کا اس باب میں عمل ہے وقف کرنا بیٹے کے حصہ کا جائز ہے  
 اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ سپرد کرنا تو لیت کا عورت کو درست ہے پس اس صورت میں مطابق مسکا ابو یوسف کے عمل کرنا مناسب ہے اور محمد تقی نے  
 جو اپنے بیٹے کا حصہ وقف کیا اور سکا جائز قرار دینا بنظر بحال کہینے تقسیم نامبروہ اور استحقاق ان دارنوں کے جبکہ اس نے خود اپنے نسل سے محروم  
 رکھنا چاہا لازم ہے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ اراضی متنازعہ کہی عبد السبحان کی ملک سے نہ تھی بلکہ محمد تقی نے از سر نو حاصل کی اور یہ بنا پایا  
 کہ اسکی زوجہ بذریعہ دست آویز نشہ اسکے قابض ہوئی تو از روئے قول امام محمد کے جیسے اس باب میں اکثر علماء کا عمل ہے وقف ناجائز ہے اور مطابق  
 اس صورت فرضی کے محمد تقی کی جاہلداد اسکے دارنوں میں مطابق اونکے سهام شرعی کے تقسیم ہوگی چنانچہ تفصیل ادن کی ذیل میں لکھی جاتی ہے  
 اور اگر اسی مقدمہ میں امام محمد کے قول پر عمل کیا جاوے اور وقف ناجائز قرار پائیے تو وارث محروم نہیں کیے اور اگر ابو یوسف کے قول کے مطابق وقف  
 جائز ہے تو وارث محروم رہیں گے پس مطابق جملہ حالات کے امام محمد کے قول پر عمل کرنا مناسب ہے

ذکر اس صورت  
 جب وقف کرنا  
 مستوفی کو جائز  
 وقف پر مشتمل  
 ذیل ہے

تقسیم جاہلداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ عبد السبحان متوفی کی مملو کہ ہے

عبد السبحان متوفی

دختر  
 حیاتی خانم  
 ایک حصہ

دختر  
 مصری خانم  
 ایک حصہ

سپر  
 مظفر حسین  
 دو حصہ

مظفر حسین متوفی

ہمشیر  
 حیاتی خانم  
 ایک حصہ

مصری خانم متوفیہ

ہمشیر  
 مصری خانم  
 ایک حصہ

ہمشیر  
 محمد تقی  
 دو حصہ

ہمشیر  
 حیاتی خانم

استحقاق بیکہ  
 بحالت موجود  
 ہر ایک دو حصہ  
 یکہ  
 استحقاق دو حصہ

استحقاق شوہر کا  
 بحالت موجود  
 ہر ایک دو حصہ  
 اور ایک حصہ

اور یہ بیعت معلوم ہو گئی تو فائدہ کے مطابق پہلے عدو کو اور پھر عدو کے ساتھ ضرب و جانی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد سے  
 ۲۰۰ - ۸۰ - ۸۰ = ۴۰  
 اور تقسیم حاتی خانم اور مصری خانم کے ساتھ ہر دو عبد السبحان کی دختر تھیں بلکہ اگر اور مانع ہو کہ اگر یہ حالت نہ ہو تو ہر ایک کو



بر  
علی نقی

بر  
حسن عسکری  
۲۰ سهام

۳۰ سهام  
اور بعد وفات حیاتی خانم کے

شوہر  
محمد تقی

مہینہ زادہ  
حسن عسکری

مہینہ زادہ  
علی نقی

۲۰ حصے

۲۰ حصے

۲۰ حصے

حسن عسکری مشونی

بیانی  
علی نقی

باب  
محمد تقی

بیزان

علی نقی

محمد تقی

۵ سهام

۱۱ سهام

تقسیم جائیداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ ملوکہ عبد البجان نہیں ہے اور حیاتی خانم نے بعد اپنے شوہر کے وفات پانی +

زوجہ  
حیاتی خانم

زوجہ  
منہ

زوجہ  
زینب

۵ سهام

۵ سهام

۵ سهام

بر  
علی نقی

دختر  
ضحیہ

دختر  
فاطمہ

دختر  
عائشہ

۲۲ سهام

۱۱ سهام

۱۱ سهام

۱۱ سهام

اور واضح ہو کہ بجا پر یہ عورت ہے جسے بقدر وسعت اثتہ گذر گیا ہے اور علی نقی کا حصہ بقدر پانچ آنہ بارہ گذر گیا ہوگا +

اوسکی بیوی کے ساتھ کلین کرنا شرعاً منع ہے لیکن بعد وفات زوجہ کے اوسکی مہینہ کے ساتھ کلین کرنا جائز ہے +  
+ بقدر یہ قاعدہ ہنرمند تقسیم مندرجہ ذیل ہے کہ ایک ہانہ تیل پانی جاتی ہے اور وہ چھ حصے داروں کے دو فریق میں حصوں کے  
جاکر تقسیم نہیں کیوں اور دونوں فریق کی کہ او میں نسبت متساوی پانی ہے مثلاً جو کہ زوجہ بجان کا حصہ ایک تیل ہے نہایت کم گو کم از کم آتہ  
حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بخوان کیے زوجہ بجان کا حصہ ایک تیل ہے لیکن ایک بعد دوسریں زوجہ بجان کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور بقیہ حصے

استحقاق شوہر کا  
بحالت موجودہ ہے  
مہینہ کے دو بیٹوں  
کے +

استحقاق بیوی کا  
بحالت موجودہ ہے  
بیانی کے +

استحقاق بیوی کا  
بحالت موجودہ ہے  
تین زوجہ اور  
تین دختروں کے

مقدمہ ۷۰

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ان اور ایک بیٹے اور دو فرزند پائی ایسی صورت میں ترکہ اور اس کا کسٹور تقسیم ہوگا۔

ج۔ بموجب مسکو عول کی ترکہ متوفی کو ۳ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بچہ ان کے زوجہ ۳ اور بیٹے ۶ اور ان ۴ سهام باقی ہے +

مقدمہ ۷۱

س۔ ایک عورت نے دو دختر اور ان اور باپ اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی ایسی حالت میں بچہ دین ہر متوفی کے اور سکی مان کو کسٹور ملنا چاہیے +

ج۔ متوفی کے کل ترکہ یعنی دین ہر اور اور قسم کی جائیداد کو ۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بچہ ان کے مان کو ۲ سهام اور باپ کو ۲ اور شوہر کو ۳ اور بیٹی کو ۶ سهام لینے چاہیں +

مقدمہ ۷۲

س۔ ایک شخص نے جاریہ کے بطن سے دو دختر چھوڑ کر جاریہ کی حیات میں وفات پائی ایسی صورت میں جاریہ یعنی لڑکیوں کی مان اپنے آقا

ترکہ سے کسٹور حصہ بانکی مستحق ہے یا نہیں اور اگر ہے تو ترکہ ان میں شخصوں میں کسٹور پر تقسیم ہوگا۔

ج۔ بظہر حالات مندرجہ سوال کی جاریہ کو متوفی کے ترکہ سے حصہ بانگیا مطلق استحقاق نہیں پہنچتا اور اگر سوال میں وارثوں کی توضیح

ہوئی ہے تو متوفی کے ترکہ سے پہلے اوکے بھارت تجیز و تکفین ادا ہوں اور بعد از ان اس کا قرضہ جائز دیا جاوے اور اگر کچھ فاضل ہے

تو اس کو شرح کے بموجب متن حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے بچہ ان کے دو حصے بیٹوں کو ٹینگے یعنی ہر واحد کو ایک حصہ ملیگا اور بقید ایک

حصہ وارث عصبہ کا حق ہے در صورتیکہ ایسا وارث موجود ہو اور اگر موجود نہ ہو تو کل ترکہ فرض اور روکی رو سے بموجب اصول سائل وارث

یکے دختر کو ملیگا چنانچہ سراجہ میں یہ لکھا ہے کہ موانع ارث جاریہ میں اول ریت عام اس سے کہ وہ کامل ہو یا ناقص واضح ہو کہ لفظ کامل

سے ریت قطعی مراد ہے اور لفظ ناقص کا اطلاق رت بدر و مکاتب اور ادن کثیر ہے جو صاحب اولاد ہوں متوفی کی پیشان میں

صورتوں میں مستحق ورنہ بلانے کے ہوتے ہیں اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو ثلث ملتا ہے +

باقی ۵ وعوید اردن میں بجز لڑکی کے تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں اور وہ وعوید ار قرار دینے کی وجہ سے ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دختر کی نسبت دو چند ہوتا ہے

لیکن تعداد زوجہ یعنی متن اور اور وعوید اردن کی تعداد میں نسبت متساوی ہے پس ایسی حالت میں قاعدہ ہے کہ حصہ داروں کے ایک فریق کی تعداد کو

دوسرے فریق کی تعداد کے ساتھ ضرب دیا اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے بعد دیکے ساتھ ضرب دین مثلاً  $5 \times 3 = 15$  اور  $8 \times 15 = 120$  +

+ مقدمہ سے مسکو عول کی تقسیم لازم آتی ہے وفات ۶۸ و ۹۰ اصول وارثت۔ بموجب فہم ۶۵ اصول وارثت کے جائیداد کو پہلے ۲ حصوں پر

تقسیم کرنا چاہیے تاکہ بچہ نہ بچہ حصہ داروں کے ایک حصہ دار ربع اور دوسرا ثلث اور تیسرا نصف کا مستحق لیکن بعد جائزہ زوجہ کے ایک حصے یعنی ۳ سهام

اور ان کے ایک ثلث یعنی ۲ سهام کے ہیں اس لیے ایک نصف باقی نہیں رہتا جس کا ۱۲ کے ۲ سهام تم کو دیکے باقی مان کا جملہ وارث اپنا حصہ با سکیوں

+ مقدمہ سے مسکو عول کی ایک اور مثال پائی جاتی ہے تہذیب مقدمہ ۷۰ سے بیان کیا ہے +

۵ صورت میں مسکو عول کی پیش پائی جاتی ہے۔ اصول وارثت ۹۲۔ دختروں کا حصہ ترکہ سے ہر فرد و شریک لیکن بچہ کو ۳ سهام

استحقاق نہیں  
حالت موجود  
چھٹے مان اور  
زوجہ کے

استحقاق نہیں  
حالت موجود  
ہر بیٹے مان اور  
باپ اور شوہر کے

استحقاق نہیں  
اور ان کی مان  
جو ایک متوفی کے  
جاریہ ہے

مقدمہ ۷۳

س - ایک عورت اپنے بہن اور شوہر اور چند بزرگ اور زادیے اور چچا کا بیٹا اور او بیٹوں کی اولاد چھوڑ کر وفات پائی اس صورت میں عورت  
ذکرہ کی وفات کے بعد انخاص ذکرہ میں سے کون شخص مستحق پائیے اور کسی جایداد کا ہر گاہ +

استحقاق بہنوں اور چچا کے بیٹے کا بھائی اور بیٹے کے ساتھ اور بہن کے ساتھ

ج - ۱ - عورت کے بھائی کے بیٹے اور او کے بھائی کے بیٹے اور او کی او بیٹوں کی اولاد کا مقابلہ متوفیہ کے شوہر اور بہن کے ورثہ میں کہہ استحقاق بہنوں  
جایداد کو وہ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے نصف او میں سے ہمیشہ کو اور نصف شوہر کو ملیگا +

س - ۲ - شوہر مر گیا اور شوہر چھوڑ کر مر گیا علاوہ ایکے اور کوئی شخص مستحق حصہ باعصبات میں سے موجود نہیں ہے اس صورت میں کس شخص کو جایداد  
از روئے شرح درائت ملنی چاہیے +

استحقاق بہنوں اور شوہر کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور شوہر کے ساتھ

ج - ۲ - در حالیکہ مر نہیں ہوئے اور کوئی شخص مستحق حصہ باعصبات اور عصبی موجود نہیں ہے تو ہمیشہ اپنے بھائی کا کل ترکہ بائگی اور گودہ  
ترک متوفی کو زویہ سے حاصل ہو یا کسی اور طریقہ پر نصف او کا شرح کی رو سے حصہ ہے اور نصف ترکہ زویہ سے +

مقدمہ ۷۴

س - غلام حسین کی وفات کے بعد اس کی زوجہ جایداد اراضی پر استحقاق کی رو سے قابض ہوئی بعد از ان وہ ایک بیٹی اور ایک علاتی چھوڑ کر گئی  
اس صورت میں جایداد ذکرہ جو بیٹہ متوفیہ قابض تھی اس کی بیٹوں کو ملنی یا غلام حسین کے بھائی کی بیٹہ یا بھائی کے بیٹوں کی بیٹوں کو پہنچیگی - اور اس

غلام حسین کا استحقاق اور علاتی کی حالت موجودگی میں

پہلی صورت میں جایداد ذکرہ کس حساب سے اذکوہ دیا جائیگی +

ج - غلام حسین کی زوجہ مرتے وقت جایداد اراضی پر بھو راگہ قابض تھی لہذا جایداد ذکرہ اور اس کی بیٹی اور علاتی کو بلائگی ملنی  
حقیقی کو تین حصے بہنوں کے اور علاتی کو ایک حصہ ملیگا +

مقدمہ ۷۵

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور دو بیٹیاں چھوڑ کر وفات پائی اور دونوں شخصوں کو سبھلہ جایداد متوفیہ کے کس حساب سے حصہ ملیگا +

زوجہ کا استحقاق اور بیٹیوں کے ساتھ اور شوہر کے ساتھ

ج - کل جایداد ۶ حصوں میں تقسیم کیا جائیگی بیٹوں کے دو حصے زوجہ کو دیے جائیں گے اور سات سات حصے ہر ایک دختر کو ملیں گے +

اور وارث موجود نہیں ہیں لہذا ہمیشہ حصہ ہی حاصل ہو رہا ہے اور بی بی بی بی +

۱ اصول وراثت دفعہ ۹۲

۱ - مقدمہ سے متیل مسئلہ رد کی پائی جاتی ہے - اصول وراثت کی دفعہ ۹۳ ممانہ کی جاتی ہے - جایداد چھ حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے تھی بیٹوں اور

بہنوں اور علاتی کا حصہ اور نصف ہمیشہ حقیقی کا - اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ ممانہ کی جاتی ہے لیکن اس میں برابر ایک کے حصے اور نصف او

ترجیح کے لہذا کل جایداد کو چھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے بیٹوں کے تین حصے بیٹی کے دو حصے اور علاتی کا حصہ ہے اور بی بی اور بی بی بی بی

۱ - مقدمہ سے ہی مسئلہ رد کی پیش پائی جاتی ہے بیٹوں اور بیٹیوں کے ایک ایک حصہ ہے عورت میں وہ حساب  
کیا گیا ہے ہر حصہ کے انخاص حصے کے مترادف اور جو از روئے مسئلہ رد مستحق اپنے حصوں کے ہیں - اصول وراثت کی دفعہ ۹۵ ممانہ کی جاتی ہے

مقدمہ ۷۶

س۔ ایک شخص نے ان اور ایک زوجہ اور حقیقی بہائی کی دو دختر جو ہر کردفات بائی اس صورت میں اسکی جاہداد موردنی اشخاص کو رہا یا

میں کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے ؟

ج۔ بعد از اخراجات ضروری کیے متوفی کی کل جاہداد اول بارہ حصوں میں تقسیم کرنی چاہیے مگر چونکہ یہ صورت منکرہ سے متعلق ہے لہذا بارہ حصوں کے برابر حصے کر کے چاہئیں بجز ان کے ایک زوجہ کا حق ہے اور بقیہ تین حصے ان کو شرعاً بیٹے اور چونکہ کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہیں ہے لہذا وہی حصے اور یہی حصے ہی پہنچے۔ متوفی کے حقیقی بہائی کی بیٹیاں واسطہ دار ان بعد میں شمار کیجاتی ہیں اور بجالت موجود ہونے وارثان جائز کے اوکو کچھ حصہ نہیں ملکتا۔

اشخاص زوجہ کا حالت موجود ہونے کی بہائی کی بیٹیوں کے من بہالت ہونے پر بیٹے زوجہ وارثان کے ہونے کی

مقدمہ ۷۷

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بیٹی جو ہر کردفات بائی اور واسطہ داروں دو ذون کا متوفی کے ساتھ ثابت ہے اس صورت میں متوفی کی جاہداد

یہ بیٹوں و ذون شخص کس حساب سے ترکہ بائیں گی ؟

ج۔ متوفی کی جاہداد آٹھ حصوں پر تقسیم کرنی چاہیے بجز ان کے ایک حصہ زوجہ کو بیٹیاں اور باقی سات حصے بیٹی کو پہنچے مگر شرط میں یہ ہے کہ متوفی کے کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہ ہو۔ اور در صورت موجود ہونے ایسے رشتہ داروں کے بیٹی کو صرف چار حصے بیٹے اور باقی تین حصے عصبی کو

اشخاص زوجہ کا حالت موجود ہونے کی

دیے جائیں گی ؟

مثلاً اس صورت میں جبکہ بیوہ کو جو مستحق پانچ حصے کی از روئے درہنہ ہے اور صرف بیٹیوں کے حصہ پانچ کی مقدار ہے جاہداد کو کم از کم آٹھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور بعد میں پانچ حصہ بیوہ کے حصے باقی رہتے ہیں یہ دونے شخصوں میں جو روئی روئے مستحق پانچ حصوں کے ہیں تقسیم ہو جائیں مگر یہ تقسیم نیز کر کے نہیں ہو سکتی لہذا اس صورت میں نسبت باہن تعداد ان شخص کے جو روئی روئے حصہ پانچ کے اور تعداد حصص کی دریافت کرنی چاہیے یعنی  $2 \times 3 = 6$  اور ان میں نسبت بتیان ہے۔ اب عدد ۸ کو جس میں کل جاہداد تقسیم کی گئی اور ان شخص کی تعداد سے جو روئی روئے حصہ پانچ کے مستحق میں ضرب دینی چاہیے مثلاً  $8 \times 2 = 16$  واضح ہو کہ شوہر روئی روئے شرعاً حصہ پانچ کا مستحق نہیں ہے اور زوجہ اور بیٹوں میں کثیر ہر اور زوجہ اور وارثوں کے ساتھ مستحق ترکہ ہوں تو حصہ فرید صرف دیگر وارثان مذکور کو محدود کرتا ہے۔

۴ اصول وراثت کی دفعہ ۳۲ روئے ان کا حصہ نفل ہے اور دفعہ ۴۱ کے بموجب زوجہ کا حصہ ربع ہے پس اصول وراثت کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جاہداد ۱۲ حصوں میں تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت منکرہ ہے مستحق ہے لہذا جاہداد کم سے کم عدد میں تقسیم کرنی چاہیے اور عدد ذرا مطابق حصہ اس شخص کے جو جو روئی روئے کچھ پانچ مستحق نہیں ہے اور اس صورت میں حصہ ایسے شخص کا ایک ربع ہے لہذا جاہداد کو چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ اصول وراثت کی دفعہ ۹ ملاحظہ کیجیے۔

۵ در صورت ہونے اولاد کے زوجہ کا حصہ ایک شرحیم اور اولاد اس صورت میں صرف ایک دختر ہے پس حصہ اولاد کا کوئی جاہداد نصف ہے لیکن چونکہ شوہر اور زوجہ دونوں مستحق پانچ حصوں کے ہیں لہذا تین فرید حصے دختر کو محدود کر کے پانچ حصوں کو اور اولاد عصبی



استحقاق میں  
میں جیکے جگہ میں  
میں ہیشرا اور ہیشرا  
کی وفات کے بعد  
مر گیا ہو

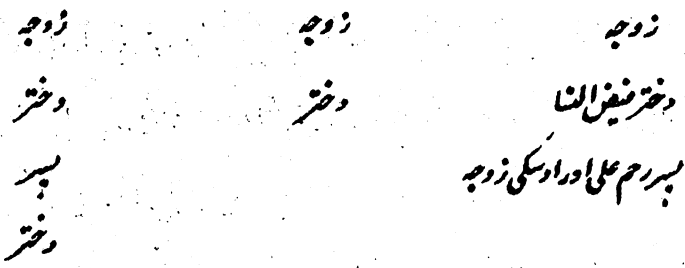
مسماۃ بیرون کو اور ۱۵۶ حصے قاسم علی ابن سوہن کی دختر سماء اور گاہن کو ملین کیے +

مقدمہ ۸۰

میں - ایک شخص جاہل اور اراضی کا مالک ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بہائی عیال کی چوڑ کر گیا بعد از ان بیٹا ہی لا اولہ مر گیا اور دختر میں حیات

تقسیم حصص کے حساب کی ایک صورت یہ پائی جاتی ہے +

شجرہ خاندان محدود اول متوفی



محمد و اصل کی وفات کے اور سکی تین زوجہ اور تین بیٹیاں اور بیٹا وارث ہیں زوجگان کا حق بھارت ہونے اور لاد کے من میں چنانچہ اس صورت میں ایسا ہی ہے تاکہ زوجگان کا حصہ اور بہر کا جو دختر کی نسبت دو چند ہے نیز کہ کہ تین کیا جائے وہ یہ کہ کوئی ایسا کم سے کم عدد تلاش کیا جاو جس سے ایسی تقسیم عمل میں آسکے ظاہر ہے کہ عدد آٹھ سے ایسا ہو سکیگا لیکن چونکہ عدد ۸ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲۰ سے ہے لہذا ہر ایک زوجہ کو پانچ حصے یعنی تینوں کو ۱ حصے یعنی ۱۲۰ کا من ملیگا۔ بہر ۲۲ حصے یعنی ہر ایک دختر کی نسبت دو چند حصہ پاسگا دوسری اور تیسری زوجہ کی وفات کے بعد ان کے حصے اور ان کی دختروں کو پہنچنے اور ہر ایک کو اس طریقہ سے ۲۶ حصے ملینگے اول زوجہ کی وفات کے بعد ایک پانچ حصے باہین ایک بہر اور دختر کے اس نسبت سے کہ بہر کو دو چند پہنچے تقسیم ہونے چاہیں لیکن اسکی کل جاہل اور یعنی پانچ حصے اسطور سے نیز کہ تقسیم ہونے سکن نہیں لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ۱۵۰ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۳۰ سے ان میں سے بیٹے کو ۲۰ حصے ملینگے اور دختر کو

۱۰۔ بہر کی وفات کے بعد اسکی کل جاہل اور بالخصوص بہر کے اسکی زوجہ کو حاصل ہوگی۔ تیسری زوجہ کی دختر کے حصے کے بعد اسکی جاہل اور چار حصوں میں تقسیم ہونی چاہیے ہتی بھلا ان کے دو حصے ایک بہر کے دختر کو ملنے چاہیں تھے اور ایک ایک حصہ اسکے سوتیلی ہمیشہ کا حق تھا لیکن اسکی کل جاہل اور یعنی ۲۶ حصوں کو اس طریقہ سے بغیر کہ تقسیم کرنا غیر ممکن تھا اسلئے ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۱۵۶ سے بھلا اس تعداد کے ۸ حصے پڑتے اور ۳۹ سوتیلی بہن کو ملینگے گرچہ کہ ایک حصہ کی نسبت بڑا ناچار تھا اسولئے فرد ہوا کہ کل حصوں کو اسی مطابق بڑا ناچار ہے یعنی ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۲۰ سے اس حساب سے رحم علی کی بیوہ کا حصہ یہ ہوگا

$10 \times 26 \times 21$  اور بیٹوں کا حصہ یہ ہوگا  $39 \times 6 \times 26 \times 21 = 1190$  اور بیٹوں کا حصہ یہ ہوگا  $10 \times 26 \times 21$   
 $39 \times 140 = 5460$  حصے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہوتی کو پہنچنے اس حساب میں بہر فرض کر لیا گیا ہے کہ تقسیم جاہل اور بعد وفات رحم علی کے عمل میں آئی اور رحم علی نے قبل منے اپنی سوتیلی بہن سوہن کی وفات پائی اور دین و جہہ سوہن کی جاہل اور سے کہ چہ نہ پاسکا اور اسی سبب سے رحم علی کی زوجہ سوہن کی جاہل اور سے کہ چہ حصہ نہیں پاسکتے لیکن اگر رحم علی کے میں حیات سوہن نے وفات پائی ہو تو سوہن کی جاہل اور سے

اپنے سوتیلے چچا کے کل جائیداد پر قابض ہوئی اس صورت میں دختر کو مستحق اپنے کل جائیداد کی ہے یا ایک جزو کی +

استحقاق دختر کا  
بہت ضروری ہے  
یعنی اگر چاہے اس  
صورت میں چچا  
بیٹا قبل تقسیم کر گیا  
ہو

ج - صورت مذکورہ بالا میں دختر کا حصہ دو ٹکٹے ہے اور ایک سوتیلے چچا کا ایک ٹکٹ یعنی کل جائیداد میں حصوں میں تقسیم کیا جائیگی جن میں سے دو دختر کو ٹیکٹے اور ایک بوجہ وارث حصہ ہو ٹیکٹے چچا کا من ہے +

مقدمہ ۸۱

س - ایک عورت نے چار دختر اور ایک بھرا اور ایک شوہر چھ بچے رکھے۔ بیٹا قبل تقسیم جائیداد کے بہن اور باپ چھ بچے رکھے۔ اس صورت میں عورت مذکور کی جائیداد اور نارحی القایم یعنی شوہر اور چار دختروں کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی +

ج - اگر کل جائیداد عورت متوفیہ کی ہے تو شرح کے بموجب اول اس کی بیٹیوں کو تقسیم کر کے مرثیہ میں آتی جلیے بعد ازاں بقیہ جائیداد کا ایک ٹکٹ اس کی وصیت کے بموجب مرث ہونا چاہیے ان اخراجات کے بعد جو باقی بچے وہ آٹھ حصوں پر تقسیم کیا جائیں اور ان کے چار حصے شوہر کو ٹیکٹے اور ایک حصہ چاروں بیٹیوں کا من ہوگا +

نصف حصہ اس کی پوتی کو ٹیکٹا اور باقی جائیداد دونوں سوتیلی بیٹیوں اور سوتیلے بیٹا کی مرث علی کے امین تقسیم ہوگی اس حساب سے کہ بیٹائی کو بیٹیوں کی نسبت دو جزو حصہ ٹیکٹا لیکن ظاہر ہے کہ سون بیکہ ۲۶ جیسے باہم ورنہ مذکور بلا کہ تقسیم نہیں ہو سکتے لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا ضروری ہے مثلاً اگر ۲۶ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۳۱۲ سے بخود ان کے ۱۵۶ جیسے پوتی کو اور ۷۸ سوتیلے بیٹائی کو اور ہر ایک سوتیلی بہن کو ۹۰ ٹیکٹے مگر اس صورت میں اور حصص کو بھی بڑا نافرد ہے مثلاً اگر ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۲ کو ہے ۱۲۰ سے اس حساب سے مرث علی اور بعد ازاں اس کی زوجہ کا یہ حصہ ہوگا  $۶۲۲ = ۷۸ \times ۴۰ \times ۱۲ \times ۲۶$  اور بہنوں کا حصہ یہ ہوگا  $۳۹ \times ۱۲ \times ۲۶ = ۱۲۰$  اور فیض النساء کا حصہ یہ ہوگا  $۳۱۱ = ۳۹ \times ۲۰ \times ۱۲ \times ۲۱$  باقی ۱۵۹ جیسے جیسا کہ پیشتر مذکور رہا پوتی کو ٹیکٹے یہ ایک عدد طریقہ حساب کا بہن ہے اور اس سے خواہد رسید کی نسبت جسکی نسبتیں نہ تفسیر مقدمات آئندہ سے معلوم ہو گئیں زیادہ تر مشکل پڑتی ہے +

۴ - یہ ایک آسان پیش مسئلہ مناسبت کی ہے اصول دراشت کی دفات ۹۶ و ۹۷ و ۹۹ معانیہ لکھا میں - اصل مالک کی وفات کے بعد اس کی جائیداد تقسیم ہونی چاہیے ہی اور اس میں اصول دراشت کی دفعہ ۲۱ کے بموجب اس کے بیٹائی کا بوجہ موجود ہے سوتیلی کے بیٹے کے کچھ حق نہ تھا باہم مذکور کے من جیسے ہو کر وہ حصے بیٹے کو لینے چاہئیں تھے اور ایک حصہ کی دختر مستحق تھی - بہر کی وفات کے بعد باہم اور ایک دو حصوں اور ان حصص کی شداد کے جزیرہ اس کی جائیداد کو تقسیم کرنا ضروری ہے نسبت و مگر یہ چاہیے اور یہ تعداد اس صورت میں ۲ ہے یعنی اصول دراشت کی دفعہ ۲۱ کے بموجب بہن کا حصہ نصف ہے اور باقی نصف سوتیلے چچا کا من ہے جو اصل مالک کا بیٹائی اور وارث حصہ ہے عدد ۲ اور م تقسیم شدہ اصل میں اور شداد حصص کا مشروب نیز نصف یعنی مرث ایک ہے لہذا دفعہ ۹۹ کے بموجب مرث دینا ضروری نہیں ہے +

۵ - اصل مالک کے وارث اس کا شوہر اور اس کا بیٹا اور چار دختر ہیں چنانچہ اس کی وفات کے بعد اس کی جائیداد آٹھ حصوں پر تقسیم ہونی چاہیے تھی بخود ان کے شوہر اور بیٹا اور دو حصوں کا من تھا اور باقی ایک حصہ چاروں دختروں کو ملنا چاہئے تھا اس کی جائیداد اس کی وفات کے بعد تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دونوں حصے جو بھرا کے من سے رہا گیا تھے اور ایک اپ کو لینے چاہئیں کہ وہی اس کا مرث وارث ہے

مقدمہ ۸۲

س- ۱- ایک شخص نے صین حیات اپنی جاہداد کو باہم بھرا در و ختر کے سادی تقسیم کر کے وفات پائی بعد از ان پسر ہی بہن اور زوجہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت میں بہن مستحق در نہ پائے گی یہ یا بہن اور اگر یہ تو کس قدر جاہداد کو ملے گی +

ج- ۱- ختر کے بموجب دوسرے شخص ستونی یعنی بیٹے کی جاہداد کو چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سبھا اور ک ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی تین حصوں کی ستونی کی پیشتر مستحق ہے +

بیشتر کا وہ بچا ہے جو بیکہ

س- ۲- اگر شخص مقدم الذکر بعد تقسیم کرنے اپنی جاہداد کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر جا اور بعد از ان بیٹا ہی زوجہ چھوڑ کر وفات پائے اور جاہداد مذکور تقسیم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں کس قدر جاہداد بیٹے کی زوجہ کو اور کس قدر ختر کو ملنی چاہیے +

ج- ۲- جو شخص اول مر گیا اور اس کی جاہداد کو تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور تین حصے بیٹے کو دینے جائیں اور ایک حصہ ختر کا حق ہے۔ بعد از ان پسر ستونی کی جاہداد کو چار حصوں میں تقسیم کر کے سبھا اور ک تین حصے اور ایک بہن کو ملیگا اور اس کی زوجہ کو پچھنچکا اس سوا سبھی شخص اول کی کل جاہداد کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ اور ایک بیٹے کی زوجہ کو دیا جائے اور پانچ حصے ختر کو ملنے چاہئیں +

دختر کا استحقاق بحالت مردگی بیکہ زوجہ کے اس صورت میں جبکہ بیکہ وفات اپنے باپ کے ہو +

س- ۳- اگر پسر ستونی کی زوجہ کے ایک دختر ہوئی ہو اور اس نے پانچ برس کی عمر میں وفات پائی ہو تو اس صورت میں دختر مذکور کس قدر جاہداد کی مستحق تصور کیا جائیگی اور اس کی وفات کے بعد حصہ اور اس کا کس کو ملیگا +

ج- ۳- صورت مذکورہ بالا میں ستونی اول کی جاہداد تین حصوں پر تقسیم ہونی چاہیے سبھا اور ک بیٹے کو دینے چاہیے اور ایک حصہ ختر کو اور پسر کی وفات کے بعد ایک دو حصہ کو آئندہ حصوں پر تقسیم کرنا لازم ہے ان میں سے ایک حصہ اور اس کی زوجہ کو ملیگا اور باقی اس کی دختر کو اور تین پسر کو پچھنچکے اور دختر کی وفات کے بعد اسکے چاروں حصے اس کی ماں کو ملیگا۔ اس سوا سبھی ستونی اول کی کل جاہداد کے ۱۲ حصے کرنے چاہئیں

دختر کا استحقاق بمقابلہ بیٹے کی زوجہ کے حصہ میں جبکہ بیٹا بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر ہو کر مر گیا اور اس دختر نے بیٹی وفات پائی ہو +

سبھا ان کے پانچ حصے اسکے پسر کی زوجہ کو اور سات اس کی دختر کو ملیگے +

بہنوں کا ان میں کچھ جتن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے جاہداد کو آئندہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے سبھا ان کے چار حصے شوہر کو یعنی در جو اسی زوجہ اور دوسرے ورثائے میں ملنے چاہئیں اور باقی ایک ایک حصہ چاروں دختروں کو جو انہیں اور ان کی ماں سے ارث میں پہنچا ہے

۴ ان سوالات سے بہت آسان تشلیں مناسحت کی باقی جاتی ہیں پہلی تقسیم میں جاہداد کے تین حصے کرنے چاہیے تھے تاکہ پسر کو دختر کی نسبت دو چہ حصہ ملتا۔ اور دوسرے مرتبہ کی تقسیم میں پسر کی جاہداد کے چار حصے کرنے لازم تھے سبھا ان کے زوجہ کا حصہ ایک چہ تھا۔

لیکن چونکہ یہ صورت سکنا مناسحت سے متعلق ہے لہذا مناسبت مابین تعداد حصص پسر ستونی اور اس تعداد کے چھ حصہ جاہداد تقسیم کیا جائے دیکھنی چاہیے مثلاً ۲۸۲ = ۴ اور ان کا دین ۲ ہے پس سکنا مناسحت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ اصل تقسیم کے عدد کو

بالاجمال وبالانفرادہ دوسرے درجہ کے وارثوں کی تعداد کے نصف سے ضرب دیں اور اس تعداد وارثوں کو ان حصص کی تعداد کے نصف سے جگہ پانچا ستونی مستحق بنا کر ضرب دیں۔ اس صورت میں تعداد مذکور مرث ایک ہے لہذا ضرب دینا ضروری نہیں ہے مثلاً ۲۸۲

= ۶ مثلاً ایک شخص نے ذیل زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹی کو پانچ حصے دینے چاہئیں گے +



مقدار ۸۲

ہیں۔ ایک شریف زود جمیدہ اور تین بیٹے زید کو دیکھو اور تین بیٹیاں جمیدہ کو دیکھو۔ زید کو دیکھو اور تین بیٹیاں جمیدہ کو دیکھو۔ تین اور دوسری زود جمیدہ کو دیکھو۔

توضیح میں حصص

۶ - ۲۳

جمیدہ	زید
دختر	پسر
۲	۲
	پسر
	۲
جمیدہ	جمیدہ
مہینہ	پسر کی زود
۳	۱

علیٰ بن القیاس تیسرے سوال کے مطابق دوسرے مرتبہ کی تقسیم میں پسر کی جاہد اور ایک آہد جیسے کرنے چاہیے۔ ان میں سے زود کا حصہ ایک من اور دختر کا نصف ہونا چاہیے تاکہ ۲ اور ۸ عدد ۲ برتوان میں اور جو قاعدہ کہ پچھرا سوال کہ جواب میں منقول ہے اور ایک ہر جیب ۳ کو م کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً  $۳ \times ۳ = ۹$  سجدہ اور ایک پسر کی مہینہ کو ۳ حصے یعنی ۳ اپنے باپ کے اور ۳ بیٹی کے من کی روٹ لینگے اور پسر کی دختر جیسے یعنی اپنا نصف حصہ جائز پانگی اور پسر کی زود کو ایک حصہ یعنی ایک من جو اس کا حصہ جائز ہے پچھرا۔ فیبری مرتبہ کی تقسیم میں کل جائد اور دختر کی مانگو لینگے اور بہن کا حصہ زیادہ نہیں کیا جائیگا تفصیل اور حصص کی بہر ہے +

۱۲ - ۲۳

جمیدہ	زید
دختر	پسر
۲	۸
سکینہ	زید
زود	پسر
۱	۸
	جمیدہ
	دختر
	۲

چونکہ وفات پالی رشتہ کی وفات کے بعد اور جاہداد کی تقسیم کے قبل اس کی زید و بکر اور دبیٹے زید و بکر اور ایک بیٹی محمودہ کے لیے یہ دیگر یہ وفات پالی اب درنارحی القایم مرد اور جمیلہ اور سکینہ میں ان میں پہلے الگ کی جاہداد کس طور پر اور کس حساب سے تقسیم ہوتی جائیگی +  
ج۔ جاہداد کے ۱۶۲۸ اسیے کرینے جاہدین میں ان کے عمر کو ۸۶۴ سے اور جمیلہ کو ۳۲۲ اور اس قدر سکینہ کو لینے۔ ہرست ذیل سے اشخاص میں القایم کے اس سے وفات کی کیفیت واضح ہوگی جو ان کے رشتہ داروں کی وفات کے باعث سے بطریق ناسخت اور کو حاصل ہوا اور جنکی وفات اصل الگ کی کرینے کے بعد بکر جاہداد کی تقسیم کے قبل واقع ہوئی +

نکاح اور وصیت کا ایک  
زید اور بکر اور  
میں دینا اور ایک  
دو شخص زید و بکر  
۴۰۰ ہر ہر ہر ہر ہر  
زید اور بکر اور  
ایک اور زید و بکر  
کو بھرتے کرے اور  
وفات پالی ہے

$$1628 = 3 \times 542 = 8 \times 42$$

	محمودہ	سکینہ	بکر	عمر	جمیلہ	زید	جمیلہ
۴۲ =	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۹
	۵۶	۵۶	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	
	۱۶۸	۱۶۸	۳۳۶	۳۳۶	۳۳۶		

جمیلہ متوفیہ

	محمودہ	سکینہ	جمیلہ	بکر	عمر	زید
۸ =	+	۱	۱	۲	۲	۲
	+	۹	۹	۱۸	۱۸	۱۸
		۲۷	۲۷	۵۴	۵۴	

زید متوفی

	محمودہ	سکینہ	جمیلہ	بکر	عمر
۶ =	+	۱	۱	۲	۲
	+	۶۵	۶۵	۱۳۰	۱۳۰

بکر متوفی

	محمودہ	سکینہ	جمیلہ	عمر
۲ =	+	۱	۱	۲
	+	۱۳۰	۱۳۰	۲۶۰

محمودہ متوفیہ

	سکینہ	جمیلہ	عمر
	۳۲	۳۲	۸۴

کل

	سکینہ	جمیلہ	عمر
	۳۳۲	۳۳۲	۸۶۴

استحقاق میں ہونے  
مقابلہ میں ہونے  
اور ایک زوجہ کے

استحقاق میں ہونے  
بجائے ہر دو بیٹے  
در پیشہ کے

استحقاق در سب کے  
بجائے ہر دو بیٹے  
در پیشہ کے

استحقاق بیانی کا  
سبب اور ہونے کا

استحقاق سوتیلے  
بیانی اور سوتیلے  
میں کا

اس صورت سے اس خاصہ کی سبب بنی پالی جاتی ہے جو درباب وراثت میں ایک اول مرتبہ تقسیم جاہداد کے بعد تقسیم ہونے

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص نے دو بیٹے جو حقیقی بہائی ہیں چھوڑ کر وفات پائی دو نونے جایدا و پدی کو باہم سادی تقسیم کر لیا اور اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوئے ورنہ کی تقسیم کے چند سال بعد چوتھا بیٹا ایک زوجہ اور چار بیٹیاں چھوڑ کر گیا اور زوجه بعد وفات اپنے شوہر کے اوٹکی جایدا و پر قابض و دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے یعنی چونکہ زوجہ کا حصہ ایک من ہے لہذا ظاہر ہے کہ اگر آٹھ حصوں کے کم میں تقسیم کیا جائے لیکن عداد زوجہ کے نو شخص اور بیوی و عویار میں اور ۹ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹا نیز دو دختر و کن تصور کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ بعد از ایک من زوجہ کے باقی ۷ حصے ۹ عویاروں میں بیکر کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے پس زوجه کو اکسہام اور روس کی تعداد میں مناسبت دریافت کیا جیسا کہ پہلے معلوم ہوا ہے کہ ان میں نسبت متبائن ہے مثلاً ۷ = ۹ - ۲ اور ۲ x ۲ = ۳ - ۱ - ۷ - ۱ ایسی صورت میں قاعدہ کی روشنی سے حصہ داروں کی تعداد کو حصوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ x ۹ = ۷۲ اور یہی حاصل ضرب مطلوب ہے۔ دوسرے قسم کے حصہ داروں کی تقسیم کا پہلا قاعدہ متعلق ہے سو تیلی بیٹی کو کچھ نہیں مل سکتا اور چونکہ مرد کا حصہ نسبت عورت کے دو چند ہے لہذا حصہ داروں کی تعداد ۸ ہوتی ہے اور اگر جایدا و آٹھ حصے کیے جائیں تو وہ بیکر کر کے تقسیم ہو سکتی ہے لیکن زوجہ کی جایدا و اوٹکی وفات کے وقت تقسیم نہیں ہوتی تھی پس یہ دریافت کرنا ضرور ہوا کہ ہر وارث کا استحقاق مناسبت کی روشنی سے کس قدر ہے اور دریافت کرنا اس امر کا ضروری ہے کہ حصوں کی کل تعداد اور اس حصہ کی تعداد میں جو زوجہ کو چھٹی تقسیم میں ملنا چاہیے تھا کیا نسبت ہے چنانچہ وہ عدد ۹ ہے مثلاً ۸ = ۹ - ۱ - ۱ اور چونکہ ان کا عداد من نسبت متبائن ہے لہذا ہر جب قاعدہ مناسبت مندرجہ دفعہ ۸ اصول وراثت کے پہلی قسم کے حصہ داروں کے حصوں کو بالا جمال اور بالا افراد دوسری قسم کے کل حصوں کی تعداد کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً ۸ x ۷ = ۵۶ اور ۵۶ = ۸ x ۷ اور ۱۱۲ = ۸ x ۱۴ اور ۱۱۲ = ۸ x ۱۴ - ۵۶ - ۵۶ - ۵۶ دوسرے قسم کے حصہ داروں کی تعداد کو بالا افراد اس حصہ کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زوجہ پہلی تقسیم کے وقت بائیں مستحق ہوتی تھی مثلاً ۹ x ۱۳ = ۱۱۸ اور ۱۱۸ = ۹ x ۱۳ - ۹ - ۹ - ۹ تیسری قسم کے حصہ داروں میں ہی تقسیم کا پہلا قاعدہ حسب وجہ مذکورہ بالا صادق آتا ہے اور بطور دریافت کرنا اس میں ہے کہ قاعدہ جو ہر وارث کو کل میں مناسبت کی روشنی سے حاصل ہو ہی قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے مثلاً زید تو فی پہلی تقسیم کے وقت ۱۱۲ اور دوسری تقسیم کے وقت ۱۸ جیسے یعنی کل ۱۳۰ پا سکا مستحق تھا لیکن اس قسم کے حصہ داروں کی کل تعداد ۶ ہے اور عدد ۲۰ نکاد فی ہے یعنی ان میں نسبت متوافق ہے مثلاً ۶ x ۲۱ = ۱۲۶ - ۲۳۰ - ۲ - ۲ - ۲ - ۲ ایسی حالت میں ہر جب تک مناسبت مندرجہ دفعہ ۹ کے قاعدہ پہلے کہ پہلی قسم کے وارثوں کی تعداد کو بالا جمال اور بالا افراد اور بیوی دوسری قسم کے حصہ داروں کے سهام کی تعداد کو بالا افراد کو تیسری قسم کے وارثوں کے حصوں کی نصف تعداد کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳ x ۵ = ۱۵ اور ۱۱۲ = ۳ x ۱۱۲ اور ۳۳۶ = ۳ x ۱۱۲ اور ۱۷۸ = ۳ x ۵۹ اور ۲۴ = ۳ x ۹ اور ۲۴ = ۳ x ۸ بعد از ان تیسری قسم کے وارثوں کی تعداد کو بالا افراد اس حصہ کے نصف کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زید کو پہلی تقسیم کے وقت حاصل تھا مثلاً نصف ۱۳۰ کا ۶۵ ہے اور ۶۵ = ۲ x ۶۵ = ۱۳۰ اور ۶۵ = ۱ x ۶۵ = ۶۵ - جو تیسری قسم سے بھی ہے تو اسے متعلق میں مثلاً بکر تو فی ایک حصے پہلے تقسیم کے وقت ۳۳۶ اور دوسری کے وقت ۵۲ اور تیسری کے وقت ۱۳۰ ہر تین اور ان کی کل تعداد ۵۲ ہوتی ہے لیکن ۱۳۰ x ۲ = ۲۶۰ اور یہ عدد ہم پر متوافق ہیں یعنی ان میں نسبت متبائن پائی جاتی ہے اس صورت میں قاعدہ پہلے کہ ہر جب دفعہ ۹ اصول وراثت

ہوئے اور کسی سال کے متصرف رہی اور اسکی حین حیات جاہداد شوہر کی تقسیم عمل میں نہیں آئی بخیر متوفی کی بیٹیوں کے تین کا کٹھن ہو گیا اور ایک ناگنہا ہے بعد از ان زوجہ مذکورہ نے انتقال کیا لیکن چار پانچ سال قبل اسکی وفات کے اوسکے شوہر کا بہائی اور دو سکا بیٹا اور پوتا اسکی جاہداد شوہر ہی پر قابض ہوئے اور بلا شرکت غیرہ تمتع ہوتے رہے بہادر معلوم نہیں کہ انہوں نے جاہداد مذکورہ پر غصباً قبضہ کیا تھا یا برضامندی زوجہ کے۔ چاروں بیٹیان زندہ ہیں بخیر اولیک ایک بیٹی جاہداد پوری سے ایک بچہ کا دعویٰ کرتی ہے اور اپنی بڑی بہن جو ایک چچا کی زوجہ ہے اور چچا کے لڑکے اور پوتے پر جاہداد مذکورہ پر قابض ہیں ناشی ہے۔ شرح محمدی کے بموجب جاہداد پوری سے وعید متحق ہونے ایک بچہ کی ہے یا اس سے کہہ کم اور اگر وہ متحق ہے تو مسکوہ ہونے کی حالت میں اپنے یا اپنے شوہر کے نام سے ناشی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں ؟

ج۔ جاہداد جو ابتداء و دو بہائیوں میں تقسیم ہوئی وہ تقسیم بہت درست اور مناسب تھی اب چونکہ متوفی بہائی کی جاہداد کی نسبت مگر اس سے تو جاہداد کو دار فرائض کے باہم حصص جائزہ تقسیم کرنا چاہیے اور اس نظر سے اویسکے ۹۶ حصے کرنے لازم ہیں اور ان میں سے ۷۶ حصے چار بیٹیوں کو اور ۲۰ سہر کو ہینکے اور ہر دختر کو خوانہ وہ مسکوہ ہو یا غیر مسکوہ ۱۹ حصے دیئے جائیں گے۔ اسی وجہ سے بخیر ۹۶ حصوں کے وعید صرف ۱۹ حصے بائیں متحق ہے اور اس کے کچھ غرض نہیں ہے کہ قابضان حال جاہداد پر جائز یا ناجائز طور پر قابض ہوئے کیونکہ شرح کے بموجب بغیر موجودہ ہونے کی سطر کے استحقاق سزا آرزو ہے بہرہ وغیرہ کی حق مالکیت تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور ظاہر ایسا امر وقوع میں نہیں آیا لہذا اسطر کا قبضہ وعید کے استحقاق کا مانع نہیں ہے۔ وعید کا شوہر کسی حالت میں مجاز نہیں ہے کہ ناشی میں جوادگی زوجہ نے جاہداد پوری کی نسبت دائر کی ہے و علیٰ کذا کہ اس صورت میں استحقاق ملکیت مناسبت کی رو سے صرف زوجہ کو پہنچنا ہے ؟

استحقاق بہائیوں میں حالت مرد ایک زوجہ اور چار بیٹیوں کا صورت میں جبکہ درجہ اول تقسیم ترکہ وفات پائی ہو

ناشی نہ ہو صورت کا

مشافقہ مناسبت کے پہلی قسم کے حصوں کو بالاجمال اور بالانفراد اور دوسری اور تیسری قسم کے حصوں کو بالانفراد اور چوتھی قسم کے حصوں کی کل تعداد کے بچے کے ساتھ ضرب کیا لیکن چونکہ ہم کا راج ایسے لہذا ضرب دینا مفہول ہے بعد چوتھی قسم کے حصوں کو بالانفراد اوس کل حصہ کی مقدار کے چہارم سے جو بکر کو چھٹی تقسیم میں ملتا ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۲۰ کا راج ۱۳۰ ہے اور ۲۶۰ اور ۱۳۰ × ۱ = ۱۳۰ بعد وفات محمد کے بخیر ایک ۶۸ حصوں کے ۸۲ سہام اس کے سوتیلے بہائی کو ہینگے اور اسکی سوتیلی بیٹیوں سے ہر واحد کو ۲۲ سہام دینا چاہیے یعنی عود کا حصہ زندہ سے بیہ ہوگا ۸۲ × ۲۶۰ × ۱۳۰ × ۵۲ × ۲۲ = ۸۶۲۔ اور عید کا حصہ بیہ ہوگا ۵۲ × ۲۶۰ × ۱۳۰ × ۲۲ × ۲۲ = ۲۲۲۔ اور سیکند کا حصہ بیہ ہوگا ۱۶۸ × ۲۲ × ۲۶۰ × ۱۳۰ × ۲۲ = ۴۲۲۔

یہ سید مثال مناسبت کی ہے برادر متوفی کا ترکہ بموجب دفعہ ۶۹ اصول رشیدی کے ابتداء حصوں پر تقسیم ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے گئی لہذا اس سہام کی تعداد میں جواد کو ہینگے چاہیے تھے بقابل اس کے دار فرائض کی نسبت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ حصہ ۲ کا ۱۶۸ اور سیکند کا ۲۲۲ ہیں لیکن ان دونوں حصوں میں بیٹیوں سے لہذا بموجب قاعدہ مذکورہ ۱۹ اصول مناسبت کے اس حصوں کی تعداد کو چھٹی تقسیم کرنا چاہیے تاکہ دائر کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۲ × ۲۲ = ۴۸۴۔ اور اسکی دائرہ کو ۲۲۲ سے ۱۶۸ سے دو ٹکٹے ذریعہ ان کے استحقاق وراثت اور ۱۲ میں ایک ٹکٹے وراثت انکی ایک ٹکٹے چاہیے ؟

مقدمہ ۸۵

س۔ ایک شخص زودجا اور چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑ کر گیا لیکن اسکی جائیداد کی تقسیم بعد وفات اسکی دونوں زوجہ اور ایک دختر کے عمل میں آئی۔ زودجا اول ہے ایکے صرف ایک بیٹی اور دوسری زوجہ سے ایک بیٹی اور دو بیٹیاں تین اور باقی دو بیٹے ایک اور عورت کے بعد سے بیٹے زودجا اول میں حیات زودجہ نانی کے مرگنے اور زودجہ نانی کے قبل مرنے دختر کے وفات بائی اور دختر ایک شوہر چھوڑ کر مر گئی اس صورت میں جائیداد کے کتنے حصے کرنے چاہئیں اور عیدار کس حساب سے اونکے باجگے مستحق ہیں +

استحقاق چار بیٹیوں کا  
مقابلہ دو دختر  
اور زودجہ کے

ج۔ مستوفی کی جائیداد اول ۸۰ حصوں پر تقسیم کرنی چاہیے ان میں سے دس حصے یعنی ایک نون زودجان کا حق ہے یعنی ہر ایک زودجا پانچ حصے ہونگے اور اولاد زودجا کو انات کی نسبت دو چند حصہ ملے گا لہذا ہر ایک بیٹے کو ۱۲ اور بیٹی کو ۶ حصے ہونگے زودجا اول کی وفات کے بعد اسکا اولاد بیٹا صرف وارث اسکی جائیداد کا ہوگا علاقہ بیٹیوں کا اس میں کچھ حق نہیں ہے دوسری زوجہ کے وفات کے بعد اسکی پانچ حصوں کو اولاد حصص کی تعداد کے ساتھ چیز اوکو تقسیم کرنا چاہیے ضرب و پنچ سے ۷۰ حصے ہوں اور ان میں سے دس حصے اسکی لیسر کو اور پانچ دختر کو ہونگے۔ اور ان حصص کی تعداد کو جن میں جائیداد پہلے تقسیم ہوئی تھی جا کر کے عدد کے ساتھ جو تعداد بالفصل حصہ داروں کی ہے ضرب دینی جائے اس حساب سے زودجا اول کی وفات کے بعد لیسر کا حصہ ۲۵ = ۲ × ۱۲.۵ علی بن القیاس اسکا حصہ بیٹے اور بیٹیوں کے ساتھ بعد وفات ہے یکے بہر ہوگا ۱۲ × ۲ = ۲۴ اور دختر کا حصہ بہر ہوگا ۶ = ۲ × ۳ اور کل تعداد حصوں کی بہر ہوگی ۸۰ × ۲ = ۱۶۰ دختر کی وفات

استحقاق شوہر کا  
مجان موجود ہے  
بیانی اور بیٹی کے  
استحقاق دو زودجا  
اور اول زودجا کے

کے بعد اسکی جائیداد کے ۳۳ حصوں پر مشتمل ہے ۱۹ حصے کرنے چاہئیں اور ان میں سے اسکا شوہر ۹ حصے یعنی ایک نصف کا مستحق ہے اور بقیہ نصف حصہ باہم اور ایک حقیقی بیٹی اور حقیقی بیٹی کے اس حساب سے کہ دو چند حصہ دیکر کو پنچے تقسیم ہوگا یعنی بیانی کو ۶ اور بیٹی کو ۳ حصے ہونگے اور سوتیلے بیٹیوں کا کچھ حق نہ ہوگا۔ اب ان حصص کی تعداد کو ۶ سے جو بالفصل تعداد حصہ داروں کی ہے ضرب دینا چاہیے لہذا  
 $۹۰ = ۹ \times ۱۰$  اور  $۳۰ = ۹ \times ۲$  اور  $۱۲۰ = ۹ \times ۱۲$  اور  $۳۳۶ = ۹ \times ۲۸$  اور  $۱۶۸ = ۹ \times ۲۲$  اور  $۱۹۲۰ = ۹ \times ۲۱۶$   
 ان کے بیٹے کو ہر زودجا اول حصے بہر ہوگا  $۱۲۰ \times ۳۳ = ۳۹۶۰$  اور زودجہ نانی کے بیٹے کو  $۶۰ \times ۳۳ = ۱۹۸۰$  اور زودجہ نانی کی دو بیٹیوں کا حق صورت میں چیک اور زودجا اور ایک بیٹی کے بعد ہوگا  
 جیسا کہ اوپر مذکور ہے ۹۹ حصے ہونگے +

ایک لیسر اور زودجا  
تانی کی دو دختر اور  
ایک اور زودجا کے  
دو بیٹیوں کا حق  
صورت میں چیک  
اور زودجا اور ایک  
بیٹی کے بعد ہوگا  
ولادت بائی ہر وارث  
سوی ایک شوہر چھوڑ کر  
مر گئی ہے

۳۔ بی بی تم کے حصہ داروں کے تقسیم کے قاعدہ ہجرت کی مثال بائی جاتی ہے شرح کی رو سے زودجا کا حصہ نون ہے لہذا جائیداد کے کم حصے کہ آئندہ حصے کرنے چاہئیں۔ لیکن علاوہ ان کے دس اور عورت ہرین اور عورتوں کے کہ دس شمار کرنیکی وجہ یہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بیٹی کی نسبت دو چند ہے۔ واضح ہوگا کہ صورت میں زودجان اور اطفال کے حصص تین کرنے میں کسر واقع ہوتی ہے کیونکہ ایک حصہ دونوں زودجان میں بیٹے کے نہیں دیا جاسکتا اور بعد محسوب کرنے ان کے حصے کے ساتھ باقی حصے دس عیداروں میں بیٹے کے تقسیم نہیں ہو سکتے۔ صورت میں بعد ان کے مناسبت باہم زودجان اور اطفال کے حصص کی اور باہم اطفال داران کے حصوں کے گنہ متنازع ہے یہ فرود سیم کہ مناسبت باہم اطفال کے بالانفرد وراثت کی ہے اور یہ نسبت صورت میں متداول ہے یعنی عدد و کثیر میں ضرب و پنچ سے حاصل ضرب پورا

مقدمہ ۸۶

۱۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بہن اور دو دختر و وارث چھوڑ کر وفات پائی بعد ازاں ایک بیٹی لاولد اور ایک بچہ زوجہ مرگئی  
 بعد شخص مذکور کا بیٹا ایک زوجہ اور ایک بہن چھوڑ کر مر گیا اور ایک بہن بیٹی شخص مذکور کا پوتا بھی فوت ہوا اس صورت میں شرح محمدی  
 کے بموجب اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ اور دختر کے باہم جو موجود ہیں جایدا کو سطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ متوفیان مذکورہ بالا کی  
 حیات میں جایدا کی تقسیم کسی عمل میں نہیں آئی +

استحقاق و وراثت  
 اور ایک بہن کا  
 صورت میں جب  
 ایک دختر اور  
 زوجہ اور ایک  
 بیٹا اور بیٹے  
 کے ساتھ ہے  
 ہون اور مالک  
 زوجہ اور ایک  
 بہن چھوڑتا ہے

حج ۱۔ اصل مالک کی طرف ایک دختر اور بہن کی زوجہ موجود ہیں اس صورت میں جایدا کے تین حصے کرنے چاہئیں بجز اولد کے بیٹے کی زوجہ کو در حصہ  
 لینے اور دختر صرف ایک حصہ کی مستحق ہے کیونکہ اصل مالک ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارث چھوڑ کر مر گیا تھا اور زوجہ کا  
 ایک شرن تھا اور باقی جایدا کے مستحق بیٹے اور بیٹیاں اس حساب سے کہ ذکر کا حصہ انات کی نسبت دو چند ہوتا ہے یعنی بیٹی کا ایک نصف اور  
 باقی نصف دونوں بیٹیوں کا حق تھا یعنی ہر ایک دختر کو ایک ایک ربع ملنا چاہیے تھا۔ ایک دختر کی وفات کے بعد جو لاولد مرگئی اس کی جایدا کا  
 تین حصے کرنے لازم ہیں اور تین سے دو حصے اوکے بھائی کے ہیں اور ایک اس کی بہن کا حق ہے اور اصل مالک کی زوجہ کی وفات کے بعد اس کا حصہ  
 جائزین حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اور تین سے دو حصے اوکے بیٹے کو لینے چاہئیں تھے اور ایک حصہ ہی العاقم دختر کو۔ اور بچہ بیٹے کے حصے کے  
 جو اس کو اپنی بہن اور ان سے وراثتاً حاصل ہونا چاہیے تھا اس کی وفات کے بعد ایک شرن اور کسی زوجہ کو اور باقی اوکے بہن کو ملنا چاہیے۔ ایک  
 بہن بیٹی اصل مالک کے پوتے کی وفات کے بعد اس کی کل جایدا وراثت کی رو سے اس کی ان کو پہنچتی ہے کیونکہ ایک ثلث اس کا حصہ جائز ہے اور باقی دو

ہو ایسے مثلاً ۵۲ = ۱۰۰ یعنی تم کے پانچویں قاعدہ و ذمہ ۹ کے بموجب قاعدہ پہلے کہ عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً  
 ۸۰ = ۱۰ × ۸ زوجہ اول کی وفات کے بعد چھوڑا اس کا بیٹا صرف اس کا وارث ہے لہذا کہہ تقسیم عمل میں آئیگی۔ دوسری زوجہ کی وفات کے بعد  
 اس قاعدہ کے بموجب کہ ذکر کا حصہ انات کی نسبت دو چند ہے اس کی جایدا کو چار حصوں پر تقسیم کرنا لازم ہے لیکن چونکہ یہ صورت مسئلہ مناسحت سے  
 متعلق ہے لہذا نسبت باہم اور حصص کی تبادلیگی کی وہ اول مرتبہ کی تقسیم میں سختی پائی گئی تھی اور اس مقدار کے حصوں اس کی جایدا اور وفات کے  
 تقسیم ہوئی اور پہلی چاہیے ہے دونوں عدوم اور ہمتا بن ہیں یعنی ایک عدد پر تقسیم ہو سکتے ہیں اور تقسیم ان کی کسی تیسرے عدد سے ممکن نہیں اس صورت  
 میں اصول مناسحت کی ذمہ ۹ کے بموجب قاعدہ پہلے کہ چھٹی تقسیم کے حصوں کو بالاجمال اور بالانفراد اور حصص کے ساتھ زمین زوجہ ثانی کی  
 وفات کے بعد اس کی جایدا و تقسیم ہوئی ہے بالاجمال ضرب دیجیے مثلاً ۸۰ × ۲ = ۱۶۰ اور ۲۰ × ۲ = ۴۰ اور ۴ × ۱۴ = ۵۶

اور ۲۸ = ۲ × ۱۴ اور دویں داران حال کے حصص کو بالانفراد اور حصص کی تبادلیگی کے ساتھ جیکے بائیں تفریق پہلی تقسیم کی ہے سختی تفریق بین  
 مثلاً ۵۲ = ۱۰ اور ۵ × ۱۰ = ۵۰ تیسرے مرتبہ کی تقسیم میں دختر کی وفات کے بعد ان قواعد کے بموجب کہ ذکر کو لاولد ہونے کی صورت میں نصف حصہ اور  
 ذکر کو نسبت انات کے دو چند حصہ دختر مذکور کی جایدا چھ حصوں میں کہ سے کم تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہ صورت مناسحت کی ہے لہذا ہی حساب کرنا  
 عمل میں آئیگی اور یہاں پہلی شرط ہوگا اور تبادلیگی مناسبت کا نتیجہ ہی وہی ہوگا کیونکہ ۲۲ = ۲ × ۱۱ اور ۱۱ میں نسبت متساویں ہے مثلاً ۵۲ = ۲ × ۲۶ اور  
 ۳ = ۱ × ۳ اور ۲ = ۲ × ۱ اور بموجب قاعدہ مرقومہ بالا کے ضرب دینے سے حاصل ضرب ۹۰ = ۲ × ۴۵ اور ۲۰ = ۲ × ۱۰

مذکورہ بالا  
مذکورہ بالا  
مذکورہ بالا

اور نیکو قاعدہ رکھی ہوگی۔ اس تقسیم کے بموجب اصل مالک کی جاہداد کا وراثت ادیکے بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور باقی ایک حصہ اسکی  
 دختر کو ملنا چاہیے ۴ سراجیہ میں لکھا ہے کہ "زوجہ کو دو صورتوں میں ترک ملنا ہے اگر ایک یا چند زوجہ ہوں تو ہر اوس حالت میں دیا جائیگا  
 کہ اسکی یا ادیکے بیٹے کی یا اور اولاد سے اسی سلسلہ میں نہوار ایک سن اور صورت میں جب اسکی یا ادیکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ میں  
 ۴ سناسخت کی صورت میں حساب مفصل ذیل کی رو سے تقسیم عمل میں آئیگی چونکہ ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارثت میں اور جیسے دعویٰ  
 کے بغیر کسی کے تقسیم نہیں ہو سکتے لہذا بموجب تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۷ کے ابتداءً اُجابداد کے ۳۲ حصے ہر جاہلین اور بیٹے کے زوجہ کو چار اور بیٹے  
 ۱۴ اور ہر ایک دختر کو ۷ حصے ہینگے دوسرے رتبہ کی تقسیم میں بعد وفات ایک بیٹی کے اسکی ماں اور بہائی اور بہن ادیکے وارثت میں اور تاکہ ایک  
 سدس مان کو دیا جائے متوفیہ کی جاہداد کو ۹ پر تقسیم کرنا چاہیے تھا لیکن چونکہ جیسے دعویٰ وارثت کے باہم بغیر کسی کے تقسیم نہیں ہو سکتے لہذا اس دوسرے  
 رتبہ کی تقسیم میں جاہداد متوفیہ کو تیسرے قاعدہ تقسیم کے بموجب اٹھارہ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور بیٹے کے ماں کو ۳ اور بہائی کو ۱۰  
 اور بہن کو ۷ حصے ملنے چاہئیں لیکن چونکہ یہ صورت سناسخت سے تعلق ہے لہذا فروریہ کے سناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے متوفیہ کو  
 قبل وفات حاصل ہے اور ان کے جنین اب اسکی جاہداد کو تقسیم کرنا چاہیے وراثت کیلئے مثلاً ۷ = ۱۸ - ۲ = ۴ اور ۳ = ۷ - ۳ = ۴ اور ۳  
 = ۱ - ۲ = ۱ این نسبت متوازن ہے بل صورت میں بموجب اصول سناسخت دفعہ ۹۸ کے قاعدہ یہ ہے کہ اول رتبہ کی تقسیم کے حصوں کو بالاجمال اور بالافراد  
 دوسرے رتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۱۸ x ۳۲ = ۵۷۶ اور ۴ x ۲ = ۸ اور ۱۸ x ۱۲ = ۲۱۶ اور ۷ x ۳ = ۲۱  
 = ۱۲۶ اور دوسرے قسم کے حصص کو بالافراد ان حصص کے ساتھ چکی تقسیم اول کی وقت دختر مستحق ہی ضرب دینا چاہیے مثلاً ۷ x ۳ = ۲۱  
 اور ۷ x ۱۰ = ۷۰ اور ۷ x ۳۰ = ۲۱۰ تیسرے رتبہ کی تقسیم میں ماں کی وفات کے بعد اول قاعدہ تقسیم کے بموجب اسکی جاہداد کو بیس  
 میں تقسیم کرنا لازم تھا سچل ان کے دو حصوں کا بیٹا سخی تھا اور ایک حصہ دختر کو ملنا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ یہ صورت سناسخت کی ہے لہذا سناسبت  
 باہم ان حصص کی تعداد کے جرم ان متوفیہ کو قبل وفات حاصل ہے اور ان کے جنین اب اسکی جاہداد کو تقسیم کرنا چاہیے وراثت کرنی ضروری ہے  
 پہلی تقسیم کے بموجب ایک ۹۳ حصے یعنی پندرہ رتبہ کی تقسیم میں ۷۲ اور دوسرے رتبہ ۲۱ حصے اب اسکی جاہداد کو تین حصوں پر بانٹنا چاہیے  
 مثلاً ۳۱ x ۳ = ۹۳ این نسبت متوازن ہے اور یہ ۳ کے عدد پر متوافق ہیں صورت میں اصول سناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب اول رتبہ کی  
 تقسیم کے حصوں کو بالاجمال اور بالافراد تیسرے رتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ٹلٹ کے ساتھ بالاجمال ضرب دین اور چونکہ ایک ٹلٹ بالاجمال  
 اس صورت میں صرف ایک حصہ لہذا ضرب دینا فضول ہے اور ان کے ۹۳ حصے اسکی وفات کے بعد باہم ادیکے بیٹے اور بیٹی کے اس حساب سے تقسیم  
 کئے جائیں گے کہ بیٹے کو دو چہد یعنی ۶۲ اور بیٹی کو ۳۱ حصے ہوں۔ بہا خیر صاحبوں کا لہذا اور دختر کے حصوں کو ۲ اور بہن کے ساتھ ضرب  
 رہنے سے حاصل ہے اور ۳ ایک ٹلٹ ہے ۹۳ حصوں کا جنکے بانکی زوجہ مستحق ہی۔ چوتھے رتبہ کی تقسیم میں بہن کی وفات کے بعد اسکی جاہداد کو  
 قاعدہ اول تقسیم کے بموجب آٹھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے تھا اور بیٹے کے ماں کو ایک حصہ زوجہ کا حق تھا اور سات حصے ادیکے بیٹے کو ملنے چاہیے  
 ہے مگر چونکہ یہ صورت سناسخت کے ہے لہذا سناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جرم ان متوفیہ کو قبل وفات حاصل ہے اور ان کے جنین اب اسکی  
 جاہداد کو تقسیم کرنا چاہیے وراثت کرنی ضروری ہے۔ پہلی تقسیم کے بموجب ایک ۳۸ یعنی بیٹی تقسیم میں ۲۰۲ اور دوسری تقسیم میں ۷۰

ماخذ در باب نفاذ وراثت  
ماخذ در باب نفاذ وراثت  
ماخذ در باب نفاذ وراثت

موجود ہو۔ علیٰ ذلک الغیاس خزون کی وراثت کی نسبت یہ لکھیے۔ پیشین خبر متوفی کے نطفہ سے ہون میں صورتوں میں وراثت پائی ہیں۔ اگر ایک دختر و نصف ماجداد کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انکو دولت ملیگا اور اگر ایک بیٹا ہی موجود ہو تو ذکر کا حقدار کی نسبت دو چند ہوگا اور نہ واسطہ دار عصبہ میں شمار ہوتی ہیں۔ پیشین خبر استحقاق وراثت کی نسبت کتاب مذکور میں یہ مذکور ہے۔ اگر بہائی حقیقی ہوں تو ان کا انکس کی نسبت دو چند ہوگا اور ان اس عصبہ سے کہ متوفی کے ساتھ واسطہ مساوی درجہ کا کہ متوفی میں عصبہ شمار کیا جاتی ہیں ان کے استحقاق ارث کی نسبت اسطور پر قوم ہے۔ وہ ان کو تین صورتوں میں وراثت ملتا ہے اگر ایک یا ایک سے زیادہ اور اولاد اسی سلسلہ میں جو ہر تو ایک سدس پہنچتا ہے اور اس قدر اس صورت میں ہی جب دو بہائی یا بہن یا دو سے زیادہ ہوں اور واسطہ کی جہت کا ٹکڑا جالیگا اور ان کے ہونیکے صورت میں ان کو کل ماجداد کا ایک ٹکڑا دیا جائیگا۔ اسی کتاب میں مسکو رو کی بابت یہ درج ہے کہ ”و معمول کی صورت مسکو میں ہے اور جب کچھ ماجداد بعد تقسیم مستحقین کے بچتی ہے اور اور کوئی دعویدار جائز باقی نہیں رہتا اور صورت اس صورت پر عمل کیا جائیگا یعنی جو ماجداد ماضی رہتی ہے وہ عصبہ داروں کی طرف مروجہ ان کے حقوق کے عود کرتی ہے۔“

مقدمہ ۸۷

۱۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بہائی اور ایک بہن اور زوجہ کا بہائی چھوڑ کر وفات پائی اس صورت میں بجز انخاص مذکورہ کے متوفی کی ماجداد انکو اور کس حساب سے ملیگی۔

استحقاق بہائی کی طرف ہون کا نتیجہ ہے کہ ان اور زوجہ کے بہائی کے اس صورت میں جو بیٹے بیٹے ہوتے ہیں ان کے وفات پائی ہو

ج۔ اس صورت میں کل انخاص مذکورہ بالا مستحق وراثت میں ماجداد کے بارے میں کہنے کا یہاں بجز ان کے متوفی کے بہائی کو چھوڑ کر اور اس کی بہن متوفی سے ملیگی اور ایک حصہ زوجہ کی مان کا اور دو حصے زوجہ کے بہائی کا حق ہے۔

اور میری بہن ۶۲ حصے ہے اب اس ماجداد کے اہل حصے کرنے چاہیں مثلاً  $۶۸ \times ۸ = ۵۴۴$  ان میں نسبت مندرجہ اول ہے اور عدد ۸ پر تقاضا میں اس صورت میں اصل ناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تین تقسیموں کے کل حصص کو بالاجمال اور بالانفرادہ چوتھے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ٹکڑے کے ساتھ بالاجمال ضرب دیں لیکن چونکہ ایک ٹکڑے بالاجمال حصوں کا اس صورت میں صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور نتیجہ کے ۳۸۸ حصوں کو اسکی وفات کے بعد باہم اسکی زوجہ اور بیٹے کے تقسیم کرنا چاہیے ان میں سے ۳۸ حصے یعنی ایک ٹکڑے زوجہ کا حق ہے اور باقی ۳۵۰ حصے کو بیٹے چاہیں یہاں آخر حساب حصوں کا پہلا اور زوجہ کے حصوں کو جو ۸۸ ہیں ۳۸ کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوا اور ۸۸ ایک ٹکڑے کا ۳۸۸ حصوں کا ٹکڑا بنایا اصل مالک کا بیٹا مستحق تھا۔ باوجودین مرتبہ کی تقسیم میں ہر تہ کی وفات کے بعد ایک ۳۳۶ حصے اسکی مان کو بیٹے چاہیں اور پہلے سے بیٹے کی زوجہ کو ۳۸۸ حصے ملتے لیکن اصل مالک کی دختر نے جو زندہ ہے اپنے آپ اور بہن اور مان سے ۱۹۲ حصے وراثت پائے لہذا ایک غیر مرتبہ کی تقسیم میں ماجداد کے ۵۶ حصے کرنے لازم ہیں اور یہ ۳۸۸ حصے یعنی دولت بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور ایک ٹکڑے یعنی ۱۹۲ حصے اصل مالک کی دختر کو ملیگی۔

۲۔ جو کہ دعویدار اس صورت میں متوفی کی زوجہ اور بہائی اور بہن میں اپنا ماجداد ابتداً چھوڑ کر بیٹے چاہیں یہ کہ تم تو اس حصص کی اور میں نے زوجہ کو ایک بہن یعنی ایک حصہ پہنچایا ہے اور بہائی کو دو حصے ملیں اور ایک حصہ میں کا حق ہے زوجہ کی وفات کے بعد اسکی ماجداد





مقدمہ ۹۰

س۔ ایک شخص صرف ایک دختر حمیدہ چھوڑ کر گیا بعد از ان حمیدہ نے ایک پسر زیاد اور شوہر بکر چھوڑ کر وفات پائی بعد شوہر ہی ایک زوجه جمیلہ اور ایک بیٹا زید چھوڑا اور زوجه پہلی زوجہ سے تھا اور ایک اور بیٹا عمر اور جابر بیٹان سکینہ و خاتون حمیدہ و عمدہ زوجہ علی القایم سے ہیں چھوڑ کر گیا اور میں جیات شخص مذکور کے ایک بیٹا اور تقسیم نہیں ہوئی اس صورت میں شخاص مذکورہ بالا ایک باہم جاہد اور کس حساب سے تقسیم ہوگی۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا میں جاہد کو ۲۵ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اس میں سے ۲۰ حصے زوجہ اول کے بیٹے اور ۴ حصے زوجہ علی القایم کے بیٹے اور ۸ زوجه کو لینگے اور باقی ۲۸ حصے چاروں بیٹوں میں تقسیم ہوں گے یعنی ہر دختر کو ۷ حصے ہونگے +

حالات لا اولہ ہونیکے ایک ربع ہے لہذا جاہد کو کم سے کم چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ بعد دیئے جانے زوجہ کے حصے کے ۳ حصے ہ و دارنوں میں تقسیم کیے جائینگے اصل میں وارث ۳ میں گرہ ہو اسیے مشارکے کیئے ہیں کہ مجاز حصہ کے ایک مرد و دو عورتوں کی برابر تصور کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ تقسیم نیز کر کے نہیں ہو سکتی ہو اسیے قاعدہ پہلے کہ نسبت باہم دارنوں اور حصص کے دیکھنی چاہیے اور وہ اس صورت میں متساوی سے یعنی ان اعداد کی تقسیم ہوجیے تقسیم تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے صرف عدد ایک سے ہو سکتی ہے یعنی ۲ = ۵ - ۱ قاعدہ سوم کے بموجب دارنوں کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۲ × ۵ = ۱۰ اگر یہ صورت مناسحت کی ہوتی تو ان اعداد سے مختلف حصے دارنوں کے قائم کیئے جاتے مگر چونکہ یہ مناسحت کی صورت ہے لہذا نسبت باہم نتیجہ مذکورہ بالا اور متونی کے حصص کی تعداد کے دیکھنی چاہیے ان میں نسبت متبادل ہے مثلاً ۲ × ۱۰ = ۲۰ اس صورت میں مناسحت کی دفعہ ۹ کے بموجب قاعدہ پہلے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالا جال اور بالافزادہ دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے مقسوم الیک کے ساتھ ضرب دین مثلاً ۲ × ۱۰ = ۲۰ الخ +

+ اس صورت مناسحت میں ہر دست مرقومہ ذیل سے درنیکے قائم مقام ہونیکے ترتیب واضح ہوگی +

حمیدہ ۶۴ × ۲ = ۱۲۸

زید ۶۴ × ۳ = ۱۹۲

بکر ۶۴ × ۱ = ۶۴

بکر ۶۴ × ۱ = ۶۴

عمدہ حمیدہ خاتون سکینہ عمر جمیلہ زید ۶۴ = ۱۴

حمیدہ کی وفات کے بعد جو تقسیم ہونی چاہیے تھی اور میں حمیدہ کی جاہد کو کم سے کم چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے تھا تاکہ اگر بچ شوہر کو ملتا اور شوہر کی وفات کے بعد اسکی جاہد کے کم سے کم آٹھ حصے کر کے جائیں تھے تاکہ اسکی زوجہ کو ایک من و با جانا اگر من وینے کے بعد بقیر حصص اور شوہر کے من بقیر کر کے تقسیم نہیں ہو سکتے اور چونکہ باہم ان کی تعداد حصص کے مناسبت دیکھنے کے بعد نسبت متساوی پائی گئی لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو درنا کی تعداد کے ساتھ جو ۸ سے ضرب دینی چاہیے اور ۸ تعداد اسو اسیے سے کہ باعتبار حصہ کے ایک مرد و دو عورتوں کی جلیے مشارک یا جلیے مثلاً ۲ × ۸ = ۱۶۔ پس بموجب مناسحت کی نسبت باہم ان حصص کی تعداد کے چیکے اپنا متونی اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت مستحق تھا اور ان حصص کی تعداد کے ہر دستہ کے مرتبہ کی تقسیم میں جاہد کو مستحق کرنا چاہیے دیکھنی ضروری ہے اور

استفادہ شوہر اور بکر اس صورت میں جب شوہر تقسیم کے ایک زوجه اور ایک اور بیٹا اور جابر بیٹان چھوڑ کر گیا ہے

مقدمہ ۹۱

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ حمیدہ اور تین بہنیں جمیلہ و منیدہ و عمدہ اور چچا کا بیٹا بکر چوڑا کر گیا بعد ازاں اسکی ایک بہن منیدہ نے حیات اشخاص تذکرہ بالا ایک دختر خاتون چوڑا کر وفات پائی بعدہ عمدہ ہی ایک دختر سکنہ چوڑا کر گئی اسصورت میں شرح کی بموجب اصل مالک کی جاہدہ حی القایم کے باہم کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے؟

استفانہ کی بیوی اور حسن بیٹی اور چچا کے بیٹے کا اس صورت میں چوڑا کر دینے میں تین ایک ایک بکر چوڑا کر دیں۔

ج۔ صورت مذکورہ بالا میں اول زید کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی جاوے اور اخراجات ان مراسم کے فضول بہون بلکہ بطریق مناسب عمل میں آئیں اور قرضہ و اجراء سکا ادا کیا جاوے بعد ازاں جو بچے ہیں سے ایک نٹ اسکی وصیت کی بموجب صرف ہو بقیہ جاہد اسکا ساخت کی بموجب ۴ حصوں پر تقسیم کیا جائے ان میں سے ۹ حصے حمیدہ اور ۴ حصے جمیلہ اور ۲ حصے عمدہ اور ۴ خاتون اور بقیہ سکنہ کو ملے گا +

نسبت متبائن پائی گئی پس نہایت کی دفعہ ۹ کے بموجب قاعدہ پہلے کہ اول رتبہ کی تقسیم کے حصص کو بالا اجمال اور بالانفرادہ و سہر رتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھ ضرب دین اور اس حساب سے بیٹا جو زوجہ اول سے ہے ۲۰۶ حصے یعنی اول رتبہ کی تقسیم کے وقت ۱۹۲ اور دوسرے رتبہ ۱۴ حصے کا + اس صورت میں اصول وراثت کی وفات ۱۴ اور ۲۵ کے بموجب جاہد کو ۱۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اور ان میں سے زوجہ کا حق ایک بربع اور بہنوں کا دو نٹ تھا لیکن عدد ۸ یعنی ۲ کا دو نٹ تین بہنوں میں بغیر سکنہ کی تقسیم نہیں ہو سکتا اور ۳ اور ۸ میں نسبت متبائن سے لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو اور دورنار کی تعداد کے ساتھ جنکو بلا کر حصہ بہنوں مل سکتا ہے ضرب دین مثلاً ۱۲ × ۳ = ۳۶ - ان حصص کی تقسیم سطور پر ہونی چاہیے +

حمیدہ جمیلہ منیدہ عمدہ بکر

منیدہ کی وفات کے بعد ان حصص کی تعداد یعنی ۹ میں چھ بانٹکی وہ رتبہ اول کی تقسیم میں مستحق تھی اور ان حصص کی تعداد یعنی ۸ میں چہرے اسکی جاہد کو تقسیم کرنا ضروری ہے نسبت متداخل پائی گئی لہذا اور حساب کرنا ضروری نہیں ہے اور اسکی ۸ حصوں کی اسطور پر تقسیم ہوگی +

جمیلہ عمدہ خاتون

علی ہا تقیاس اس قاعدہ کے بموجب عمدہ کی وفات کے بعد اسکی ۸ حصوں میں سے نصف اسکی دختر سکنہ اور نصف اسکی بہنیں جمیلہ کو ملے گا +

دوسرا باب

نظائر بیع

مقدمہ ۱

س۔ چند اشخاص کس قدر اراضی پر بلا اشتراک قابض تھے پھر ان کے ایک شریک نے بیزارتہ ساز اور شراک کے ایک دست آویز مشرک استمال چڑھا حقیقت پھر اراضی مشرک نہ کر کے ایک شخص اجنبی کے نام بیزارتہ ساز و دار بعد کے لکھی اور دست آویز میں ہتھیار لکھا کہ اراضی مشرکہ خاص میری ملک ہے ایسی صورت میں دست آویز جائز ہے یا نہیں +

زق در باطن  
دو چپ یک شرا  
جائزہ

ج۔ اگر دست آویز انتقال کا معجزہ نہ ہو کہ مقرب حقیقت اپنی سجدہ جایداو شتر کو غیر منقسمہ منتقل کی تو در صورت ہونے دست آویز بہ یکے وہ بیسے م  
تصریح حدود اور ایک شتر عام جائز تصور ہوگی۔ ہو سکتی کیونکہ وہ بہ بجا کالت نہیں ہے تصریح جایداو موہوبہ ناجائز ہے لیکن اگر بہت آویز سینا ہے تو وہ  
جائز تصور کیا جائیگی گویا سب کے اس شتر کے معادہ کی نسبت شاکت اور عدم توضیح اور شتر کا کی عدم ہستہ نما اور نہ تو تصریح حدود اور بجا کالت نہیں  
ہے پس اس طرح بہت قدر جائز اور واجب التعمیل ہے +

مقدمہ ۲

س۔ ایک شخص نے ایک جزوی قطعہ اراضی کرایہ لیکر سہرگان تعمیر کیا اور درخت لکھنے کے اور بعد از ان اس طرح دو بیٹے اور ایک زوجہ اور ان  
چھ بچے کے وفات پائی اور جایداو غیر منقسم رہی اور کسی وفات کے بعد اور اسکی ماں کی حیات میں اسکی زوجہ جایداو کے بیٹوں کے مکان اور  
درشتوں کو بیع کیا ایسی صورت میں اس طرح کا بیع جائز ہے یا نہیں یا ان ہی اپنے بیٹے کے ترکہ سے کسی قدر حصہ یا اسکی سوتیلی بیوی اور اسکی سوتیلی  
بچے کے ترکہ سے انھوں کو کور کو کس حساب سے حصہ ملیگا +

جایداو شتر کا  
بیعت حصہ بیع  
کچھ بیع کا  
اگر شتر کے بیع  
ہو تو +

ج۔ اگر بقید وارثوں نے جایداو غیر منقسمہ کو بیع کر لیا تو معادہ بیع ان کے حصص کی نسبت واجب التعمیل ہے لیکن جو وارث شریک  
بیع ہو وہ ترکہ سے اپنا حصہ یا بیعنا سوتیلی بچے کیونکہ اسکا استحقاق اور وارثوں کے فعل سے باطل نہیں ہوتا +

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص نے حین حیات اپنی جایداو اراضی کو تین مساوی حصوں پر تقسیم کر کے ایک جزو اپنی ہر زوجہ کے نام پر اور دوسرے میں ہر بچے کا کیا اور  
جایداو بیسید کا ایک جزو تقسیم ہو گیا اور باقی دو جزو غیر منقسم بنا بعد از ان سوتیلی کا بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا اس حصہ پر وراثتاً قابض ہوا  
جو اسکی ماں کے نام سے ہوا تھا اور اس نے بی بی حصہ کور کو بوض میں ہر اپنی زوجہ کے نام سے کیا اگر اراضی بیسید بظاہر ایک قبضہ اور اہتمام میں رہی  
ایسی حالت میں اس طرح کا بیع باوجود نہ ہونے بڑے ثبوت قبضہ تصرف شتر کا جائز ہے یا نہیں +

نوراً قابض کرانا  
یا جایداو بیسید کا  
قبضہ ہونا لازمی ہے  
نہیں +

ج۔ معادہ بیع کا جو از اس پر موقوف نہیں ہے کہ مشتری فوراً قابض کر لیا جائے اور اگر جایداو بیسید غیر منقسمہ ہو تو بی بی معادہ بیع میں کچھ غلط آتی  
نہیں ہوتی جس بیع کے ذریعہ سے کہ اصل مالک نے اراضی کو بقدر تین مساوی حصوں کے اپنی تین زوجہ کے نام منتقل کیا وہ جائز ہے گو کہ بقدر  
بزد اراضی مذکورہ کا تین ہوا ہوا اور باقی کی دوسری زوجہ سے جو بیٹا تھا وہ اپنی ماں کے حصہ پر وراثتاً قابض ہوا لہذا جو بیع کہ اسکی جانب سے  
ہو سکی زوجہ کے نام میں ہر کی عوضاً بابت حصہ کور عمل میں آیا وہ بی جائز ہے اور خود قابض اور تصرف رہا نامیرہ کا حصہ بیسید پر بعد کے قابل  
کالت نہیں ہے مشتری کو خریدنا ہے کہ جب مناسب ہے حصہ بیسید پر خرید لیا جائے + +

۱۔ شرع کی رو سے بیع اور بیع میں فرق ہے یعنی اگر صورت مذکورہ بالا میں جایداو بیسید کے ذریعہ بیع منتقل ہوئی ہوتی تو معادہ جائز نہیں تصور  
کیا جائے گا گویا سب کے بیسید صورت میں قبضہ ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ بجا کالت عدم تصریح و تین اس جزو کے حکم ہے کہ بیع سے منتقل کرنا منظور  
ہو تو قبضہ نہیں دیا جا سکتا +

۲۔ جو مسئلہ کہ مستند میں قرار پایا ہے اسکی متابعت مذکورہ دونوں مقدمات مذکورہ اندر سے ہوتی ہے +



باب یک اسطرخ کا مادہ جائز نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہا یہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی ایسی شرط جلازمہ مادہ نہ ہو درج کیجیے اور اس سے باہر یا  
 مشتری کا فائدہ مقصود ہر شے میں کہ فائدہ پہنچتا ہو تو ایسا مادہ ناجائز ہے۔ پس حدیث کو تجویز و تفسیح اس امر کی چاہیے کہ بیع بصورت مقدم  
 واقع ہر ماہانہ اور اگر ہوا جائز ہے اور اگر انعقاد پہلی صورت کے موافق ہے تو ناجائز ہے لیکن مضمون دست آویز اسطرخ کا بیع جبراً معلوم ہے  
 معاملات بیع و شری میں لکھا جائیگا اور اس سے یہ پایا نہیں جاتا کہ کوئی شرط خلاف مادہ ہوتی ہو۔

مقدمہ ۶

س۔ ایک عورت کے ایک نابالغ بیٹا تھا اور عرف وہی اوسکی ولی اور محافظ تھی بیٹی کی جاہداد غیر منقولہ سے ایک جزو دھیلے سبیل مصارف نائس کے  
 جراثبت حصول جاہداد مشترکہ دونوں کے دائرگی گئی تھی بیع کیا اور وہ مقدمہ آخر کا حسب ارادیکے فیصل ہوا۔ بعد ازاں اس نے بیٹا کو تجویز کیا  
 اور بیٹے کے دستخط لکھوا دیے اس صورت میں اسطرخ کا مینارہ مقدمہ اور بیع جائز ہے یا نہیں +

ج۔ ان کو درانتاً اپنے بربالانہ کی جاہداد کی نسبت نفاذ و استحقاق کا منصف نہیں پہنچتا پس بیع کرنا بربالانہ کی جاہداد غیر منقولہ کے ایک جزو کا  
 محض ناجائز اور غیر صحیح ہے۔

بربالانہ کی جاہداد  
 بیع میں لکھا گیا ہے۔

۱۔ اصول بیع دفعہ ۱۶۔ اس قاعدہ کا مقصود یہ ہے کہ ناجائز ماہدات کا ائنداد ہوا اور بعد تکمیل معاملہ بیع و شری کے تکرار واقع نہ ہو چنانچہ ہر بار میں  
 ایک یہ مثال لکھی ہے کہ ایک شخص نے غلام اس شرط سے بیع کیا کہ مشتری اوسکو بدلتے کیے آزاد کر دے اس صورت میں ایسی شرط سے مادہ بیع ناجائز  
 مقصود ہوتا ہے کیونکہ مشتری بربالانہ کے نقصان عاید ہوتا ہے اور اس صورت خاص میں بیٹے میں بیع یعنی غلام کا فائدہ مقصود ہے لیکن اگر  
 شرط لازمہ مادہ نہ ہو اور اس سے کسی فریق یا شخص خاص کا فائدہ مقصود نہ ہو تو مادہ ناجائز نہیں ہو سکتا مثلاً ایک شخص دوسرے کے ہاتھ کوئی  
 جانور ہر شرط سے فروخت کرے کہ مشتری اوسکو پہرچے کہ تو ایسی صورت میں تکرار واقع نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی خاص شخص مشتری کی نسبت دعوایہ  
 نہیں ہو سکتا ہر صفحہ ۲۶۶ جلد ۲ میں اگر مقدمہ مذکورہ بالا میں وجہ ثبوت ہے یہ پایا گیا ہے کہ باپ نے وقت کو بیٹے سے اپنے بیٹے کے کوئی ایسی شرط لکھی  
 جس سے خاص اسکا نفع مقصود تھا تو بیع کو ناجائز اور باطل تصور کرنا چاہیے۔

۲۔ ایک ہی سال ماہ کی زمین کو بی سال در سیر معنی سے جو اس عہدہ دار کا قائم مقام تھا پر چاہا گیا اور بیٹے نے جواب دیکھا کہ اگر بیع صحیح ہے  
 نابالغ کی نسبت نفع کی امید تھی تو بی مان اوسکی جاہداد اراضی کی بیع کر سکتی مجاز نہیں ہے لیکن ہر گاہ نابالغ بیٹا سے بیع ہو کر دے تو اس سے رضامندی اوسکی  
 ثابت ہے اور اگر شوکرانی دھیلے بیچنے مشتری کے حاصل ہے تو ایسا بیع بشرطیکہ اسکا باپ یا اوسکے باپ کا وصی یا اوسکا دادا یا حاکم وقت منظور کرے تو  
 جائز ہوگا لیکن یہ فتویٰ مقدمہ مذکورہ سے غیر مستقیم تھا کیونکہ بیع کے وقت نابالغ کا کوئی ایسا ولی موجود نہ تھا۔

۳۔ ان کو درانتاً صرف اسقدر نیتا ہے کہ بچہ کو کجالات طفولیت پرورش کرے اور اوسکا ازود و اچ کر دے لیکن بچہ اور عرف اسی حالت میں فروز سے  
 بیع ہوا مان کی کوئی راہ طہار پر ہی موجود نہ ہو اور بیع منقولہ نابالغ کی جاہداد کی نسبت اختیار حاصل ہے اور ان کی تفصیل اسی ترتیب سے ہے یعنی  
 باپ یا وہ شخص جسکو اپنے ولی مقرر کیا ہو یا دادا یا جن شخص کو داد اپنے ولی نامزد کیا ہو۔ اور اگر ادا نہیں کرے کوئی نہ تو حاکم وقت دتا ۲۰۰  
 اصول و روایات و نابالغی۔

مقدمہ ۷

س۔ ایک شخص نے جاہاد نادری کا ایک جزو بتین حصص میں کیا اور شے مسیہ کی کل زرخش کے وصول ہونے پر کسی کو تسلیم کیا اور شتری نے یہی جائز ہونا مسلمہ کا ظاہر کیا اور بائع و شتری نے بائع کی اور شکر کا پر دو حصے وصول نہ کرنا جاہاد مسیہ کی بظن تکمیل ساہدہ نائش کی اور دعا علیہ ہونے استحقاق بائع تسلیم کیا ایسی صورت میں بیع صحیح و جائز ہے اور شتری بزرگیہ او کے تہنہ بانگ استحقاق کہتا ہے یا تقسیم نہ کرنا جاہاد کا کل وارثوں میں دو حصے ناجوازی بیع کے کافی ہے اور اگر بائع اپنے بیان تحریری میں ہر بائع اور وصول بانا زرخش کا تسلیم کر کے سباز من دعا علیہ ہو کہ کہ ادا ہونے سے ایک او کی نانی اور باقی حالات میں دعویٰ ہے دست بردار ہو تو ایسی ہیست برداری سے استحقاق دوسرے عودیدار یعنی شتری کا زائل ہو گا یا نہیں۔

ج۔ جس بیع کا ذکر سوال میں ہے وہ شرعاً ہر طور پر جائز اور واجب التعمیل ہے اور تقسیم نہ کرنا جاہاد کا جو جب شرح وقایہ کے عدہ جواز میں نہیں ہے۔ جاہاد غیر منقولہ اور منقولہ ہونے کے دو حصہ تک کا بیع جائز ہے علی ہذا القیاس ہا یہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص منجملہ کسی مکان یا حمام کے حسین جو حصے ہوں دس حصے خرید کرے تو ایسا بیع کل عہدہ کے نزدیک جائز ہے اور بائع جو بعد تسلیم بیع اور وصول کل زرخش کے دست بردار ہو یہ ہر کسی طرح جائز است ناجوازی استحقاق شتری نہیں ہو سکتا اور ہا یہ میں یہ بھی ہر قوم ہے کہ اگر کوئی شخص بصحت حواس اور سن بلوغ میں کسی حق کو تسلیم کرے تو ایسا ازرا ماوہر واجب التعمیل ہے پس ایسی حالت میں شتر کو حصہ مسیہ کا استحقاق پہنچتا ہے۔

جاہاد غیر منقولہ  
شتر کے لیے جزو کا  
بیع ہر صورت میں  
جب بائع نہ بخواد  
ایک بیع سے بہت  
بردار ہو۔

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص نے اپنا مکان کر کے شتری سے زرخش وصول کر لیا اور بیعنامہ مقبدین جاہاد کو اہون کے لکھ دیا لیکن اپنی بیع نہ سنبھالنے کے لیے اور نہ قاضی کی ہر سوئی اور نہ جتہری سے سبھل اور نہ تاریخ دماہ تحریر ہوا بعدہ بائع نے سالہ بیع کی نسبت اعتراض میں کیے اور چہ چہ بیع بعد تحریر ہونے دست آویز نہ کر کے اور بیع شتری مذکورہ کرایہ کی بابت نائش داری کی ہی صورت میں اسطرح کا سالہ بزرگیہ بیعنامہ کے جائز ہے یا نہیں۔

ج۔ بیع کی تکمیل بزرگیہ ہونے ایسا قبول فیما بین بائع و شتری کے ہوتی ہے علاوہ ایک شتری نے زرخش بائع کو ادا کر دیا اور بائع نے اسے سبھل کر لیا ایسی صورت میں اعتراض بائع کا شراعتاً موثر نہیں ہے اور بائع کو شخص ثالث سے جو عودیدار حق شفیع ہے کہہ اسطرح نہیں ہے شفیع کو شتری پر نائش کرنا اختیار ہے اور تحریر نہ کرنا تاریخ کا بیعنامہ میں یا ہونا ہر اور جتہری کافی الواقع داخل بیعنامہ ہے لیکن اس ارشاد نفیس بیع میں کچھ مغلطہ واقع نہیں ہوتا اور بائع کا دعویٰ بابت کرایہ قبل بیع کے جائز ہے۔

اگر بیع اور طرہ  
محل ہر وقت بیعنامہ  
بیعنامہ سے کچھ مغلطہ  
واقع نہیں ہوتا۔

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے دو بیعنامہ یکے بعد دیگرے اپنی زوجہ کے نام لکھ دیے اور بعد تحریر ایک نو برس تک اپنی کل جاہاد پر قابض ہوا اور اس عرصہ میں بیع قرار معرہ دست آویزات سابقہ اسنے کوئی بیعنامہ یا ضابطہ ایسا نہ لکھ دیا جو قاضی کی ہر سے سبھل ہوا اس صورت میں جاہاد مذکورہ بالا

۱۔ مقدمہ میں بائع نے یہ بیان کیا کہ مجھ کو شتری کے ہاتھ جاہاد کے بیع کرنا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ استحقاق شفیع کا حرمان مقصور تھا لہذا بیع ناجائز ہے لیکن یہ عذر اسکا بجا بلکہ شتری کے بیع قرار پایا۔

۲۔ وضع نام مطالبات وغیرہ۔

شے بیع کی نسبت  
اہام کے باعث بیع  
مابہ باطل ہو جا  
۲

بعد وفات شخص مذکور کے اسکی زوجہ کی تصور کجائیگی باخاص متوفی کی تصور ہو کر اسکی وراثت میں تقسیم ہوگی +  
ج - بیع ناموں کے صلوم ہو تا یہ کہ شوہر نے اپنی کل جائیداد اراضی اور مکانات معرہ دست آویزات اور اثاث الہیت اور کل چیز کو جو در اثنا صلوم  
ہو معہ اس جائیداد کے جو صلوم تک اسکو حاصل ہو یا بعض ہندو ہزار روپے ہر ایک اپنی زوجہ کے نام بیع کیا بشرط اس مابہ کی لغات نہ ہوں  
اور یہ مابہ باطل اور درست ہے کیونکہ شے بیع کی تصریح نہیں ہوئی اور مابہ بیع اہام کے باعث ہے باطل ہو جاتا ہے + لہذا بیع کے  
ورثہ کو ایسے بیع نام کے تصور کرنا اختیار ہے اور مابہ بیع بیع قاضی کی ہر ہونے یا بعد بیع کے بیچ تو برس تک بیع کے قابض نہیں ہے  
یہ فرد نہیں ہے کہ بیع ناجائز تصور کیا جائے اور بیع مسترد ہونے اور بیع کے قرضہ ادا کے بعد بیع کے بعد اسکی جائیداد وراثت میں تقسیم ہوتی جا

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص نے اپنی کل جائیداد بیع مقاصد کے طور پر اپنی زوجہ کے نام بیع کی اور وہ آویز انتقال میں بچلا اور جائیداد کے کچھ اراضی ایسی بیع  
ہے جسکی نسبت مالک نے قبل تکمیل بیع مقاصد کے ایک شخص غیر کے نام چھ سال کے واسطے بالعرض چار ہزار پانچ سو ایک روپے کے پتہ کر دیا تھا سمورت  
میں اگر شترتہ کو بیع نام کے بموجب اراضی مذکور قبضہ حاصل ہوا ہو تو ایسی دست آویز بیع مقاصد کی یا نہیں +  
ج - سمورت مذکورہ بالا میں شرعاً واضح معرہ دست آویز بیع مقاصد خواہ ایک ہوا دو یا دویسے زیادہ دست آویز کے رو سے منتقل ہو جائیں  
کہ بیع قبضہ کے قبل تحریر ایسی دست آویز کے جائیداد مذکور کو چھ برس کے واسطے اجارہ تادی یا ہوا اور مابہ مذکورہ بالا کے بموجب شترتہ یعنی اسکی زوجہ مالک  
جائیداد مقصور ہوگی اور چونکہ مابہ بیع مقاصد میں شرعاً حاصل ہوا مغل قبضہ کا فرد نہیں ہے لہذا دست آویز بیع مقاصد ایسا صحیح تصور کجائیگی  
گو شترتہ کر کے کسی سال تک قبضہ حاصل نہ ہو + H

بیع مقاصد کی شترتہ  
میں فی الغرض  
ہونا قبضہ کا فرد  
ہو نہیں ہے +

مقدمہ ۱۱

س - اگر ایک شخص نے اپنے میں حیات اپنی جائیداد بطور بیع بالوفادس برس کے واسطے منتقل کر دی ہو تو بعد اسکی وفات کے اسکی زوجہ قبل قبضہ  
دست سینہ بلا ایفاء شراط مابہ کے شخص ثالث کے نام ایسی جائیداد کو بطور بیع کامل فروخت کر سکی مجاز ہے یا نہیں +  
ج - ایسا بیع شرعاً صحیح ہے لیکن نفاذ اسکا بیع بالوفادس کی فرضی ہے خصوصاً اگر اسکی رضی ہو تو نفاذ اسکا ہو سکتا ہے لیکن وہ اسکو مسترد نہیں کر سکتا

ذکر بیع کامل کا بیع  
بیع بالوفادس

- ۱ اصول بیع دفعہ ۱۳ +
- ۲ اصول مطالبات دفعہ ۳ +
- ۳ اصول بیع دفعہ ۱۲ +

۴ مابہ و لجا یاد کا بالعرض جائیداد کے بیع مقاصد کہلا تا یہ بیع نام ایک صورت بیع و شترتہ کی ہے لیکن ایسا مابہ جو خود شخص نہیں ہو تا یہ  
اسکی نسبت بلکہ ایک دوسرے کے قبضہ بیع کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے + ہا یہ شترتہ بلش منجبت صلوم صفحہ ۳۱ +  
H اگر سوال یا اوکے جواب میں تصریح ہم از نہیں لکھا کہ ہم مقصد بات ہے کہ با میں اور شترتہ کے ہا لگ لگان کیا جاتا ہے کہ شترتہ بیع کی کل جائیداد  
بالعرض ہر شترتہ کے منتقل کر دی لہذا ہم معاملہ نقل سے بالعرض کہیے - نفاذ وراثت کے ہا ہا میں مقدمہ کی تین ماہ تک کے لیے +



بجہ کامل کی منتزعی پر ہی نفاذ ایسے مجاہدہ کا نتیجہ ہے۔ لگروہ جاہلہ تو مانا انقضائے سبب استظار کر کے یا وہ فوراً بجہ بالفوادار کو ادکار و پیرا کر کے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت سے بجہ مشروطہ کا استدراک کر کے کیونکہ بجہ مشروطہ اور رہن کا اثر ایسا سادی ہے کہ اگر آپ بجہ مشروطہ کو بلا اجازت مرتب کر کے بجہ کر کے تو ایسا بجہ جائز ہے کہ بجہ کا نفاذ مرتب کی رضامندی پر ہو تو فیہ اور منتزعی کو ہی اختیار ہے کہ تا انقضائے مدت رہن کے انتظار کر کے یا عدالت میں مالش کر کے تک الزہن کر لے چنانچہ و قلیل میں یہ لکھا ہے۔ "مراہن کا بجہ کرنا اپنی بجہ مشروطہ کا مرتب کی خوشی پر منحصر ہے یا بجہ کے ادب سے کہ نفاذ مرتب کی رضامندی یا ایک فرض ادا کر کے ہو سکتا ہے پہلی صورت میں زرضن ہونے سے مشروطہ کے جمع کر دینا جائز ہے یا سائل صحیح کی رو سے مرتب کو بجہ کے مسترد کر لینا اختیار حاصل نہیں ہے لیکن منتزعی کو اختیار ہے کہ انھماک رہن تک انتظار کرے یا عدالت کے ذریعہ سے فلک الزہن کرے۔" خلاصہ میں یہی فتاویٰ درج ہیں انتہی سے یہ منقول ہے کہ "و قواعد جو رہن سے متعلق ہوں وہی بجہ بالفوادے ہی تلقین کرتے ہیں۔"

رہن کے قواعد ہیں  
مشروطہ بھی  
مستثنیٰ ہیں

مقدمہ ۱۲

س۔ شوہر نے حالت بیماری میں یا بچہ ذلیل و ناتواں کے اپنی کل جائیداد کو بجز زکوٰۃ کے ایک زوجہ کے ماتھے میں کیا اس صورت میں یہ بجہ مشروطہ جائز ہے یا نہیں؟

ج۔ جو بجہ قریب الہرگ ہو سکی حالت میں ایک وارث کے نام کیا جا اسکا صحیح ہونا اور زنا کی رضامندی پر منحصر ہے اگر انہوں بجہ کی نسبت ذکر اس سے نا  
جہ قریب الہرگ  
ہو سکی حالت میں  
ایک وارث کے  
نام کیا جاوے

ج۔ جو بجہ قریب الہرگ ہو سکی حالت میں ایک وارث کے نام کیا جا اسکا صحیح ہونا اور زنا کی رضامندی پر منحصر ہے اگر انہوں بجہ کی نسبت ذکر اس سے نا  
اپنی رضامندی ظاہر کی ہے تو ایسا مجاہدہ جائز اور واجباً تعمیل مقصود ہو گا ورنہ باطل اور نادرست تصور کیا جائیگا چنانچہ خزینۃ المفتین میں  
لکھا ہے کہ "اگر ایک شخص قریب الہرگ ہو سکی حالت میں بجز زنا کے ایک وارث کے نام اپنی جائیداد سے کرے اور یا بچہ ذلیل و ناتواں اور  
ادسکی وفات کے بعد ایک اور وارث ایسے بجہ کی نسبت رضامندی ظاہر نہ کریں تو وہ باطل اور ناجائز مقصود ہو گا۔"

مقدمہ ۱۳

س۔ ایک شخص نے جو مقروض تھا بلا ادا و قرضہ ذمگی اپنے لیے کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو بلا تصریح اپنی زوجہ کے نام ہوض میں کر دیا اور نہ  
نے اس سے کسی عوض میں مہر مان لیا یا بدلہ دیا ورنہ و نون واجب اور مرد ہر باب الیہ کے قبض و تصرف میں رہی اور ظاہر ادا و نون کی غرض اویس  
کیا متعلق معلوم ہوئی شوہر اسے تک بقید میاں سے اس صورت میں زوجہ تبریح و عادی اور قرضہ داروں کے جو شخص غیر میں اپنے قرضہ ہر  
پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

ج۔ شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرضہ ہے اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضہ ہرگز لازم ہے اور قرضہ اور دین مہر کا ادا کرنا  
اور دین پر مقدم ہے اور بدلہ کو اختیار ہے کہ ان دونوں قسم کے قرضوں سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا بجز اپنی جائیداد کے ایک جز سے  
کسی خاص قرضہ کا قرضہ دے کہ جس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفار مطالبات اور قرضہ ہرگز نہیں ہے جو شخص غیر میں ادا کرے  
تو مہر اور جائز ہے اور اگر وہ اپنی جائیداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض سے کرے تو مہر عمل ہی جائز ہے اور اگر وہ ایسا مال و وصیقت داخل بجہ ہو گا  
+ دین مہر کی رہے کہ جو شخص قریب الہرگ ہو سکی اسکا انتقال قطعی کی جائیداد کی نسبت مانع نہیں ہے کہ اسکا کر کے ایک وارث  
درجی ہرگز نہیں ہے

ج۔ شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرضہ ہے اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضہ ہرگز لازم ہے اور قرضہ اور دین مہر کا ادا کرنا  
اور دین پر مقدم ہے اور بدلہ کو اختیار ہے کہ ان دونوں قسم کے قرضوں سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا بجز اپنی جائیداد کے ایک جز سے  
کسی خاص قرضہ کا قرضہ دے کہ جس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفار مطالبات اور قرضہ ہرگز نہیں ہے جو شخص غیر میں ادا کرے  
تو مہر اور جائز ہے اور اگر وہ اپنی جائیداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض سے کرے تو مہر عمل ہی جائز ہے اور اگر وہ ایسا مال و وصیقت داخل بجہ ہو گا  
+ دین مہر کی رہے کہ جو شخص قریب الہرگ ہو سکی اسکا انتقال قطعی کی جائیداد کی نسبت مانع نہیں ہے کہ اسکا کر کے ایک وارث  
درجی ہرگز نہیں ہے

لیکن یہ نام یہ کہ بلا لگائے کہ صورت میں دین مہر کی تصریح باقی نہیں باقی اور نہ جائیداد غیر منقولہ کا موقع و حدود اور بعد بیع میں جلا کہ شرفاً  
سادہ کی ۱۰ جملہ ماہدان میں تصریح شے متبدلہ کی ضروری ہے لہذا یہ نام سبب عدم تصریح ان برائے کیا جائز اور ناقابل لغا ہے اور اگر قطع  
اس اعتراض کے یہ معاملہ مثل یہ تصور کیا جا تو یہہ یا نہیں جاننا کہ موزوں ہوا کہ شرع کے مطابق مقصد ملا +

مقدمہ ۱۴

س ۱- ایک شخص نے اپنی جائیداد بشمول جائیداد دوسرے شخص کے عاہدہ و احد کے ذریعہ بیع کی اور تصریح اس امر کی نہ کی کہ سب سے زینت  
کیس شخص کا حصہ کس قدر ہے بل ایسا عاہدہ جو دوسرے شخص کی جائیداد کی نسبت ہونا جائز ہے یا صحیح و نافذ تصور ہو سکتا ہے ۔

قواعد در بیان  
اس جائیداد کے  
جواب کی ملک  
یہ ہے ۔

ج ۱- اگر کوئی شخص اپنی جائیداد بشمول دوسرے شخص کی ملکیت کے بغیر تصریح زینت ہر جائیداد کے بیع کرے تو ایسی حالت میں دو صورتیں لازم آتی  
ہیں یعنی ایک صورت یہ ہے کہ بائع دوسرے شخص کی جائیداد کو بشمول اپنی جائیداد کے بیع کرے ہر نا اذ کا خاص اپنی ملک سے بیان کیے اور ایسی  
حالت میں وقت و عود یا ہر اصل مال کے مشتری اس قدر زینت بائع یا بیع سے سخت ہوگا جو سب سے زیادہ اوسیدہ بقدر اسکے حصہ کے ثابت ہوا بقدر  
جائیداد اوسیدہ کی نسبت عاہدہ بیع نافذ تصور ہوگا کیونکہ اگر ایک جزو کی نسبت دعوی ثابت ہو تو اس سے کل معاملہ کے جواز میں خلل واقع نہیں ہو سکتا  
اور وہ چہا دوسکی یہ ہے کہ زینت یا ب کل جائیداد اوسیدہ کیے دیا جاتا ہے اور اس حساب سے نسبت زینت کی بمقابلہ ہر جزو جائیداد مذکورہ کی دیکھی جاتی ہے  
دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی جائیداد بشمول دوسرے کی ملکیت کے بیع کرے اور جزو جائیداد فی الحقیقت دوسرے شخص کا ہو اور گو فائدہ اوسکا  
بیع سے تصور ہو لیکن بیع بغیر اسکی رضامندی کے عمل میں آئے اور زینت میں کس قدر تصریح کی جائے تو اس طرح کا بیع ناجائز ہے اور جواز اسکا مالک  
کی رضامندی پر منحصر ہے یعنی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جائیداد کی نسبت بیع کو بحال رکھے یا سترد کرے لیکن بائع کے حصہ کی نسبت بیع جائز اور اوپر  
واجب التعمیل ہوگا +

س ۲- ایک شخص نے جو نہایت مفروض تھا کل جائیداد اپنی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض میں کر دی اور اس میں سے بیع کر لیا اور فرسخو ہون کو اپنے  
مطالبات کے وصول کی کچھ امید باقی نہ رہی اس طرح کا بیع صحیح و جائز ہے یا نہیں +

بیع ہون کی  
جانب سے حالت  
بیاری ہون +  
بیع ہون کی  
دفع ہون +

ج ۲- اگر شخص کو اور وقت جب اوس نے اپنی کل جائیداد اپنی زوجہ کے نام بیع میں مرض مہلک میں مبتلا تھا تو بیع ناجائز ہے کیونکہ ایسی  
صورت میں مالک کو پہلے اختیار نہیں ہے کہ جزو دین اور اگر ایک بقدر فرسخو ہون کو عود کرے لیکن اگر شخص کو بیع کے وقت ندرت اور صحیح الحواس تھا تو بیع صحیح  
ہے کیونکہ اوسکو ایسی حالت میں باوجود نہایت مفروض ہونے کے اپنی ملکیت پر اختیار کلی حاصل تھا +

مقدمہ ۱۵

س ۱- ایک عورت نے اپنی جائیداد اراضی کسی شخص غیر کے ہاتھ میں بیع کر کے ذریعہ سے منتقل کی اور بعد ازاں وہ مر گئی اور دس برس بعد اوسکی وفات کے اوسکا  
پہنچا جائیداد بیع کی نسبت امتناع وراثت کی رو سے عود یا ہوا اور دوسرا ان حاشیہ بیع کی شہادت سے دفع ہو گیا ہے کہ عورت مذکورہ بیع ہر جزو  
ہو گیا ہے وقت بیع الحواس نہ رہی ایسی صورت میں شرعاً کا حکم کیا ہے +

۲- ہر جزو ہونا ہے کہ بیع نہ ہو اور اول بیع کی وجہ سے لازم ہے کہ اس قسم کے عہدات میں بیع صحیح ہو گیا ہے اور بیع تصور و متاعہ میں نزاع واقع نہیں ہوگا

جو بیچ بال علم  
حصہ حواس مل  
میں ہونے والا ہے  
شرط عین شفیق

ج۔ بیچ اشخاص علیل کی جانب سے بحالت نزع اور اختلال حواس کے عمل میں ایک شرعاً ناجائز ہے لیکن بائیں یکہ وارث اور ترغیوہ جاہلہ اوسیدہ کو بغیر اوسپی  
ذرفن موصول کیہ واپس نہیں کر سکتے اور جب تک زندہ ہو کر واپس نہوگا جاہلہ اوسیدہ شتری یکہ تصدقہ میں کھانا شریکی

### تیسرا باب نظارہ شفیق مقدمہ

س۔ ایک شخص نے کچھ اراضی بیچ کی اور شفیق اور بی بی اور سکا نما اس اراضی سے فاصلہ بعد پر رہتا تھا بیچ کے ساتھ یا آٹھ مہینے بعد نما کو بیچ کے حال  
یہ اطلاع ہوئی اور اوس نے شتری اور بی بی بائیں کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر کی اطلاع دی اور ذرفن پہنچا اور اس نامین ایک مہینہ اور گزر گیا  
ایکے اخیر پر نما زندہ کو بیچ دعوی اپنا عدالت میں پیش کیا ابھی صورت میں دعوی شفیق جائز ہے یا نہیں ؟

دعوی شفیق میں  
تیس مہینہ رہا  
کی ضرورت

ج۔ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شفیق فاصلہ بعد پر رہتا اور سکا نما بی بی مرتع انعقاد بیچ سے دور تھا اور سات آٹھ مہینے بعد بیچ کے شفیق کے نما نے اراضی  
شفیق کے بیچ سے اطلاع پا کر بائیں اور شتری کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر اطلاع کیا اور شتری یکہ پاس ہندو ذرفن میں ہی ہوا اور جاہلہ اوسیدہ اور اکیا تھا  
اور بعد ایک مہینے کے دعوی اپنا عدالت میں جمع کیا ابھی دعوی شرعاً جائز ہے کیونکہ وقوع میں آنا اس وقت اور ہستہاد کا بعد اطلاع کے لازم اور اس  
مقدمہ میں سات آٹھ مہینے بعد واقع ہو بیچ کے نما نے دعوی اپنا بیچ و سہ اطلاع بیچ کے بذریعہ تحریر کی پیش کیا اور ذرفن میں ہی ہوا اور اگر اس نامین ایک  
مہینہ زیادہ گزر گیا تو اس سے حق شفیق ذیل نہیں ہو سکتا اسکو عدالت میں دعوی رجوع کرنا اختیار ہے جن شرائط کی تیس شرط عاقلہ اپنے استحقاق  
شفیق کے واجب ہے ویسے یہ میں کہ دعوی گواہی گواہان خود اپنی پیش کیا جائے یعنی شفیق عقار پر جسکی نسبت اسکو شفیق کا دعوی ہو جائے یا شتری یکہ پاس جس  
کا بعض جاہلہ اور مذکور ہو جاوے اور کہے کہ میں دعوی دار حق شفیق کا ہوں اور بیچے اپنا دعوی ہی پیش کر دیا ہے اور ایک دعوی دار ہوں اور اس وقت اس  
دعوی کی نامین میں پیدا کر گواہوں کے سامنے بیان کیا جاوے اور دعوی دار فاصلہ بعد پر ہوا اور خود موجود نہ ہو سکتا ہو تو اپنا نما شریک اور اگر نما بی بی بیچ  
تو بائیں یا شتری کو بذریعہ خط اطلاع دے اور اگر بی بی بیچ کے تریبی کا استحقاق شفیق قائم رہتا ہے اور جب کسی اسکو اس ارکی طرف متوجہ ہو سکتا تو حق  
یہ وہ اپنے دعوی کو پیش کر سکتا ہے اگر بعد اظہار دعوی گواہی گواہان بائیں یا شتری جاہلہ اور دعوی دار کے حوالہ کرے تو عدالت میں رجوع کر سکتی  
ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ویسے حوالہ کرے میں انکار کریں تو ایک بیچے کے اندر دعوی عدالت میں رجوع کرنا جائے اگر دعوی دار اس عرصہ میں اپنے  
استحقاق کی نسبت نالاش کرے تو امام محمد کے قول کے بموجب اسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اور معتقدان حال کی اسے ہی اسی کے مطابق اور  
و تاج کی نتائج نے بی ایسا ہی لکھا ہے لیکن اوجیف کے قول کے بموجب عدالت میں دعوی پیش کرنے کی وجہ سے زیادہ کا نتیجہ نہیں ہے اگر قبل انعقاد  
عرصہ بعد کے دعوی پیش کیا جائے تو سوج ہوگا اگر ایک مہینہ سے متجاوز ہو گیا ہو یہ خود معتقدان شفیق کا ہے اور نصف مہینہ بی بی اوسپی کے مطابق  
لکھا ہے لیکن مقدمہ میں معتقد امام محمد کے بموجب بی استحقاق شفیق کی نسبت کچھ غلط عاید نہیں ہوتا کیونکہ دعوی پیش کرنے کی عین میں ایک شخص نے نما و دعوی  
گزر گیا ابھی اسکا دعوی گزر گیا مہینہ غرضی ہو گیا آٹھ مہینہ قابل سماعت ہے۔ اس حوالہ کی ناسیلا میں اقوال مذکورہ ذیل کیے جائیں ہیں۔ شرح وقایع

ایک شخص نے نما و دعوی  
کے بعد گزر گیا

لکھا ہے کہ "دعویٰ راجع شفیق کو چاہیے کہ مجلس میں جہاں عمل میں آنا ہے کاسینے قبل برخواستگی مجلس کو اپنا دعویٰ صاف بیان کرے مثلاً گئیے کہ  
 میں نے شفیق کا دعویٰ پیش کیا یا کہ میں شفیق کا دعویٰ ارہوں یا کہ میں اسکی نسبت دعویٰ کرتا ہوں" اگر کوئی شخص کو کہہ کر دعویٰ پیش کرے چنانچہ استحقاق  
 برخواستگی مجاہد ہے لیکن اور علما کے بموجب اگر بعد اطلاق علیابی سے یکے تہوڑی دیر پہلے مقدار خاموش رہے تو اسکا استحقاق جاگتا رہا ہے۔ یہی منی طلب  
 مواجبت کی ہے یعنی دعویٰ پیش کرنے میں عجلت درکار ہے بعد ازاں دعویٰ کو لازم ہے کہ عقار یا باج یا مشتری کے سلسلے جو جاہل اور مذکورہ قافلہ میں ہو  
 چند شخصوں کو اپنا گواہ قرار دے اور یہ کہے کہ "مخلان شخص نے مخلان جاہل اور خرید کی ہے اور یہ شخص کا استحقاق ہے اور میں نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے  
 اور مجھ کو اسکی تک اور دعویٰ ہے ایک گواہ دو جو یہ طریقہ استہداد کا ہے واضح ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور دعویٰ پر ہوسکتی ہو یہی طریقہ عقار پر یا شخص  
 قافلہ کے سلسلے عمل میں لانا چاہیے اور اگر اس باب میں دعویٰ ایسے غفلت وقوع میں آئے تو اسکا دعویٰ باطل اور نادرست ہو جائیگا اور  
 ذخیرہ میں یہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص جو استحقاق شفیق رکھتا ہو کہ گواہ اور اپنا دعویٰ فی الفور ظاہر کرے مگر موقع جاہل اور یا شخص قافلہ  
 کی موجودگی میں اس کی بابت گواہ قرار نہ دیکے تو اسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اس ارکے دیکھے اپنا غمناک قرار کرے اور یہ نہیں کہے تو قاصد یا  
 خطیبیجے اور اگر یہ بھی وہ نہ کر سکے تو ہی اسکا استحقاق قائم رہیگا اور جب کسی ممکن ہو وہ اپنا دعویٰ پیش کر سکتا ہے لیکن اگر وہ دیدہ و دانستہ  
 سلطان قاعدہ معرکہ بالا کار بند نہ ہو کر غفلت کرے تو اسکا دعویٰ باطل اور نادرست تصور ہوگا۔ بعد ازاں وہ اپنا دعویٰ عدالت میں  
 اسطر پر پیش کر سکتا ہے۔ مگر مخلان شخص نے مخلان جاہل اور خرید کی ہے اور میری جاہل اور ایسے موقع پر واقع ہو چکی ہے جس سے مجھ کو جاہل اور یہ  
 شفیق کا استحقاق پہنچتا ہے لہذا مجھ کو قضا کا سٹیٹ" اسکو طلب تبض و خصومت کہتے ہیں۔ دعویٰ پیش کرنے میں تاخیر نہ کیے شفیق کے  
 استحقاق میں خلل واقع نہیں ہوتا اگرچہ امام محمد کے قول کی رو سے جبکہ بموجب بعض اوقات عمل ہوا ہے ایک عہدہ کے بعد جس مذکورہ زایل ہو جاتا  
 ہے لیکن ہا یہ نہیں لکھا ہے کہ "اگر وہ شخص جسکو حق شفیق کا استحقاق پہنچتا ہے طلب خصومت کی رو سے دعویٰ پیش کرنے میں تاخیر کرے  
 تو یہی حقیقت ہے بموجب اسکا استحقاق نہیں ہوتا رہتا ہے اور یہی قول مسلم ہے اور اسی کے بموجب اکثر فیصلہ ہوتا ہے علی بن القیاس ابو یوسف  
 کی رو سے یہی ہے امام محمد لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود حق ہونیکے ایک عہدہ تک بعد قرار دینے گواہوں کی خصوصیت کے پیش کرنے میں  
 توقف کرے تو اسکا حق ساقط ہو جائیگا اور یہی را زفر کی ہے یہ ہے۔ اور ایک اور ہے ابو یوسف کی ہے کہ اگر قاضی کے ایک اجلاس کے بعد  
 خصوصیت دار کر لیں تاخیر ہونے استحقاق باطل اور نادرست ہو جائیگا کیونکہ اگر وہ بلا اظہار کسی مذکورہ دانستہ اولیٰ اجلاس قاضی میں خصوصیت  
 دار نہ کرے تو نہوت غنی اس امر کا ہوگا کہ اسے طلب خصومت منظور نہیں ہے اور محمد نے اپنی راہے کی تاخیر میں بعد وجہ بیان کی ہے کہ اگر قاضی  
 کو ایک باعث سے استحقاق شفیق کہی اٹل نہ سمجھا جائے تو مشتری کو بڑی دقت ہوگی کیونکہ وہ جاہل اور یہ بین اندیشہ رک شخص کے دعویٰ کی بنا  
 سے وہ ایک قبضہ سے جانی ہوگی (استفادہ نہیں اور ہٹا سکتا لہذا محمد کہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بہت ایک عہدہ کی قرار دے ہوگی"  
 اور حقیقت کی رو سے کی تاخیر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب استحقاق گواہی گواہوں کی نسبت ہوا تو وہ منسل اور متم کے استحقاق کے نال نہیں  
 ہو سکتا لہذا اس صورت میں کہ سن خود ہکا استرا دہ لایہ ظاہر کرے اور یہ ہے کہ محمد کی کہ تو غنی مشتری کو دقت ہوگی سرفتن نہیں ہے  
 کیونکہ اگر شخص موجود نہ ہو تو باج نال میں توقف ہو چکی ہے جبکہ استحقاق ہکا ناما نہیں ہوتا اس گواہی کے شفیق موجود ہو یا نہیں

استہداد

دو دن حالت میں منتزعی کی نسبت سادی وقت عاید ہوتی ہے اور اگر بعد باجا کا قاضی نہیں موجود ہوتا اور اس سے پہلے ارجاع خصوصیت میں توقف ہوا تو موجب استغناء شہین علامہ مذکور بعد شفیق کا استحقاق ناجائز نہیں ہو سکتا کیونکہ ارجاع خصوصیت صرف قاضی کی موجودگی ممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ توقف پر لحاظ نہیں کیا جاتا اور واضح ہو کہ اصول شفیق سلطان اور ذمی کی نسبت درجہ سادی مؤخر میں تمیز انکی دو دنوں پر کیا گیا ہے اور ہر حکم استحقاقی عملہ حالتوں میں صورت سادات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرد یا عورت یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکتب یا مازن کو استحقاق شفیق لا خصوصیت یکے بغیر سادی پہنچا ہے +

مقدمہ ۲

مشہدات علی مشہول در بیان اس مقدمہ کی جا یاد موردی پر بالاشترک قابض تھا اور شخص کا حصہ معین تھا اور یہ اپنے اپنے حصہ کے باقی ماندگی سرکار جدا گانہ اور اگر تہیہ آہ بیادوں میں مشہدات علی نے سہل جا یاد اپنے حصہ کا ایک جزو منی رام کے ہاتھ بیچ کیا اور راہ اس کے اخیر میں درج ہو کر اس معاملہ کے حال سے اطلاع ہوئی اور پندرہویں ماہ کانت کو یعنی تخمیناً اٹھارہ عیالی کی تاریخ سے ایک ہینہ بعد انہوں نے استحقاق شفیق اپنا پیش کیا لیکن وہ بہ امر ثابت ہو گیا کہ انہوں نے اٹھارہ عیالی کے بعد سیاد مناسب کے اندر دعویٰ اپنا بائع اور منتزعی کے درجہ فرمایا پیش کیا گیا اور اس کے جا ہی ایسی صورت میں دعویٰ شفیق انکا بجات نہ ہونے ثبوت استہداد اور فرمایا پیش ہونے دعویٰ یکے جا ز صیح ہو گیا یا نہیں +

ج - جب تک دعویٰ شفیق فرمایا پیش نہ ہو اور گواہوں کے درجہ ہر گناہا استحقاق شفیق شرعاً قائم نہیں ہوتا چنانچہ و قلع میں یہ لکھا ہے کہ شفیق کا استحقاق گواہوں کے درجہ ہر گناہا ہے ثابت ہوتا ہے اور اگر دعویٰ فرمایا پیش کیا جاوے اور اٹھارہ اسکا گواہوں کے درجہ ہر گناہا وہ زائل ہو جاتا ہے مختار الفسادی سے جو مدد میں عبارت انتخاب کی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ اگر دعویٰ شفیق فرمایا پیش کیا جاوے تو وہ زائل ہو جاتا ہے اور غرض وقایہ میں ہی یہ مرقوم ہے کہ اگر ممکن ہو تو جا یاد وسیعہ پر دعویٰ کا اٹھارہ گواہوں کے درجہ ہر گناہا ہے یا قابض جا یاد کے درجہ ہر گناہا اور اگر باوجود ممکن ہونے اس امر کے دعویٰ اسطور پر پیش کیا جاوے تو استحقاق جاتا رہتا ہے +

مقدمہ ۳

س - دعویٰ شفیق کے پیش کرنے کے لیے کوئی سیاد خاص شرعاً مقرر ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر اور اگر کوئی شخص اس میں سے بعد بخر ہو گیا بیٹا کے جو حسب مشاہدہ ہر وقت سے مکمل ہے اور بعد اس کے زرضن منجانب بائع کے شتر کو جا یاد وسیعہ کی نسبت استحقاق شفیق اپنا پیش کرے تو سیاد دعویٰ قابل سماعت ہے یا نہیں اور دعویٰ شفیق درج ہونا اپنا جا یاد وسیعہ پر بذریعہ اجارہ ظاہر کر لیتے اور بعد کے شتر کے نیچے بائع پر ویسے ثابت کرنے استحقاق مالکانہ اور ادخال نام اپنے بطور مالک کے لاشن ائری کی مگر تصدیق اس لاشن کا فریقین میں نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہو گیا اور بعد کے دعویٰ کو بیچ کے حال سے اطلاع ہوئی اور اسکا بیان پہنچا کہ اگر شتر سے صلح ہونا اسکا نسبت ہے کہ تسلیم کیا جاوے تو یہی بہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کیونکہ جب تک صداقت میں اسکی ایک ثابت ہوتی ہے مکمل اور وہی تسلیم تصور نہیں کیا جاتا اور یہی

من شفیق کسطور  
زائل ہوتا ہے +

ناش تاریخ مفصلہ قدر مرجعہ شتری سے ایک مہینہ کے اندر اتر ہوئی ہے ایسی حالت میں مدت مہینہ مینا مہ کی تاریخ سے جو شتری کی نام لکھا گیا محسوب ہونی چاہیے یا اس ناش کی تصفیہ کی تاریخ سے جو شتری نے دائر کی تھی ۔

پیشہ نام دعویٰ  
شفیق کا  
میں کو  
مطلع  
بامب  
ہوئے  
شتری  
پیشہ

ج۔ جب تک طلب مواثبت ثابت نہواستحقاق شفیق قایم نہیں ہو سکتا اور اس کو ایک واسطے سیاہ و خاص میں نہیں ہے بلکہ عملہ عالموں کا اس باب میں اتفاق ہے کہ جب دعویہ کو سب سے اطلاع ہو اور وقت بلا توقف دعویٰ شفیق پیش کرے اور پہلے اس مرتبہ فروری سے کہ اگر کچھ توقف واقع ہو تو دعویٰ شفیق باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دعویٰ ضعیف بناؤ پر مبنی ہے اور یہ طلب مواثبت اور استشہاد کے طلب خصوصیت واجب ہے اور طلب خصوصیت سے یہ مراد کہ دعویٰ عدالت میں پیش کیا جاوے اور ایک مسئلہ کے مطابق مینا و طلب خصوصیت کا تین اسطور پر کیا گیا ہے کہ اگر کسی طرح کا ہرج کمال واقع نہو تو تاریخ مواثبت سے ایک مہینہ + کے اندر طلب خصوصیت لازم ہے اور اس قدر میں معلوم ہوتا ہے کہ شفیق قبل ہونے تصفیہ ناش رجوع شتری کی پیش کیے حال سے مطلع تھا اور اس وقت اس کی جانب سے اول طلب مواثبت اور بعدہ طلب خصوصیت کا جو ناواضح نہیں ہوتا بلکہ فاعر بنا اور اس کا ان امور کی تمیل سے ظاہر ہوتا ہے پس دعویٰ اس کا قابل ساعت نہیں اور مدعی خود واقف ہونا اپنا سب سے لہجہ رہنا یہ مقدمہ رجوع شتری کی بیان کرنا یہ یہ امر ایک دعویٰ میں مضید نہیں ہے کیونکہ اسطور پر وقف ہونا اس کا کافی الحقیقت بطور اطلاع مرتبہ ثانی کی ہے اور اس پر شری عالمی ظ نہیں ہو سکتا کیونکہ شرع کا مقصود اول مرتبہ کی اطلاع سے ہے پس مدعی کی بیانات اس باب میں اتھفات کے قابل نہیں ہیں ۔

مقدمہ ۴

سن۔ دو شخص ایک ہندو اور دوسرا مسلمان کچھ اراضی پر بالاشترک قابض تھے مسلمان کے وارثوں نے جاہد اشترک کا ایک جزو ایک شخص ناش کیے ساتھ جو ہندو ہے اور فریقین سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا ہے کیا ہندو شریک نہیں کیے کی نسبت پیش کرے کہ جو قدرت شتری نے دی تھی اس سے زیادہ پیش کی اور استحقاق شفیق حسب ضابطہ ظاہر کیا ایسی حالت میں دعویٰ شفیق اراضی مسیحہ کی نسبت جائز تصور ہو گا یا جو یہ شخص اجنبی کے ساتھ ہوا ہے اس کو جائز تصور کرنا چاہیے ۔

ہندو کو  
مسلمان  
ہوئے  
شفیق

ج۔ چونکہ شخص شریک لکھا ہوا اراضی مسیحہ سے مختلط ہے اور شتری شخص اجنبی ہے لہذا مسلمان شریک کے وارثوں کا فعل ناجائز اور ہندو شریک کے حق میں جیسے عذر دار ہو کر استحقاق شفیق حسب ضابطہ پیش کیا سفر تصور ہے پس اس کا استحقاق قابل تسلیم ہے اور یہ جو شخص اجنبی کے ساتھ ہوا ہے مسترد ہونا چاہیے ۔

مقدمہ ۵

س۔ تین شخصوں نے اراضی کے باغ و شتری پر استحقاق شفیق ناش کی اور ان کے حق میں مفصلہ اس ضمن میں سے صادر ہوا کہ مدعا علیہم اس کے رو سے ہے کہ بابت زمین اراضی متنازعہ مدعیان سے لیکر ان کو اور سپرد خیال کر دین لیکن یہ عیون نے مطابق حکم مفصلہ کے نہ زمین او کیا اور نہ مفصلہ کو جاری کر لیکے اراضی پر خیال ہے اس نا میں ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ نے وفات پائی اور بقیمہ مدعیان نے مدعا گذر گیا اور برس گیارہ مہینے سے سو لاکھ روپے مفصلہ سے مدعا علیہ سے اجازت واسطے جمع کر نے زمین اراضی مذکورہ اور اپنے دخل کو گزارنی ایسی حالت میں

۴۔ اگر تینوں مدعیان میں اتنا اتفاق ہے جو تین ہوا ہے کہ گذرنا غیرت کا طلب خصوصیت سے پہلے دعویٰ شفیق کو بذاتہ باطل نہیں کر سکتا کیونکہ طلب مواثبت اور استشہاد کے بعد استحقاق شفیق کمال اس کا قابل اعلان ہوتا ہے ۔

در عینک اینچہ استحقاق کے نفاذ کا اختیار بذریعہ اس مفید ایک جراتدار لکھنے میں صادر ہوا ہے جیسے یا نہیں +

ج۔ شرع کے بموجب دعویٰ شفع جائز ہے اور اگر شفع نے اراضی متاخرہ کا زرع و نش و داخل کیا ہو تو یہ مفید مالم کا چسکی  
 رویے استحقاق مذکور تسلیم ہوا ہے ایک حق میں مفید ہے لیکن اگر واجب ہے کہ جب مالم ایک حق میں مفید صادر کرے اس وقت زرع مذکور داخل  
 کر دے چنانچہ ہا میں یہ لکھا ہے کہ شفع اپنے استحقاق شفع کی بابت نالاش اور کر سکتا ہے گو اس نے زرع اراضی متاخرہ عدالت میں داخل کیا  
 کر جب قاضی ایک حق میں مفید کرے تو اسکو زرع لانا ضروری ہے اگر یہ مفید ہوا ہو کہ زرع اراضی فراہم کیا جا اور اراضی پر رعیتان کو شفع  
 دلا یا جا تو اس صورت میں مذکورہ بالا ایک بموجب اگر زرع میں توقف عائد ہو تو شفع کا دعویٰ باطل ہو جائیگا علیٰ غایت  
 زرع میں کے اور کر دے دیا بیٹے زمانہ خاص میں کیا جا یا مہلت معمولی ایک مہینے کی دی جا اور قبل انقضائے اس مدت کے زرع مذکور ادا کیا جا تو شفع کا  
 استحقاق زائل ہو جائیگا چنانچہ فتاویٰ وغنہندی میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکان بالخصوص کس قدر زرع نقد کے خریدے تو قاضی  
 دعویٰ در حق شفع کے مفید مفید نہیں کر سکتا تا وقتیکہ دعویٰ زرع اراضی داخل کرے یا زمانہ خاص ادا کرے واسیلے میں ہوا اگر وہ سلطان  
 اقرار ادا کر دے تو اسکا دعویٰ بحال رہیگا در نہ سابقہ ہو جائیگا اس مقدمہ میں دونوں مسائل مذکورہ بالا کے بموجب شفع کا استحقاق زرع  
 کے ادا کرنے میں توقف ہونے کے باعث سے باطل اور نادرست ہے +

کس صورت میں  
 مفید صادر  
 شفع کے حق میں  
 غیر مفید تصور  
 کیا جا تا ہے +

مقدمہ ۶

س۔ اگر کوئی شخص اپنی جایداد اراضی کو اپنے باپ یا بہائی کے ہاتھ میں کرے تو شرع کے بموجب ایسے بیچ کے باعث سے جو واسطہ اور  
 نام عمل میں ہے شخص جنب کا استحقاق شفع جاتا رہتا ہے یا نہیں +

میں شفع کا دعویٰ  
 اعتبار باپ کے بیچ  
 ذراوں تک +

ج۔ شرعاً شخص جنب کا دعویٰ جو استحقاق شفع رکھتا ہو اس وجہ سے کہ مشتری بائع کا واسطہ اور زائل نہیں ہو جاتا واسطہ دار ہونا  
 شفع کے استحقاق کی کوئی وجہ نہیں ہے +

مقدمہ ۷

س۔ ایک شفع اور بائع مشتری کے باہم اراضی کی بابت متاخرہ پیدا ہوا شفع کا بیان ہے کہ مشتری نے زرع صرف دوسروں سے ادا کیا اور  
 بائع اور مشتری کہتے ہیں کہ زرع متاخرہ دوسروں سے ادا کیا گیا ہے اور جو ہر ساوی جو ہر ہر طرفین کے مفید نہیں ہو سکتا اور شفع کہتا ہے  
 کہ اگر ایسے معاملوں میں تازع ہو تو شفع کا حکم ہے کہ بائع اور مشتری کو حلف دلا نا چاہیے لہذا استفسار کیا جاتا ہے کہ شرع محمدی کے بموجب  
 بائع اور مشتری کو اپنے اظہار کی تصدیق کے لیے حلف دلا نا ضروری ہے +

قاعدہ صورت  
 اگر باہم  
 شفع اور مشتری  
 کے زرع کی نسبت  
 اختلاف ہو۔

ج۔ اگر باہم شفع اور مشتری کے زرع کی بابت جراد ادا کیا گیا ہو اختلاف ہو تو شرع کے بموجب صرف مشتری کو حلف دلا نا ضروری ہے اگر  
 دونوں وجہ ثبوت کرین تو شفع کی وجہ ثبوت کو ترجیح ہے بہرہے بموجب مذکورہ ایسی ہے۔ اگر مشتری اور شفع میں زرع کی نسبت  
 اختلاف ہو تو مشتری کے اظہار کا اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ صورت میں شفع اپنے حق شفع کا دعویٰ بالخصوص کہ نسبت کے ایک جسکی نسبت  
 شفع کو اظہار ہے شرع کے بموجب مدعا علیہ کا بیان یعنی شفع تصور ہونا چاہیے وہ تو کو حلف دینا چاہیے کیونکہ شفع بمقابلہ مشتری کے مدعا  
 ہے نہ مشتری بمقابلہ شفع کے اور شفع کو اختیار ہے چاہے جایداد مذکور کا دعویٰ کرے یا دعویٰ سے دست بردار ہو پس در نہ کو حلف نہیں

دلایا جاسکتا۔ اگر دروزن وجہ ثبوت بیش کرین تو ضمیمہ اور عدد ۹ کی قول کی جو سبب شفیق کی وجہ ثبوت کا زیادہ تر اعتبار کرنا چاہیے +

مقدمہ ۸

س ۱۔ ایک قلمدار امینی سے کیا گیا اور یکے ایک جانب ہندو کا مندر اور دوسری جانب ایک شخص کی جا یاد ہے مندر کا بہتر اور شخص مذکور دروزن شفیق کے حق کا دعویٰ کرتے ہیں اس صورت میں فریقین سے کسی شخص کا استحقاق زیادہ ہے +

صورت میں جن شخصوں میں شفیق ہون +

ج ۱۔ صورت مذکورہ بالا میں فریقین سے کسی کو ترجیح نہیں ہے حق شفیق کے دروزن دعویہ اور سادی ہیں اور قیمت جا یاد و بعض سادی اور اگر نیے کے بعد ہر ایک مستحق اپنے ایک نصف کا یہ ہے چنانچہ ہر ایک کو یہ ہے کہ "جب حق شفیق کے متعدد اشخاص مستحق ہوں تو سب کا استحقاق مستور ہوگا اور انکی جا یاد کی کمی و بیشی پر یا ذکیا جائیگا" اور علی بن القیس اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "اصول شفیق مسلمان اور ذی کی نسبت ہر سادی مرثیہ میں اور تمیں ان کی دروزن پر کیاں و جب یہ اور سطر حکا استحقاق حبلہ حالتوں میں صورت سادات رکھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرد یا عورت بافضل یا باع با مرد نیک با فاسق یا شخص آزاد بارق کتاب یا ما ذون کو استحقاق شفیق یا خصوصیت بطور سادی پہنچتی ہے +

س ۲۔ اگر جا یاد مشغوعہ کی نسبت کچھ تنازع دار ہو تو اس وجہ سے شفیق کا دعویٰ ناجائز ہو جائیگا یا نہیں +

شفیق کا دعویٰ اس جا یاد کی نسبت ہر مشغوعہ تنازع میں ہر

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے اپنی اراضی ایک کو بیع بالوفائی کے طور پر دس برس کے واسطے بیع کیا اور بیع بالوفادار کو جا یاد مذکور پر قبضہ واقعی دلایا اور چند سال کے بعد بائیں مذکورے بیع بالوفادار کا زویہ اور اگر نیے کے واسطے جا یاد مذکور کو شخص ثالث کے ماتہ بزرگ بیع کامل فروخت کیا۔ اس صورت میں اس موقع کے مالک کا دعویٰ شفیق جس میں اراضی امیر مذکور واقع ہے قابل سماعت ہے یا نہیں اور مالک مذکور زر مالکانہ پاتا رہا ہے +

ج۔ اگر حاکم اہل اسلام کوئی ملک فتح کرے تو اسکو چھتیا رہے کہ وہ اصل قابضان اراضی کو پر آباد کرے اور ان کے مالگاری بیے یا اراضی مذکورہ اور اپنی شرائط پر ملک کے اور باشندگان کے قبضہ میں منتقل کرے یا اپنی فوج کے سپاہیوں میں بدین شرط کہ محاصل سالانہ کا دسواں حصہ داخل کیا کرین تقسیم کر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح کے ادایں زمانہ میں کل اراضی داخل بیت المال مقصور ہوتی ہے حاکم کو اختیار ہے کہ اپنے حکمران ہونے کے زمانہ سے اراضی کا محاصل داخل خزانہ عامہ کرے اور کسی جزو اراضی کا استحقاق مالکیت کی کو عطا کرے اور اراضی کو اجارہ پر دے علی بن القیس حاکم وقت کو اختیار ہے کہ جو اراضی سب لادارت فوت ہوئے مالکان سابقین کے داخل بیت المال ہو اسکو اجارہ پر دے اسخورد ہر الا این کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ شیخ ابن حاکم اور اس اراضی کی نسبت جو شہر کے اندر واقع ہو یہ لکھا ہے کہ "جو اراضی شہر اندر واقع ہو وہ قابل داخلہ نہیں ہے لیکن جو شہر میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اس سے اراضی کا فراج لیا جائے اسکی بات فراج بعورت کرنا چاہیگا"

۱۱۔ اصول شفیق و عدد ۱۲۔ اگر بیس کی رہے مختلف ہے ایکے نزدیک شہری کا وجہ ثبوت زیادہ تر قابل اعتبار ہے لیکن مصنف مذکور کی دلائل کی توجیہ بہرہ میں بخوبی برتی ہے۔ ترجمہ ملحق صاحب جلد سوم صفحہ ۷۰۰ میں لکھا ہے کہ "مقدمہ میں جو فتویٰ دیا گیا ہے وہ شہادت کے قواعد کے مطابق ہے یعنی وہ مالک کا حق زیادہ تر قابل اعتبار ہے اور ذی کا وجہ ثبوت +



لیا جاتا ہے۔" یہی کیفیت ہندوستان کی بھی باقی باقی ہے یعنی اکثر ملک حاکم کے قبضہ میں فتح کی ذریعہ سے آیا ہے اور بہت سی اراضی بعد  
 فتح کے ملکیت سرکار ہو گئی ہے یا سبب وفات یا مکان باقی اور موجود نہینے اور کن دار ترقی اراضی سانی ضبط ہو گئی ہے اور بعض شخص مقدم  
 یعنی سرگروہ مواضع مساجد کھلتے ہیں اور وہ ملک تصور کیے جاتے ہیں اور ان کو محاصل اراضی سے کچھ حق نافر و ناکار یا مالکانہ ملتا ہے  
 اور جیسا کہ حاکم وقت کو چھٹا ہے کہ جو جوت چاہیے مطالبہ بابت اپنے خراج کے چھوڑ دے وہ لیا ہی بہت ہی چھٹا ہے جو شخص مستحق تصور ہو اور  
 اراضی بطور سانی عطا کرے اس باب میں کو خلاف ہے کہ جو اراضی حاکم کی جانب سے عطا ہو وہ بموجب الیہ کی ملکیت سے تصور ہو سکتی ہے  
 بائین لیکن وجہ اختلاف ایسے ہیں جنکا بیان کرنا اس موقع پر مفصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بموجب لکھنؤ ہندوستان متعلق پنہتا ہے جو اسکو  
 انتقال کی رو سے حاصل ہوا خواہ وہ امتحان صرف بابت سانی خراج کے ہوا بابت تبغ و دخل مالکانہ اور اراضی کے جو پنہتا سرکار کی ملکیت  
 ہو۔ نسخہ عظیم میں یہ لکھا ہے کہ در جو جاہاد بذر لہ عطیہ دوام کے واسطے پڑوہ ملکیت مطلق تصور کی جاتی ہے اور مختصر الصحیفہ میں یہ لکھا  
 ہے کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے یہ سوال پوچھا کہ اگر بادشاہ کچھ مال خزانہ عمارت سے کسی شخص مستحق کو عطا کرے تو ایسا بموجب لکھنؤ  
 تصور ہوگا یا نہیں ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ بموجب لکھنؤ کے بطور مالک صرف کرنا اختیار ہے اسی شخص نے ایک اور سوال پوچھا کہ  
 اگر بموجب الیہ وارث چھوڑ کر میرا اور اسکی وفات کے بعد حاکم عرصہ ہی جاہاد کسی اور شخص کو عطا کر دے تو عطیہ ثانی جائز ہے یا نہیں  
 نے جواب دیا کہ عطیہ ثانی ناجائز و باطل ہے تعہد و اتنی اس سلسلہ کی طرف ایسی جاہاد کی نسبت صادق آسکتی ہے جو جسمانی اور قابل قبضہ  
 ہو اور غیر جسمانی یا ایسی چیز کی نسبت جس میں کئی اشیا کا احتمال ہو مثلاً آبی خراج کی نسبت اطلاق اسکا نہیں ہو سکتا و لیکن ہندوستان فرمان  
 کے ذریعہ سے اراضی عطا کرتے تھے اور فرمانوں میں عہدہ داران مصلح کے نام یہ حکم ہوتا تھا کہ یہ جاہاد اراضی اور تخریح اسکی حد و کو یا بند  
 عطیہ کو اور جو محل کامل دلا یا عطا اور سطر علی عطیات کی رو سے صرف محاصل کا امتحان حاصل نہیں ہوتا تھا بلکہ حقیقت کا اور اسی نظر سے عہدہ داران  
 اراضی کی پابندی کر کے تخریح حدود اور پابند گان عطیہ کو ان زمینداروں کی رضامندی سے جبکہ علاقہ میں وہ واقع ہوتی تھی تابع کرنا  
 تھے اور جب زمینداروں کے ساتھ ہندو مت کیا جاتا تھا اور وقت بابت اسقدر اراضی کے جو ان کے علاقہ میں لی جاتی تھی خراج منہا کر دیا جاتا تھا  
 سوال سے واضح ہوتا ہے کہ زمیندار کا دعویٰ شفع اسقدر میں اس فرض پر مبنی ہے کہ ایسے دار مالک مطلق ہے اور بلحاظ رواج اس خراج کے جس سے  
 یہ سوال متعلق ہے ایسے دار کو اراضی کے پے کرنے یا اجارہ دینے کا اختیار حاصل ہے ایسی صورت میں دعویٰ شفع کا اور زمیندار کی جانب سے  
 جبکہ علاقہ میں اراضی واقع ہے جو بہت قرب و اختلاط دونوں علاقوں کے صحیح و جائز ہے +  
 سوال۔ شفع کو اسقدر زمین دینے سے انکار ہے جو مالک اراضی شفع کو طلب کرنا ہے اور شفع مذکور ایک رقم خاص سے زیادہ قیمت نہیں دیا جاتا  
 بعد ازاں مالک نے اراضی مذکور کو بعض زمین مسخر و اپنے شخص ثالث کے ہاتھ بیچ کیا ایسی صورت میں شفع کو بعد اس معاملہ کے مالک شفع دار  
 کرنا امتحان پنہتا ہے یا نہیں

ارضی کا یہ شرف  
 جاہاد ہے اور جیسا  
 زمیندار کے علاقہ  
 میں اراضی مذکور  
 مانع ہے اسکو  
 شفع کا امتحان  
 پنہتا ہے +

شفع ہندوستان  
 میں کبھی نہیں  
 ہو سکتا اور اسکی  
 قیمت نہیں دیا جاتا  
 ہے بلکہ اسکی  
 قیمت اسکی  
 قیمت سے زیادہ  
 نہیں ہو سکتی

یہ یعنی بیشتر تاہم چونکہ استحقاق شفع کو ہر الذہابہ افکار سابق اسکا زبل دعویٰ شفع امجد نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ ہر جائیکے بر شفع نے اراضی کو  
 ہر من اسی نسبت کے خرید یا جا جائے جو وہ بیشتر دیا جاتا تھا اور جو نسبت باہم باہم و مشتری کے قرار پائی ہو اسکا دینا منظور نہیں تو اس طرح کا انکار صحیح  
 نیز دست برداری استحقاق شفع کی ہے +

۱ اس سوال کی اصل یہ ہے کہ صلح شاہ آباد کی عدالت میں ایک مقدمہ دریا ہوا اور عدالت مذکور کے معنی میں فتویٰ اس مقدمہ کے دیا کہ زمیندار کو  
 استحقاق شفع حاصل نہیں ہے اور اپنی راک کی تائید میں اور نہونے یہ لکھا کہ اراضی امید جو زمیندار کے علاقہ میں واقع ہے قابل شفع نہیں ہے کیونکہ  
 امید دار صرف حق سرکار کا مالک ہے اور سرکار نے اسکو اپنا حق بعد منہائی اکانہ بقدر دوسرے حصہ کے دیدیا گیا ہے اور اسکو اراضی میں کچھ استحقاق  
 کامل حاصل نہیں ہے بلکہ ہر کورن بقدر اپنے محاصل کے حق پہنچا ہے اور محاصل کی بابت شفع کا دعویٰ نہیں ہو سکتا جو ازان ہی سوال پیش کی عدالت  
 اس کے معنی سے پوچھا گیا جواب کا خلاف جواب غنی شاہ آباد کے تھا اور اس اختلاف کی بہت سے ہیجا جانا سوال کا مصدر دیوانی عدالت میں  
 مناسب تصور ہوا چنانچہ پہلے سوال کے جواب میں مفتون نے بشرط تردید اس رائے کے کہ عطیہ شاہی میں حق محدود حاصل ہوتا ہے بطورالت بحت کی ہے  
 اور یہ لکھا ہے کہ بعض صورتوں میں اس قسم کے عطیات سے حق مالکیت کامل حاصل ہوتا ہے یہی ناعدہ قوانین سرکاری میں ہی تسلیم کیا گیا ہے  
 اور اس میں کچھ نہیں ہے کہ جن شخص کو عطیات شاہی حاصل ہوئے اور صافی صورتی ادن کی حاکم مجاز کے حکم سے بعد حاصل ہوئے حکومت دیوانی  
 کے سرکار کبھی کو منظور ہوئی ان شخص کو مثل زمینداران خراج گذار کے استحقاق منتقل کرنے اپنی اراضی کا حاصل ہے اور اس مقدمہ میں جو اختلاف  
 رہے ہوا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چند مفتیوں کو امید داران کورن بقدر پیداوار کا مستحق تصور کیا جو در صورت خراجی ہے اراضی کے حق سرکار  
 ہوتا اور بقیہ حق اصل مالک کا سمجھا گیا اور باقی مفتیوں کی یہ رائے ہوئی کہ امید دار کو کل اراضی معافی ہے استحقاق کامل پہنچا ہے اور اصل زمیندار  
 محاصل کا دسواں حصہ پاتا ہے اور اسی بہت سے زمیندار مذکور ہر شخص سے چیکے اتنے اراضی منتقل ہو حصہ مذکور پانچا مستحق ہے چنانچہ پہلے سوال  
 نہایت معقول اور رواج کے مطابق معلوم ہوتی ہے اور اگر پہلی بار زیادہ تر صحیح تصور کی جاتی تو اس صورت میں حق شفع لازم نہیں آتا کیونکہ  
 حالت میں حق محاصل کا پورا ہونا حالانکہ مطابق دفعہ ۳ اصول شفع کے شفع کا استحقاق بال منقول سے متعلق نہیں ہے +

جو تھا باب  
 نظائر شفع  
 مقدمہ ۱

۱ - ایک شخص نے تین وارث چھوڑ کر وفات پائی اور اس نے اپنی زمین میں حیات بہ ناسہ ان میں سے ایک کے نام اپنی کل باقیادہ موجودی اور  
 خرچ کیا اب باقی اسکا جائزہ پائین اور اگر جائزہ نوشت ہوتا باقی وارثوں کے ہونے کا یہ اس پر ضرور ہے یا نہیں اور ایسی شہادت  
 دیا جائے ایک جواز کے لایہ تصور ہے یا نہیں +

۲ - اگر وہاں ہے کہ شفع مستحق الحواس اور تندرست ہو تو جائزہ کہ وہ اپنی کل باقیادہ منقولہ وارثوں کے ایک وارث کے نام پر جائزہ

۳ - اگر وہاں ہے کہ شفع مستحق الحواس اور تندرست ہو تو جائزہ کہ وہ اپنی کل باقیادہ منقولہ وارثوں کے ایک وارث کے نام پر جائزہ

منتقل کر کے اور گروہ ہر ایک وقت چار ہوتی ہیں چنانچہ اگر ایک صورت میں گروہ بیماری سے شفا پائے لیکن اگر ایسی بیماری کے باعث ہے وہ  
 وفات پائے تو وہ اس کی جاہد کا انتقال صرف ایک ثلث کی نسبت درست تصور ہوگا یعنی ہر ہوبہ لہ صرف ایک ثلث پائے گا یعنی اس وقت تک  
 ایک اور وارثوں میں تقسیم ہوگا چنانچہ یاد رہے کہ عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جاہد کی نسبت کسی طرح کی ایسی وارثوں  
 پہ لکھ دے جس کا نفاذ فوراً منظور ہو یعنی اس کے وفات کی تین ہفتوں سے پہلے اور بزرگوار اس کی کل جاہد کی نسبت درست ہوگی اور اگر وہ بیمار ہے تو صرف  
 ایک ثلث کی نسبت۔ اور یہی واضح ہے کہ بیماری جس سے کوئی شخص شفا پاوے ہفت روزہ سے پہلے تصور کیا جاتی ہے کیونکہ شفا پانے کے بعد ہر قسم کی کوئی  
 اور شخص سستی اور اس کی جاہد کا نہیں ہے، دست آویز کے جواز کے واسطے شہادت اور وارثوں کی ضرورت نہیں ہے وہ بلا ان کی شہادت کے  
 بھیچے ہوئے صحیح سے اسکی صداقت شخص اجنبی کی گواہی سے ہو سکتی ہے علاوہ اس کے گواہوں کی شہادت سے سوائے کسی اور کسی سادہ بین فرد  
 نہیں ہے اور اس طرح کی گواہی بحالت ضرورت صرف مقدمات مرجع عدالت میں درکار ہوتی ہے +

نفاذ کے علاوہ  
 کسی سادہ بین کے  
 گواہوں کا ہونا  
 ضرورت نہیں ہے +

مقدمہ ۲

س۔ ایک شخص نے اپنی جاہد اراضی سے بارہ آنہ کا حصہ زوجہ کے نام حبثاً بطریقہ کر دیا بعد از ان زوجہ نے قابض و متصرف ہو کر اسے اپنے ہاتھ  
 کی زوجہ کے نام زبانی ہر کیا ایسا زبانی ہر شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اسکی وجہ سے پوتے کی زوجہ اسطر پر منتقل کی ہوئی جاہد پاسکتی ہے یا نہیں  
 ج۔ اس صورت میں اگر وہ اپنے جاہد اراضی کو بیہ کے ذریعہ سے منتقل کر کے علیحدہ کر دیا ہو اور زوجہ کا اس پر قبضہ کامل کر دیا ہو تو ایسا ہر شرع  
 کی رو سے درست اور صحیح ہے اور اگر بعد از ان مہوب تھا اسطر پر حاصل کی ہوئی جاہد اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہے کہ اسکو اس پر  
 قابض کر دیا ہو تو بیہ ہی درست اور صحیح تصور ہونا چاہیے بشرطیکہ عمل میں آنا اس سادہ کا دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی

ارضی کا زبانی ہے  
 جائز ہے +

مقدمہ ۳

سے ثابت ہو۔  
 ج۔ ہر بلا عرض یا بلا عرض یا بی ایسی جاہد جس کا تین ہوا ہو یا جسکی تفریق دیگر جاہد سے عمل میں نہ آئی ہو جائز ہے یا نہیں +  
 ج۔ بی بلا عرض یا بلا عرض جاہد غیر سنیہ کا ناجائز ہے الا اس صورت میں کہ تین اسکا ممکن ہو یا علیحدہ کی اسکی عمل میں آسکتی ہو لیکن ایسی  
 جاہد کا بیج ہو سکتا ہے اور نفاذ اسکا بقدر استحقاق یا بی کے ہر گاہ اور اس سے ان شخصوں کے استحقاق میں جو شریک سادہ ہوں کہ ہر مثل اور  
 سہم کا +

ذکر اس پہ اور  
 بیج کا حکم نہیں  
 ہوا ہے +

مقدمہ ۴

س۔ ۱۔ ایک شخص تین زوجہ ہر کو کر گیا اول زوجہ سے ایک ہر اور دوسرا اور تیسری سے ایک ایک دوسری قبل وفات کیا اور اپنے  
 اپنی تینوں زوجہ کے نام کل جاہد کا ہر نام لکھ دیا لیکن جاہد ذکر ان کے باہم تقسیم مکی اور نہ انکو قابض کر آیا اس صورت میں ایسا ہر جائز  
 ہے یا نہیں اور دست آویز کو بیہ کے ذریعہ سے زوجگان کے وارث جاہد پر قابض ہو سکتے ہیں یا نہیں +

+ لیکن ہر کہ مہوب لہ وارث سے لہذا وہ بلا رضامندی اور وارثوں کے ایک ثلث پائے گا یعنی ہر نہیں ہے۔ اصول ہر دفعہ ۱۱ +  
 + اصول مطالبات دفعہ ۳ +

بہتر ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کا نام لے کر اپنے حق میں لڑے اور اگر کسی نے اپنے حق کو چھوڑ دیا تو اس کا قصور ہے۔

اپنے استحقاق سے زیادہ لینا ناجائز ہے۔

اگر شخص کو کسی نام پر ایسی چیز کا حق ہے تو وہ اس کا نام لے کر لڑے۔

حج ۱ - بید نامہ جائز نہیں ہے اور اس کے وارث اور اس کا پانچواں تک +  
حج ۲ - اگر سب جائیدادیں ایک ہی وارث کے ہوں تو ان کو جو زمین کی تھی بزرگ سے باقی بچا کر لینا جائز ہے۔

حج ۳ - عمل میں آنا بہتر ہے۔ اگر کسی نے اپنے حق کو چھوڑ دیا تو اس کا قصور ہے۔

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نے دو شخصوں کے نام پر نام لکھ دیا اور اپنی کل جائیداد ان دونوں کے حقوق منتقل کر دی اور اپنے حق کو چھوڑ دیا۔ اس میں سے ایک نے اپنا حصہ لے لیا اور دوسرے نے اپنے حصے کو چھوڑ دیا۔ اس کا قصور ہے۔

ح - شرع کے بموجب جو چیز قابل تقسیم ہو اور دو شخصوں کو دی جائے اور اس کو وہب یا ہب سے لیا گیا ہو اور اس کو تقسیم کرنے سے انکار کیا گیا ہو تو اس کا قصور ہے۔

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے اپنے پیسے کے نام پر نام تحریر کیا اور اس کے پیسے ایک ایسی جائیداد کا استحقاق مالکیت اس کو دیا جو چھوڑ دیا جائے تو اس کا قصور ہے۔

ح - شرع کے بموجب ایسا ساہوکار خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہب سے ناجائز قرار دیا جائے۔ پہلی صورت میں وہ خلاف شرع اس باعث سے

اس لیے کہ وہ ہب سے لے کر اپنے حصے کو چھوڑ دیا اور دوسرے نے اپنے حصے کو چھوڑ دیا۔ اس کا قصور ہے۔

ح - شرع کے بموجب ایسا ساہوکار خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہب سے ناجائز قرار دیا جائے۔ پہلی صورت میں وہ خلاف شرع اس باعث سے



سولہ حصوں جا بجا داراضی کی دس حصے ایسے بیانی اور مان کو طبعی اور بعضہ چھ حصے اور سکی زود جو اور دستہ باہن جہا پورا قرار نامہ لکھا گیا اور اسکو جملہ اشخاص مذکورہ بعد سوا دستوں کی مان یکے معصدق کیا اور ہم معلوم نہیں ہوتا کہ ان شریک خیر دست آویز ہونی یا نہیں اور ہر چند اراضی کی تقسیم عمل میں نہیں آئی لیکن اشخاص مذکورہ بالا اپنے حصوں پر جدا گانہ قابض ہو کر محاصل سے متمتع ہوئے تھوڑے عرصہ بعد بیانی نے سبھو اپنے حصہ دس آدھ کے دو آدھ کا شائع ایک شخص صاحب کی نام بصورت ہبہ منتقل کر دیا پس اگر وہ اپنے مورث کو اپنی حیات میں قابض نہ کر آیا ہو تو اسطر کا انتقال اسکی وفات کے بعد جائز ہے یا نہیں اور اگر دخل ہو نامورث کو کہ کا فرض کیا جاتا تو انتقال مذکور جائز ہے یا نہیں اور دون صورتوں میں صرف ان کو مورث لیکے بد دخل کرینکا اختیار پہنچتا تھا یا نہیں اور اگر دستوں کی زود چھ اپنے شوہر کی کل جا بجا دار کو مورث لیکے مذکور کی نام قبل تحریر ہونے اقرار نامہ کے قطعی ہے کہ باہر تو کیا صورت ہوگی ۔

ج۔ مقدمہ کے کل حالات سے واضح ہوتا ہے کہ ہبہ ناجائز ہے اور بعد وفات و اہب کے وہ قطعاً باطل و بیکار ہے اور جا بجا دار مستفاد اہب کے وارثوں کی طرف عود کر گئی کیونکہ ظاہر ہے کہ حرف محاصل کا انتقال عمل میں آیا اور اراضی کل وارثوں کی جا بجا دار شریک تھی اور تقسیم اسکی عمل میں نہیں آئی حالانکہ شرع کے مطابق محاصل غیر موصولہ کا ہبہ نیز اراضی کے قطعی ناجائز ہے اور قابض مستفاد ہونا یا ہبہ نامورث لکھا اراضی مشترک کے محاصل پر قابل غماض نہیں ہے کیونکہ دونوں حالتوں میں ہبہ ناجائز ہے اور جب تک ہبہ نامورث لکھا جاتا ہے قبضہ جائز مستفاد نہیں ہو سکتا پس ایسی حالت میں و ہب کی مان یا اسکا کوئی وارث مورث لیکے بد دخل کرینکا جائز ہے اور مان کو اپنے شوہر کی کل جا بجا دار لیکے ہبہ کرینکا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ جا بجا دار مذکور اسکی کل وارثوں کی حقیقت مشترک تھی اور چونکہ خود اسکا حصہ ہی محل وارثا قابل ہونے قبضہ محکومہ شرع کے ہے لہذا اسکا ہبہ ناجائز ہے اور ہر صورت ہبہ کلیہ باطل اور غیر صحیح مقصود ہے چنانچہ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ شریعہ و شیعہ اور اہل جوہر کے پیشے سے تراشا گیا ہو اور فعل اور شجار بہتادہ یا وہ بیوہ جو در خون پر ہوا دن ایشیہ سے ہن جنکا تعین ممکن نہیں اور جب تک اون کی علیحدہ گی و اہب کی جا بجا دار عمل میں نہ آئے اور بعد ازاں اون کا قبضہ دیا جائے اون کا ہبہ ممنوع ہے لیکن چونکہ اس صورت خاص میں درشت قطع نہیں ہوئے تھے اور مورث لکھو اہب کی حیات میں حسب ضابطہ قبضہ حاصل نہیں ہوا لہذا مورث لکھو وارث کسی نفل کے ذریعہ سے واسطے شریعت جواز ہے کہ دعویہ ہبہ کرینکا مجاز نہیں ہے کیونکہ وہ سالہ سے محض بے علاقہ ہے اور ایجاب ہبہ کی جانب سے نہیں ہوا تھا بلکہ اسکی طرف سے اور مورث مذکور تفریق اور قبضہ ہونے سے پیشتر لکھا دیا ہے اسباب میں جو نسبت استر و اہب کے ہے ہبہ لکھا ہے کہ اگر و اہب مورث لکھو وارثوں کو سالہ ہبہ سے کہہ تعلق ہوگا کیونکہ ہبہ نامورث لکھو وارثوں کی جانب سے نہیں دیکھی پس چونکہ ہم معلوم ہوتا ہے کہ تفریق جا بجا دار عمل میں نہ آئی اور نہ مورث لکھو وارثوں نے اہب جا بجا دار کا انتقال و اہب کی جانب سے اسکی حیات میں نہیں ہوا اور بعد اسکی وفات کے وہ جا بجا دار اسکی وارثوں کو پہنچے ہبہ نامورث لکھو وارثوں کی حیات میں ہبہ لکھا ہے کہ ہبہ کی صورت میں قبضہ دینے کی نسبت حکم مریم ہے اور اسی وجہ سے قبضہ کامل لازماً ہبہ سے لیکن جو شیئا قابل تقسیم ہیں اون کے جز و محل کی نسبت قبضہ کامل حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ جز و مورث پر نیز قبضہ اسکی قابض لکھو وارثوں سے اور ہبہ مورث قبضہ نامورث کی جا بجا دار میں ہبہ لکھا ہے کہ ہبہ کی قبضہ کامل ہونے اور غیر و قابض ہبہ سے کہہ تعلق نہیں ہوا لکھو وارثوں کی قبضہ نامورث لکھو وارثوں سے ہبہ لکھا ہے کہ ہبہ

جود درشت و اہب کی اراضی پر قبضہ ہون انکا مالک پیدا اور غیر مورث ہبہ نہیں ہوا اراضی کے ناجائز ہے

تھے مضر پر ہونا چاہیے اور اس کے کوئی اور شے متعلق نہیں ہونا چاہیے کہ جس جا یا دو کا تین ہوا اس کا قبضہ ہی بذاتہ بلا تین ہے اور  
اسی وجہ سے جائز تصور نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ ۹

س۔ ایک دختر صغیر کا باپ جو اسکا ولی جائز بھی ہے دختر سے تین منزل کے فاصلہ پر مقیم ہے اور دختر کی اپنے کچھ جا یا دو ایک نام ہے کہ وہی اور  
چونکہ مہربان بہا نہایت صغیر سن ہے لہذا اس کی جانب سے ایجاب بہ نہیں ہو سکا اور سبب دختر کی نابالغی کے اس کی مان یعنی داہہ جا یا دو  
مہربان پر قابض ہی ایسی صورت میں اس طرح کا ہے جیکے ذریعہ سے مہربان لہا کو قبضہ حاصل ہوا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہیں۔

یہ نام مہربان  
نابالغی کی حالت  
موجود ہونے والی  
جائز ہے

ج۔ اگر ان فیہ خاص اپنی جا یا دو اپنی دختر صغیر کے نام جو ایک باس رہتی ہے بہ کی اور دختر کی جانب سے سبب اس کی نابالغی کے ایجاب  
بہ نہیں ہو سکا اور اسی سبب سے جا یا دو مہربان داہہ کے قبضہ میں رہی اور باپ اس وقت کسی مقام بعیدہ پر تھا تو ایسا بہ شرعاً جائز و واجب  
التعمیل ہے ایسی صورت میں مان کا قبضہ بمنزل قبضہ دختر کے تصور ہو گا اور جب مان رضامندی ظاہر کر دی تو یہ نیز قابض مہربان ہوا  
یکے مکمل سے یہ مسئلہ مطاب ہدایہ اور حنبل اور کتا بون کے ہے چنانچہ جو ہر تیر میں جو نکاح کا باپ ہے اور میں مصنی اور فناد اور کبری سے  
لفظ غیبت منقطع کی تفسیر اس طرح لکھی ہے کہ نابالغ کا ولی تین منزل کے فاصلہ پر ہو اور فناد اور سراجہ میں اسی لفظ کی تفسیر اس طرح لکھی ہے  
ہے کہ ولی تین روز کی راہ پر ہو اور رسول الارکان میں اس لفظ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ ایک منزل سے اس قدر مسافت مراد ہے جو ایک شخص پر  
برقارر مناسب سال کے چھوٹے سے چھوٹے دن میں طلوع آفتاب سے غروب تک طے کر سکے۔

مقدمہ ۱۰

س۔ دو بہا یوں کا ترکہ تمام و کمال ان کی زوجگان کو ملیگا یا نہیں اور اگر کل انکو نہیں ملیگا تو وہ کس قدر حصہ کی مستحق ہیں اور باقی جا یا دو  
کسکو ملیگی اور زوجگان کو اپنے شوہر متوفی کی جا یا دو کے بہ کرینا اختیار ہے یا نہیں اور اگر ہے تو بہ نامہ جو انہوں نے اپنے شوہر کے ورثہ  
سے ایک شخص کے نام تحریر کیا شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

ج۔ اگر شوہر کا ترکہ واسطے اور دین مہر زوجگان کے جیکے دعویٰ کا انکو استحقاق پہنچتا ہے کافی نہیں تو کل ترکہ ان کو ملنا چاہیے اور اگر  
ادا ہونا دین مہر کا اس سے بجزی ممکن ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے اس سے جو کچھ بچے اسکے چار حصے کے جائین بجز ان کے ایک ربح زوجگان کو  
بجز یہ وراثت شوہر کے ملیگا بشرطیکہ ان کے یا ان کے بیٹے کے اولاد نہ ہو اور اگر دین مہر واجب ہو اور اسکا ایفا کیلئے ضرورت ہو گیا ہو تو کل ترکہ  
ایک ربح زوجگان کو ملیگا اور بقیہ تین ربح شوہر کے اور وارثوں کو دیئے جائین گے اور اگر زوجگان اپنے شوہر کی جا یا دو پر بذریعہ استحقاق مان  
شکلاً بوض دین مہر کے قابض ہو تو انکو ایک بہ کرینا اختیار ہے ورنہ وہ بقدر اپنے حصہ کے بہ کر سکتے ہیں اور شوہر کی کل جا یا دو کا بہ جو

۴۔ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ جو وراثت اراضی پر نصب ہون اور قطع نہ کیے گئے ہوں وہ زمین سے متعلق تصور کیے جاتے ہیں اور زمین  
ایک جا یا دو جدا گانہ ہے اور یہ زمین داخل نہیں ہے کہ زمین سے مہربان پر نیز استمال قبضہ اس سے ہے کہ جو بہ نہیں ہوئی قبضہ نہیں ہو سکتا  
اور یہی اعتراضات مماثل ہیں مگر یہ کہ بہ کی نسبت ہی عداوت آپدین اور قطع نظر اس کے کہ جو زمین کا موجود یا نہ آئینہ پر مضر ہو اسکا بہ ہی  
جائز و داخل ہے کہ اس کے بہ کرینا جائز ہے مہربان کو حاصل ہو گیا ہر دو خانہ ۶۵ اصول ہے۔

۲ ایک ایک وارث کے نام ہوا ہے ناجائز ہے شوہر کے وارث بنے جو جاہد اولیٰ صورت مفروضہ میں بذریعہ قبضہ کامل یہ کی وہ جو ہر دو ملکیت خاص منظور ہوگی اور دوسری صورت میں جو ہر دو طرف بقدر حقوق و اہول کے جاہد اولیٰ اور بقیہ جاہد اولیٰ ان شخصوں کو ملے گی جو استحقاق وراثت کی رو سے مستحق ہوں کیونکہ قابض نہ ہوا وہاں کا بذریعہ استحقاق مالکیت مطلق کے موجب عدم جواز و ابطال ہے منظور ہونے پر سکتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تعین نہ ہوا ان کے حصوں کا بنا بنا بعد معلوم ہوا ہر چند زوجگان میں نامہ کے تحریر ہوئے وقت جاہد اولیٰ ہوں قابض نہ تھے لیکن اگر ہر دو طرف سے بذریعہ قبضہ عدالت بعد از ان قابض ہو گیا تو قابض نہ ہوا وہاں کا ہر دو وقت ایک عدم جواز کے لئے کافی نہیں ہے ہر دو طرف میں درباب ہر طرف یا فتنی کے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا فرض یا فتنی دوسرے شخص کو جو اس کا فرض یا فتنی ہے ہر دو طرف سے اس کی کو اسکو ہدایت کی کہ فرض میرا وصول کر کے اپنے طرف میں لاؤ تو ایسا یہ جائز ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں فرض منتقل و اہل قبضہ میں نہ تھا لیکن یہ باوجود اس امر کے جائز ہے اور ہر دو طرف وصول کرنے فرض کے اسکا مالک مطلق منظور ہوگا اور یہی صورت مقدمہ کی ہے کیونکہ یہ نامہ کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں جو ہر دو طرف سے حاصل کرنے قبضہ کامل کے ہدایت

عدم مشروط ہے  
جو ہر دو طرف سے  
مہر ہے

مقدمہ ۱۱

کی ہے

س ۱- اگر آقا اپنے غلام کے نام کل جاہد اولیٰ ہے کہ وہ تو شرعاً واسطے جواز ایسے ہے کہ اول آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہے نہیں ہے  
ج ۱- اگر آقا غلام کے نام کل جاہد اولیٰ ہے تو شرعاً واسطے جواز ایسے ہے کہ اول آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہے نہیں ہے  
کرے آقا اسکا مالک ہے پس اگر آقا غلام کے نام جاہد اولیٰ ہے کیا جیسے تو اول آزاد کرنا غلام کا شرعاً لازم ہے +

یہ نام غلام

س ۲- ایک بہ نامہ میں یہ لکھا گیا کہ وہاں جو ہر دو طرف سے اراضی واقعہ فلان مقام قطعاً ہے اسطرح کا ہے نہ بجات عدم تصریح محدود اراضی کے ناقص تصور کیا جائیگا یا نہیں +

ج ۲- اگر اراضی جو ہر دو طرف سے محدود و معروف ہوں اور ان کی تصریح کی ضرورت نہ ہو اور نہ ان کی نسبت کسی طرح کا شک و دقت ہو تو یہ جب وقت ان کی تصریح ضرور نہیں ہے اگر بہ نامہ میں حدود و درج نہ ہوں تو نہ لکھا جانا ان کا بسبب ہوگا تب تصور ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کی دست آویزات شرعی میں حدود کا لکھنا و تورات ہے لیکن ایسے ہوئے سوز و گونہ سے ہے ناقص نہیں ہو سکتا اور اگر

اگر نامہ میں  
حدود معروف  
ہوں تو یہ نامہ  
میں ان کی  
ضرور نہیں ہے

+ مراد اس سے یہ ہے کہ جو وقت کوئی شخص جاہد اولیٰ کے نام ہے کہ وہ اس وقت واجب بظاہر اسکا مالک مطلق ہو لیکن اگر ہر دو طرف سے کسی زمانہ میں حصار ہوا شخص ثالث کا نسبت ایک جزو جاہد اولیٰ ہے کہ ثبوت کو پہنچے تو ایسی حالت میں جو ہر دو طرف بقدر حقت و اہل کے بلا لحاظ اس امر کے کہ ہر دو طرف میں جو جاہد اولیٰ کا بنا بنا بعد دریافت ہوا مستحق ہو گا یعنی گو یہ امر بنا بنا بعد دریافت ہو کہ وہاں ہر دو طرف سے کل جاہد اولیٰ کا مالک مطلق نہ ہوا تو یہی ہے بقدر ایک حصہ خاص کے جائز سمجھا جائیگا اور اگر شخص ثالث کے استحقاق کا جو جاہد اولیٰ کی نسبت ہے کہ وقت تسلیم ہوا ہوا تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ ایسی حالت میں یہ ابتدا سے کا عدم وغیر میں تصور کیا جاتا +

+ لیکن یہ فرض ہے کہ مقدمہ میں ہر دو طرف سے یہ لکھا ہے کہ قابض کر کے اسکا مالک ہونا اور ہر دو طرف سے اس کی نسبت لازم نہیں ہے اور گو یہ قطعاً ضرور نہیں ہے کہ جاہد اولیٰ ہر دو طرف سے اس کی نسبت میں ہو لیکن ہر دو طرف سے اس کا وقت ہے کہ ہر دو طرف سے اس کا مالک مطلق ہے +



اراضی مہر ہو جسکی حدود میں ٹھکانے ہو تو تفریح ان کی ہے کہ وقت ضروری ہے +

س ۳ - اگر بدن خان اور اصالت کا وارث علام حسین خان اور وہ اس وقت موجود ہو چاہے دن نکلان اور اصالت نے دعویٰ کیا ہے کیا

تو اس باعث سے بنانا جائز ہوگا یا نہیں +

یہ کہ کیا ہے  
معدنہ کی اصالت  
موجود نہیں ہے

ج ۳ - جب کوئی شخص اپنی جائیداد کو شخص احبب کے نام ہے کہیے تو درنا کا علم یا انکا موجود ہو یا نہیں ہے جو اسکی لئے شرعاً ضروری ہے

س ۴ - درجنیہ بدن خان کے گریں ایام طفولیت سے تربیت پائی اور اپنے باپ اور اپنے قوم اور مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا اور زمین

اور اسکی زوجہ کے مسن اور ضیف اور لادہ ہو چکے باعث سے حملہ کا ردہ کا اہتمام ایک ذمہ تھا اور ہر امر کے اختیار میں تھا انہوں نے

اپنی کل جائیداد اور سہا ب کو دعویٰ کیا نام ہے کیا اگر صرف ایک جزویہ کیا جاتا تو صورت میں البتہ ٹھکانہ پیدا ہوتا کہ کس قدر جائیداد دیکھی

اور کس قدر نہیں سمجھتے شرع کے بموجب ہر ایک شے کی تفریح ضروری ہے یا نہیں اور ہر چیز کا نام اور ذکر ہے نہ زمین تفریحاً و بیع کرنا جائز

یا نہیں +

یہ کہ کیا ہے  
جائیداد زمین  
ایک شخص کے  
نام سے ہے تو  
تفریح ضروری ہے

ج ۳ - جو شہادت کی گین ہے و امون اور مہر ہو کہ کو بخوبی معلوم نہیں اور مہر ہو لینے لینا ان کا قبول کیے اور تفریح حاصل کیا پس

اصور میں جواز ہے کہ تفریح ضروری ہے و آذینات یا ماضیہ میں تفریح عموماً جواز ہے کیوں کہ اگر یہ مرد کو گذشتہ کیا گیا تو ہر تفریح

کے بموجب ناجائز نہیں قرار دیا جائیگا +

مقدمہ ۱۲

س - ایک شخص کے دو بیٹے ہیں ان میں سے ایک ہر جیات باپ کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر گیا شخص کو لینے اپنی نصف جائیداد کو تفریح

کی زوجہ اور دختر کے نام بلا تین حصص سے کیا اور ایک ساتھ جائیداد پر بلا شراک قابض بنا اور تھوڑے عرصہ بعد اس نے مہر ہو بہم سے ایک

اقرار نامہ بدین مضمون کہ انہوں نے اپنی جانب سے جائیداد مہر ہو بہم کا اور یہ ہتم مقرر کیا لکھا لیا - شخص نے کور اپنی حین جیات نصف جائیداد کا حاصل

مہر ہو بہم کو ہمیشہ دیتا رہا اصور میں رہا ہب کی وفات کے بعد ایسا ہے بلا تین جائیداد جو شخص نے نام عمل میں آیا شراعتاً جائز تصور ہوگا یا نہیں

جائیداد غیر مہر ہو بہم  
یہ دو مضمون  
کے نام سے ہے  
تو جائیداد کو  
قابل تقسیم

ج - اس قدر میں معلوم ہوتا ہے کہ مالک توفیقی نے اپنے سپر کی زوجہ اور دختر کے نام اپنی نصف جائیداد کو غیر مہر ہو بہم سے کیا اور ان کے حصص کی

کچھ تخصیص کی اور ان سے ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ انہوں نے اپنی جانب سے اپنے منقسم مقرر کیا تفریح کر لیا اور وہ حین جیات اپنے ہمیشہ

نصف جائیداد کا منافع مہر ہو بہم کو دیتا رہا اس صورت میں اگر جائیداد کو اور تقسیم کے قابل نہ ہو مثلاً پاہ یا انلاب وغیرہ کی قسم ہے تو ہر

جائز تصور ہوگا لیکن اگر جائیداد مہر ہو بہم مثل اراضی قابل تقسیم ہے اور مہر ہو بہم و شخص ہے اور ان کے حصص کا تین تین کیا گیا تو ہر عمل

یہ ہے کہ اگر مہر ہو بہم مفلس اور محتاج ہوں تو ایسا ہے جائز ہے اور بعد وفات رہا ہب کے استرداد کا نہ ہوگا لیکن اگر مہر ہو بہم درندہ ہوں

تو یہ ناجائز ہوگا اور قبضہ کا حاصل ہو جانا قابل مجاز نہ ہوگا اور وہ ہب یا مہر ہو بہم کے رہ جانے کی صورت میں استرداد نہیں ہو سکتا +

۱ اصول یہ دفعہ شرع کا ایک قاعدہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ مہر ہو بہم ہوں تو ان کے حصص کا تین اور تفریح ضروری ہے لیکن

اس قاعدہ کی نسبت صورت میں استرداد سے جب مفلس کے نام عمل میں آئے اور اسکی دو زوجہ ہوں اور ان زوجہ کے جواز کی تفریح

کی گئی وہ عمل کی تفریح کے قابل اعتراض نہیں ہے بعض علما نے یہ زوجہ لکھی ہے کہ جسے یہ کچھ اور وہ فی الحقیقت خداوند کریم کے نام

مقدمہ ۱۲

س ۱۔ دو شخص ایک جاہداد کے بالاشترک مالکین ان میں سے ایک نے اپنی حقیقت دوسرے کے نام منتقل کی ہ صورت میں وہ ایک شریک جاہداد ہو سکتی ہے ایسا انتقال ناجائز ہو گا یا نہیں +

اعراض شائع  
اور صورت میں  
مناجیب و اسکا  
عرفت ایک صورت  
ہو

ج ۱۔ دو ایک مروج المراسم سے تو ایک شریک جاہداد ہونے سے انتقال ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ ہ صورت میں شائع کا اعراض جس سے انتقال ناجائز ہو جا تا ہے عام نہیں ہوتا اور یہ صورت وہ ہے جس میں جاہداد منتقل پر مالکیت کا استحقاق وہاں اور وہاں ہر ایک کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے +

س ۲۔ اگر وہ ہر دو جاہداد کے انتقال کے وقت طفل نابالغ ہو اور اسکی جانب سے ایک داد اکا بہائی قابض ہو تو ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور ہو گا یا نہیں +

بہر باب کو  
بہر نابالغ  
کے نام کیا جا  
سکتا ہے

ج ۲۔ ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور کیا جا سکتا کیونکہ شرع کے بموجب ہر دو ہر دو کا قبضہ ضروریہ الا اس صورت میں کہ یہ باپ کی جانب سے پر نام کے نام عمل میں آئے علاوہ ایک استثنا کی اور چند صورتیں ہیں شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ باپ اگر اپنے طفل نابالغ کے نام بہ کرے تو عرف اظہار ایسے ارکا جاز بہ کیلئے کافی ہے لیکن اگر شخص جنب بہ کرے تو بشرط ذی ہوش ہونے کے طفل کا قابض ہونا ضروریہ الا اسکا باپ یا دادا یا مان اسپر قابض ہو اور ان اس حالت میں قابض ہو سکتی ہے جب طفل ایک پاس رہتا ہو۔ اور شخص جنب بہ اگر وہ طفل کا محافظ ہے قبضہ پاسکتا ہے یہ سکہ ہر دو اور دیگر کتب کے بموجب ہے معنی اس سکہ کے یہ ہیں کہ اگر باپ اپنے پر نبی نابالغ بیٹے کے نام حکو نیک بد کا تیز نہ بہ کرے تو عرف اظہار بہ اسکی تکمیل کے لئے کافی ہے اور وہ ہر دو کی جانب سے ایجاب یا اسکا قبضہ ضروریہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص جنب طفل نابالغ کے نام بہ کرے تو تکمیل بہ اس صورت میں ہوگی جب ہر دو بشرط ذی ہوش ہونے کے اسپر قابض ہو یا اسکی جانب سے اسکا باپ یا دادا یا وہ شخص حکو بہونے طفل مذکورہ کی مقرر کیا ہو قبضہ اور اگر ان میں سے کوئی بھی ہو تو جاہداد ان کے قبضہ میں رہے یا اس شخص غیر قبضہ میں جبکہ ذمہ طفل مذکورہ کی تربیت ہو اور اسکی حفاظت میں وہ رہتا ہو لہذا داد ایک بہائی کا قبضہ شرعاً کافی تصور ہو گا الا اس صورت میں کہ وہ ہر دو لہذا نابالغ اسکی حفاظت میں رہتا ہو +

قبضہ ضروریہ  
ولی کا قابض  
ہونا کافی  
ہے +

س ۳۔ اگر داد ایک بہائی نے ہر دو ہر دو کو ایک بالغ ہونے تک قبضہ نہ کیا ہو تو اس وجہ سے انتقال ناجائز تصور ہو گا یا نہیں گرنابالغ کا بزمان نابالغی واسطہ ذکر کی حفاظت میں رہنا تسلیم کیا گیا ہو +

ج ۳۔ یہ وجہ ناجائز ہونے انتقال کی نہیں ہے کیونکہ ہ صورت میں قابض ہونا داد ایک بہائی کا نابالغ کے قابض ہونے کے برابر ہے +

قابض ہونا  
محافظ کا +

س ۴۔ حقیقت کے انتقال کے وقت اگر ایک تیسرا شخص بھی جاہداد مذکورہ کا شریک ہو تو اس وجہ سے وہ ایک حصہ کا انتقال ناجائز تصور ہو گا یا نہیں +

کہ وہی سبب نہیں ہے دیکھائی کے اور ایک وسیلہ سے محتاج کو پہنچتی ہے اور بعض علماء کی نزدیک جہاں اسکی بہ ہے کہ ایسا بہ ہر دو ہر دو بالوشن کے ہے اور اس میں ہر دو کی ذمہ ایک بموجب تعاقب ذمہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے اعراض شائع جو ان قبضہ سے ایسی حالت میں وارد نہیں ہو سکتا اور جو صورت کہ ایسے فعل تکمیل کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے وہی مطابق رہے علاوہ مذکورہ کے ہر دو ہر دو کا سادہ تصور کرنا کافی ہے +

ج ۲ - اس صورت میں انتقال چاہیاد بلا تشک ناجائز ہوگا کیونکہ اس سے اعتراض شریعہ عاید ہوتا ہے تا وقتیکہ چاہیاد دفتر کے لیے واجب حصہ کی علیحدگی و تفریق قبل یا بعد بہ عمل میں نہ آئیے استحقاق الکت کا انتقال جائز تصور ہونگا +

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص دوزوجہ اور ایک دختر جو شوکر مر گیا چند سال بعد اسکی وفات کے دو دن زوج نے اپنی چاہیاد شوہری کا کل حق و راقبہ دختر کے نام پر لیکے ذریعہ سے منتقل کیا اور دفتر نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اپنی دونوں مان کھادون کی حین حیات خورد پوش دیتی رہی اور بعد ان کی وفات کے تجھیز و تکفین عمل میں لائیگی و ہونے چاہیاد کا زرمحاصل مہربوب لہا کو ادا کیا اور مہربوب لہا نے بعد از ان قبل وفات اپنی سوتیلی مان کے چاہیاد اراضی کو جو سطور حاصل ہوئی تھی مدعا علیہ کے نام پر کیا اور مدعا علیہ چار چھینے بعد وفات واپس لیکے جو اپنی سوتیلی مان کے حین حیات مرگئی چاہیاد مہربوب پر ہے نامہ کے ذریعہ سے قابض ہوا ہے اور اگر اسکی گواہان ثابت ہوا کہ مہربوب واپس یا تو چچا کا بیٹا تھا یا مامون کا - مہربوب لہا اول کی مان یعنی بھجہ دوزوجہ کا ایک زوجہ جو بعد حیات سے چاہتی ہے کہ یہ کو جو ادریس بیشتر کیا ہوا مسترد کرے اس صورت میں شرع کے بموجب وہ یہ کہ مسترد کرنے اور چاہیاد کو مہربوب لہا کی قبضہ سے لینے کی مجاز ہے یا نہیں +

بہ شریعہ ہونگی  
و چاہیاد کس  
صورت میں  
نا جائز تصور  
ہوگا +

یہ حکم شریعہ  
نا جائز ہون

مان کی طرف سے  
جو بہ عمل میں آ  
مسترد نہیں ہو  
اور بعد وفات  
مہربوب لہا کے

ج - یہ جو دوزوجہ کا بیٹا اپنے حصص جائز کا کیا وہ شرع کی رو سے جائز ہے چنانچہ وقایہ میں لکھا ہے کہ "اگر دو شخص بلا اشتراک ایک مکان پر رہیں تو ایسا جائز ہے" - دختر نے جو اقرار نامہ اپنی مان کے نام لکھا یا اس سے یہ کہ جواز میں فرق نہیں آتا چنانچہ ہر ایسے مکان پر رہے کہ یہ کہ شمول میں جو اور شریعت نا جائز کی جائے ان سے یہ کہ نسبت کچھ اثر نہیں ہوتا اور مہربوب لہا کو قبضہ دینے سے یہ کہ تکمیل ہونے کی جانب سے ہر جاتی ہے اور وقایہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ کہ تکمیل قبضہ کامل سے ہر جاتی ہے - واپس لہا اس سے کہ جو ادریس اپنی دختر کے نام کیا مسترد کر لینی مجاز نہیں ہے اور اس کے مسترد اور میں دوسرانے عاید ہونے پر بموجب سند رج کنت الد قابق کے اول مان مہربوب لہا کی وفات سے یہ یقین سے ایک کامر جانا مسترد اور یہ کہ لے مان ہے - اور مان نانی یہ ہے کہ یہ اس شخص کے نام ہوا ہو چکے ساتھ نکاح ہونا مستوع ہے چنانچہ ہر ایسے مکان پر رہے کہ "اگر ایک شخص کوئی بیٹے ایسے واسطہ دار کے نام جس سے نکاح کرنا منس ہے یہ کہ یہ تو اسکا مسترد و نا جائز ہے + مہربوب لہا نے اپنی کل چاہیاد مہربوب کو اپنے چچا یا مامون کے بیٹے کے نام پر کیا لیکن مہربوب لہا حین حیات واپس کے چاہیاد پر قابض ہوا اس وجہ سے ایسا ہی باطل و ناجائز ہے چنانچہ ابراہیم شاہی میں لکھا ہے کہ "تا وقتیکہ مہربوب لہا کو چاہیاد پر قبضہ کا انداز لایا جائے کہ تکمیل نہیں ہوتی" اور ہر ایسے مہربوب لہا کے کہ "اگر مجلس میں جو تحریر دست آویز یہ کہ وقت مستعد ہو مہربوب لہا اجازت واپس کے چاہیاد مہربوب پر قابض ہو گیا تو رعایا بہر جائز ہے - اگر مخالف اسکے وہ بعد برنہ سنگی مجلس کے قابض ہو تو یہ امر جائز نہیں ہے والا اس صورت میں کہ قبضہ باجارت واپس کے حاصل ہوا ہو" - یہ جو ادریس نے اپنے چچا یا مامون کے بیٹے کے نام کیا باطل و ناجائز ہے لہا چاہیاد مستاعد دختر کی چاہیاد تصور کیا ہے اور اس میں سے اول اسکی تجھیز و تکفین مقدار مناسب کچھ بعد از ان اسکا قرضہ و انبیہ اور اہو نا چاہیے اور بعد ازاں اپنے قرضہ کے جو کچھ بچے اس میں سے ایک ٹٹ بموجب اسکی وصیت کی طرف کیا جائے اور بعدہ اگر کچھ چاہیاد باقی ہے تو یہ



یہ فلاں ہے تہا یہ اتہ بیع کی یا تہ سے خریدی، علیٰ ذلک القیاس قابضین بہم درج ہے کہ "جب بہ صورتین ہون تو بیع کمال تصور کیا جاتا ہے" ان صورتوں سے ایجاب قبول مراد ہے یعنی ایجاب قبول ہر ایک حالت میں واجب التعمیل ہوتا ہے اور اس سے بہ نسبت بہ کہ قبضہ دیا جانا لا بد نہیں ہے اور اگر ایجاب قبول نہ ہو تو بیع واجب التعمیل نہیں ہو سکتا شرح وقایہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص صحت و اس میں حیا و استقلال کرے تو اسکا ضعیف العقل یا بد وضع و یا مقروض ہونا مانع انتقال نہیں ہو سکتا یہ مسئلہ اوجینہ کا ہے لیکن جو بیع بطریقہ شامی اور دو حلقہ ضعیف العقل ہونا مانع انتقال ہو سکتا ہے اور اد نہیں کا برکی یہہ ہے کہ اگر قرض خواہ عدالت میں سوال اس ضمن میں کہ گذرا کہ قرضہ را نہ ہد اپنی جا یا د بذر یہ بیع یا اور کسی طرح کے معاہدہ کے منتقل کرے تو حکم امتناعی صادر ہو سکتا ہے اور بموجب یہ علماء شامی کے شخص بد وضع کی نسبت بشرط اصلاح کے انتقال کے باہرین امتناع ہو سکتا ہے اور شرح علی بن یہم لکھا ہے کہ اگر قرضہ کے حفظ کے واسطے قرضہ ہون کو حکم امتناعی صادر کرنا منظور ہو تو ان کو چاہیے کہ عدالت سے واسطے اذعان اذاتلاف جا یا د ایک + درخواست کریں لیکن اس میں یہ پایا نہیں جاتا کہ قرضہ ہونا کوئی درخواست اس قسم کی پیش کی اور وقایہ میں یہ لکھا ہے کہ بہ بشرط العوض بلحاظ اسکی شرط کے مثل بہ مطلق کے ہے اور اسی وجہ سے حاصل ہونا قبضہ کا فرور اور اسی وجہ میں یہہ بیع ہے کہ شرط کا بہ بلحاظ اسکی تاثیر کے بیچ کی مثل ہے۔ شرح وقایہ میں بشرط العوض کی تعریف اسطور پر لکھی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یہہ کے کہ "میں نے تلو بہ شے اس شرط سے دی کہ تم مجھے فلاں شے دو" علیٰ ذلک القیاس ہا یہ میں یہہ درج ہے کہ بہ بشرط العوض کی صورت میں تقابض ہر لین ہر دے ہے +

استماع بیعت ضعیف العقل

استماع بجان بد وضع

استماع قبضہ کی صورت میں

اضافات بہ بشرط العوض

مقدمہ ۱۶

س۔ ایک شخص میں سے جبکی وفات کو سات یا آٹھ برس گذرے تین روز تہین پہلی روز سے ایک نیا اور دو بیٹیاں نہیں اور دوسری + اس صورت خاص میں ہی امتناع بصورت عام نہیں ہو سکتا ہے لیکن بدرون کی نسبت امتناع ہو سکتا ہے وہ کوئی ایسا فعل کرے جو صریح شامی اور ایک قرضہ ہون کے حق میں مضر ہو۔ دفعہ ۱ اصول طالبات +

۲۔ اس مقدمہ سے الفاظ بہ العوض اور بہ بشرط العوض میں امتیاز معلوم ہر تہیے۔ وفات ۱۶۱۵ اصول ہے۔ ہادی النظر میں بہہ استیاز صرف لفظی معلوم ہوتا ہے لیکن جب ان دونوں معاملوں کی شرائط پر نظر کیا جاتی ہے تو امتیاز قطعاً بلا وجہ نہیں پایا جاتا یعنی علماء کا یہہ قول ہے کہ بہ العوض باعتبار اسلفظ کے ہر معنی کے بیچ یک مثل ہے اور جو از بیچ کے واسطے تقابض ہر لین ہر دے نہیں ہے اور جن شرائط کی رو سے اسطر حکما معاہدہ عمل میں آتا ہے انکا مفہوم یہہ ہے کہ جن دونوں چیزوں کا معاہدہ منظور ہے وہ موجود ہیں اور ایک طرف کو دوسری طرف سے نقصان پہنچنے کا از نہ نہیں ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تلو بہ شے دی مراد اسکی یہہ ہے کہ معاہدہ موجود ہے اور بیچ قبل ہد کرنے اپنی جا یا د کے معاہدہ لے لے اور اسی وجہ سے اسطر حکما معاہدہ اسکی شرط اور ہی بشرط اسکا تاثیر کے شرعاً داخل بیچ اور بہ بشرط العوض کی نسبت علماء کی یہہ ہے کہ اسطر حکما بیچ کی مثل سے نہیں ہے کیونکہ جو الفاظ اسکی تعریف میں لکھے گئے ہیں او متعلق ہونا ایک شرط کا پایا جاتا ہے مثلاً اس صورت میں یہہ کہا جاتا ہے کہ "میں نے تلو بہ شے دی بشرطیکہ تم مجھ کو فلاں شے دو" ایسے معاہدہ کو اول شرح نے بلحاظ اسکی شرط کے داخل ہے قرار دیا ہے اور ایسی حالتوں میں حاصل ہونا قبضہ کا فرور ہے کیونکہ اگر وہ غیر

دو بیٹے اور تین بیگان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ موہانی اولاد کے بقید حیات اور توفیٰ تک کل ترکہ پر قابض ہے اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد ان کی موجود ہے اور اب دوسری زوجہ کی اولاد ہند نہ ہزار ہے کچھ کم روپیہ کی بابت یعنی سجدہ ۹۲ سهام ترکہ کے ۹۴ سهام کی دعویٰ ہے اور پہلی زوجہ اور اسکی اولاد کو جو مقدمہ میں مدعا علیہ میں جو اب میں یہ عذر ہے کہ شخص نے کورٹ میں چند سال بیٹرائی وفات تک جا پیدا و منقولہ و غیر منقولہ موردی و کمبوی اپنی پہلی زوجہ کے نام دست آویز یہ بالعموم کے ذریعہ سے بابت ایک دین مہر کے جو بقدر تین لاکھ روپیہ کے تھا منتقل کر دی اور تصدیق دست آویز کو جو حسب ضابطہ عمل میں آئی بنا سید اس عذر کے مدعا علیہ میں دست آویز یہ بالعموم پیش کی اور گواہوں کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص توفیٰ نے یہ دست آویز بشرط فرغِ خلقی زوجہ کے تحریر کی تھی اور زوجہ کسی امثالگی کی وجہ سے ایک مرتبہ ناراض ہو کر شوہر کے گہر بہانی لگے گہر جانا چاہے تھی علاوہ ایک شہادت سے پایا جاتا ہے کہ ہر چند دست آویز یہ بالعموم میں یہ لکھا ہے کہ متعاقدین کے باہم تقاضا بدلیں عمل میں آتا لیکن فی الواقع شوہر اپنی کل جا پیدا وقت وفات قابض رہا ایسی صورت میں اس طرح کی دست آویز حصول وراثت کے بموجب مانع ارث ہے یا نہیں ج - یہ کی در تین میں - اول یہ مطلق اور وہ یہ صورت ہے کہ شے موجود کی بابت کچھ معاوضہ نہیں لیا جاتا اور وہ اپنی جا پیدا کو قطعاً و بدیہاً ہے اور ایسی حالت میں جو از یہ کے واسطے حاصل ہونا مقصد کا ہے موجود پر ضروری ہے اور دوسری قسم یہ کہ مقید ہے اور اسکی در تین میں یعنی بہ بشرط العوض اور یہ بالعموم - بہ بشرط العوض کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شے بشرطینے دوسری شے کے بموجب لے لے دے اور اس حالت میں ہی حاصل ہونا مقصد کا ہے موجود پر لاد یہ اور اسکی علیحدگی اور تفریق ہی وہاب کی جا پیدا ضروری ہے لیکن اس طرح کا یہ اول مرتبہ میں صرف بطور عام ہے کہ ہے اور مرتبہ اخیر میں یعنی بعد بنے معاوضہ کے مثل بیع کے ہے پس اگر اس طرح کا ہے بغیر مقصد عمل میں آئے اور بعد اسہو جملہ مطالبات سابقہ ذکی جا پیدا مثل قرضہ دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث نہیں ہو سکتا دوسری قسم یہ بالعموم ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو یہ غلام شے کی بابت مثلاً بوض اور سن یا اس غلام یا بابت ایک ہزار روپے کے غلام شے دی - اس قسم کا یہ بموجب اس سلسلہ عام کے مرتبہ اول و اخیر میں مثل یہ کہ ہے اور ایسی حالت میں دیا جانا مقصد کا موجود کہ لاد نہیں ہے چنانچہ دست آویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعویٰ باطل تصور ہو گا یہ سب مطابق مسئلہ محمدیہ و خلاصہ دیگر رسائل فقہ کے ہے +

یہ کی در تین میں  
مطلق  
دوسری قسم

بہ بشرط العوض

یہ بالعموم

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص دوسری سے جو کہ کر گیا لگنے میں حیات کل جا پیدا کو سہ انات البیت روپیہ دوز نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض یہ کیا شخص نے کورٹ کی وفات کے بعد باہم اونکی دونوں زوجہ کے ذریعہ کی بہت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کے چیکے نام اس شخص کی جا پیدا ایسی شرط کے جائز اور وہ جب تعمیل قصور کے ساتھ تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ پایا اور ایسی صورت میں معاوضہ کا لدم تصور ہو گا اور چنانچہ اسکی اس طرح کا معاوضہ کی قبیل سے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقاضا بدلیں کے اسکا اثر مثل بیع کے ہو جائیگا +

ہیہ کی ایک دختر ہے اور دوسری ایک دو دختر ہیں۔ اس صورت میں شوہر کا یہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو ان دونوں میں  
جاہداد کس جانب سے تقسیم ہونی چاہیے ؟

یہ بالوضوح کی  
وہ صورت  
حیثین طریقی  
یہ درجہ اولی  
میں دیا گیا ہے

ج۔ اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولیٰ قسم کا عمل میں آیا جسکو شرع کی وجہ سے بالوضوح کہتے ہیں اور اس قسم کا یہ لمبا خط بنا دنا شرع  
مستحب ہے لیکن اس معاملہ کے جواز میں اس وجہ سے شبہ ہے کہ سواد ضہ کی چیزوں میں کچھ نہ نقد ہی داخل تھا اور ایسے سادہ کو جس  
کہتے ہیں اس قسم کے سادہ کے جواز کے لئے قبضہ لایا ہے اگر قبضہ ہو گیا ہے تو ایسا سادہ صحیح تصور ہوگا ورنہ باطل دنا جائز اور طریقی  
سادہ کی اتراؤ کا اختیار ہے علیٰ ہذا القیاس ورنہ اور فرضاً ہوں کو اختیار ہے کہ سادہ کو مسترد کر کے نئے منتقلہ کو بعد ادا کرنے  
اس چیز کے جواز کے سادہ میں دی گئی جو اس میں تا وقتیکہ بہ عمل میں نہ آئے نئے مذکور شری کے قبضہ میں بطور کفالت رہے لیکن جب  
سواد ضہ پہر واپس لیا جائے اور وقت نئے مذکور کی نسبت حکم فرایض جاری ہوگا اور اس صورت میں نئے مذکور کے ہم جیسے کرنا چاہئے  
مخلد ان کے ہر زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۴ سہام ملے گا

مقدمہ ۱۸

س۔ ایک عورت نے اپنی جاہداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہیہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جاہداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد  
اسکی وفات کے مہربوب لہا کو بیٹے چنانچہ مہربوب لہا اس قرار کے بموجب جاہداد کا حاصل مستحق وصول کر کے واپس لے کر لیا اور جاہداد  
کے ایک جز پر واپس ہی ہمیشہ قابض ہی ایسا ہیہ شرع کے بموجب جائز ہے یا نہیں اور ایک ذریعہ سے مہربوب لہا جاہداد مذکور کو بذریعہ  
بیع منتقل کر نیکی مجاز ہے یا نہیں اور بیعنامہ جو مہربوب لہا نے تحریر کیا اس جہ سے کہ اسکی تحریر میں واپس ہی شریک ہی اور اس نے  
اپنے دستخط باضابطہ کر دیے تھے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہیں۔ اور بعد اسکے اگر واپس لہا کو شخص ثالث کے ہاتھ ہیہ  
کر دیے تو ایسا بہ درست سمجھا جا سکتا یا نہیں ؟

اگر یہ ناجائز ہے  
اور وہ بیعنامہ  
بیعنامہ پر جو بیعنامہ  
کی جانب سے لکھا  
جائے دستخط لہا  
کرے تو بیع جائز  
ہے

ج۔ یہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہیں ہو سکتی اور اس مقدمہ کے حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ واپس لہا کو ایک جز پر خود  
قابض رہ کر بقیہ جاہداد پر مہربوب لہا کو قابض کر دیا جائے کہ اس طرح قبضہ واسطے اثبات جواز بیع کے کافی تصور نہیں ہو سکتا اگر واپس لہا نے  
مہربوب لہا کو کل جاہداد پر قابض کر لیا ہو تو یہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل اور ناجائز ہو جاتی لیکن جبکہ واپس لہا جزو جاہداد پر خود  
قابض ہی تو قبضہ کامل قرار نہیں پاسکتا اور بغیر اسکے بی غیر مہربوب لہا کے جو کہ واپس لہا نے اس بیعنامہ پر جو مہربوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا  
دستخط باضابطہ کر دیا لہذا اسکے اس مثل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ سادہ بیع واپس لہا کو  
کی رضامندی سے عمل میں آیا ایسی صورت میں بیعنامہ کھانز اور وہ بیع التعمیل تصور کرنا چاہئے اور جو سادہ بذریعہ اسکے عمل میں آیا قابل  
یہ اور واپس کو اختیار نہیں ہے کہ اس جاہداد کو بعد اذان دوسرے کے ہاتھ منتقل کرے ؟

۱ باوی النظر من فیصلہ اس مقدمہ کا قاعدہ عام ہے کہ خلاف معلوم ہونے اور اگر وہ بیع نامہ جواز میں کوئی وجہ مرادنا نہیں  
لکھی ہے لیکن وہ وجہ یہ ہے کہ واپس لہا کو بیع مہربوب لہا کے بیع نامہ میں نظر سے قابض کر دیا کہ نئے مذکور شری کو دیکھا اور اس جہ سے

دو بیٹے اور تین بیٹیاں اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ مولہ اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی ایک کل ترکہ پر قابض ہے اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولادوں کی موجودگی اور اب دوسری زوجہ کی اولاد بظہرہ ہزار ہے کہ مقدار کم روپیہ کی بابت یعنی سجدہ ۹۰ سہام ترکہ کے ۹۰ سہام کی دعویٰ ہے اور پہلی زوجہ اور اسکی اولاد کو جو سہم مدعا علیہ میں جو اب میں یہ عذر ہے کہ شخص نے گورنر چند سال پیش اپنی وفات سے لگا جایدا و منقولہ وغیر منقولہ موردی و مکسوی اپنی پہلی زوجہ کے نام دست آویز بہ بالعموم کے ذریعہ سے بابت اسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکھ روپیہ کے تھا منتقل کر دی اور تصدیق دست آویز کو جو حسب ضابطہ عمل میں آئی بنا سید اس عذر کے مدعا علیہ ہونے دست آویز بہ بالعموم پیش کی اور گواہوں کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی نے یہ دست آویز بشرط غفلت زوجہ کے تحریر کی تھی اور زوجہ کسی ادھانگی کی وجہ سے ایک رتبہ ناراض ہو کر شوہر کے گہر بہائی کے گہر جانا چاہے تھی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتا ہے کہ ہر چند دست آویز بہ بالعموم میں یہ لکھا ہے کہ متعاقبین کے باہم تقاضا بدین عمل میں آیا لیکن فی الواقع شوہر اپنی کل جایدا و پر تادقت وفات قابض ہا ایسی صورت میں اسطرح کی دست آویز اصول وراثت کے بموجب ماننے ارث سے یا نہیں ج - یہ کی دو تین میں - اول یہ مطلق اور وہ یہ صورت ہے کہ شے موجود ہے کی بابت کچھ معاوضہ نہیں لیا جاتا اور وہ اب اپنی جایدا و کو قطعاً دیدیتا ہے اور ایسی حالت میں جواز یہ کہ واسطے حاصل ہونا قبضہ کا شے موجود پر ضروری ہے اور دوسری قسم یہ کہ مقید ہے اور اسکی دو تین میں یعنی بشرط العوض اور یہ بالعموم - یہ بشرط العوض کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شے بشرطینے دوسری شے کے موجود ہے اسے دیکھ اور اس حالت میں ہی حاصل ہونا قبضہ کا شے موجود پر بلا دیکھ اور اسکی علیحدگی اور تفریق ہی وہاب کی جایدا و ضروری ہے لیکن اسطرح کا یہ اول رتبہ میں صرف بھرا عام ہے یہ کہ ہے اور مرتبہ اخیر میں یعنی بعدینے معاوضہ کے منسلک ہے کہ یہ پس اگر ہر طرح کا یہ بغیر قبضہ عمل میں آئے جو وہ بعد ازاں جو عمل مطالبات سابقہ ذمگی جایدا و منسلق ترضہ و دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب ماننے ارث نہیں ہو سکتا دوسری قسم یہ بالعموم ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تلو بہ غلامانے کی بابت مثلاً بوض اور سن یا اس غلام یا بابت ایک ہزار روپے کے غلامانے دیے - اس قسم کا یہ بموجب عام کے مرتبہ اول و اخیر میں منسلک ہے کہ ہے اور ایسی حالت میں دیا جانا قبضہ کا موجود ہے کہ لا بد نہیں ہے چنانچہ دست آویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہوتی تو فی الواقع وراثت کا دعویٰ باطل تصور ہو گا یہ سب مطابق مسئلہ حدیہ و خلاصہ دیگر رسائل فقہ کی ہے +

یہ کی دو تین میں  
پہلی یہ مطلق  
دوسری مقید +

یہ بشرط العوض

یہ بالعموم

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص زوجہ چھوڑ کر گیا مگر اپنے منجیات کل جایدا و کو نہ انات البتہ روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض یہ کیا شخص کو کر کی وفات کے بعد باہم اور سکی دونوں زوجہ کے وراثت کی بابت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کے چیکے نام اس شخص کل جایدا و ایسی شرط کے جائز اور وہ جب التعمیل تصور کیا جا تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ لیا جا اور ایسی صورت میں معاوضہ کا عدم تصور ہو گا اور چنانچہ اسکی اسطرح کا معاوضہ سے قبضہ کے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقاضا بدین عمل میں یہ کہ ہو جاتا ہے +



ہے کی ایک دختر ہے اور دوسری بیکہ دو دختر ہیں۔ اس صورت میں شوہر کا یہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو ان دونوں میں  
جاہداد کس صاحب سے تقسیم ہونی چاہیے ؟

ج۔ اس صورت میں معلوم ہو گیا ہے کہ یہ اس قسم کا عمل میں آیا جسکو شرع کے موجب ہے بالوضو کہتے ہیں اور اس قسم کا یہ طحاظ بنا دنا نیز  
متناہی ہے لیکن اس معاملہ کے جواز میں اس وجہ سے شبہ ہے کہ سواد مذکورہ کی چیزوں میں کچھ نقد بھی داخل تھا اور ایسے سادہ کو جسے  
کہتے ہیں اس قسم کے سادہ کے جواز کے لئے قبضہ لابدی ہے اگر قبضہ ہو گیا ہے تو ایسا سادہ صحیح تصور ہوگا در نہ باطل و ناجائز اور طریقی  
سادہ کی اتراؤ کا اختیار ہے علی ہذا الفیاس و زنا اور قرضوں کو اختیار ہے کہ سادہ کو مسترد کر کے نئے منتقلہ کو مبداء کر لینے  
اس چیز کے جواز کے سادہ میں دی گئی ہے اور اس میں تا وقتیکہ یہ عمل میں نہ آئے نئے مذکور مشرعی کے قبضہ میں بطور کفالت رہے لیکن جب  
سادہ پر واپس لیا جائے اور وقت نئے مذکور کی نسبت حکم فرایض جاری ہوگا اور اس صورت میں نئے مذکور کے ہم جیسے کر لینے چاہئے  
سختہ ان کے ہر زوج کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۲ سہام ملے گی ۔

یہ بالوضو کی  
وہ صورت  
جس میں طریقی  
سے روپیہ اور  
میں دیا گیا ہے

مقدمہ ۱۸

س۔ ایک عورت نے اپنی جاہداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے بیہ کی کہ وہ اپنے حین جیات جاہداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد  
اسکی وفات کے سو سو ہا لہا کو بیٹے چنانچہ سو سو ہا لہا اس قرار کے بموجب جاہداد کا حاصل متناہی وصول کر کے واپس کے حوالہ کیا اور جاہداد  
کے ایک جزو پر واپس ہی ایسا ہی شرع کے بموجب جائز ہے یا نہیں اور ایک ذریعہ سے سو سو ہا لہا جاہداد مذکور کو بزرگ  
بچ منتقل کر نیکی مجاز ہے یا نہیں اور بیٹا جو سو سو ہا لہا نے تحریر کیا اس وجہ سے کہ اسکی تحریر میں واپس ہی شریک تھی اور اس نے  
اپنے دستخط باضابطہ کر دیے تھے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہیں۔ اور اب اس کے گرد واپس جاہداد کو شخص ثالث کے ہاتھ ہے  
کہ وہ تو ایسا بہ درست سمجھا جا سکتا یا نہیں ؟

اگر یہ ناجائز ہے  
اور واپس  
بیٹا پر جو بیٹا  
کی جانب سے لکھا  
جائے دستخط  
کرے تو بیٹے جائز  
ہے ۔

ج۔ یہ کی تکمیل یعنی حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہیں ہو سکتی اور اس مقدمہ کے حالی سے واضح ہوتا ہے کہ واپس نے جاہداد کے ایک جزو پر خود  
قائض رکھ لیا ہے جاہداد پر سو سو ہا لہا کو قائض کر دیا حالانکہ اس طرح کا قبضہ واسطے اثبات جواز ہے کافی تصور نہیں ہو سکتا اگر واپس نے  
سو سو ہا لہا کو کل جاہداد پر قائض کر لیا ہو تو یہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل اور ناجائز ہو جاتی لیکن جبکہ واپس جزو جاہداد پر خود  
قائض ہی تو قبضہ کامل قرار نہیں با سکتا اور بغیر اسکے بی غیر موثر ہے لیکن چونکہ واپس نے اس بیٹا پر جو سو سو ہا لہا کی جانب سے تحریر ہوا  
دستخط اپنا صاحبنا بطرت کر دیا لہذا اسکے اس مثل سے رضامند ہونا نسبت سے کہ واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ سادہ بیٹے واپس اور سو سو  
کی رضامندی سے عمل میں آیا ایسی صورت میں بیٹا کو جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہئے اور جو سادہ ہا لہا کے عمل میں آیا قابل  
یہ اور واپس کو اختیار نہیں ہے کہ اس جاہداد کو بعد از ان دو شرط کے ہاتھ منتقل کرے ۔

۴ باوی النظر میں فیصلہ اس مقدمہ کا قاعدہ عام ہے کہ خلاف معلوم ہو تو ہے اور اگر وہ واسطے شہم جواز میں کی کوئی وجہ ہر اتنا نہیں  
لکھی ہے لیکن وہ وجہ یہ ہے کہ واپس نے سو سو ہا لہا کو شہم جو سو سو ہا لہا پر اس نظر سے قائض کر دیا کہ شہم مذکور مشرعی کر دیا اور اس وجہ سے

مقدمہ ۱۹

س۔ ایک عورت نے اپنی کل جایدا اپنے پوتے کے نام جو پانچ برس کا تھا یہ کی اور پانچ برس بعد اسے جایدا دوسرے کو اپنے کل وارثوں میں کہ سجدوں کے پوتے ہی داخل ہے تقسیم کی ایسی صورت میں جایدا کا یہ جو ایک وارث کے نام ہوا جائز اور درست ہے یا نہیں اور اگر بعد یہ کہ جایدا دوسرے کے وارث نہیں کا احتیاط ہے یا نہیں +

۱۱۔ جوردادی کہ جانب سے پوتے کا نام عمل میں آتا ہے

ج ۱۔ اس طرح کا یہ جائزہ درست ہے اور قابل ہندو اور نہیں ہے کیونکہ دای اور پو میں ایسا واسطہ ہے جس میں نکاح جائز نہیں ہے اور اس طرح کا واسطہ مانع ہندو اور ہے۔ دای نے جو اپنی جایدا کو پانچ برس بعد یہ کہ اپنے کل وارثوں میں بانہوم تقسیم کیا ہے امر ناجائز اور نارست ہے اور پہلا یہ بدستور نافذ تصور کیا جائیگا۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ جو شے مورث لے کے قبضہ میں ہو اسکی یہ کیگیل کیگیل قبضہ جدید ضرور نہیں ہے اور جو یہ باپ کی جانب سے اولاد کے نام عمل میں آئیگیل اسکی محض بیان سے ہوجاتی ہے اور جو یہ شخص جانب کی طرف سے طفل کے نام عمل میں آئے اور اگر طفل ذیشور ہو تو اسکو شے مورث پر قابض ہونا چاہیے اسکا باپ یا دادا اسکی طرف سے جایدا پر دخل ہون اولی ہوا دن کی جانب سے مقرر کیا جا با طفل کی مان بنر طیکہ طفل ایک ساتھ رہتا ہو قبضہ حاصل کرین یا شخص جانب قابض ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ طفل مذکور اسکی گہر میں تربیت پاتا ہو اور اسی نسخہ میں ہندو اور یہ کہ مورث سات قرار دئے ہیں۔ اولاد ہونائے غیر ملوک کہ باہر میں۔ ۲ وفات مورث ل۔ ۳ و باجا انا سادھنہ کا مورث ل کی طرف سے و اہب کو۔ ۴ انتقال ہے۔ ۵ یہ کا ہونا باہم زوجہ و شوہر کے۔ ۶ ہونا یہ کا آن واسطہ دارون میں جبکہ ساتھ نکاح ناجائز ہے۔ ۷ وقف ہوجانے سے مورث کا ۶

یہ غیر قابل ہندو

س ۲۔ دای یعنی مورث ل کی دای اور راجہ بد وفات پدر مورث ل اور پانچ برس بعد یہ کہ جایدا دوسرے کو اپنے کل وارثوں میں تقسیم کیا ایسی صورت میں اسطرح کی تقسیم جائز ہے یا نہیں +

طفل کی جانب سے کسی کو قبضہ مانع چاہیے

ج ۲۔ چونکہ یہ اپنی جائز قرار دیا گیا ہے اور ہندو اسکا ناجائز ہے لہذا تقسیم ابد کو باطل تصور کرنا چاہیے اور زہ ہونا یا وفات پانچ مورث ل کے باپ کا یہ کہ وقت اس میں مطلق ہو نہ نہیں ہے چنانچہ فقرہ شرح وقایہ سے منقول ہوا ہے کہ اس جواب کی تائید کے لئے کافی ہے اور واد ایک فقرہ ذیل جو ہر ایسے منقول ہے اس صورت سے متعلق ہے اور وہ فقرہ یہ ہے کہ "اگر باپ کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کے نام سے کرے تو پسر بزرگ یہ ہے کہ مالک ہوتا ہے الا اس صورت میں" الخ یہی قاعدہ اس صورت کی نسبت بھی صادق آتا ہے جب مان کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کو جسکی وہ پرورش کرتی ہو یہ کرے اور شرط یہ ہے کہ باپ اسکا مر گیا ہو اور کوئی شخص نے مقرر کیا گیا ہو علیٰ ذہا لقیاس یہی قاعدہ اس حالت سے ہی متعلق ہے جب پسر صغیر السن بسبب وفات باپ اور نامزد ہونے والی کسی شخص کی حفاظت میں ہو اور اسکی نام ہی عمل میں آئے۔ اور اگر شخص جانب کی جانب سے کسی طفل کو نام ہی عمل میں آئے تو کیگیل ایسے ہی کیگیل ہوتی

ناجائزی یہ مرتفع ہو گئی اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی جایدا شخص ثالث کے نام منتقل ہوجاتی ہے تو ہندو اور اسکا نہیں ہو سکتا۔

۱۲ اصول یہ دفعہ ۱۳۔ اس دفعہ میں ہندو اور ہے کہ مورث پانچ لکھے ہیں اور رشتہ دارون کی نسبت جو متعلق ہے اس میں یہ امین شوہر و زوجہ کے ہی داخل ہے اور وقف ہوجانے سے مورث مذکور کی تفصیل میں سہرا متروک ہو گیا اور وفات پانچ کا ہی مانع ہندو اور ہے

ہوتی ہے کہ طفل کے باپ کو بیٹے سے موبوبہ پر قابض کرادیا گیا۔ اگر کوئی شخص کسی بیٹیم کے نام کچھ جائیداد دے کرے اور اسکی جانب سے اسکا  
 ولی یعنی وصی جو باپ نے نامزد کیا ہو یا دادا اور سپر قابض ہو تو ایسا یہ جائز ہے اگر کسی طفل کا باپ مر گیا ہو اور اسکی پرورش اسکی ان کرتی  
 ہو اور ان اس بیٹے پر جو طفل کے نام ہے ہوئی ہو قبضہ حاصل کرے تو اسطرح کا یہ صحیح ہے یہی قاعدہ اس حالت میں ہی صادق آتا ہے  
 جب طفل بیٹیم کسی شخص اجنب کی حفاظت میں ہو۔ اور اگر طفل بیٹے سے موبوبہ پر خود قابض ہو جا تو یہ امر جائز ہے الا اس صورت میں کہ

مقدمہ ۲۰

طفل ذیشعور ہو

س ۱۔ دو بہانی بالاشترک رہتے ہیں دونوں کا ازدواج ہو گیا تھا اور ایک بہانی کے ایک پسر اور تین بیٹیاں تھیں دونوں بہانوں نے  
 اپنی کل جائیداد بے مذکور کے نام جو مرن سائے سات برس کا تھا یہ کر دی اور اسکے نام ایک بہانہ لکھ دیا ایسا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟  
 ج ۱۔ باپ اور چچا پر اپنے مال شترک کو نابالغ کے نام سے کیا وہ جائز ہے بشرطیکہ قبضہ کامل لایا گیا ہو یعنی چچا یا دادا مستقل کی شرکت سے ورنہ  
 ہو گیا ہو اور جائیداد مذکور باپ کے حوالہ کی گئی ہو جو نابالغ بصر کی جانب سے قابض ہو گیا مجاز ہے۔ لیکن اگر چچا باپ کے ساتھ جائیداد پر  
 قابض رہا ہو تو یہ ناجائز ہوگا۔ باوجود اس سئلے کے اگر باپ قریب المرگ ہو نیکی حالت میں اپنی کل جائیداد ایک بصر کو مجردی اور وک کے بہ  
 کرے تو یہ بالکل ناجائز تصور ہوگا کیونکہ ایسی حالت میں ورنہ کو عموماً اسکی جائیداد پر استحقاق قائم بالوجود حاصل ہو جاتا ہے لہذا اسطرح کا  
 انتقال جائز ہے لیکن اگر اسطرح کا یہ بحالت مندرستی کیا جا تو واپس کا یہ فعل مذموم اور داخل زیادتی تصور کیا جائیگا اور مورث کا  
 ورنہ کو ضرر پہنچانا گناہ ہے۔

باب اور چچا کا  
 یہ کہ نابالغ نابالغ  
 کے نام  
 بہ تزییل  
 ہر شکل حالت میں  
 دیگر ورنہ کو مجرد  
 کہ مذموم ہے

س ۲۔ اگر صورت مذکورہ بالا میں واپس اطلاق استحقاق کا لازم قرار دیا جا تو یہی بہ درست اور صحیح تصور کیا جائیگا یا نہیں ؟

ج ۲۔ کل جائیداد کا ایک وارث کے نام مجردی دیگر ورنہ کے ایسی صورت میں یہ کہ ناحیکہ ذکر سوال اول کے جواب میں کیا گیا درست اور صحیح  
 ہوگا

گر ایسا فعل ابو حنیفہ کے مسائل کے بموجب مذموم ہے لیکن نواب ابن بشیر رحمہ اللہ ابو یوسف اور محمد مجتہد مصنف فتاویٰ ترمذی نے ایسے بہ کو فعل مجرم  
 اور چہرہ بیکر ناجائز بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ ایسی صورت میں جائیداد ورنہ کے نام باہم سادی طور پر تقسیم ہونی چاہیے فتاویٰ دارالسرہان  
 میں در باب جواز مسائل مذکورہ بالا کے یہ مواخذہ مندرج ہیں۔ دو اگر دو شخص دو سے زیادہ ایک مکان ایک شخص کے نام سے کرین تو جائز  
 ہے، بدایہ میں لکھا ہے کہ ”اگر دو شخص بالاشترک ایک مکان ایک شخص کے نام سے کرین تو جائز ہے“ فتاویٰ دارالسرہان نیز مندرج  
 ہے کہ ”جائیداد موبوبہ کی تفریق اور تفریح قبضہ لائیک وقت فرد سے“ اور در مختار میں یہ درج ہے کہ ”اگر حالت مندرستی میں کوئی  
 شخص اپنی کل جائیداد ایک لڑکے کے نام سے کرے تو ایسا یہ جائز ہے مگر وہ لڑکا فقیر یا غنی ہوگا فقیر کا فقیر اور غنی کا غنی ہے  
 روا ہے اسطرح پر لکھی ہے کہ ”جب میں مرن سات برس کا تھا تو میرے باپ نے مجھے ایک غلام دیا مگر میری ماں اس باب میں مسترض ہوئی  
 اس جہ سے حضرت پیغمبر کو بلایا اور ان کے سامنے یہ امر بیان کیا گیا حضرت نے میرے باپ سے پوچھا کہ تمہارے اور میری اولاد یا نہیں  
 اور جب جواب میں ہوا اور اولاد کا تسلیم کیا گیا تب حضرت نے میرے باپ سے پوچھا کہ تم نے اپنی اولاد سے ہر ایک کو اسطرح کا یہ کیا ہے  
 یا نہیں اس سے میرے باپ نے انکار کیا تب حضرت نے کہا کہ یہ بڑی بے انصافی ہے اور زنا یا کچھ کرنا اور خدا کا خوف کرنا اور اپنی جائیداد کو

اولاد کے باہم سادی طور پر تقسیم کرے، درر مختار میں لکھا ہے کہ "اگر ایک طفل کی جانب از دیاد محبت کا اظہار قابل الزام نہیں ہے کیونکہ یہ  
 امر طبیعت سے مستلزم ہے علیٰ ہذا القیاس یہی صورت میں ہی کی دینی الزام کے قابل نہیں ہے بشرطیکہ صورت کا منشا یہ نہ ہو کہ اور وارثوں کو  
 سفر تہ پہنچے ورنہ جا یاد سادی طور پر تقسیم ہونی چاہیے،" مصنف مؤخر الذکر کی رائے کے بموجب دختر اور بیٹے کے نام بہ سادی جا اور یہی  
 راہ مسلمہ ہے مصنف مؤخر الذکر کے یہاں ابو یوسف مراد کا مسالمت میں اویسکی رائے کے مطابق عمل ہوتا ہے جو کہ سفرت رسائی کی  
 وجہ سے استحقاق دینا کا سادی سمجھا گیا ہے لہذا صورتیں جبکہ جا یاد کی تقسیم سفرت رسائی غیر سادی طور پر عمل میں آکر ہے کہ سادی طور پر جا یاد تقسیم  
 کرانی چاہیے لیکن جب ایک شخص اپنی کل جا یاد ایک طفل کو دیکے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ اور دو کو حضرت ہی بڑی بیچگی نہ مولانا محمد امجد شاہ صنف نما و  
 قبری نے اس باب میں اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ وہ مقولہ ہے کہ صورت کا جو لہنے ورنہ کی جانب جائز نہیں ہے اور گوئی الواقع مراد اس مقولہ کی یہ ہے  
 اگر باپ حالت محنت میں ایک بیٹے کے نام اپنی کل جا یاد باکس قدر جزو اسکا زیادہ حصہ ہے کہ یہ تو بہا بموجب اطلاق استحقاق اور وارثوں کا ہے

مقدمہ ۲۱

لیکن اس سے بالعموم مراد ہی نہیں مفہوم نہیں ہے جلیتہ ہیں، مقدمہ ۲۱  
 س ۱۔ ایک شخص کے دو زوجہ تہن ان میں سے ایک کے نام اس دست آویز تحریر کی اور ایک کے ذریعہ سے اپنی جا یاد منقولہ وغیر منقولہ  
 کے کل حقوق بالعموم بن ہر منتقل کر دیئے دو برس بعد اس نے ایک دست آویز دوسری زوجہ کے نام لکھی اور ایک کے ذریعہ سے اپنی  
 جا یاد کا استحقاق بالعموم دین ہر کے ایک نام منتقل کر دیا اور اس میں زوجه اول کی منظوری تحریری حاصل کر لی اس صورت میں شخص نکاح  
 کی وفات کے بعد زوجه ثانی دعویٰ دین ہر کے ذریعہ سے سستی پانے نصف جا یاد کی ہے یا نہیں ؟

زوجہ کے نام سے  
 کرنا جا یاد ہر  
 دست نہیں ہے  
 اگر شخص نکاح  
 کی تحریری اجازت  
 ہے ایسا عمل ہی  
 آیا ہے

ج ۱۔ اس صورت میں شوہر نے اپنی جا یاد ایک کل حقوق زوجه اول کے نام قبل دینے نصف جا یاد کے دوسری زوجہ کو دین ہر کے ہر  
 کر دیئے لہذا دوسری مرتبہ کا انتقال نا درست ہے کیونکہ حق الکت نسبت سے شوہر کے شوہر سے منتقل ہو کر زوجه کو حاصل ہوا تھا اور یہاں  
 اس صورت میں صادق آتی ہے کہ پہلی زوجہ کی جانب سے اجازت حاصل نہیں ہوئی تھی لیکن اگر پہلے تسلیم کیا جاتا کہ دست آویز اجازت  
 جزوی مصدق ہے تو میں مرت ہر کے لکھا ہے کہ شوہر کو اختیار ہے کہ سب سے اس جا یاد ایک جو اس نے پیشتر اپنی پہلی زوجہ کے نام دین ہر کے ہر  
 منتقل کی نصف اسکا ذریعہ دست آویز ہی کوئی زوجہ کے نام منتقل کرے اور یہ جو دوسری زوجہ کے نام عمل میں آیا اس کے حق میں حضرت سفارہ  
 ہے کیونکہ بعد تحریر پہلے دست آویز پہ سب سے شوہر کے رضامندی پہلی زوجہ کی ایک نفاذ کے وسیلے ضروری ہے لیکن حاصل ہونا اسکی اجازت  
 یا نہیں جاتا اور مرت اجازت تحریری کی رو سے دوسری زوجہ کو نصف جا یاد + پانچا استحقاق شرعاً حاصل نہیں ہو سکتا لیکن یہ مقدمہ  
 کے ثبوت سے پایا جاتا ہے کہ پہلی زوجہ کی اجازت کہیں حاصل نہیں ہوئی +

س ۲۔ اگر پہلی زوجہ نے دوسری زوجہ کی نسبت اجازت تحریری دی ہو تو وہ بعد وفات شوہر کے سستی پانے نصف جا یاد کی جب ہر کو  
 + یہ مسئلہ فی الحقیقت شرع کے مطابق ہے کہ ایک جو از میں سب سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہی یہ بیان کی گئی ہے کہ جب تک پہلی زوجہ کی جانب سے  
 جا یاد کا انتقال شوہر کے نام بذریعہ اور طور پر عمل میں نہیں آتا شوہر اسکو ہرگز منتقل نہیں کر سکتا تھا یا اگر پہلی زوجہ نے شوہر کو اپنا مختار  
 انتقال کیے تا مذکورہ ہر تاروہ مجاز انتقال تصور کیا جانا اور انتقال اصل مالکہ یعنی زوجہ کی طرف سے تصور کیا جاتا نہ مرت کی جانب سے ہے

شوہر کی حیات میں قبضہ حاصل نہیں ہوا ہوگی یا نہیں +

ج ۲ - ایسی صورت میں دوسری زوجہ بدرجہ اولیٰ کہہ نہ پائیگی +

س ۳ - پہلی زوجہ نے اپنی کل ملکیت کا یہ نامہ اس شخص کے نام تحریر کیا جسکو اس نے بھائی نابالغی متبنی کیا تھا اور نام ایک بستر بنی کا اسکی  
درخواست کے مطابق ملکیت کے بعض حصص کی نسبت بطور مالک درج ہوا لیکن بعض کی نسبت نہیں لکھا گیا اور یہ ثابت ہے کہ تحریر یہ  
نامہ سے ڈائی بر تنگ زوجہ قابض رہی اور بظاہر مالک تصور کی گئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس نے باوصف موجود ہوئے والدین نابالغ کی  
جسکو اس نے متبنی کیا تھا بزوجہ پیدا کو اپنے نام سے رہن کیا ایسی صورت میں اگر ان کو اپنے بستر نابالغ کی جانب سے قبضہ حاصل ہوا ہو تو  
یہ بخوبی جائز تصور کیا جائیگا یا کل ملکیت کا یہ اس جہ سے نادرست اور ناجائز تصور ہوگا کہ مویوب کہ قبضہ کامل حاصل یا نام لکھا  
بطور مالک مطلق داخل نہیں ہوا +

اجازت ہونی  
صورت میں  
دوسری زوجہ  
بدرجہ اولیٰ  
کہہ نہ پائیگی

ج ۳ - جاہلہ کے اور حصص کا ہر جگہ نسبت نابالغ کا نام معور مالک داخل ہوا اور چندہ بطور جائز قابض ہوا بلا شک درست ہے  
مگر اہل فقہ کی رائے بابت ادن حصص جاہلہ کے مختلف ہے چندہ واسب بظاہر مالک کے طور پر قابض بعض کی یہ رائے ہے کہ وہ ایک قبضہ  
نابالغ مویوب لہ کی جانب سے جو وہ ایک کتبہ کے ساتھ رہتا ہو مگر اس سے رشتہ داری نہ کہتا ہو یہ کہ جواز کیلئے کافی نہیں ہے بشرطیکہ  
مویوب لہ کا باپ زندہ ہو اور صورت زندہ اور موجود ہو یا پیکہ ایسا قبضہ کافی تصور کیا جائیگا۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ ایسے واسب کا قبضہ  
جو مویوب لہ سے قرابت نہ کہتا ہو اس سے جواز کیلئے جو نابالغ کے نام عمل میں آگائی ہے یہ حال کے اہل فقہ مثلاً مصنفان جامع روز  
درجندی و در مختار و ابراہیم شاہی و کومستانی و منتفہ وغیرہ کی یہ اور ادان کا بیان ہے کہ فیصلحات مطابق اس سلسلہ کے میں سبکی روئے  
ایسے شخص جنب کا قبضہ جیکے گہر میں نابالغ مویوب لہ رہتا ہو کافی تصور کیا گیا ہے اور اہل فقہ جکی رائے بالکسر مذکورہ بالا کے  
ہے یہ بیان نہیں کرتے کہ انکی رائے کے مویوب لہ کا اپنے نام سے رہن کرنا ناجائز تھا یہ فعل اسکا نابالغ مویوب لہ  
کے استحقاق کی نسبت کچھ مؤثر نہ ہوگا نہ کسی صورت سے یہ ناجائز قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ یہ کہ جانب سے رہن کرنا یہ کہ استرداد کا نسبت  
نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ایسی صورت میں یہ کہ استرداد ناجائز ہے علاوہ اسکے وہ یہ کہ جاہلہ مویوب کے محاصل کو اپنے تصرف میں  
لانا اور اسی قبیل کے فعل کا اظہار مباح ہے نہ کہنا یا اور کسی جگہ یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ کہ استرداد کی دو متین ہیں یعنی ایک  
صراحتاً اور دوسری کنایتاً +

کسی صورت میں  
مفسد شخص  
جنب کا مویوب  
نابالغ کی جانب  
کافی تصور ہوتا  
ہے

س ۴ - اگر جاہلہ بدرجہ مویوب لہ اپنے متبنی بستر کے نام منتقل کیا مویوب لہ بالاشتراک اپنے بھائی کے قابض رہے تو اسو یہ ہے

+ اولیٰ اور سوم سوال کی بابت قاضیوں کے باہم اختلاف رائے تھا قاضی القضاة نجم الدین علی خان کی یہ رائے تھی کہ زوجہ اولیٰ جو بستی اجاب  
زوجہ ثانیہ کے حق میں انتقال جاہلہ کے جواز کے لئے جو شوہر کی جانب سے اسکا نام عمل میں آیا کافی ہے علاوہ ازیں ان کی یہ بھی رائے تھی  
کہ رہن جو وہ یہ کہ جانب اور اس کے نام سے عمل میں آیا اس سے کہ استرداد کی کنایتاً مراد تھی اور اس پر عمل ہونا چاہیے مگر کثرت رائے کے  
بوجہ جو جوابات مذکورہ بالا میں مذکور ہے کیا گیا +

اور جس حصہ کے لیے جو زمین جو اس کی ملک سے تھا اعتراض عاید ہو گا یا نہیں +  
ج ۴ - چونکہ یہاں کو بلا شراک استحقاق مالکیت حاصل ہے لہذا بوجہ منافع ایسا بہ باطل و ناجائز ہے +

یہ کرنا جائز ہے  
شراک کا

مقدمہ ۲۲

س ۱ - ایک شخص نے اپنا مکان سکونت دوسرے شخص کے نام منتقل کیا مگر قبضہ کا نہ چھوڑا راہب اور مہو بہ لہ دونوں نے مہو بہ پر اپنا  
قابض ہے اس صورت میں ایسا بہ شرعاً جائز ہے یا نہیں +

ج ۱ - ایسا بہ شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ یہ کی صورت میں شرط محکوم شرع ہے کہ مہو بہ لہ بلا شراک غیر سے مہو بہ پر قبضہ کامل  
حاصل کرے اور وہاں اسکو بالکل حوالہ کر دے اور جاید و مستقل کا بالکل قبضہ چھوڑ دے اور مہو بہ لہ کو اس پر کلیتہً اختیار حاصل ہو جائے  
لیکن اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مہو بہ کا قبضہ نہیں چھوڑا بلکہ بالکلیں اسکی واہب اور مہو بہ لہ بلا شراک نے مذکورہ پر قبضہ  
رہے اور یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی وفات تک اس مکان میں رہا بلکہ اسی گھر میں اسی وفات پائی یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے اور یہ  
فقہ میں یہ امر صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کسی دوسرے شخص کے نام پر قبضہ منتقل کرے درودہ خود اس میں رہے یا وہ میں کہہ اپنا مال  
ہی رکھے تو ایسا بہ بوجہ نہ حوالہ کیے جانے اور نہ دلا جانے قبضہ کامل کے ناجائز ہے الا اس صورت میں جب زوجہ ایک مکان اپنے شوہر کے نام

یہ مکان کا  
اس صورت  
میں باطل اور  
ناجائز ہے  
وہاں مہو بہ  
اس پر ایک  
کسی پر قبضہ  
رہے

استثنا

ہے کہ یہ تو ایسا بہ صحیح تصور کیا جائے گا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ اس پر قبضہ کرے اور اپنا کل مال اس میں رکھے کہ اسکو اسٹیکہ زوجہ اور اسکا  
مال دونوں شوہر کے قبضہ جائز میں رہے میں علی بذالقیاس بعض اہل فقہ کی رہے ہے کہ اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کے نام مکان بہ کرے  
اور وہ خود اس پر قبضہ کرے اور وہ اپنا اسباب دسین رکھے تو ایسا بہ اس سلسلہ کے بموجب کہ باپ کا قبضہ جاید اور مہو بہ پر مختار تصور  
کیا جائے جائز ہے اور اس سلسلہ کی رو سے باپ کا قبضہ بیٹے کے قبضہ کے سادے ہے لیکن بعض اہل فقہ کو اس سلسلہ کی نسبت یہاں اعتراض ہے  
لیکن یہ امر صاف ظاہر ہے کہ باستثنا دونوں صورتوں مذکورہ بالا کی یعنی یہ جو زوجہ کی جانب سے شوہر کے نام یا باپ کی طرف سے نابالغ  
بیٹے کے نام علی بن ابی طالب کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام بہ کرے تو یہ کہہ جائے کہ اسکا قبضہ سے دست بردار ہونا ضروری ہے  
اور مکان مذکور کو اسکو پر قبضہ خالی کرے کہ اپنی جایداد سے ایک تنگ دان نہ چھوڑے اور اسکی استعمال اور نفع سے کسی طور پر متنع نہ  
اور اسکو تمام و کمال مہو بہ لہ کے حوالہ کر دے اور صرف اسی صورت میں تقویض و قبضہ کامل اور جائز ہونا بہ کا تصور ہوگا -

اس صورت میں واہب مکان مہو بہ میں بعد ازان مثل سابق نام و زیت سکونت پذیر رہا لہذا ایسا بہ قطعی اور بلا شبہ باطل اور ناجائز ہے  
اور بدین وجہ مکان کی نسبت واہب کا استحقاق ملکیت اور سیکرینٹیک قائم رہا اور اسکی وفات کے بعد اسکی وارثوں کو وہ استحقاق  
پہنچا چنانچہ مواخذہ ہیں - ہاں یہ میں لکھتا ہے کہ "یہ کی صورت میں قبضہ کا باقصص حکم ہے لہذا قبضہ کامل داخل شرط ہے" شرح وقایع  
میں مذکور ہے کہ "یہ کی قبضہ کے قبضہ کامل سے ہوتی ہے جو طحاوی قسم مہو بہ کے موزوں ہونے سے قبضہ و غیر منقولہ جایداد کی نسبت قبضہ  
مناسب ہوگا کہ "، شارح رزا چلی کہتا ہے کہ "یہ کے استحقاق کا ثبوت نہیں مہو بہ کی علیحدگی اور تقویض پر منحصر ہے" - قاضی خان

مواخذت  
اس سلسلہ پر  
رہے  
قبضہ کا  
موزوں ہونے سے  
قبضہ کامل  
مناسب ہونا

لکھتا ہے کہ "ایک شخص نے اپنا مکان دیکر آدمی کے حوالہ کیا لیکن اپنا اسباب نہیں دیا یہ امر ناجائز ہے کیونکہ شے موجودہ کا استعمال  
 بابت شے غیر موجودہ کے عمل میں آیا لہذا یہ تفویض کامل نہیں ہے یعنی وہ اب کی جانب سے تفویض کامل عمل میں نہیں آئی کیونکہ گو  
 مکان حوالہ کیا گیا مگر دستور دیکھتے تفرق میں رہا۔" مصنف مذکورہ بالا یہ مثال بھی لکھی ہے کہ "اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے  
 شخص کو دے اور اس میں سکال یا ایک کیسہ حملہ خوراک رکھا ہو تو ان صورتوں میں یہ ناجائز ہو گا کیونکہ شے موجودہ کا استعمال اس  
 شے کے واسطے عمل میں آیا جو داخل ہے نہیں ہے اور یہ امر ان تفویض کامل ہے کہ بلحاظ معنی متعارفہ کے مانع تفویض نہیں ہے مگر تفویض کامل  
 یہ کی شرط یہ نہ صرف تفویض"۔ فصول عمادیہ میں لکھا ہے کہ "یہ صورت میں جب اجازت استعمال شے موجودہ کی مذکورہ چیز نہیں ہے  
 اگر وہ اپنے شے موجودہ کو اپنے کام میں لائے تو یہ امر ان تکمیل ہے کیونکہ یہ کی شرط قبضہ ہے موجودہ کو قبضہ کامل حاصل کرنا چاہیے جو اس وقت  
 میں نہیں ہو سکتا ہے اگر قبضہ کا ہونا بلحاظ عام معنی کے قرار دیا جا سکتا ہے مگر استعمال شے موجودہ کا حاصل نہیں ہوتا،" نسخہ شبانہ نظائر کی  
 کتاب اول میں جو در باب یہ ہے یہ لکھا ہے کہ "یہ صورت میں جب استعمال شے موجودہ کا حاصل ہونا جائز ہے الا اس حالت میں جب یہ با  
 کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل میں آئے اور خیرہ میں لکھا ہے اور مصنف نسخہ مذکورہ یہ صورت حسین باپ نابالغ بیٹے کو کچھ دیا ہو  
 مستثنیٰ کی ہے" قاضی خان نے لکھا ہے کہ "اگر اراضی کا یہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل میں آئے اور باپ بعد از ان اور حسین زراعت کرے  
 یا ایک مکان اور سکودیر بعد از ان اور حسین یہ تو ایسا یہ ناجائز ہے"۔ نسخہ مجرد میں ابو حنیفہ کی یہ ہے لکھی ہے کہ "اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو  
 مکان دے اور پر وہ اور حسین سے یا اپنا اسباب رکھے یا اور دیکو اور حسین بلا کر یہ رہنے کی اجازت دے تو ایسا یہ جائز اور باپ کا یہ فعل  
 بظہر مختار تصور کیا جائیگا لیکن اگر باپ مکان کا کار یہ حاصل کرے تو یہ باطل و نادرست تصور ہو گا" ابو حنیفہ کا یہ مقولہ وہ ہے جو اس وقت  
 میں ہے لکھا ہے اثناء انہوں نے باپ اور نابالغ بیٹے کی صورت کو مستثنیٰ نہیں کیا تھا اور بوجہ نہ حاصل ہونا استعمال شے موجودہ کے  
 ایسے یہ ناجائز قرار دیا تھا +

۲ - یہ جو زبانی بلا تحریر دست آویز عمل میں آئے وہ جائز ہے یا نہیں +

ج ۲ - زبانی یہ جائز ہے اس واسطے کہ صرف ایجاب قبول امور ضروریہ ہے کہ میں اور مکان کا قبضہ کامل حاصل ہونا اور حسین ہونا  
 دیکھنے ال کا اور اس کا دیکھتے تفرق میں نہ آنا تکمیل ہے کی شرائط میں اور دست آویز نہ امور ضروریہ میں داخل ہیں اور نہ شرائط  
 میں - اس واسطے ایسے ہے کہ صورت میں جو زبانی عمل میں آیا ہو ایجاب و قبول کا ہونا قرار پا اور قبضہ کامل کی شرائط کا ہونا بھی پایا جا  
 یعنی شے موجودہ پر وہ ایک طرف میں نہ ہو اور شے مذکور کی نسبت اعتراض مناع عاید نہ ہو تو ایسا یہ جائز ہے گو کوئی دست آویز  
 تصور نہ ہوئی ہو لیکن اس مقدمہ کی کیفیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکان موجودہ میں ایجاب مرگ سکونت پذیر رہا پس اب کی شے موجودہ پر صرف  
 + مراد اس سے یہ ہے کہ جواز یہ ہے کہ مقولہ کے بالحرم بیان کرنے میں جیکے واسطے وہ ایک قبضہ کا کھیت جاتا رہا اور موجودہ لے کا بالکل نابالغ  
 ہونا ضروریہ ابو حنیفہ نے کوئی استثناء اس سے نہیں کیا جو باپ کی جانب سے بیٹے کے نام عمل میں آئے کی جانب سے  
 مختاراً اس جا یہ اور بعض ہو سکتا ہے جو اس نے زمانہ نابالغی سے ذکر کر دی ہو +

تکمیل ہے کی شرائط  
 ضروریہ

اور اس سے متعلق ہونگی وجہ سے یہ باطل و ناجائز تصور ہوگا اور اس صورت میں ایک اور وجہ یہ ہے کہ باطل اور ناجائز تصور کرنے کی وجہ سے کہ یہ امر ثابت ہو گیا کہ مکان مذکورہ و شخصوں یعنی دوہب کی پوتی اور ایک شوہر کو دیا گیا اور ہر ایک اور اور کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دو آدمیوں کے نام سے کہے تو ایسا یہ ناجائز ہے کیونکہ ایسے بہ میں اعتراض شاع عابد ہوتا ہے اور اس صورت میں مکان و شخصوں کو بلا اشتراک دیا گیا اور ان کے حصص کی تفریق نہیں کی گئی اور جس سے یہ کی تفریح کجی ہے وہ شرعاً ناجائز ہے لہذا دوہب سے یہ ناجائز ہے اول یہ کہ دوہب اور میں سکونت پذیر رہنے کے باعث سے اوپر بترفت اور اس سے متعلق ہوتا رہا اور یہ کا غیر صحیح ہونا دوسری وجہ ناجوازی کی ہے۔ اور تحریری دست آویز کا ہونا یا ہونا ساوی ہے۔ وجوہات اجوازی کے باعث سے یہ ناجائز قرار دیا جائیگا گو دست آویز تحریری موجود ہو اور اگر یہ کہے جو ایک لے وجوہ کافی ہیں تو وہ جائز تصور ہوگا گو دست آویز نہ تحریری ہو اس صورت میں ہونا دست آویز کا سبب ناجوازی ہے کہ نہیں ہے مگر وجوہ یہ ہیں کہ دوہب مکان مذکورہ بترفت اور اس سے متعلق ہونا رہا اور یہ میں اعتراض شاع لازم آتا ہے۔ اخذات۔ ہا میں لکھا ہے کہ ”ایجاب قبول ضروری ہے کیونکہ یہ ایک ماہر ہے اور جملہ معاہدات میں ایجاب قبول کا ہونا ضروری ہے اور یہی نسبت تحقق ملکیت قائم ہونے کے واسطے قبضہ لازم ہے“ اور اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”اگر دو شخص بلا اشتراک ایک مکان کو ایک شخص کے نام سے کریں تو جائز ہے کیونکہ وہ اسکو کلیتہً حوالہ کرتے ہیں اور وہ ہر ایک مکان پر منتظر ہو جاتا ہے اور قبضہ ہونے کے وقت اشتراک جاہلاد نہیں ہوتا ہے“ اگر ایک شخص ایک مکان دو آدمیوں کے نام سے کہے تو ابو حنیفہ کے بموجب ایسا یہ ناجائز ہے مگر دو خلفائے نزدیک ایسا یہ جائز ہے کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنا مکان دیتا ہے اور اس میں صرف انتقال واحد ہے لہذا انہوں نے اس نسبت اسطرح کا اشتراک نہیں ہے جو ایک مکان کو دو آدمیوں کے ہاتھ رہن رکھنے میں ہوتا ہے۔ اس امر کی نسبت ابو حنیفہ اپنی رائے کی تائید میں دو وجہ لکھتا ہے اول یہ کہ ایسی صورت میں ہر ایک کو نصف مکان ہے کیا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص کوئی حصہ جو تقسیم کے قابل نہ ہو و شخصوں کو دیے اور ان میں سے ایک لینا یہ کہ قبول کرے تو یہ اس کے حصہ کی نسبت جائز تصور ہوگا پس ظاہر ہے کہ ہر ایک سوہب لہ قاض ہونے کے وقت جاہلاد کا اشتراک واقع ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ہر ایک سوہب لہ کا استحقاق ملکیت نصف مکان کی نسبت قرار پایا تو ظاہر ہے کہ انتقال میں ہی ہر ایک تصور کیا جائیگا کیونکہ ملکیت اور انتقال کا استحقاق متحد ہے پس جب استحقاق ہر ایک کا نسبت ایک نصف کے نام سے تو غیر میں ہونا اشتراک نسبت میں سوہب کے بخوبی متحقق ہے۔ رہن کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ رہن کے ذریعے تصرف حاصل ہوتا ہے نہ استحقاق ملکیت اور بخجل دونوں رہنوں کے ہر رہن کا استحقاق تصرف کلیتہً قطعاً ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر رہن ایک رہن کا قرضہ اور کہے تو یہ دو سیر رہن کا استحقاق در باب تصرف کامل بہ طور قائم رہتا ہے اور اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”ایسی چیز کے جزو کا ہر جو قابل تقسیم نہ ہو ناجائز ہے الا اس صورت میں کہ اسکی تقسیم اور تصرف عمل میں آئے“ اور تقسیم سے اسجگہ مراد یہ ہے کہ دوہب کی جاہلاد میں سے سوہب کی شیعہ کی عمل میں آئے اور اوپر ملکیت کے استحقاق کا نفاذ دوہب کی جانب سے جاتا ہے اور شرح کے بموجب مراد اسکی یہ ہے کہ استعمال میں سوہب کا بطرف رضی و اہب کے عمل میں نہ آئے۔ مثلاً ایک شخص اپنا مکان دو سوہب آدمیوں کو دے مگر اس میں اپنا سبب رکھے یا اس میں سے تو ایسا یہ ناجائز ہے کیونکہ صورت اول میں مکان سوہب و اہب کی جاہلاد یعنی ایک ذات است

یہ ایک شخص کی جانب سے دو آدمیوں کے نام سے

مخاضات درباب ہر ایک ضروری ہے ایک آدمی کے نام و شخصوں کی جانب سے

یہ رکھنا مکان و شخصوں کا

مخاضات



نفع کیلئے کام میں لایا گیا اور دوسری صورت میں گودہ اور سکی جایدا کی نظر سے کام میں نہ آیا اگر او میں سے کسی وجہ سے سب کو نفع پہنچا  
س ۲۔ اگر ایک شخص اپنی پوتی کے شوہر کے نام بجات موجود رہنے ایک خزا در تین اور پوتوں کے یہ کرے تو ایسا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

باب کا اختتام  
اپنی جایدا  
کی نسبت

ج ۳۔ سوال مذکورہ بالا کی صورت میں یہ شرعاً جائز ہے کیونکہ ہر شخص کو اپنی مرضی کی مطابق اپنی جایدا دیکھ ڈالنے کا اختیار ہے اگر کسی  
خوشی ہو تو وہ اسیے اپنی اولاد سے صرف ایک نسل کو یا خاص صاحب یا محتاجوں کو دیکھتا ہے ایک طفل یا اولاد کے لیکو اسکی پر  
کے خلاف مسترض ہو سکتا استحقاق نہیں ہے کیونکہ ورنہ ان کو استحقاق جایدا اور مرث کی وفات کے بعد حاصل ہوتا ہے نہ کہ اولیٰ صحت حیات۔ لہذا  
اگر یا جو پوتوں ایک دختر اور چار پوتوں کے وہ اپنی کل جایدا کو ایک پوتی کے شوہر کے نام بذریعہ بیعت منتقل کرے تو ایسا یہ بلا شک جائز ہے

لیکن اس صورت میں ما بین دعویٰ میں موجودہ اور گواہوں کی شہادت کے بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہے اور ہا یہ میں لکھا ہے کہ جب دعویٰ اور  
شہادت میں اختلاف ہو تو ایسی شہادت کو نامستور کرنا جائز ہے اختلاف یہ ہے کہ مدعا علیہا جواب میں یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ یہ اولیٰ اور  
اولیٰ کے شوہر کے نام بالاشتراک عمل میں آیا ہے اس دعویٰ کے بموجب ایک ہر دو شخصوں کے نام ہوا جو شرع کی وجہ سے ناجائز ہے اور  
اسی واسطے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس پر لحاظ ہونا کہ ایسے یہ کا ہونا گواہوں سے ثابت ہے یا نہیں۔ لیکن رد جواب میں یہ دعویٰ پیش  
کیا گیا کہ یہ صرف مدعا علیہا کا نام ہوا اور وجہ ثبوت سے جرتا یہ جواب گزرا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف شوہر مدعا علیہا کے نام عمل میں آیا  
یہ تینوں بیان ایک دوسرے کے مخالف ہیں اول بیان یہ ہے کہ مدعا علیہا اور اسکا شوہر دونوں بموجب لہ میں اور دوسرا یہ کہ صرف علیہا  
موجوب لہا ہے اور تیسرا یہ کہ صرف مدعا علیہا کا شوہر بموجب لہ ہے یہ فرض کرنا کہ یہ شوہر یا زوجہ کے نام بوجہ ان کے شامل ہونے کے مستور  
اور اس لیے کہ یہ جو دونوں کے نام بالاشتراک عمل میں آئے غلط عام ہے اور شرع میں اولیٰ کے کچھ اصل نہیں ہے اسی واسطے گواہوں کی شہادت  
جو دعویٰ مستورہ کے جواب کے مطابق نہیں ہے اور نہ دعویٰ مستورہ رد جواب کے شرعاً کالعدم اور ناقابل سماعت ہے اور ان کی گواہی کا ثبوت  
سوال رد جواب کے خلاف ہے اور اس سے غیر صحیح ہونا گواہی کا واضح ہے پس یہ کا ہونا ناقرا نہیں دیا جاسکتا علاوہ اسکے یہ بھی واضح ہے  
کہ چونکہ خود وادب مکان میں سکونت پذیر تھا اور اس وجہ سے قبضہ غیر مکمل رہا لہذا ہر قبضہ ناجائز ہے پس ایسے یہ کیے ثبوت اور غیر ثبوت  
سے کچھ فرض نہیں ہے چونکہ مکان بموجب کی علیحدگی وادب کی جایدا سے تادم مرگ اسکے عمل میں نہیں آئی لہذا اسکی وفات کے بعد وہ اولیٰ  
ورنہ کو لیکر چنانچہ ہر ایسے میں یہ لکھا ہے کہ ”وجہ ثبوت جو دعویٰ نے پیش کیا ہو اسکے دعویٰ کے مطابق ہو تو ایسا دعویٰ قابل اعتبار ہے اور  
مخالف ہونے کی صورت میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ استحقاق کے امور میں وجہ ثبوت کی تسلیم کے واسطے اول دعویٰ کا پیش کرنا ضروری ہے اور یہ ہر  
پہلی صورت میں ہوتا ہے اور پہلی میں نہیں ۲۰ مقدمہ ۲۳

س ۱۔ سماءہ ساجدہ النسیانیہ فخر الدین حسین کے نام اپنا حصہ یعنی باپ کی جایدا کا ایک رطل جو اسکو درانتا ملا تھا یہ کیا اگر ایسا یہ ہے  
غیر منقسم ہونے جایدا کو ایک یا سبب کسی اور وجہ ناجواز ہے یا بل و نادرست قرار پائے اور بموجب لہ میں بیان کرے کہ وادب کی وفات سے  
۲ مراد اس سے یہ ہے کہ دعویٰ کی تائید میں قبل پیش کرنے وجہ ثبوت کے اول نوعیت دعویٰ کا اظہار ضروری ہے اور دعویٰ کا اختتام وجہ  
ثبوت کے ذریعہ سے ہونا چاہیے نہ وجہ ثبوت کا دعویٰ ہے۔

واقع ہونا اختلاف  
بیان کا کاغذات  
سوال جواب میں  
مزید دعویٰ ہے  
شوہر کے حقوق وقت  
کی حقوق سے مختلف  
میں  
مقتصر ہونا شہادت کا  
بیان دعویٰ ہے

۵ اور ادس کا دلی جایدا و موہوبہ پر قابض رہا تو اس صورت میں موہوبہ لہ پر واجب کیے درنا کو جایدا دیکے اس منافع کا حساب دینا جو ادس کا قابض مہینے کے زمانہ میں حاصل ہوا نیز عاخر و رسیہ یا نہیں +

ذکر در وقت نکاح  
نا جائزہ کی  
صورت میں +

ج ۱- اس صورت میں زرو و صلات مطابق قاعدہ مستلفہ سے ناجائز کیے جایدا و مہوبہ سے متعلق تصور نہیں کیا جاتا ہے یعنی داخل جایدا و موہوبہ تصور نہیں ہوگا چنانچہ ابو حنیفہ کی رائے کے بموجب فخر الدین حسین پر ساجد النایکے وارثوں کا مطالبہ بابت منافع کے عائد نہیں ہو سکتا و دونوں خلفاء کی رائے بالعموم کے مگر ابو حنیفہ کی رائے مسلمہ ہے اور ایک بموجب عمل ہوتا ہے +

س ۲- سبیل چند دیہات کے ایک موضع کا زرگان کا شکار ان سے وصول کرنا موہوبہ کی نسبت قرار دیا گیا مگر موضع مذکور کا حاصل کل شہر کا نیچے بالا جہاں وصول کرنا اراضی متعلقہ کا شکار ان کی تفریق اور حدود کی تفریح عمل میں نہیں آتی اور نہ اس موضع کی تفریح و ستادین یہ میں درج ہوئی اس میں صرف جایدا و موردی کا ذکر عموماً مندرج ہے اس صورت میں موضع مذکور کا ایک ربع ایسی دست آویز ہے کہ بموجب موہوبہ لہا کا حق ہے یا نہیں +

ج ۲- سبیل دیہات کے حرف ایک موضع کے کاشکاران کی تفریح سے موضع کے کسی جزو کا بہرہ درست نہیں ہے الا اس صورت میں کہ اون اراضیات کی تفریح جس پر وہ داخل ہوں اور حدود کی تفریح اور تقسیم جایدا و عمل میں آئی ہو لیکن اگر اراضی مذکور دیگر جایدا و پیمائش کے بموجب علیحدہ کی گئی ہو اور اراضی مقبوضہ کا شکار ان کی تفریح ہوئی ہو تو ایسی اراضی منقسمہ کا جایدا دیکے کہہ تعلق نہیں ہوگا اور بوجہ عاید نہ ہونے اعتراض مشاع کے ایسے موضع کے ایک ربع کا بہرہ موہوبہ لہ کے قابض ہو جائے کہ زمانہ سے کامل اور وجہ التعمیل تصور کیا جائے گا

یہ اراضی کی  
مکتبل حاصل  
کے امتحان سے  
نہیں ہوتی +

۴ اس مسئلہ کی نسبت بڑا ابہام واقع ہے - عبارت منقولہ ذیل ہدایہ سے شاید کشف اس مسئلہ کا ہو - واضح ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت ایک ہزار درم کا دعوی کرے زر مذکور اس سے وصول کرے اور بعد ازاں فریقین اس امر کو تسلیم کریں کہ فرضہ واجب نہ تھا وہی جو منافع اس عرصہ میں زر مذکور سے حاصل کرے جائز ہے کیونکہ یہ اصلی اس معاملہ کی استحقاق کی ناجوازی کے باعث سے واقع ہوئی اور جب اسکی بہرہ ہے کہ فرضہ دعوی کے اور مدعا علیہ کے اقبال کے باعث سے عاید ہوا تھا اور بعد ازاں یہ ظاہر ہوا کہ فرضہ کی بابت دعوی کا استحقاق نہیں ہے بلکہ طرف ثانی یعنی مدعا علیہ کا ہے مگر بہرہ ہی ہزار درم جو دعوی نے اپنے دعوی کے مطابق وصول پاؤہ اسکی ملک میں داخل تصور ہون گئے گو استحقاق ناجائز کے ذریعہ سے ایسا تصور کیا جا اور چونکہ یہ اصلی اس معاملہ کی طرف ناجوازی استحقاق جایدا دیکے باعث سے تصور کی گئی ہے نہ قطعی مدد ہوا استحقاق کی وجہ سے لہذا ایسی ناجوازی شیئہ غیر سببہ شکار نقد کی نسبت کہہ موثر نہیں ہوگی +

پانچم ان باب  
نظائر وصیت  
مقدمہ ۱

س - ایک شخص ایسے حصول قبضہ کی قدر جایدا و استحقاق ملکیت کی بنا پر اس بیان سے نا آشنا کرے کہ توفیق نے اپنے حین حیات کل جایدا

منقولہ وغیر منقولہ کو مدعا حقوق و منافع کے ایک یعنی مدعی کے نام یا نشانہ اس جاہد اور ایک جسکی اپنا نام نشانہ اسکی ہے اور جسکی نسبت اس وقت  
 متنازع و درپیش تھا مستقل کیا اور اس پر قابض کر دیا اور علاوہ ایک الگ نئے اور اسکے نام زبانی وصیت کی اور باضابطہ اور علانیہ اسکو اپنا مدعا  
 مقرر کر کے واسطے وصول کرنے پر قسم کے زبانی کے جواہر کا یا منتی تھا اور اپنی جاہد اور جملہ مطالبات ذکی جاہد اور ایک تصفیہ کا اختیار دیا۔  
 ایسی صورت میں مدعی ایسے انتقال اور وصیت کے ذریعہ سے ایسی جاہد اور کی نسبت جو صحت جیات الگ متوفیہ کے قبضہ میں نہ تھی استحقاق جائز  
 رکھتا ہے یا نہیں اور باہنیں یہ اور ٹیکہ کے شرعاً کیا فرق ہے اور نیز ایسے انتقال اور وصیت مذکورہ بالا کے جواز میں کیا مواخذہ میں ہے

ج - وصیت سے جاہد کا وہ انتقال ہے جو بعد وفات عمل میں آئے گا مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے کہ "فلان چیز میری وفات کے  
 بعد فلان شخص کو دے" اس طرح کی دی گئی چیز کو موصی کہتے ہیں اور جو شخص سے اسکو موصی اور جسکو دے گا اسکو موصی الیہ کہتے ہیں اور جس  
 شخص کے ذمہ وصیت کی تمیل ہو وہ موصی ہے اور وصیت کے جواز کے لیے جاہد اور موصی بہ کا موصی کے قبضہ میں اسکی وفات کے وقت ہونا ضروری  
 ہے اور نہ وصیت کا کچھ اثر ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص بہ وصیت کر جائے کہ اسکی بیٹیوں میں سے ایک نکت فلان شخص کو دے اور یہ معلوم ہے  
 کہ موصی کے پاس وفات کے وقت بیٹیوں نہ تھیں تو ایسی وصیت اس قاعدہ کی رو سے کہ موصی کی وفات کے وقت جاہد کا ایک قبضہ میں ہونا ضروری ہے  
 باطل اور نادرست تصور ہوگی ٹیکہ ایک عام اصطلاح ہے جو یہ سے خواہ وہ شرط ہو یا غیر شرط یا بیع یا وصیت سے متعلق ہو سکتی ہے  
 لیکن یہ سے مراد یہ ہے کہ جاہد اور دوسرے شخص کے نام فوراً بلا سادہ منتقل کرے پس فرق باہنیں انتقال استحقاق الکتب اور یہ ہے کہ یہ انتقال  
 الکتب کا انتقال ایک عام اور بہ ایک خاص ہے۔ اس واسطے جاہد اور جواہد متوفیہ کے قبضہ میں نہ تھی اس پر مدعی کا استحقاق وصیت یا یہ  
 ذریعہ سے شرعاً تصور نہیں کیا جاسکتا ہے

ذکر اور جاہد اور  
 موصی بہ کا جو  
 موصی کی وفات  
 کے وقت اسکی  
 قبضہ میں نہ ہو  
 فرق باہنیں ٹیکہ  
 اور یہ ہے کہ

مقدمہ ۲

۱ - ایک عورت کچھ جاہد اور منقولہ چھوڑ کر مر گئی اور کوئی وارث نہ ہوئی وہ یہ ہے اسکی جاہد اور کا عدالت میں تعلقہ ہو گیا اور دعویٰ اور دین کے حصہ دار  
 تھے اٹھارہ جاری ہوئے بعد ایک عورت نے حاضر ہو کر اپنے تین متوفیہ کی دختر اور اسکی جاہد اور کا وارث ظاہر کیا اور سطر ہوئی کہ متوفیہ نے  
 اسکا نکاح کیا علاوہ اسکے مدعیہ نے چار گواہ پیش کیے اور ہونے از روئے حلف بیان کیا کہ متوفیہ نے اون کے سامنے متبنی کرنا مدعیہ کا بطور اپنی دختر  
 بارہ تسلیم کیا اور اسکا نکاح ہی کیا اور یہی اسکی وارث جائز ہے ہسٹور میں مدعیہ کو متوفی کی جاہد اور باہنیں استحقاق سے یا نہیں یا جاہد اور مذکور  
 داخل بیت المال کہلے ہے

۲ بہ زبانی بلحاظ جواز شرعیہ تحریری کے مساوی ہے۔ اصول وصیت دفعہ ۱۰

۳ وصیت کے عمل میں آنے کے وقت غیثے موصی بہ کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اصول وصیت دفعہ ۵

۴ فتویٰ مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ شرائط یہ ہیں اور وصیت میں فرق بہت کم ہے یعنی وصیت کی صورت میں واپس کرنے موصی بہ سے  
 بلا لحاظ موجود ہونے موصی الیہ کے قطعاً دست بردار ہونا لازم ہے اور اس سے شرط محکوہ شرعی کی تمیل لازم آتی ہے لیکن یہ ہے کہ جواز  
 کے لیے موصوب الیہ کا قبول کرنا ضروری ہے اور وصیت کا ابطال بلا حاکم موصی کی مرضی پر منحصر ہے۔ ایک بڑا فرق وصیت اور بہ میں یہ معلوم ہے  
 کہ وصیت ہسٹور میں ہی جب تک کہ غیثے موصی بہ وصیت کے وقت موصی کے قبضہ میں نہ ہو عمل میں آسکتی ہے بخلاف اسکے کہ یہی صورت میں باطل

اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دے تو شخص کو بدو موصی الیہ سزاوارت ہوگا

ج۔ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفیہ عورت نے چار گواہوں کے سامنے وصیہ کو اپنا وارث قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس اظہار سے نیت اور مراد اسکی یہ تھی کہ بعد وصیہ کی وفات کے بعد وارث ہو اور ان الفاظ کی تعبیر ہر ایک کے اور کسی طرح نہیں ہو سکتی کہ ایسی وصیت نسبت کل جایداد مفہوم کی ہے اور ہر چند ہر عبارت سے واضح نہیں ہے لیکن بیان کے سنار پر لحاظ ہونا ضروری ہے +

مقدمہ ۳

س۔ اگر کوئی شخص اپنی جایداد چار اجنبی شخصوں کے نام وصیت کرے تو ایسی وصیت جائز ہے یا نہیں اور اگر وصیت کی کوئی شرط خلاف شرع ہو تو یہ امر قطعا باعث ناجوازی وصیت ہوگا یا صرف شرط ناجائز کی نسبت سزاوارت ہوگا اور اگر شرط ناجائز سے کل وصیت غیر صحیح قرار پائے تو تسلیم ہونا اسکا اور اسپر عمل کیا جانا دو یا تین برس تک بعد وفات موصی کے موجب ایکے جواز کا ہوگا یا نہیں +

وصیت جسکی شرط ناجائز ہو

ج۔ ترکہ کے ایک ثلث کی نسبت وصیت شرعا جائز ہے اور باقی دو ثلث وارثوں کا حق ہے اور ہر عقدہ خاص میں دو زوجہ اور ایک بن متوفی کی وارث میں اور دونوں زوجہ کا حصہ ایک ربع اور باقی بن کا حق ہے پس اگر منجمل ان وارثوں کے کوئی شخص دعوی اپنا بصورت جائز نہیں کرے تو وصیت کی کل شرط نامہ نہیں ہو سکتی اور جو جایداد ترکہ کے ایک ثلث سے زائد ہو وہ ان شخصوں کو جو در تائین داخل ہوں نہیں مل سکتی پس وصیت کا ایک جزو خلاف اور دوسرا جزو مطابق شرع ہے لیکن عقدہ جزو وصیت کا ناجائز ہے اس سے عدم جواز کل وصیت کا لازم نہیں آتا اور جن شخصوں کے بعد وفات موصی کے وصیت کو تسلیم کر کے نفاذ اسکی شرط کا درکار کہا وہ بیپیمانہ تھی کہ اس سے خوف نہیں ہو سکتے +

مقدمہ ۴

س۔ ایک شخص نے حیرت جات اپنے باوصف موجود ہونے ایک زوجہ کے اپنی جایداد کو بہائی کے بیٹے کے نام وصیت کیا اور وصیت نامہ پر زوجہ کی تصدیق بھی ثبت ہوئی تو بیٹے عرصہ بعد وہ لاد لہر گیا اور اسکی وفات کے بعد اسکا براورزادہ اور زوجہ جایداد پر بلا اشتراک قابض رہے اور جب زوجہ فوت ہوئی تو اسکا بہائی ایک حصہ کی بابت منجمل جایداد کے دعویٰ ہوا ایسی صورت میں وصیت جو متوفی کی جانب سے بنام برادر زادہ کہ وہ وارثوں میں داخل ہے عمل میں آئی جائز ہے یا نہیں اور وہ بیٹے ابطال استحقاق وارثان زوجہ کے کاغذ متصور ہے یا نہیں +

اگر ایک وارث کے نام باجائز موصیہ یا موصیہ بن وارثوں کے نسبت عمل ہوتا ہے

ج۔ اگر زوجہ نے شوہر کی وفات کے نسبت دست آویز نوشتہ شوہر کے رضامندی ظاہر کی تو وہ ہر صورت جائز و صحیح ہے کیونکہ جو وصیت ایک وارث کے نام عمل میں آئی وہ صرف بحالت نارضامندی اور وارثوں کے منافی ناجائز ہو سکتی ہے اور ہر چند اس مقدمہ خاص میں اظہار رضامندی صراحتاً دیا جائز متصور ہوگا علاوہ اسکے یہ بھی ضرور نہیں کہ چند اشخاص کے نام وصیت کر لیں صورت میں موصی ہر ایک کے نام کے بہ کی تفریق و تصریح کرے +

+ در صورت ہونے وارثوں اور فرزندوں کے وصیت کل جایداد کی شرعا جائز ہے اور مثل یہ کہ وصیت میں تصریح جایداد ضرور نہیں ہے

اور جیسا کہ آئندہ دو وصیت بالکنایہ عمل میں آتا ہے ویسا ہی وصیت ہی بالکنایہ ہو سکتی ہے اصول وصیت دفعہ ۱۱ +

+ اس مقدمہ میں اصل امر متعلقہ شرع ہے کہ اگر وصیت کی کوئی شرط ناجائز ہو تو اس سے ایکے جواز میں بالعموم منقطع نہیں ہو سکتا۔ اصول وصیت دفعہ ۹ +

اصول وصیت دفعہ ۳ +

نہیں ہوا لیکن ایسے مفہوم ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے +

مقدمہ ۵

سنا - سبھلہ و دہبا یونیکے ایک بہائی تین بیٹے اور ایک ختر جو مرکز کر گیا اور دوسرے بہائی نے بعد از ان برادر متونی کی اولاد یعنی اپنے بہنوں اور بیٹی کے نام کل جاہاد منقولہ وغیر منقولہ و موروثی و مکتوبہ جو خاص اسکی اور برادر متونی کی ملو کہ تھی وصیت کر دی اور اسکو سات حصوں میں تقسیم کر کے دو در حصے ہر برادر زادہ کو اور ایک بیٹی کو دیا لیکن اس نے اپنے حین جات اون کے حصص کو تقسیم نہیں کیا اور اون کو قابض نہ کر دیا بلکہ اون کو صرف جاہاد کے منافع وصول کر لینا اختیار ملتا تھا حصص مجوزہ کیے دیا ایسی صورت میں وصیت نامہ جو برادر جی القایم نے تحریر کیا شرعاً درست ہے یا نہیں +

ج ۱ - وصیت حسبکافر سوال میں ہے جائز ہے کیونکہ موصی اپنی جاہاد کا مالکتہ اور اسکو اختیار ہے جبکہ نام چاہیے وصیت کرے پس ذکر وصیت کا حقد و وصیت کہ بابت جاہاد منقولہ یا غیر منقولہ یا موروثی یا مکتوبہ ملو کہ موصی کی بہنوں اور بیٹی کے نام عمل میں آئے جائز ہے لیکن اگر موصی کی بیٹی یا بیٹی کے حصص کو موصی کی بہنوں اور بیٹی کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعاً حاصل ہے یعنی بیٹوں کو نسبت و ترکہ دو چیز حصہ لیکر اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصد و استقرار ملکیت ہے حالانکہ جو وصیت ہمسفرہ خاص ہے نام عمل میں آئے نہیں ہے یعنی وہ بیٹا نہ ہے کیونکہ موصی الیہم بعد وفات اپنے باپ کے وراثتاً ترکہ کیے مستحق ہوئے لیکن برادر جی القایم نے جو اپنی جاہاد کو وصیت تقسیم کیا وہ ہرگز اس جہ سے ناجائز نہیں ہو سکتی کہ نامبرو نے حین جیات حصص کو تقسیم کیا اور نہ موصی الیہم کو اون پر قابض کر لیا کیونکہ وصیت میں شاع جائز ہے اور موصی نے جو موصی الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا بابت اون کے حصص کی دیا بہر فعل اسکا مرن داخل اجازت ہے یعنی بہ اجازت اسکی بجز اس امر کے ہی کہ اسکی جاہاد کے اور شخص متبع ہوں اور یہ امر جائز ہے کیونکہ جیسا کہ بہ کامل کی صورت میں ہوتا ہے دیا اجازت دینے کی نسبت اعتراض شاع وارد نہیں ہو سکتا - وصیت جو موصی نے تحریر کی نفاذ اسکا اسکی وفات پر منحصر ہے اور بعد از وفات ہو نیکیے اسکی بیٹی ایکے ترکہ سے ساتواں حصہ پائے گی مستحق ہے کیونکہ وہ اسکی وراثت میں داخل نہیں اور بعد پنے ساتویں حصے کیے جبکی اسکو وصیتاً استحقاق پہنچتا ہے بغیر جاہاد کے بہائی کے بیٹوں کو از روی استحقاق وراثت کے حصہ سادی ملنا چاہیے چنانچہ اخذات ذیل سے اس سے کی تائید ہوتی ہے ہر ایہ میں لکھا ہے کہ جو وصیت اس نے کی بابت عمل میں آئے حسبکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو چکا ہے اخذات دریا اور حسبکی نسبت اختیار نہ ہو وہ ناجائز ہے اسی نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جاہاد کا ایک ٹٹ ایک شخص کے نام اور دوسرا شخص کے نام وصیت کرے اور وراثت و نون وصیت ناموں کی تحریر کی نسبت رضامند نہ ہوں تو ایسی صورت میں ایک ٹٹ دو نون یا بندگان وصیت میں بالناصف تقسیم ہوتا ہے کیونکہ لگہر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ٹٹ سے زیادہ جاہاد کی بابت ہو اور وراثت کل جاہاد کی بابت لگہر وصیت نامہ کا نام بطور کر کے لوجیا کہ ابھی بیان ہوا ہے وصیت بقدر ایک ٹٹ کے محدود کی جاتی ہے اور چونکہ اس صورت خاص میں دو نون و عویدارون کا استحقاق بدرجہ سادی جائز ہے اور ایک ٹٹ قابل تقسیم ہے لہذا تقسیم اسکی و عویدارون میں بطور سادی کیجا ہے ، علی ہذا العیناس شرح و قایم میں یہ لکھا ہے کہ جیسا کہ مصلحت ہے استحقاق ملکیت حاصل ہوتی ہے و سیاہی اس صورت میں

ذکر وصیت کا بابت اور جاہاد مکتوبہ کیے جیسا کہ موصی کی بیٹی یا بیٹی کے حصص کو موصی کی بہنوں اور بیٹی کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعاً حاصل ہے یعنی بیٹوں کو نسبت و ترکہ دو چیز حصہ لیکر اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصد و استقرار ملکیت ہے حالانکہ جو وصیت ہمسفرہ خاص ہے نام عمل میں آئے نہیں ہے یعنی وہ بیٹا نہ ہے کیونکہ موصی الیہم بعد وفات اپنے باپ کے وراثتاً ترکہ کیے مستحق ہوئے لیکن برادر جی القایم نے جو اپنی جاہاد کو وصیت تقسیم کیا وہ ہرگز اس جہ سے ناجائز نہیں ہو سکتی کہ نامبرو نے حین جیات حصص کو تقسیم کیا اور نہ موصی الیہم کو اون پر قابض کر لیا کیونکہ وصیت میں شاع جائز ہے اور موصی نے جو موصی الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا بابت اون کے حصص کی دیا بہر فعل اسکا مرن داخل اجازت ہے یعنی بہ اجازت اسکی بجز اس امر کے ہی کہ اسکی جاہاد کے اور شخص متبع ہوں اور یہ امر جائز ہے کیونکہ جیسا کہ بہ کامل کی صورت میں ہوتا ہے دیا اجازت دینے کی نسبت اعتراض شاع وارد نہیں ہو سکتا - وصیت جو موصی نے تحریر کی نفاذ اسکا اسکی وفات پر منحصر ہے اور بعد از وفات ہو نیکیے اسکی بیٹی ایکے ترکہ سے ساتواں حصہ پائے گی مستحق ہے کیونکہ وہ اسکی وراثت میں داخل نہیں اور بعد پنے ساتویں حصے کیے جبکی اسکو وصیتاً استحقاق پہنچتا ہے بغیر جاہاد کے بہائی کے بیٹوں کو از روی استحقاق وراثت کے حصہ سادی ملنا چاہیے چنانچہ اخذات ذیل سے اس سے کی تائید ہوتی ہے ہر ایہ میں لکھا ہے کہ جو وصیت اس نے کی بابت عمل میں آئے حسبکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو چکا ہے اخذات دریا اور حسبکی نسبت اختیار نہ ہو وہ ناجائز ہے اسی نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جاہاد کا ایک ٹٹ ایک شخص کے نام اور دوسرا شخص کے نام وصیت کرے اور وراثت و نون وصیت ناموں کی تحریر کی نسبت رضامند نہ ہوں تو ایسی صورت میں ایک ٹٹ دو نون یا بندگان وصیت میں بالناصف تقسیم ہوتا ہے کیونکہ لگہر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ٹٹ سے زیادہ جاہاد کی بابت ہو اور وراثت کل جاہاد کی بابت لگہر وصیت نامہ کا نام بطور کر کے لوجیا کہ ابھی بیان ہوا ہے وصیت بقدر ایک ٹٹ کے محدود کی جاتی ہے اور چونکہ اس صورت خاص میں دو نون و عویدارون کا استحقاق بدرجہ سادی جائز ہے اور ایک ٹٹ قابل تقسیم ہے لہذا تقسیم اسکی و عویدارون میں بطور سادی کیجا ہے ، علی ہذا العیناس شرح و قایم میں یہ لکھا ہے کہ جیسا کہ مصلحت ہے استحقاق ملکیت حاصل ہوتی ہے و سیاہی اس صورت میں

فرق مذکورہ بالا  
یکے مواخذ

بھی حاصل ہوتا ہے جب ایک نفاذ کے واسطے اجازت دیکھا مثلاً اگر کسی شخص کے پاس ایک نذرانہ پانی ہے بہرہ ہوا اور وہ اور بن شخصوں کو  
 جنہوں نے طہارت بطور تیمم کی ہو کہ جسکو فردت ہو اس پانی سے وضو کرے اور پانی ایک شخص کے وضو کے واسطے کافی ہو تو اسکا تیمم  
 بیفائدہ ہے کیونکہ جب ایک شخص نے بوجہ حاجت کے پانی سے وضو کیا تو باقی شخصوں پر تیمم کے ذریعہ سے طہارت لازم آتی کہ جس لیے کہ وضو کی  
 اجازت ہر شخص کو بالافراد دی گئی ہے لیکن اگر اس شخص نے بوجہ حاجت پانی ہا ہا ہا کہا ہو کہ بہ پانی ہا ہا ہا ہے سب کے واسطے موجود اور اسکو  
 اپنے کام میں لائیں تو اس سے طہارت پر بیشتر تیمم کے طور پر برگی گئی ہے بیفائدہ قرار نہیں پاسکتی کیونکہ بوجہ سکہ و خلفا کے بہ غیر صحت کی  
 صورت میں استحقاق الکلیت کل مرہوب لہم کو بالاشترک حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ پانی اسقدر نہ تھا جو ہر شخص کے وضو کے واسطے  
 کافی ہوتا لیکن جو دلیل کہ بوجہ سکہ ابو حنیفہ کے زیادہ تر مسلمہ ہے وہ یہ ہے کہ پانی بدستور اہب کی ملکیت تصور کیا گیا اور حاصل ہونا  
 ثابت نہیں ہوا کیونکہ جب یہ ناجائز ہو تو وہ اختیار ہی جواسے ذریعہ سے مفہوم کیا جائے لامحالہ باطل ہے پس اگر کل جماعت کے آدمی ایک  
 شخص کو پانی کے صرف کے واسطے اجازت دیں اور وہ اسکو صرف میں نہ لائے تو جو طہارت اس شخص نے بیشتر تیمم کے طور پر کی وہ بیفائدہ  
 ہوگی بہرہ سہ مطابقت سکہ و خلفا کے یہ نہ مطابقت ابو حنیفہ کے کو واسطے کہ ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ جب اہل جماعت کو استحقاق الکلیت  
 حاصل نہ ہوا تو انکو اجازت دینے کا اختیار کہا نہیں حاصل ہوا ہر طہارت منقولہ بالاسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ طلاق اور اختیار کے دینے میں فرق  
 ہے یعنی یہ مطلق کے واسطے حاصل ہونا نفع کا ضروری ہے نہ اختیار دینے کے لیے اور شائع سے یہ ناجائز ہوتا ہے نہ صورت اختیار یہ بہ فرق  
 مجوزی مستنبط ہے چنانچہ اس باب میں ہر ایسے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص مجبور اپنے وارثوں کے چند کے نام وصیت کرے تو یہ جائز نہیں  
 ہے اور واضح ہو کہ اس امر کی تفتیح کے واسطے کہ جس شخص کے نام وصیت عمل میں آئے وہ وارث ہے یا نہیں موصی کی وفات کے زمانہ پر ہی نظر  
 کرنا چاہیے نہ اس زمانہ پر جب وصیت کی جائے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد فوت ہونے موصی کے ہوتا ہے کفار یعنی شرح ہدایہ میں اس فقرہ کی نسبت  
 یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص جائیداد چھوڑے جسے بیٹے کے بہائی کے نام وصیت کرے اور بیٹا باپ کی حیات میں رحماً تو وصیت ناجائز ہے ۴۰  
 ۲۔ اگر وصیت نامہ میں الفاظ انات البیت داخل نہ ہوئے ہوں تو اس قسم کی جائیداد باوصف نہ ہوئے اسکی تصریح کے داخل ہستہ تصور  
 کیا جائیگی یا نہیں

موصی الیہ جہ قبل  
وفات موصی  
کے وارث قرار  
پائے

ج ۲۔ انات البیت کو بھی داخل وصیت تصور کرنا چاہیے کیونکہ وصیت نامہ میں الفاظ مقبوضات اور ارضیات منقول ہوئے ہوں اور لفظ  
 مقبوضات انات البیت پر ہی حاوی ہے علی ہذا القیاس لفظ ارضیات میں باغات و شوارع وغیرہ بھی داخل ہیں گو ذکر ان کا بصورت  
 درج نہیں ہے لیکن وصیت نامہ کی شرائط کو برادر موصی کی کل لاد کے چھوڑنے میں پس برادر موصی کی دختر کو کل جائیداد سے ساتواں حصہ  
 انات البیت اور ہر قسم کی جائیداد کے شرائط وصیت کی رو سے ملے گا اور جو کہ چھوٹے وہ برادر موصی کے بیٹوں میں بوجہ استحقاق وراثت کے  
 بخص مساوی تقسیم ہو گا اور بہائی کی دختر وارثوں میں نہیں ہے حالانکہ بیٹے داخل ہیں اور جو تصریح کہ اوپر لکھی گئی وہ شرح کے  
 ۴ اگر کوئی شخص وقت تحریر ہونے وصیت نامہ کے ستم وراثت ہو اور بعد از ان قبل وفات موصی کے محبوب الارث ہو جائے تو وہ جائیداد  
 موصی پر وصیت نامہ کی رو سے اسکا ہے۔ اصول وصیت و نمونہ ۱۰

ذکر اس میں وصیت نامہ  
جگہ طہارت عام  
طہر ہوگی تو

مطابق ہے۔ مانند ذات۔ تلوخ اور نقد اور رسائل میں یہ لکھا ہے کہ جو لفظ بصورت عام واقع ہو وہ جملہ بیانات پر حاوی ہوتا ہے اور اس قاعدہ کو ان کل الفاظ سے جو معنی عام متعلی ہوں متعلق تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو کچھ میرے قبضہ میں ہے یا جو بیار میرے پاس ہیں تو یہ الفاظ ہر قسم کی جاہ اور جو کچھ قبضہ میں ہو حاوی ہیں پس جو جب ان فقرہوں کی جو کتبہ اور پرہا ہے منقول ہوئے ہیں وصیت نامہ کی تعبیر سپرر پر ہونی چاہیے +

۱۔ جو بیان اس حکمہ در باب تکلیف میں کہ قبضہ واقع ہو اسے توضیح اور اسکی فرد سے شرح محمدی میں یہ حکم ہے کہ اگر طہارت کی واسطے پانی سے نہ ہو تو خاک سے طہارت کی جائے اور یہ بھی حکم ہے کہ جقدر جلد ممکن ہو وضو کیا جائے اور اگر اس باب میں قفلت ہو تو تیمم بیکار ہو جاتا ہے پس پہلی صورت جو اس نفل میں بیان کی گئی ہے اس میں بخلاف خصوصیت جو تیمم کر چکے تھے ہر شخص کو بالانفراد وضو کا اختیار حاصل تھا مگر اب تک کی اجازت سے ہر شخص پانی صرف میں لاسکتا تھا اور چونکہ پانی سفید موجود تھا کہ ان میں سے کوئی شخص اسے صرف میں لانا طہارت جو پہلے بطور تیمم کی گئی تھی بیکار ہو گئی لیکن دوسری صورت جو لکھی گئی ہے اس میں یہ سبب نہ ہونے تصریح ہر حصہ دار کے حصہ کے ناجائز تصور ہوا اور اگر وہ نافذ نہ ہو تصور کیا جائے تو بخلاف جو بولہم کہ کوئی مہربان خاص ہے سے مستفید ہو چکا مجاز نہ تھا کیونکہ یہ کل شخصوں کے نام بالا حال عمل میں آیا اور کل جامعیت کے صرف کی واسطے پانی کافی نہ تھا +

### چہ شاب

### نظارہ نکاح و محصر و طلاق و نسب

#### مقدمہ ۱

۱۔ ایک عورت نے دوسری عورت کے نام کچھ روپیہ لیکر اقرار نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح ادیکے لڑکے کے ساتھ کر دوں گی اور لڑکی ساہدہ کے وقت صرف تین ہنپے کی تھی اور ادسکی ان نی لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ کر ادسکی تربیت کے بعد لڑکی کی ان اپنے اقرار سے خوف ہوئی اور ادس نے ساہدہ کے نفاذ سے انکار کیا ایسی صورت میں لڑکی کی ان کو شرعاً یہ استحقاق پہنچتا ہے باہنہ کہ لڑکی کی ان کو تمہیں ساہدہ واسطے مجبور کر دینے یا جو روپیہ کہ ادس نے لڑکی کی ان کو اقرار نامہ نکاح کی بابت دیا ہے وہ ادسکی ماہیگی کی شرح ہے +

۲۔ ج۔ جو روپیہ لڑکی کی ان نے نکاح کی بابت دیا اور صرف اسقدر زکیہ وصول کر سکا استحقاق شرعاً حاصل ہے اور اسکو کل زندہ کرنا جائز ہے اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہیں

۲۔ قادی قاضی خان میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی لڑکی سے خواستگار نکاح ہوا اور ادیکے واسطے تمنا یہ ہے بعد از ان لڑکی کے والد نے نکاح کو اپنے سے انکار کیا بل صورت میں یہہ تجویز ہوئی کہ جو کچھ بطور مہر یا ساہدہ نکاح دیا گیا وہ بلا لحاظ ادیکے موجود ہے یا نہر ہے کہے داپس لانا چاہیے اور جو کچھ بطور تحفہ بھیجا گیا وہ در صورت موجود ہونیکے قابل واپسی ہے لیکن اگر گم یا تلف ہو گیا ہو تو دعویٰ اور کاشن عرضہ کے نہیں ہو سکتا +

۳۔ ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تربیت پاتا تھا اور اس نے ایک اور عورت کی لڑکی سے نکاح ہوا چنانچہ نام کیا اور لڑکی کے والدین کے گھر میں

زیر و لبان غیرہ بیجا یا دیر یا ایسی صورت میں معاہدہ نکاح کامل اور وجہ التعمیل سے باہنیں اور اگر نہیں ہے تو عورت مذکورہ کو استحقاق و ایسی کس  
نیٹے کا جو دیگی تہی شرعاً حاصل ہے باہنیں +

جو بیٹے نکاح کی  
بابت دیکھا ہے  
وہ وہ ایسی کے  
قابل ہے +  
جو بیٹے نکاح کی  
اور وہ موجود ہے  
دو برس پہلے کی

ج ۲ - ایسی صورت میں معاہدہ نکاح وجہ التعمیل اور کامل نہیں ہے کہ نکاح کی جواز کے لیے ایجاب قبول طرین کا لازم ہے حالانکہ اس صورت میں  
میں ایجاب و قبول کا عمل میں آنا یا باہنیں جانا لیکن جو کچھ لڑکی کے والدین کو نکاح کی بابت دیا گیا یا ان کے گھر پہنچا گیا شرطاً قابل استرداد ہے نسخہ مختصر  
عشائی میں حکما حوالہ دیا اور معصومی میں دیا گیا ہے یہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے اس لڑکی کے باپ کے پاس جس سے نکاح منظور تھا زور فقرہ و طلا اور پونہ  
وغیرہ اسباب بیجا یا کچھ چیزیں اسکو زمانہ حال کے دستور کے مطابق چند مرتبہ دین ایسی صورت میں عقد نکاح لازم نہیں آتا کیونکہ انصاف و نکاح  
یکے واسطے شرعاً ایجاب و قبول ضروری ہے اور انکا عمل میں آنا اس صورت میں باہنیں جانا اعلیٰ ذالقیاس دستور القصاص میں بھی یہی لکھا ہے  
اور نداد ارتقائی خان بن ایک فقرہ اس مضمون سے تحریر ہے کہ ایک شخص نے کسی لڑکی سے بام نکاح کیا اور ایک واسطے مخالف وغیرہ بھیجے

مقدمہ ۲

الخ (یہ فقرہ اوپر منقول ہے) +  
س - نکاح کے واسطے لکھا جانا کسی دست آویز کا ضروری ہے یاہنیں مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک طرف الف کی لڑکی کے ساتھ قرار دیا  
اور طرف الف نے لڑکی کے والد کو کچھ روپیہ بھی دیا اور اس سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھا لیا کہ روپیہ وصول ہوا اور اسکی عرض لڑکی کے  
ساتھ نکاح کر دیا جائیگا اور شخص کو روپیہ لکھ دینے دست آویز کی لڑکی کو جبکہ ساتھ نکاح ہو نہ لائے گا اپنے گھر میں رکھا اور باوجود ان  
یکے اقرار نکاح کا ایسا کیا ایسا معاہدہ مثل بیچ کے وجہ التعمیل تصور ہو سکتا ہے یاہنیں اور شرعاً قابل لغا ہے یاہنیں +

اقرار نامہ نکاح  
کی بابت لکھا گیا  
وہ قبول نہیں  
ہے کہ وہ کچھ روپیہ  
معاہدہ کی بابت  
دیا جائے وہ قابل  
دہی ہے +

ج - شرط میں نکاح کی بابت کوئی دست آویز تحریر نہیں ہوتی مگر ہے کہ اسطرح کا دستور زیل قوموں میں جاری ہو لیکن اگر کوئی شخص روپیہ لیکر  
اسطرح کا اقرار نامہ لکھ دے تو وہ صرف نازلہ اقرار نکاح کے لیے اور پھر ہرگز عقد نکاح واقعی کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور جو شخص ایسی دست آویز  
لکھ دے اسکو شرط دست آویز سے محروم ہو جاتا ہے اور جس شخص کے ساتھ مناسب ہے اپنے لڑکی کا نکاح کرے لیکن اگر اس سے  
زر موصولہ طلب کیا جائے تو اوپر لدا کرنا زائد ذکر کا واجب ہے اور واضح ہو کہ معاہدہ بیچ کی شرط صریح و مختص ہوتی ہے لیکن جس قسم کے  
معاہدہ کا سوال میں ذکر ہے اور میں ایسی کوئی شرط پائی نہیں جاتی +

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے باہم بیٹے اور بیٹی کے بغیر رضامندی بہیجی کی مان یکے اس زمانہ میں جب ان دونوں کی عمر صرف تین تین برس کی تھی نسبت  
۱۲ اس صورت کے معاہدہ کو یہ بشرط العوض کہہ سکتے ہیں اور اثر اسکا صرف مثل بیچ کے لیے اور جب تک معاوضہ وصول نہیں ہوا اس جاہد کو جو  
درجہ داخل ہے مطلق تصور کرنا چاہیے اور اس قسم کی جاہد و بحالت موجودہ بیٹے کے قابل استرداد ہے یہ معاملہ مثل بیچ بالعوض کے ہے تصور  
کیا جا سکتا ہے یعنی ایسی صورت میں واپس کرنا امت کا بحالت موجودہ نہ ہو جائے کہ لازم آتا ہے اور سوال مذکورہ بالا میں جو کئی صورتیں  
قائم کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کچھ شہادتیں مختصہ بغیر بیٹے کے معاوضہ کی دی گئیں ہیں اگر شہادت مذکورہ موجود ہوں تو از روئے  
قاعدہ عامہ استرداد ہوگی دیکے قابل واپسی میں +



سناکت قرار دی لیکن بیٹے اور بیٹی نے زمانہ طفولیت میں ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی اس صورت میں ازدواج ان دونوں کا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

ج - سوال سے صرف یہ عقد معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی نے ایک ہی زمانہ میں بعد طفولیت ایک ضعیفہ بیکہ دودھ سے پرورش پائی لیکن بیٹے رضاعت سے نہیں لکھا ہے کہ انکی عمر اوس وقت میں کیا تھی شرع میں کفاح ان اطفال کا جنہوں نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی ہو بلحاظ ان کی عمر کے جائز و ناجائز قرار دیا گیا ہے پس اگر بیٹے اور بیٹی نے قبل پرنسپلٹی کی عمر یعنی دو ماہی برس کے یا بیشتر اوس سے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو کفاح بنا میں ان کے زمانہ ابد میں ناجائز ہے لیکن اگر بعد اس عمر کے انہوں نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو کفاح جائز ہو گا علیٰ ہذا القیاس اگر زمانہ رضاعت میں ایک کا سن عمر مہینہ سے زائد اور دوسرے کا کم ہو تو یہاں کفاح نہ ہو گا ۔

رضاعت سے کفاح باطل نہیں ہو سکتا ۔

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور بظرف غیبی بانی کے ایک ساتھ بجات ایکے حاملہ ہوئے کفاح کر لیا لیکن عورت بدستور اپنے والدین کے گھر میں رہی اور اب اس میں شوہر پر دعویٰ بابت نان و نفقہ تھا یا رچہ سال کیا گیا ہے گواہ جو پیش ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ کفاح کے سولہ یا سترہ برس ہوئے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مذکورہ شوہر کے پاس نہ ہی اور نہ کبھی نان و نفقہ اس سے پایا ایسی صورت میں اس طرح کفاح جائز یا نہیں اور زوجہ کو سولہ یا سترہ برس بعد عقد کفاح کے بقا بار نان و نفقہ کا استحقاق شرعاً بنتا ہے یا نہیں ؟

کفاح و رضاعت زنا حاملہ کے ساتھ

ج - شرعاً زنا حاملہ کے ساتھ کفاح مہر ہے لیکن اگر حمل کسی اور شخص سے ہو تو حیثیت تک وضع حمل نہ ہو صاحبہ ممنوع ہے ہر ایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت بصورت زنا حاملہ ہو تو اسکے ساتھ کفاح جائز ہے لیکن شوہر کو تا وضع حمل اسکے ساتھ مصاحبت کرنی چاہئے۔ نان و نفقہ کا دعویٰ شوہر سے نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ شرط خاص قرار پائی ہو یا بذریعہ حکم عدالت کے تجویز ہو اور وقایہ میں یہ لکھا ہے کہ ایام اضحیٰ کی نسبت نان و نفقہ واجب الا اذا نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ قاضی کے حکم سے دلا یا جا یا مستأقین میں شرط پڑی ہو اور ایسی صورت میں ادا کرنا اسکا لازم ہے

مقدمہ ۵

س - ایک عورت کو کفاح کے وقت ان سے ۸۰ بیگے اراضی اور ایک منزل مکان اور گاؤں مانڈا بطور مہر ملائندہ وہ شوہر اور ایک دختر غیر منکوحہ اور ایک بیٹا چھوڑ کر مر گئی پس شوہر نے کفاح کے وقت اور اسکی اولاد کو جایدا دنگو والعدہ کس حساب سے لے لگی ؟

زوجہ کی جائیداد شوہر کو کفاح کے وقت

ج - جو جایدا و منقولہ وغیر منقولہ عورت کو کفاح کے وقت یا اور طور پر حاصل ہو سکی نسبت وہ شرعاً مالک کامل تصور کی جاتی ہے لہذا اسکی وفات کے بعد اسکا ترکہ از ویسے فرائض کے چار حصوں پر تقسیم ہو گا سجد ان کے شوہر کو ایک حصہ لے لگا اور اسکا بیٹا دو حصے لے لگا اور اسکی دختر کو ایک حصہ لے لگا

مقدمہ ۶

س - عورت منکوحہ کا اپنے زور و پونہ شاک عزیزہ اسباب کو شخص حسب کینام ہے کہ ناجائز ہے یا اسکو شرعاً شوہر کی اجازت پیشتر عمل کرنی چاہئے ؟  
۱ قاعدہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں کفاح بسبب قرابت نسبتی یا منہج سے ہو وہی رضاعت کی وجہ سے ممنوع ہو سکتا ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت دو استثنا ہیں ارادوں کا ذکر ممال کفاح کی دفعہ ۲ میں لکھا ہے ۔

زوجہ کی جائیداد شوہر کو کفاح کے وقت

عورت منکوحہ کو  
اپنی جاہدہ کا  
کسبت و نفقات  
مطلق حاصل ہے

ج عورت منکوحہ کو اپنے زور یا اور شہ یا زور پر مستقل کر لیا اختیار ہے اور شرعاً شوہر کی اجازت اس یا بہن ضرور نہیں ہے +

مقدمہ ۷

س ۱- ایک شخص نے پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی یکے بعد دیگرے ان کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور عورت مذکورہ کو اپنے مذہب میں داخل کیا اس طرح اس نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں +

ج ۱- ایسا نکاح جائز ہے کیونکہ عورت نے اسلام اختیار کیا اور دین مذکورہ کے بموجب جائز نکاح + جائز میں ایک شخص ایک ہی وقت میں چار زوجہ رکھ سکتا ہے + ۶

مذہب اور عورت  
ازدواج کا ذکر

س ۲- شوہر نے اول زوجہ کا دعویٰ ہرادا کر کے اس سے فارغ عملی حاصل کی اور برضائے طرفین مناکحت کے معاہدہ کی متینہ عمل میں آئی اور شوہر باوجود زندہ ہونے کے ایک بیٹے اور بیٹی کے جو زوجہ اول سے ہیں اپنی کل جاہدہ منقولہ وغیر منقولہ بلا اطلاع ان کے بالموضع دین ہے دوسری زوجہ کے بہرے کی رو سے مستقل کرتا ہے ایسا بہ شرعاً جائز ہے یا نہیں +

کل جاہدہ کا  
دوسری زوجہ  
کے نام جائز ہے  
گواہی اور  
اول سے مراد  
ہو +

ج ۲- صورت مذکورہ بالا میں چونکہ نکاح اول کی متینہ عمل میں آئی لہذا شوہر اپنی جاہدہ کو بطور مضرعہ بالا بہ کر لیا مجاز ہے اور جاہدہ اور دوسری زوجہ کے قبضہ ہو جانے سے بہرے کی کسب ہر جائگی کیونکہ شوہر کو اپنی جاہدہ اور پر اختیار کلی حاصل ہے اس کا بیٹا اور بیٹی بعد کی وفات کے وارث ہوں گے نہ ان کے عین حیات + ۵

مقدمہ ۸

س ۱- ایک شخص نے قبل نکاح کے اپنی زوجہ کے ساتھ بہہ زبانی اقرار کیا کہ بعد نکاح کے زوجہ کو اپنے والدین کے گھر میں رہنے کا اختیار ہوگا بعد از وصال کے وہ خلاف اس اقرار کے زوجہ کو دوسری جگہ بھیجا سکتا ہے یا اس پر اس شرط کا ایسا فرود ہوگا +

ج ۱- شرع کی رو سے ایسا اقرار ناجائز ہے لہذا شوہر کی نسبت ایسا اس کا ضرور نہیں ہے اور اسے زوجہ کو اپنے گھر بھیجنا اختیار ہے بشرطیکہ دین ہر اس نئے اور کو دیا ہو اور نہ وہ اگر نیکی صورت میں زوجہ ستر میں ہو نیکی مجاز ہے + ۱۱

نکاح بشرط  
ناجاہدہ کے ساتھ  
عمل میں آئے

مقدمہ ۹

س ۱- ایک شخص نے بالموضع کچھ زلفیہ کے اقرار نامہ اس امر کا تحریر کیا کہ وہ اپنی دختر کا نکاح ایک اور عورت کے گھر کے ساتھ کر دیا چنانچہ

۲ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۸ +

۱ نکاح کے جواز کے لیے عورت کا مسلمان ہونا یا نہ ہونا ضرور نہیں ہے - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۲ +  
۲ واضح ہو کہ اس مقدمہ میں ادا کیا جائے زوجہ ادا کیے دین مہر کا بغاوت مذکور ہو ایسے اگر ایسا نہ ہوتا تو زوجہ اول کی اولاد جاہدہ اور دوسری کے بقدر دین مہر اپنی ان کے دو عورت ہوتی +

۳ شرع محمدی کا ایک عام قاعدہ ہے کہ اگر کسی معاہدہ کے ساتھ شرائط ناجائز عمل میں آئیں تو اول کی خلاف ورزی سے خاص معاہدہ کے جواز میں کچھ غلط واقع نہیں ہوتا ایسی شرائط بالاصلہ اس طرح کہ عدم تصور کیا جاتی ہیں کہ گویا ویسے کہی عمل میں نہیں آتی تیسری دفعہ کی دفعہ ۱۶ اور اصول وصیت کی دفعہ ۹ اور اصول مطالبات کی دفعہ ۳۰ ساتھ لکھا جائے +

سپر کی نان پز لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ لیا مگر نکاح کا قبل نکاح کیے مر گیا البتہ صورت میں دختر کا باپ دوسرے شخص کے اوکے نکاح کر دینے کا مجاز ہے یا ستونی کی مان +

ایمقان ہونے کی صورت میں نکاح صحیح ہے اور جہد و طلاق صحیح ہے

ج۔ متونی جیکے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا قرار پایا ہوا مگر عمل میں نہیں آیا اسلی مان اس امر کی شرعاً مجاز نہیں ہے کہ لڑکی کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر لے لڑکی کے باپ کو اختیار ہے جس شخص کے ساتھ مناسب سمجھے نکاح کرے اور اگر لڑکی زانیہ اور بالذات ہے تو اسکو بہ صورت اجازت ہے کہ کسی شخص کے ساتھ جو مساوی الدرجہ ہو نکاح کرے اس امر میں سب عملا کا اتفاق ہے +

مقدمہ ۱۰

س۔ اگر زید جیلہ کے ساتھ نکاح کر لے کہ بعد اسکی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ حیات جمیلہ کے نکاح کرے اور شرعاً ایسا نکاح ناجائز قرار پاتا تو نکاح اول جائز تصور ہو گا یا نہیں اور جیلہ دین مہر کی مستحق ہے یا نہیں +

زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے لیکن حیات زید سے عاقدہ اول جہد کے ساتھ ہوا ہے ناجائز تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اسکی جائیداد جیلہ اپنے کل مہر کے پانچ سو تیس روپے +

ج۔ زید کا نکاح جیلہ کے ساتھ جائز تصور ہو گا اور اس نے بعد از ان زوجہ کی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھ نکاح کیا ہوا اور چونکہ حمیدہ بوجہ قرابت نسبی اور مدہ دار و ن ہیں اپنے نکاح کرنا جائز نہیں ہے لہذا اسکا نکاح زید کے ساتھ باطل اور نادرست ہے اور وہ مستحق مہر کی نہیں ہے لیکن اس امر سے عاقدہ اول جہد کے ساتھ ہوا ہے ناجائز تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اسکی جائیداد جیلہ اپنے کل مہر کے پانچ سو تیس روپے +

مقدمہ ۱۱

س۔ وہ کون سے الفاظ اور مراسم میں جن سے نکاح کی تکمیل ہوتی ہے +

مراسم فرود نکاح

ج۔ نکاح کے لیے متعاقدین کی جانب سے ایجاب و قبول ہنایت ضروری ہے مثلاً شوہر کہے کہ فلان عورت کے ساتھ بہتین اسقدر مہر کے نیسے نکاح کیا اور زوجہ کہے کہ نیسے اس کو قبول کیا۔ باز زوجہ کی جانب سے اسکا دلیل یہ کہے کہ نیسے فلان عورت کا بابت اسقدر مہر کے فلان شخص کے ساتھ نکاح کرادیا علی ذہ القیاس شوہر کا دلیل یہ کہے کہ نیسے اس کو فلان شخص کی جانب سے تسلیم کیا اور یہ شرط ہی ضروری ہے کہ موقع عاقدہ پر وہ شخص آزاد اور صحیح العاقل اور بالغ اور مسلمان ہی موجود ہوں تاکہ ایجاب و قبول کی نسبت گواہ رہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں اور انکی نسبت

+ اگر دونوں بیویوں کے ساتھ وہی شخص ایک ہی زمانہ میں نکاح کرتا یا اس امر کی تصدیق ہو سکتی کہ کس کے ساتھ اول نکاح ہوا تو اس صورت میں دونوں نکاح ناجائز قرار دے جائیے بشرطیکہ زوجہ اول زندہ ہو اور نسیخ نہ ہو۔ زوجہ دوم یا مطلقہ کی مشترکے ساتھ نکاح شرع کے بموجب نہیں ہے یہ سبکدہ محیط السرخسی میں فتاوا علیگری سے نقل ہے +

+ ہادی النظر میں یہ سبکدہ خلاف اس سبکدہ کے معلوم ہوتا ہے جو مرزا جان کے مقدمہ میں لکھا گیا ہے نظائر نکاح کے مقدمہ ۷۷ م کی تفسیر ماننے کی گئی واقع دونوں متوافق ہیں مقدمہ مذکور میں یہ فقوہ تحریر ہوا ہے کہ شہادت سبھی نکاح کی بقوت کے لیے کافی ہے مگر سین بہن فرض کر لیا گیا ہے کہ نکاح دو گواہوں کے سلیسے جائز طور پر ہو چکے ہوں لہذا مذکورہ مقدمہ فاعل میں آیا دوسرے سوال کے جواب سے یہی امر ثابت ہوا ہے +  
ج۔ واضح ہو کہ عیسا اور سادات بن گواہوں کی نسبت وضع اور قرابت کا اعتراض کیا جاتا ہے وہاں اگر ان نکاح کی نسبت ضرور نہیں ہے

اصول نکاح وغیرہ صفحہ ۵۵ +

بہی ہی شرط مقرر ہیں۔ دعوت اور رسوم ابتدایہ محض دواج میں داخل ہیں معاہدہ کی تکمیل کے واسطے ہرگز فرد نہیں ہیں +  
س ۲۔ شوہر نکاح کے واسطے کون شہادت فروریہ +

شہادت سمعی  
کو ہر شہوت میں  
مذہبی کی قابل  
ہے

ج ۲۔ یہ فرد ہے کہ گواہوں کی شہادت بلکہ صورتوں میں استثنائاً معاملات نسب نکاح اور بعض خاص معاملات استثنائیہ کے چشم دیدہ ہو ان حالات  
استثنائیہ میں شہادت سمعی جائز ہے + مگر شرط ہے کہ گواہ درگاہ عدلیہ کی نسبت بوجہ شہادت یا دریا ہوا ہو ایک کی ایسی شخص جس کے ہاتھ پر گواہی ہو تو تین کتابوں پر عمل مطابق ہے کہ  
س ۳۔ شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ بشرطاً جائز ہے یا نہیں +

ج ۲۔ محض مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھ مضمول یہ ہے سوچا کیونکہ جاریہ کے ساتھ بوجہ متعلق ملک کے مستحق ہونا اس پر جاریہ سے بیابا نہ رہے  
نکاح کے لیکن باوجود ایک شرط کا نکاح نظر حیات و تنزیہ جائز کیا گیا ہے کیونکہ بالعموم یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جاریہ کا اطلاق بجا ہوا اصل معنی  
کے صرف اسی عورت پر صادق آتا ہے جو دارالحریم میں رہا ایسی کنیز کی اولاد ہے جو کہ جن عورت کو اصطلاح متعارفہ میں کنیز کہتے ہیں اس کے ساتھ  
مصاحبت جائز نہیں ہے اور یہ ہے عورت میں جراثیم مخطہ سالی میں اہل اسلام وغیرہ خرید کرین پس ایسی عورت کے ساتھ مصاحبت جائز  
ہوئیگی لیکن نکاح کرنا زیادہ تر مناسب ہے +

لفظ جاریہ کی  
تو این شرح  
موزیب +

س ۳۔ ایک شخص نے اپنی چار کنیزوں کے ساتھ نکاح کیا اور بعد از ان چاروں کی حیات میں عورت کے ساتھ نکاح کیا اور چاروں کے بعد نکاح جاریہ میں  
نکاح جاریہ کے  
ساتھ +  
ج ۲۔ اگر بیہ نسبت ہو کہ شخص کو کنیز جن چار عورتوں کے ساتھ نکاح کیا وہ فی الواقع اسکی کنیز ہیں تو اسکا نکاح ان کے ساتھ ناجائز و باطل  
ہے اور نکاح ما بعد عورت حرہ کے ساتھ فی الحقیقت باجوان نکاح تصور نہیں کیا جائیگا اور وہ حین حیات کنیزوں کے جائز ہے لیکن اگر چاروں  
کنیز فی الواقع از روئے شرع اسکی جاریہ نہیں ہیں بلکہ بلحاظ اصطلاح متعارفہ کے کنیز کہلاتی ہیں تو اسکا نکاح ان کے ساتھ شرعاً درست اور  
نکاح ما بعد زین بیخ کے ساتھ باجوان نکاح تصور کیا جائیگا اور اسی جہت سے ناجائز ہوگا + لیکن دین میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ نکاح ناجائز کے بعد نکاح  
ہوتا ہے اور ایسی صورت میں شوہر پر ادا کرنا اس میں ہر گاہ و جب سے جو مجملہ ہر مثل اور ہر شرط کے قلیل ہو علیٰ ہذا اہتمام و لا وجو  
نکاح ناجائز سے بجا ہوا باپ کے نسب سے کہلائیگی +

مہر و نسب نکاح  
ناجائز کی صورت  
ہیں

مقدمہ ۱۲

س ۱۔ ایک عورت بالذمہ اپنی رضا و عنیت سے ایک شخص کے ساتھ گواہوں کے روبرو نکاح کیا بعد از ان عورت مذکورہ کے رشتہ دار اسکو  
شوہر کے گھر سے زبردستی لے گئے اور اسکا نکاح ایک اور شخص کے ساتھ کر دیا اب دونوں شوہروں کے واسطے قبضہ عورت کے دعویہ میں اور  
دونوں نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے ہیں ایک کا یہ بیان ہے کہ نکاح جبنا عدہ شرع کے باجوان رضمان کو ہوا اور دوسرا منہر ہے کہ  
نکاح اسی رضمان کی آہوں کو ہوا اور دوسرا شوہر یہ بھی اذکر تلبیہ کہ عورت کا نکاح میرے ساتھ ایک طلاق کے بعد ہوا ہے اور عورت

+ اصول مطابقت دفعہ ۱۲ +  
+ لیکن اگر اس شخص نے مسکا ذکر سوال میں ہے درپیش شخص کی طرف ایک کنیز کے ساتھ نکاح کیا ہوتا تو بعد از ان وہ عورت حرہ کے ساتھ نکاح  
کر لینا جائز ہوتا۔ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۱ +

اور اسکے واسطے دار نکاح نامی کو جائز کہا جیتے ہیں ایسے صورتیں جملہ دونوں دعویاں درج شدہ عورت کس کو ملنی چاہیے اور واسطے ثبوت نکاح کی ثابت کرنا عقد کا گواہوں کی گواہی سے ضروریہ یا ہین اور جواز نکاح کے واسطے رضامندی عورت اور ولیموں کی درکار ہے یا ہین

اگر خود دعویاں نکاح ہونا یا ثبوت کے ساتھ ہونے کے واسطے باطل ہے بیان کیے تو اس سے نکاح ثابت نہیں ہوتا

ج۔ گواہوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویاں اول کا نکاح قبل نکاح دعویاں ثانی کی ہوا اور اسی جہت سے پہلا نکاح ملجا بقدم کے مرجح ہے پس عورت دعویاں اول کو ملنی چاہیے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر دعویاں ان نکاح تاریخ نکاح بیان کریں تو شہادت اور شخص کی جو تاریخ قبل ظاہر کرے قبول ہونی چاہیے علیٰ ذہن القیاس شرح وقایہ میں یہ مرقوم ہے کہ اگر دو شخص نکاح کرنا اپنا ایک عورت کے ساتھ یکے بعد دیگرے ظاہر کریں اور اپنے اپنے نکاح کی نسبت گواہ گذارین تو جس شخص کا نکاح قبل ہوا ہو وہ جائز ہے۔ دعویاں ثانی خود مسلمہ ہے کہ نکاح اول اس وقت ہوا جب پہلے شوہر سے طلاق پا چکی تھی لیکن نکاح ثانی کو باطل ناجائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ مدت عدت میں نکاح نامی عورت کا ناجائز ہے اور ممکن نہیں ہے کہ باپنجویں سے آٹھویں تک مدت مذکورہ نقضی ہو گئی ہو لیکن اگر یہ یقین کیا جائے کہ پہلے دعویاں نے ہی الواقع عورت کو طلاق دیا اور یہی ہی ثابت ہو کہ دعویاں دوم کو زینہ باوصف جس نے طلاق کیے اس کو پہر نہ بلایا اور متباہن ہوا طلاق کا ثابت ہونا ایسی صورت میں پہلے دعویاں کا نکاح ہی باطل ناجائز ہوتا ہے اور اگر خلاف اسکے عورت طلاق پانا اپنا ثابت کرے اور نکاح گوان مجاز سے ثبوت کو پہنچے تو عورت پہلے دعویاں کو ملنی چاہیے اور واضح ہو کہ اگر نکاح ثابت ہو تو زوجہ با ایک ولیموں کی استر مضافہ نہیں ہے الا اس صورت میں کہ متاقدین کا درجہ سادی ہنوا اور کسب حکا ایا امر مانع شرعی عارض ہو جو وہی بطل عقد نکاح کے کافی قرار دیا گیا ہے

مقدمہ ۱۳

س۔ سماء ہندہ وزید بچپن برتن تک بطور زن و شوہر کہا ہے اور بسبب نقضی ہو جا اس قدر عمدہ درازیکہ وقوع نکاح کی نسبت کوئی گواہ نہ ہو موجود نہیں ہے لیکن زید کا اقرار در باب شوہر نکاح کے ہندہ کے ساتھ شہادت گواہان اور کاغذات سے ثابت ہو سکتا ہے ایسی صورت میں نکاح شرعاً ثابت ہے یا ہین اور اگر نکاح حسب حالات تذکرہ بالا کامل اور واجب التعمیل ہے تو زوجہ بعد لینے اپنے دین مہر کے کس قدر جاہل اور پائیکی مستحق ہے

اگر شوہر کا اقرار ثابت ہو تو مہر موجود نہیں ہے بہر صورت کے اقرار و انکارات نکاح کے لیے کافی تصور ہے

ج۔ اگر زید و ہندہ بچپن برتن تک بطور زن و شوہر چھانڈ رہے ہوں یا اگر زید نے گواہی کہ زید و نکاح ہونا اپنا ہندہ کے ساتھ تسلیم کیا ہو تو ایسا اقرار اسکا واسطے ثبوت نکاح کے شرعاً کافی ہے اور اگر زید لا دلہ مرگیا تو اسکی زوجہ ترکہ سے ایک ربع پائیکی مستحق ہوگی اور اگر شوہر نے کچھ اولاد چھوڑی تو زوجہ ایک من پائیکی اور اگر بیہ ثابت ہو کہ کوئی رقم خاص بابت مہر کے قرار پائی تھی تو زوجہ کو مہر مثل ملنا چاہیے کیونکہ شوہر پر ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے لازم ہے اور ورنہ اتنا ادا ہونے دین مہر کے مستحق ترک نہیں ہو سکتے

۱۶ اصول مطالبات و دفعہ ۴

۱۶ اصول متعلقہ طلاق کی نسبت اصول نکاح کی دفعہ ۲ و ۲ و ۲ کہنی چاہیے اور بابت مداخلت ولیموں کے بھی اصول نکاح کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ سامانہ کیجائیں

۱۷ ہر چند مقدمہ میں واضح ہے کہ ملاوہ اقرار شوہر کے ایک عورت کے مخالفی کا ثبوت ہی موجود ہے لیکن اگر ان دونوں امور سے ایک اور ہی

مقدمہ ۱۴

س۔ صغیر السن لڑکی کا نکاح جبکہ حقیقی چچا موجود ہو بلا اجازت اوسکے چچا کے مگر باجائز مان اور نانا اور نانی کے درست اور جائز ہے یا نہیں ؟  
ج۔ چچا کی اجازت ضروری ہے الا جب وہ تین روز کے فاصلہ پر ہو تو واسطہ داران مذکورہ صدر کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے +

نکاح صغیر سن  
جبکہ دل جائز  
ہر جہد ہو +

مقدمہ ۱۵

س۔ سادی اللہ رجہ ہو لڑکی حالت میں اہد علی خلف بھرن جان کا نکاح مساتہ امام کے ساتھ بلا رضامندی امام کے چچا منظر علی بن کے جائز یا نہیں ؟  
ج۔ اگر لڑکی نابالغہ ہے تو اس کا نکاح محافظین کے اختیار میں ہے سلسلہ و خوار میں ترمیم ہونے کی وجہ سے واسطہ دار پوری اوسکے محافظ میں اور باپ کا بھائی لیسے واسطہ دار دن میں داخل ہے لہذا وہ نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے لیکن نابالغہ ہو جائیکے بعد عورت کو اس معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہوگا جب تک لڑکی نابالغہ رہے اور وقت تک اوسکے محافظ کو لازم ہے کہ تا وقتیکہ شوہر مہر نہ ادا کرے لڑکی کو شوہر کے گھر جانے سے باز رکھے اس باب میں براجا راق اور عالمگیری میں بہت مندرج ہے۔ اگر نابالغہ کا نکاح عمل میں آئے اور بغیر حاصل ہونے پر مہر کے وہ اپنے شوہر کے گھر جانا چاہے تو اس شخص کو جسکی حفاظت میں وہ قبل از دواج ہی لازم ہے کہ اریسے اریسے باز رکھے تا وقتیکہ نابالغہ کی جانب سے وہ شخص جو دین مہر یا بیخاستہ ہو اوسے حاصل کرے۔ جب چچا اپنی بہتی نابالغہ کا بہترین مہر خاص نکاح کر کے بغیر حاصل کرنے پر مہر کے اوسکو شوہر کے حوالہ کرے تو یہ نہ مانا سبب اور لڑکی کو اوسکے گھر کے لوگ واسطہ لے سکتے ہیں نکاح و دختر نابالغہ کا شخص سادی اللہ رجہ کے ساتھ بلا اجازت اوسکے محافظ کے صحیح اور جائز ہے لیکن اگر فقیرین سادی اللہ رجہ نہ ہوں تو ولی متراض ہو سکتا ہے۔ اور اگر لڑکی ذنب شور ہو مگر صغیر السن ہو اور وہ اپنا نکاح ایک سادی اللہ رجہ شخص کے ساتھ کرے اور بعد از ان ولی ہی اس میں اپنی رضامندی ظاہر کرے تو ایسا نکاح درست تصور ہوگا مگر باوجود اسکے عورت کو نابالغہ ہر نیکی صورت میں معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہے۔ اگر کوئی ولی موجود نہیں ہے تو معاہدہ کا جواز عورت کے نابالغ ہوجانیکے بعد اوسکی رضی بر بالکل منحصر ہے چنانچہ عالمگیری میں یہ لکھا ہے کہ قاضی بدرالدین سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک دختر صغیر السن کا کوئی ولی نہ تھا اور اوس نے ایک شخص سادی اللہ رجہ کے ساتھ بلا موجودگی قاضی کے نکاح کر لیا قاضی نے جواب دیا کہ نکاح ہو گیا مگر اوس کا قایم رہا عورت کے نابالغ ہوجانیکے بعد اوسکی رضی پر

واسطہ دار پوری  
اختیار نسبت لڑکی  
نابالغہ کے۔

محافظین پر  
کرنا مہر کا لازم  
ہے +

مذکورہ عورت کا نکاح  
سادی اللہ رجہ کے  
کے ساتھ۔  
سادی اللہ رجہ کی  
صورت +  
ازدواج نابالغہ کا  
ولی کی رضامندی  
ہے۔

ولی ہونے کی صورت  
میں +

مقدمہ ۱۶

س۔ اس مقدمہ کے وجہ ثبوت سے لطف النساء کا نکاح کبیر الدین کے ساتھ جائز معلوم ہوتا ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو لطف النساء کو بعد بجز ولی ثابت ہونے واسطے ثبوت نکاح کے کافی تصور کیا جا سکتا ہے +

+ واسطہ دار پوری ہونے کی حالت میں واسطہ دار مادری دختر صغیر السن کا نکاح کر سکتا ہے۔ اصول نکاح وغیرہ کی دفعہ ۱۹ مسائنہ کیجا ہے اور تین روز کے فاصلہ سے جو راویہ اوسکی نسبت ہے کا زمان مقدمہ مسائنہ کیا جائے +  
+ لیکن عورت کو چاہے کہ بالغ ہونے کے بعد ہی الغور نکاح کے معاہدہ کی تنسیخ عمل میں لائے ورنہ اگر وہ بعد بالغ ہونے کے کسی نذر عہد تک ہی اپنے شوہر کے ساتھ رہے تو پھر اوس کو تنسیخ نکاح کا اختیار نہ ہے گا۔ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۴

بالذہ ہو چکے نسخ از درج کا استحقاق حاصل ہے یا نہیں اور اس وجہ سے کہ متعاقبین کی ایک ہی رضیہ تھی یا کسی اور امرانے سے نکاح باطل و ناجائز تصور ہے یا نہیں اور اگر نکاح بہ صورت شرع کے بموجب عمل میں آیا ہے اور کوئی امر ایک ناجائز قرار دینے کا پابا جا تو لطف النساء کو ایک شوہر کے حوالہ کرنا ضروری ہے یا وہ آیام نابالغی میں اپنے واسطہ واردوں کی حفاظت و حمایت میں رہے ہے

نابالغہ کا ازواج

ح - صورت مذکورہ بالا میں وجہ نہوت سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جائز طور پر عمل میں آیا لیکن عورت کو بالذہ ہونے کے بعد نکاح کی بیخ کنی اختیار ہے اگر لطف النساء ہی تک بالذہ نہیں ہے یعنی عیالات بلوغ ظاہر نہیں ہوئی ہیں تو وہ بعد بالذہ ہونے کے نکاح مسترد کر سکتی ہے + لیکن اگر بالذہ ہونے کے بعد وہ خاموش ہے اور ماہرہ کے ابطال کے واسطے ناشی نہ ہو تو پھر اس کو یہ اختیار نہ ہوگا اور نکاح کو مسترد کر سکیگی۔ اگر یہ امر ثابت ہو کہ فریقین نے ایک عورت کا دودہ پیایا ہے تو نکاح باطل و نادرست تصور ہوگا لیکن یہ امر اس مقدمہ میں تجزیہ نابت نہیں ہے اگر لطف النساء نابالغہ ہے تو ان اس کو اپنی ولایت میں رکھنے کی مستحق ہے اور تا وقتیکہ ہر شرط نہ ادا کیا جائے ان کو اختیار ہے اختیار ولایت کے شوہر کو زوجہ کے اپنے گھر لجانے سے باز رکھے ہے

اختیار ولایت مان کی نسبت

دفعہ ۱

س - اگر گیارہ برس کی لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بلا اجازت و ہر ضار اپنی ان اور اور محافظین کے نکاح کرے تو یہ نکاح شرعاً ناجائز ہے یا نہیں +

صورت میں جیکے باہم سے باہمی جاتی رہتی ہے۔

ج - اس سوال کا جواب لڑکی کے جوان یا بالذہ ہونے پر بالکل منحصر ہے اگر خاص علامت زیادہ یا گیارہ یا چودہ برس تک کی عمر میں ظاہر ہوں تو ایسی لڑکی شرع کی رو سے بالذہ بالعلامات کہلاتی ہے اور اگر علامت مذکورہ چودہ برس تک نہ ظاہر ہوں تو یہ حال پندرہ سال کی عمر تک لڑکی بالذہ تصور کی جا سکتی اور اس کو شرع کے بموجب بالذہ یا سن کہتے ہیں یہ صورت میں اگر لڑکی گیارہ برس کی ہے اور اس میں علامات بلوغ ظاہر ہو گئی ہیں تو وہ اصطلاحاً بالذہ بالعلامات ہے اور اس کو سادی یا غیر سادی الدرجہ شخص کے ساتھ بلا رضامندی مان یا اور ولی کے نکاح کرنا ناجائز ہے ایسا نکاح شرعاً ناجائز ہے یعنی ایسا ماہرہ کسی مسلمہ شرع کے خلاف نہیں ہے اگر عورت مذکورہ شخص سادی الدرجہ کے ساتھ اپنا نکاح کرے تو ان یا اور ولیوں کو مسترض ہونے کا اختیار نہیں ہے لیکن اگر شخص کو سادی الدرجہ نہ ہو تو ان کو ایسا نکاح نہیں ہو سکتا استحقاق حاصل ہے اور اگر علامات بالذہ ظاہر ہو جائیں کہہ نہیں ہو تو لڑکی سے اس امر کا استفسار کرنا چاہیے اور اگر وہ مسترض ہو تو ایسے بالذہ تصور کرنا چاہیے اور اگر نابالغہ اور اگر کسی بظاہر سے متعلق اس کی ہر ایک توجہ بالذہ تصور ہوگی اور اگر بچے دونوں صورتوں میں لڑکی بلا اجازت اور رضامندی کے نکاح کرے یا غیر سادی الدرجہ شخص کے ساتھ نکاح کرے تو ایسا نکاح شرعاً درست ہے یعنی ایسا ماہرہ کسی مسلمہ شرع کے خلاف نہیں ہے لیکن اس کی مان یا کسی ولی کو اختیار ہے کہ چاہے میں جب + نسخ نکاح کر میں +

بالذہ عورت ظاہر ہونے سے پہلے نکاح کرنا ناجائز ہے اگر عورت سادی الدرجہ کے ساتھ نکاح کرے تو ایسا نکاح شرعاً درست ہے لیکن اس کی مان یا کسی ولی کو اختیار ہے کہ چاہے میں جب + نسخ نکاح کر میں +

+ لیکن دختر نابالغہ جب کا نکاح ایک باپ یا دادا نے کیا ہو اس کو بالذہ ہونے کے بعد نکاح کی بیخ کنی کا اختیار نہیں ہے عورت اس امر کی طرف ہی صورت میں مجاز ہے جب وہ اپنا نکاح خود کرے یا کسی واسطہ اور چیلے کیا ہو یعنی نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل میں نہ آیا ہو۔ اصول نکاح دفعہ ۱۸ میں اس سے مراد یہ ہے کہ عورت کی اولاد پیدا ہونے کے قبل ایسا ہوگا۔ اولاد پیدا ہونے کے بعد ماہرہ کی بیخ کنی نہیں ہوگی۔

مقدمہ ۱۸

س ۱۔ ایک لڑکی نے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کی عمر میں بانہ ہونا اپنا ظاہر کیا ایسا بیان کرنا اسکا قابل اعتبار ہے یا نہیں ؟

کس صورت میں بانہ ہونا قابل اعتبار ہے ؟

ج ۱۔ اگر لڑکا یا لڑکی بعد پندرہ بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کے بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے تو بیان اسکا معتبر اور کافی تصور کیا جا چنانچہ وقتاً میں یہ لکھا ہے کہ اگر وہ جوان ہوں اور بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں تو ان کے قول کو صحیح قرار دیکر انکو بالغ تصور کرنا چاہیے ؟

س ۲۔ اگر دختر نابالغہ کی مان و عودیدار ولایت ہو تو ایسا دعویٰ جائز ہے یا نہیں ؟

ان کی ولایت کب تک رہتی ہے ؟

ج ۲۔ حسب حالات مندرجہ سوال کی مان کو دختر کی ولایت یا حفاظت کا اختیار نہیں ہے کیونکہ مان اور دادی کو صرف لڑکی کے بلوغ تک حفاظت کا اختیار ہے چنانچہ وقتاً میں یہ لکھا ہے کہ مان اور دادی کو لڑکی کی حفاظت کا اختیار ایکے حائضہ ہونے تک حاصل ہوتا ہے ؟

س ۳۔ لڑکی کو حسب حالات مندرجہ سوال اول کے بغیر رضامندی مان کے خود نکاح کرینا اختیار ہے یا نہیں اور واضح ہے کہ لڑکی غلطی سے اپنی مان سے علیحدہ رہی ہے ؟

زن بانہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے ؟

ج ۳۔ جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچی ہو اسکو اپنے نکاح کا اختیار کلی حاصل ہے اور حالیکہ لڑکی کو اپنے نکاح کے باب میں ولی مجری کی ہمت رضا ضرور نہیں ہے تو بدرجہ اولیٰ مان کی رضامندی درکار نہیں ہے چنانچہ وقتاً میں لکھا ہے کہ زن حرہ جس شوکر کو پہنچی ہو اسکا نکاح بغیر رضامندی ولی کے جائز ہے گو شخص سادی الدرجة کے ساتھ نہ ہو ؟

س ۴۔ مان کو کس زمانہ تک دختر کی حفاظت کا اختیار شرعاً حاصل ہے اور کس صورت خاص میں مان کو اپنے اختیار کے نفاذ کا منہب ہے اور استحقاق حفاظت کب تک قائم رہتا ہے اور اختیار اس دختر کی نسبت ہی جو مان ہونا اپنا ظاہر کرے حاصل ہے یا نہیں ؟

ان کا اختیار ولایت کس وقت ہے ؟

ج ۴۔ مان کا اختیار دختر صغیر السن کی نسبت صرف اسقدر ہے کہ وہ اسکو اپنی حفاظت میں رکھے اور یہ استحقاق بشرط خوارگی سے حاصل ہونے تک رہتا ہے ؟

مقدمہ ۱۹

س ۱۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور اس سے ایک بیٹا اور ایک اور بیٹا جاریہ غیر منکوحہ سے چھوڑ کر وفات پائی اور واضح ہے کہ جاریہ مذکورہ ایک شخص کی کنیز تھی اور اسکا نکاح ایک شخص ثالث کے عمام سے ہوا تھا بعد وفات شخص مقدم الذکر کے اسکا بیٹا جز بن منکوحہ

ترغیباً کی طرہ سے بدخلت کا اختیار نہیں ہے یہ سہ سہ سہ لکھا ہے مندرجہ ہے۔ اصول نکاح وغیرہ کی دفترا ۱۴۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

جو بغیر استرصار صریحہ یا مفہومہ ولی کے ہوا ہو قطعاً ناجائز ہے ؟

اس سوال کے جواب میں واسطہ داران پوری کا مہ ۱۰۰ ناؤ فرمایا گیا ہے لیکن یہ بات نہیں ہے واسطہ داران مذکورہ مانکو دختر کے نکاح کا



یسے تھا کل ترکہ پر قابض ہوا اور اسکے مرنے کے بعد اسکی بان جزو ترکہ پر وراثتاً داخل ہوئی اور بقیہ جایداد پر جاریہ کے بیٹے نے قبضہ کر لیا  
ایسی صورت میں جاریہ کے بیٹے کو کس قدر ترکہ پر قابض ہونیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہیں اور اگر پہنچتا ہے تو اسکو اور اصل مالک کی ہویہ  
جایداد کس حساب سے ملنی چاہیے \*

ج ۱۔ جاریہ غیر منکوحہ ایک اور شخص کی کینز تھی اور اسکا نکاح پیشتر کسی شخص کے غلام سے ہوا تھا بس جو لڑکا اس سے ہوا شرعاً شخص  
متوفی کی اولاد صحیح النسب تصور نہیں کیا جاتا اور نہ وہ ترکہ کسی جزو کا مستحق ہے اور قابض ہونا اسکا جزو ترکہ پر ناجائز ہے کیونکہ کل  
جایداد استحقاق کی رو سے متوفی کی زن منکوحہ اور اسکی اولاد کو پہنچی ہے۔ اخذات طفل کے نسب کا ثبوت کے واسطے یہ ثابت ہونا چاہیگا

کہ اسکی بان اسکے باپ کی فراش ہی چنانچہ شرح وقایہ کے اس باب میں جو متضمن تہہ اور استحقاق نسب کے ہے فراش کی تین قسمیں لکھی ہیں یعنی  
ضعیف و متوسط و قوی۔ فراش ضعیف سے وہ کینز مراد ہے جسکی اولاد کا نسب آقا کی نسبت قائم نہیں ہو سکتا الا اس حالت میں کہ آقا

اس اولاد کا اپنے صلب سے ہونا بیان کرے اور اس پہلی صورت میں جاریہ ام ولد کہلاتی ہے اور فراش متوسط کی قسم میں داخل ہے اور  
ایسی عورت کی اولاد کا نسب آقا کی نسبت بغیر اسکے اظہار کے قائم ہو سکتا ہے لیکن باوجود اسکے پہلی آقا کے تعلق اپنی اولاد مذکور کی نسبت

صرف بذریعہ انکار کے ظاہر کر سکتا ہے اور فراش قوی سے زن منکوحہ مراد ہے یعنی جو اولاد اسکے بطور ہے ہوا کا نسب بغیر تصدیق شوہر کے  
ثابت مقصور ہو سکتا ہے اور شوہر کے تعلق اپنی ایسی اولاد سے صرف بذریعہ انکار کے ظاہر نہیں کر سکتا بلکہ تسمیہ جس عورت کا ذکر سوال

میں ہے وہ ان تینوں قسموں سے کسی قسم میں داخل نہیں ہے لہذا جو اولاد اسکے بطور ہے یہ شخص متوفی اسکا باپ تصور نہیں ہو سکتا بلکہ  
اسکو اس غلام کے نطفہ سے تصور کرنا چاہیے جیسے ساتھ عورت مذکور کا نکاح ہوا تھا اور جیسا کہ مزاجیہ میں لکھا ہے زوجہ ایک مشن پائیکل مشن

ہے اور بقیہ ترکہ بیٹے کو بذریعہ عصمت کے ملنا چاہیے چنانچہ اس باب میں قول یہ ہے کہ ”اگر اپنی بامعزگی یا اسی سلسلہ میں اور اولاد ہو  
تو زوجہ کو ایک مشن بلگا“ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ”متوفی کی اولاد میں اول اسکے بیٹے شمار کئے جاتے ہیں اور اسکے بعد پوتے اور اسی

سلسلہ میں اور اولاد۔“  
س ۲۔ اگر جاریہ جبکا ذکر پہلے سوال میں ہے شخص متوفی کی کینز تھی اور نکاح اور اسکا پیشتر کسی اور شخص کے ساتھ ہو گیا تھا تو اس کو کس قدر  
تبدل لازم آتا ہے یا نہیں \*

ج ۲۔ از مذکورہ صدر سے اس صورت میں کچھ تبدل واقع نہیں ہوتا یعنی جاریہ کا لڑکا اسی شخص کی اولاد تصور کیا جائیگا جس سے جاریہ  
نکاح پیشتر ہوا تھا۔ فضول غلامیہ کے باب چہارم کے اخیر میں لکھا ہے کہ جو اولاد جاریہ سے ہوا اسکا نسب شوہر جاریہ کی نسبت تصور کیا جاتا ہے

نہ آقا کی نسبت کو آقا اولاد مذکور کا دعویہ راجی ہو اور وہ اسکی بہہ ہے کہ فراش ضعیف کا اور جب مثل فراش قوی کے قائم نہیں ہو سکتا۔  
مقدمہ ۲۰

س۔ ایک لڑکے نے ایک دختر کے ساتھ نکاح کیا اسکے کی عمر صرف دس برس کی تھی اور دختر کی آہٹ یا نوبس سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت  
شوہر نے گواہوں کے درجہ پر زوجہ کو چند ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا اور دواج کے ہوتے ہی عہدہ بعد دو دن میں باہم نا اتفاق ہو گئی

جاریہ منکوحہ کا  
آقا دعویہ راجی  
صورت میں ہی اس  
اولاد کا باپ تصور  
نہیں ہو سکتا  
جاریہ کے بعد

زوجه اپنے آپ کے گھر چلی آئی اور چند سال بعد شوہر اس بیان سے کہ اس نے طلاق دیا ہے تائش ار کی اس صورت میں ہتھوڑ زر  
جود ما علیہینے ایام نابالغی میں بطور مہر دینے کا زبانی اقرار کیا تھا اس سے دلایا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

ج - اس صورت میں ہتھوڑ زر ما علیہینے اپنی نابالغی کے زمانہ میں بطور مہر دینے کا اقرار کیا وہ اس سے وصول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ  
نابالغ کا اقرار واجباً تعمیل نہیں ہے الا اس صورت میں کہ نابالغ کا ازدواج برضا مندی اور یکے ولی کے عمل میں آیا اور زر مہر موجب  
اور کسی ہایت کے مقرر کیا گیا ہو۔ ہر حالت میں اگر بعد بلوغ ما میں زوجه اور شوہر کے بالکل علیحدگی ہو جائے تو کل ذمہ منہ مہر کا دعوی  
ہو سکتا ہے ورنہ شوہر کو صرف نصف دینا ہوگا نابالغ طلاق دینے کا مجاز نہیں چنانچہ ہر ما میں لکھا ہے کہ طلاق دینا شوہر کا موثر ہوگا  
بشرطیکہ وہ صحیح العقل اور بالغ ہو لیکن لڑکی یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خراب بین بات کرتا ہو موثر نہیں چنانچہ پیغمبر نے  
فرمایا ہے کہ طلاق ہر صورت میں جائز ہے الا لڑکی یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خراب بین بات کرتا ہو جائز نہیں ہے قاضی  
برج الدین سے ایک نابالغ لڑکی کی نسبت جیسے بلا موجدگی قاضی اور ولی کے اپنا نکاح خود کیا سوال پوچھا گیا قاضی نے جواب دیا  
کہ یہ سادہ مسئلہ تصور ہوگا اور زوج کے ہاتھ ہو جائیکے بعد اسکی منظوری سے صحیح تصور کیا جائیگا یہی سکہ بجا راین میں بھی

مہر شوہر کی  
نابالغی کے زمانہ  
میں مقرر ہو  
وہ حاصل  
نہیں کیا جاسکتا

کون شخص طلاق  
دینے کا مجاز  
نہیں ہے ؟

مقدمہ ۲۱

س - ایک شخص نے یہ الگ مگر صحیح الحواس ہوئی حالت میں زرع خاص کے لیے زوجه کا مقروض ہونا بیان کیا اور ایک اقرار نامہ  
اس مقروض لکھ دیا اور اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ دست آویز مہر حسین نقد اور مہر شرط کی لکھی تھی کم ہوگی ہے اور علاوہ اسکے  
اس نے یہ نام بھی اپنی زوجه کے نام لکھ دیا جس کے ذریعہ سے اپنی کل جاہداد بالعموم مہر کے منتقل کر دی تین یا چار روز کے بعد شخص  
ذکورہ اسی بیماری سے صبر نہی ہوتا تھا گیا اس صورت میں اقرار نامہ اور یہ نامہ مذکورہ بالا شرط اور دست اور جائز ہے یا نہیں ؟  
ج - قریب الگ ہوئی حالت میں اگر کوئی شخص اقرار نامہ اپنے وارثوں کے حق میں لیکے تو وہ باطل و ناجائز تصور ہوگا اور زوجه بھی ورنہ  
میں داخل ہے لیکن اگر کوئی شخص قریب الگ ہوئی حالت میں مہر کی بات مقروض ہو چکا اقرار کرے تو ایسا اقرار ہتھوڑ زر جاہد کی نسبت  
صحیح تصور ہوگا ہتھوڑ زر زوجه کا مہر تصور کیا جاسکتا ہے اور سادی المدد جو عورت کو طینے کا معمول ہونہ اس سے زیادہ -  
قریب الگ ہوئی حالت میں یہ بلا حوالہ کرینے سے مہر ہو چکے بالکل باطل اور نادرست ہے +

مہر اقرار  
قریب الگ  
کیا جائے اسکے  
ذریعہ سے  
مہر  
میں زیادہ  
ملتا ہے

مقدمہ ۲۲

س - ایک عورت اپنے مہر کی بات شوہر متوفی کی جاہداد سے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کا بدین بیان دعوی کرتی ہے کہ یہی اسکا مہر  
منش ہے اور اس ہتھوڑ مہر اسکی اور واسطہ داروں کے واسطے اکثر نامہ لکھ دیا ہے اور طے ہے کہ دو گواہ جو اس نے پیش کیے ان کا بیان ہے  
کہ مہر ہتھوڑ کیا گیا اسکی نقد پچیس ہزار روپے اور دو ہتھوڑی ہے اس صورت میں زوجه مذکورہ مطابقت بیان گواہوں کے مہر ہانکی مستحق ہے  
اجتہاد اس نے ہر مثل کی تعداد بیان کی ہے +

ہر حالت میں  
مہر کی  
تعداد بیان  
کی ہے

ج - معلوم ہوا ہے کہ ما علیہینے اپنا دعوی ایک لاکھ پچیس ہزار کا بیان کیا ہے مگر دو گواہ جنکی معرفت سادہ مطلق عمل میں آیا اور ہتھوڑ

اپنی جانب سے کل اختیارات بیان کرتے ہیں کہ تعداد مہر کی پچیس ہزار روپیہ اور دو ہفتہ فی ہفتہ ہونے والا ہر مہر مہر میں نہ گواہوں کے دعویٰ ہر ہفتہ بیان گواہوں کے صحیح ہے نہ اس سے زیادہ اور بیان مذکورہ بالا کے مطابق حقد رز مہر پانچکی زوجہ مستحق ہے اور سکو شرعاً مہر میں کہتے ہیں اور حقد ر مہر مثل کا وہ دعویٰ کرتی ہے وہ مہر معمول کہلاتا ہے اور مہر معمول کی صحیح تعداد دریافت کرنا اکثر دشوار ہے

مقدمہ ۲۳

س۔ ایک شخص اپنی جائیداد منقولہ زوجہ کے قبضہ میں چھوڑ کر مر گیا ایک فرخزادہ اسکی جائیداد سے زر قرضہ وصول کرنا چاہتے ہیں اور زوجہ ان کے دعویٰ کے خلاف اپنا دعویٰ ہر پیش کرتی ہے اس صورت میں اگر جائیداد متوفی اسقدر نہ ہو جو ادارہ زر قرضہ اور مہر کے واسطے کافی ہو تو کیا کرنا چاہیے مہر کے دعویٰ کو فرخزادہوں کے دعویٰ پر ترجیح ہے یا نہیں اور کل دعویادوں کا استحقاق مساوی تصور کر کے جائیداد کو رسی طور پر تقسیم کرنا چاہیے یا کسی اور طور پر

مہر اور قرضہ کا دعویٰ ہادی ہے

ج ۱۔ زوجہ کا دعویٰ مہر شوہر متوفی کی جائیداد پر درست ہے اور اور فرخزادہ بھی جو جائیداد کو رسی وصول کرنا قرضہ کا چاہتے ہیں انکا دعویٰ بھی صحیح ہے اس صورت میں بعد دریافت کرنے مہر اور قرضہ کی تعداد یکے کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کو فراہم کر کے دیکھا جا کہ وہ کل عادی کے ادائیگی واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی ہے تو باہم تقسیم ہو جائے ورنہ رسی طور پر تقسیم ہو مہر اور اور قرضہ کی نسبت شرع کی رو سے کچھ فرق نہیں ہے ایک دعویٰ کو دوسرے دعویٰ پر ترجیح نہیں ہے جائیداد کی تقسیم لحاظ کل دعویادوں کے رسی طور پر کرنی چاہیے +

مہر کا ثبوت مثل اور عادی کا ثبوت نہیں کر کے ایک جن میں منضبط کرنا چاہیے اگر وجہ ثبوت فریقین سے کوئی ثبوت نہیں کر کے تو مہر مثل مہر و الا یا جا حقد رز مہر کا ثبوت نہیں کو ظاہر ہو گا + نکاح کے بعد مصاحبت ہو کر یا فریقین سے کسی شخص کے وفات پانے یا طلاق دینے جا نہیں ہے مہر واجب الادا ہو جاتا ہے اگر زوجہ میں حیاتی شوہر کے مہر کا دعویٰ کر کے تو ایسی وفات کے بعد وہ اسکی جائیداد سے لے سکتی ہے +

س ۲۔ مہر کی تعداد اور اسکا استحقاق شرع کی رو سے کس طور پر قرار دیا جاتا ہے اور کس صورت میں اسکا دعویٰ کیا جاتا ہے +

مقدمہ ۲۴

س۔ مدعا علیہا جس قرضہ کا دعویٰ کرتی ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر ہے تو ایک شوہر کی کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ صرف قرضہ مذکور کے واسطے کافی ہو سکتی صورت میں زوجہ ایک پانچل مستحق ہے یا نہ متوفی کے ورنہ نہیں تقسیم ہونی چاہیے +

مہر کی صورت میں فرق مابین زر نقد اور قرضہ

ج۔ قرضہ جو مدعا علیہا کو اپنے شوہر سے مہر کی بابت یافتی ہے اسکی تعداد دس ہزار اشرفی اور پچیس ہزار روپیہ میں متبرک گواہوں کے نام سے ہے اور قرضہ جو شرعاً ثابت ہو گیا اسکی بیباقی سوار باہم کے قرضہ او یا اد اگر دینیہ کے اور کیلئے پر نہیں ہو سکتی جب تک قرضہ از غنہ ہے اور جب تک وہ خود نینداری ہے اور اسکی وفات کے بعد اسکی جائیداد و مدار تصور کی جاتی ہے لیکن مہر کی صورت میں مابین زر نقد اور اور جائیداد کے فرق

- ۲ اصول مطالبات وغیرہ دفعہ ۳۰ و تثنیہ +
- ۳ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۰ +

یہ ہے کہ عورت کو زلفہ لینے کا اختیار ہے کیونکہ اس پر اسکو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے لیکن اگر قسم کی جاہد اور بطور کفالت ایک طرفہ کی ہے اور وہ بلا اجازت و رضا باہم عدالت کے اسکی جاہد بلا شرکت غیر نہیں ہو جاتی ہے اگر زلفہ جاہد کی نسبت سے زیادہ ہے تو باوجود معترض ہونے ورنہ کے جاہد مذکور بھرحال ذمہ دار زلفہ ہوگی اور تا وقتیکہ درناقرضہ مذکورہ اگرین فرخواستہ پر جرقابض ہو جاہد اور حوالہ کر نیکنے واسطے دعویٰ پیش نہیں کر سکتے ہیں +

مقدمہ ۲۵

س۔ اگر کاہن نامہ نہوا اور گواہوں کی رو سے تعداد مہر نہ قرار پائے تو زوجہ کس قدر مہر شوہر سے پائے گی مستحق ہے +  
ج۔ وہ اپنا مہر مثل پائے مستحق ہے + اور اگر یہ دریافت نہ ہو سکے تو شرع کی رو سے دس روم پائے گی +

مہر ایسی ہوتی ہے جو عدالت میں ثابت کی گئی ہو +

مقدمہ ۲۶

س۔ شوہر نے زوجہ کا نام اپنی کل جاہد اور منقولہ وغیر منقولہ دست آویز کے ذریعہ سے بالمعوض مہر کے منتقل کر دی لیکن زوجہ اس پر قابض نہ ہوئی بصورت میں وہ شوہر کی ملکیت سے جاتی ہی یا نہیں +

جاہد اور منقولہ مہر وہی ہے جو عدالت میں ثابت کیا ہو +

ج۔ صورت مذکورہ بالا میں کل جاہد اور منقولہ دست آویز بابت دین مہر زوجہ کے ذمہ دار تصور کیا اور دست آویز کی رو سے زوجہ کا انتقال مجزبی قائم ہو گیا اور جاہد اور شوہر کی ملکیت سے باکل جاتی ہی ایسی صورت میں قبضہ شرط ضروری میں داخل نہیں ہے کیسے طرکی قمتی سے بالمعوض مہر کے منتقل کیا جاسکتی ہے بشرطیکہ تین اس شرط سے کاہر سکتا ہو + +

مقدمہ ۲۷

س۔ زوجہ نے مہر شوہر کے دین مہر اپنا بخشا یا اور گونجند یا مہر کا فی نفعہ جائز ہو یا نہ ہو اگر سبب تحریر ہونے برابر نامہ حضانہ عرفیہ بخشا یا مہر کا ناجائز تصور کیا جائے یا نہیں +

ابراہیم

ج۔ اگر زوجہ مہر بخشیدے تو ایسا ابراہیم شرعاً درست ہے اور یہ مہر منبزلہ ایک ہے کہ مقروض کو قرضہ یا فتنی ضمانت کر دیا جاسکے جو کہ ابراہیم جائز ہے لہذا ابراہیم ہی قطع نظر مطابق یا خلاف ہونے عرفیہ کے جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ شرع کی رو سے عرفیہ ضمانت حکم شرع کے ہینے غیر نافذ تصور کیا جاتا ہے مگر واضح ہو کہ ابراہیم کا ثبوت عرفیہ دست آویز کے ہونے سے نہیں بلکہ اس ارکی نسبت عرفیہ ثبوت درکار ہے کیونکہ کوئی دست آویز بطور شہادت قبول ہو سکتی ہے الا ثبوت قطعی تصور نہیں کیا جاسکتی +

مقدمہ ۲۸

س۔ اگر مہر فرض کیا جائے کہ زوجہ لا ولد نہ دین مہر شوہر کو بخشا یا تو مہر موجود ہے شوہر کی ہنزا اور چاہے ترکہ کے شوہر متوفی سے

+ حقد مہر ایک ہی خاندان کی عورت میں اکثر یا باہذا سیکو دراصل مہر مثل کہتے ہیں کہ یہ کم مہر کی تعداد دس روم ہے  
+ زوجہ اسکی مہر کے منتقل کرنا بالمعوض مہر کے خاص بہ بین داخل نہیں ہے یہ کی صورت میں قبضہ کا ہونا ضروری ہے لیکن یہ صورت بھی با مبادلہ کی تشابہ ہے کیونکہ یہ بالمعوض عمل میں آیا ہے یعنی مبادلہ جاہد کا بالمعوض روپیہ کے ہے اور ایسی صورت میں اصول بیع و نقد ہیکے بموجب تقابض کی شرط زمانہ آئندہ پر منحصر ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے فوراً قبضہ کا ہونا سادہ یکے جو ازیکے لیے فرض نہیں ہے +

زوجہ کو بقدر جایہ اولیگی

ج۔ بعد ادا کرنے فرضہ ذمگی متونی اور اون مراسم کی جنکی تمیز مثل تقسیم ترکہ کی فروہ سے ترکہ کو چار حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بخدا کی  
زوجہ کو فرضاً ایک حصہ یعنی ربع اور چچا کو ایک حصہ بلنگا اور باقی دو حصے بہن کو بیٹنگے اور زوجہ نے جو پانچ دین ہر شوہر کو بخند یا اس سے  
زوجہ کے اسقدر استحقاق وراثت میں جو شرطاً حاصل ہے کچھ جمل واقع نہیں ہوتا +

میراث میں ہے  
استحقاق وراثت  
میں کچھ جمل  
واقع نہیں ہوتا

مقدمہ ۲۹

س۔ دست آویز میں مہر کے معجل یا معجل ہونے کی کچھ تصریح نہیں ہوئی تھی ایسی صورت میں زوجہ کا دعویٰ مہر میں حیات شوہر کے معجل تصور  
ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر یہ فرض کیا جاوے کہ زوجہ شوہر کی حیات میں لا ولد رگنی اور اس نے باوجود عرصہ راز نگ رہنے شوہر کی حیات  
میں کسی دین مہر کا دعویٰ کیا تو اس کے بہائی کا بیٹا اس کے شوہر سے با د اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں سے دین مہر کے وراثتاً دعویٰ  
کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر دعویٰ اس کا دین مہر کی بابت واجب تصور کیا جاوے تو کقدر دین مہر اس کو استحقاق وراثت کی رو سے ملے گا +

اگر دست آویز میں  
تصویر کچھ ہے  
شوہر سے دعویٰ کر سکتا  
ہے یا نہیں  
اپنے حق سے دست بردار  
ہوئی تو اس کے بہائی کا  
بیٹا شرطاً مہر سے کہ دعویٰ  
مہر کا ایک شوہر یا شوہر کے  
وارثوں سے کرے لیکن نصف  
دین مہر شوہر کو وراثتاً  
بہن سے اور بقدر نصف زوجہ  
کے بہائی کے بیٹے کا حق ہے  
مگر شرط یہ ہے کہ زوجہ نے  
اور کوئی وارث ذوی الفروض  
یا عصبانیہ نہ چھوڑا ہو +

ج۔ اگر دست آویز میں تصویر کچھ ہے تو زمندہ اور سکا دین مہر کی حیات میں جب وہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی واجب الادا تھا یعنی اس کا اپنے  
شوہر سے دعویٰ کر سکتا تھا اور اگر اس نے دعویٰ کیا اور وہ شوہر سے پہلے لا ولد رگنی اور اس نے تصفیہ اپنے دین مہر کا کیا اور  
اپنے حق سے دست بردار ہوئی تو اس کے بہائی کا بیٹا شرطاً مہر سے کہ دعویٰ مہر کا ایک شوہر یا شوہر کے وارثوں سے کرے لیکن نصف دین  
مہر شوہر کو وراثتاً بہن سے اور بقدر نصف زوجہ کے بہائی کے بیٹے کا حق ہے مگر شرط یہ ہے کہ زوجہ نے اور کوئی وارث ذوی الفروض  
یا عصبانیہ نہ چھوڑا ہو +

+ یہ صورت منجمل ان چند صورتوں مجموعہ مسائل محمدی یکے کے جن میں سبب اتفاق رائے علماء دستبر کے نہایت تنگ واقع ہے اور یہی وجہ ہے  
تصنیع اس امر کی کہ کس عالم کا قول قابل ترجیح ہے و شواہد تصور ہے ممکن ہے کہ ادا دین مہر کی شرط معجل مہر یا معجل یا اس امر کی تصریح نہ ہو جائے  
جب مہر معجل ہوتا ہے یا معجل و معجل کی تصریح نہیں ہوتی تو مسئلہ عام ہے کہ کل دین مہر فوراً ادا کر دیا جائے مہر کا ہر ایک اور فتاوا و احادیث  
کے موافق ہے اور وہ اسکی وجہ یہ ہے کہ نکاح مثل ان مساہدات یکے کے جن میں بحالت نہونیہ شرط مہر و بابت توقف اور ما و ضمہ کے  
فوراً ادا کرنا اور سکا لازم اور دین مہر ہی نکاح کا مسا و ضہ ہے اور خلاف اس مسئلہ کے مصنف شرح فتاویٰ و عمالگیری بحوالہ فتاویٰ  
سید کلتیہ میں کہ اگر ادا دین مہر کے زمانہ کا تعین نہ ہو تو دین مذکورہ کو ہر قدر عیب تک جو روا جائے ہو ادا کرنا چاہیے اور جو قول زیادہ  
تسلیم کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر در بابت زمانہ ادا دین مہر کے تعین کیا جائے تو زائد ذکر کچھ عرصہ بعد ادا ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس شرط  
کچھ نہ ہو مثلاً متوی کہنا اور دین مہر کا شوہر کی وفات یا طلاق تک جائز ہے ہر مسئلہ مطابق فتاوا و عمالگیری یکے کے اور اس میں محط الخلافی  
حوالہ ہے لیکن اور عالموں کو ظاہر ان شرائط کی نسبت اعتراض ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں شرائط اور ان کے زمانہ وقوع میں زیادہ  
شک ہے مگر چونکہ دین مہر کا دعویٰ بغیر شرط وفات یا طلاق کے ہو سکتا ہے لہذا ان شرائط کی نسبت مباحثہ کرنا مفصل ہے الا اگر دین مہر وراثتاً  
شوہر کے ادا کیا جائے تو ایسے توقف کا جائز کہنا مستعمل اور یہی مطابق منشا اصول عامہ یکے کے اور شرطاً یکے کے استحقاق ہو سکتی ہے

س ۲۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ اور شوہر نے ایک دوسرے کے نام وصیت نامہ اس ضمن میں تحریر کیا کہ جو دونوں میں سے پہلے مرتے اس کا نکاح طلاق پر  
 شخص جی انقائم کی جائے اور عاید ہونے کا اور ایک دوسرے کا وارث تصور کیا جائے اب اگر یہ فرض کیا جائے کہ تاریخ تحریر وصیت نامہ تک شوہر کے  
 ذمہ دین مہر واجب الادا تھا اور زوجہ کسی طرح اپنے حق سے دست بردار نہ ہوئی اور نہ اس نے حق مذکور کی بابت کچھ تصفیہ کیا تو ایسے وقت  
 کی رو سے دعوی مہر کا شوہر کی جائیداد پر جمنا و جمع السامع تصور ہو گا یا نہیں ؟  
 ج ۳۔ جو وصیت نامہ فیما بین شوہر اور زوجہ کے لکھا گیا اس کی رو سے مہر کا دعوی زائل نہیں ہو سکتا اور شوہر کسی حالت میں مہر کے مطالبہ سے  
 بری الذمہ نہیں ہو سکتا الا اس صورت میں کہ دین مذکور ادا کر دیا جائے یا زوجہ اس سے مرخص ہو جائے اور مہر شوہر سے ایسے  
 حین حیات اور اسکی وفات کے بعد لیکر لے کر لیا گیا ہے واجب الادا ہے ۔

اگر دنیا میں شوہر  
 اور زوجہ کے درمیان  
 شوہر جو تعلق  
 دین مہر کا تھا  
 زائل نہیں ہوتا

مقدمہ ۳۰

س۔ شوہر نے زوجہ کے نام کا میں نام بتعین دس ہزار شرفی اور پچاس ہزار روپیہ کے تحریر کیا اور اس میں یہ لکھا گیا کہ دین مہر کا ایک جز فوراً  
 ادا کیا جائے اور باقی بتوقف اور محقق روپیہ فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا اسکی تعداد دست آویز میں مندرج نہیں ہے ایسی صورت میں  
 کس قدر دین مہر شرعاً و عرفاً فوراً ادا ہونا چاہیے اور کس قدر بتوقف یعنی بعد وفات شوہر کے ؟  
 ج۔ چونکہ دست آویز میں مہر کی تعداد صحیح ہے لہذا اس قدر ابہام جس سے کل دعوی ناجائز تصور ہوا تو واقعہ نہیں ہے لیکن سوال میں لکھا ہے کہ جز  
 مہر معجل ہے اور اس سے لازم آئی ہے کہ جزو باقی زمانہ آئندہ میں جب کا تعین نہیں ہے ادا کیا جائے ایسے ابہام کی صورت میں شرعاً و عرفاً  
 یعنی رواج مقام پر لحاظ کرنا چاہیے چنانچہ ہونا اس نکاح کا مرشد ابواؤ میں پایا جاتا ہے اس جو رواج اس مقام اور قرب وجوار میں درباب شوہر  
 مہر کے جاری ہے اسی کے مطابق عمل ہونا چاہیے بالعموم یہ شرط ہوتی ہے کہ ایک ٹکٹ فوراً ادا کیا جائے اور بقیہ دولت توقف کے تحت  
 علاوہ ایک یہ شرط لگنی ہوتی ہے کہ ایک نصف فوراً ادا کیا جائے اور نصف ثانی بتاخر میں اس صورت خاص میں پہلے طریق پر عمل کرنا چاہیے  
 ہے اور جلد دیگر صورتوں میں پہلے طریق کے مطابق عمل کرنا فی الحقیقت زیادہ تر قرین انصاف ہے ۔

ذکر صورت کا  
 جب مساوی ہو  
 دین مہر کی جو  
 معجل ہونے لگی  
 معجل ہو

مقدمہ ۳۱

س ۱۔ اگر باہم شوہر کے اتفاق مصاحبت بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کی ہوا ہو اور بعد از ان وہ بسبب نہ لینے مہر کے معرض ہو تو  
 جبکہ وقوع یا عدم وقوع ممکن ہو پس اگر شرط ایسے آرد متعلق ہو چیکے وقوع میں شک نہ ہو تو اس پر فی الواقع شرط کا اطلاق نہیں ہو سکتا  
 بلکہ وہ بجز تین مدت ادا کرنے زردین کی ہے مثلاً اگر کسی مہندی میں بہ شرط ہو کہ روپیہ فلان شخص کی وفات کے بعد لیکے اور وہ یہ ہنڈوی کا  
 شخص مذکور کی وفات کے بعد اس پر واجب الادا ہو گا جیسا کہ میاں خاص کے بعد ہوتا ہے ۔  
 ۲۔ واضح ہو کہ قاعدہ مذکورہ اس قسم کے معاملات کے واسطے بطور کلیہ قرار نہیں دیا گیا اور اس قسم کے مباحثات میں عرف رواج و مناسبات  
 بجز اس کے شرع کے تصور کیا جاتا ہے اگر مہر کے معجل یا معجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو تو فوراً ادا کرنا کل دین مہر کا واجب ہوتا۔ اصول  
 نکاح وغیرہ دفعہ ۲۲ حکم شرع کا فی الحقیقت یہی ہے اور مصنف شرح وقایہ بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ حسب

اعتراف و صلہ و صلہ جانے سے درست ہوگا یا نہیں؟

اگر دین ہر کے  
دیئے میں ہوں  
تو وہ ہر کے  
کی اطاعت واجب  
نہیں ہے۔

ج ۱۔ اگر مہر کا ایک جز مہر ہو تو زوجہ کو منظر میں اسکے مترقی ہونے کا اختیار ہے علیٰ ذلک القیاس اگر مہر کے محل ہر بیجا ذکر دست آوردین نہ ہو تو یہی  
زوجہ منظر میں ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
کہا ہے کہ گویا مہر زوجہ دشوہر کے غیر مہر کے مترقی ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
یا اسقدر دین ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
مکان سے دو سیر مکان میں ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
چنانچہ ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ اس صورت خاص میں ہی تعبیر رعایت استحقاق زوجہ کی گئی ہے اور بطحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی  
نسبت علانیہ رایہ دی ہے اور در مختار میں ہی مسئلہ اسطر پر لکھا ہے کہ عورت کو مصاحبت کی نسبت محرز ہونے کا اختیار ہے اور ابو یوسف کا  
یہ قول ہے کہ گویا مہر کا ایک جز ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
نسبت علانیہ رایہ دی ہے پس جب تک دین مہر ادا کیا جاوے گا شوہر کو اختیار نہیں ہے کہ زوجہ کو ہنگامی کے واسطے مجبور کرے +

زوجہ متقی نانہ  
نقد ہے +

س ۲ زوجہ جب حالات مذکورہ بالا صورت کرنے اطاعت شوہر کے ان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہیں اور اسکو قبل دین ہر کے جبکا فوراً ادا  
ہونا قرار پایا ہو مکان اور رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہے یا نہیں +  
ج ۲۔ گوزوجہ جب حالات مذکورہ بالا صورت میں ہو تو شوہر کے کار بند ہونے سے مستحق نان و نفقہ کی ہے اور اسکو مکان و رفاقت شوہر سے علیحدگی کا  
اختیار ہے الا اور صورت میں کہ دین ہر کے جبکا فوراً ادا جانا قرار پایا ہو اور ادا کیا جاوے گا +  
س ۳۔ بد مصاحبت کے حسب حالات مذکورہ بالا زوجہ کو نسبت دین شرط کے استحقاق پہنچتا ہے یا نہیں +  
ج ۲۔ اس صورت میں دین ہر واجب الا ذلک چنانچہ اقوال مذکورہ بالائے واضح ہے۔ مصاحبت یا افتراق کل یا فریقین سے ایک شخص کے رحمانی  
صورت میں دین ہر واجب ہوتی ہے اور یہ مسئلہ نام کتب فقہ میں لکھا ہے +

مصاحبت کے بعد  
ہی دین ہر واجب  
الا اور ہر تالی ہے

مقدمہ ۳۲

س اشرفاً کوئی ایسی میا د مقرر ہے کہ یکے گد جائید کے بعد قرضہ کا دعویٰ ناقابل سماعت تصور ہو اور دین ہر ہی مثل اور قسم کے قرضہ کے تصور  
کیا جاتا ہے یا نہیں یا اس میں کچھ خصوصیت ہے +

دعویٰ دین ہر کے  
واسطے کوئی میا د  
خاص میں نہیں  
ہے +

ج ۱۔ کوئی ایسی میا د خاص میں نہیں ہے جس کے منقض ہونے کے بعد مہر کا دعویٰ ممنوع تصور کیا جاوے اور اس طرح کا دعویٰ مثل ان دیگر مطالبات  
کے تصور ہوتا ہے جو غیر العیاد دین ہر بجانب مذکور یا بحالت عمل میں آئے دست برداری دین کے زایل نہیں ہو سکتے چنانچہ کافی میں ہم  
مروجہ حال کے کہ کسی اور مقام خاص کے معراج پر ہی لحاظ کیا جاوے گا جہاں بنا برخصاصت پیدا ہو +

۲۔ لیکن قول مسلم یہ ہے کہ اگر مہر کا ایک جز ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے  
ہر کے واجب دعویٰ ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے الا اور صورت میں کہ مہر کا ایک جز ہر بیجا ہر بیجا بیٹ اپنے مترقی ہر سکتی ہے

کہا ہے کہ دین مہر ہی مثل ایسے قرضہ کی تصور کیا جائیے جو کسی شخص جنبہ میں لیا ہوا اور جب تک دین ادا نہ کیے یا دین اپنے دعویٰ سے دست بردار نہ ہوا اور اگر ناکارہ و سکا فروسیہ علیٰ ذہن القیاس منقول عماد میں یہ مرقوم ہے کہ شوہر پر ادا کرنا زوجہ کی دین مہر کا مثل اور قرضہ کے لازم ہے اور جب تک وہ ادا نہ ہو کر اوکے وارثوں میں تقسیم نہیں ہو سکتا +

س ۲ - اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار پایا ہو اور زوجہ شوہر کی حیات میں اسکی بابت دعویٰ دار نہ ہو اور شوہر نے ہی کچھ ادا کیا ہو تو حد ساعت بشرطیکہ کوئی ایسی حد میں ہوتا رہے نکاح سے محسوب ہوگی بار زونات شوہر سے +

اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار دین مہر کا قرار پایا ہو تو ہی حد ساعت عارض نہیں ہو سکتی +

س ۳ - اگر یہ قرار پایا ہو کہ مہر کا ایک ٹکٹ فوراً ادا کیا جائے اور بقیہ وراثت بہ توقف ادا ہوا اور زوجہ نے جن حیات شوہر کے مہر کے طلب کیا اور شوہر نے ہی باوجود اس امر کے کہ وہ مصاحبت کے بعد چونتیس برس تک زندہ رہا مہر کی بابت کچھ نہ دیا تو ایسی صورت میں فیما بین مہر معجل اور موعجل کے کچھ فرق ہے یا نہیں +

شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر و عطا طلب ہوتا ہے +

س ۴ - اگر شوہر نے زوجہ کی حیات میں زوجہ کو سوا خورد پوش کی اور کچھ ہی دیا تو ایسے تحائف مزید دین مہر سے مجرا ہو گے یا نہیں اور شوہر کے وارثوں پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجھانا ضروری ہے یا نہیں +

عطا کی عطا کی ان نسبت میں ہے +

س ۵ - اگر شوہر نے علاوہ ضروریات کے زوجہ کو دین مہر کے عوض کچھ زلفہ مال دیا ہو تو ایسے تحائف دین مہر سے وضع کئے جائیں اور ایسی صورت میں شوہر کے وارثوں پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجھانا ضروری ہے لیکن اگر شوہر نے تحائف مذکورہ لجا دین مہر کے ہونے دینے تو ہم ایک صورت ایسی بخشش کی ہے جو برضا و رغبت عمل میں آئی اور اسکا حساب سمجھنا ہی ضرور نہیں ہے چنانچہ ہادیہ میں لکھا ہے کہ اگر شوہر زوجہ کے واسطے کوئی چیز بیچے اور زوجہ اسکو تحفہ قرار دے اور شوہر دیا غانا اسکا بوض جزو دین مہر کے ظاہر کرے تو ایسی حالت میں شوہر کے بیان کو معتبر تصور کرنا چاہیے +

س ۵ - اگر یہ فرض کیا جائے کہ مہر کا دعویٰ میعاد معینہ کے اندر پیش نہ ہو سکی وجہ سے یا اسباعث سے کہ شوہر نے اپنی حیات میں ایسے ادا کر دیا ہو پیش کیا جا سکتا ہو تو زوجہ کو ترک شوہر سے شمول ادا وارثوں کے اپنے حصہ جائز پایکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہیں اور اگر پہنچتا ہے تو وہ کس قدر حصہ پائیگی +

دعویٰ کا علیٰ ثبوت نہیں تا سطر نہیں ہو سکتا +

س ۵ - اگر مہر کا دعویٰ میعاد معینہ کے اندر پیش نہیں ہوا تو اس سے ابطال اسکا لازم نہیں آتا کیونکہ دعویٰ مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص میں نہیں ہے علیٰ ذہن القیاس گذارت کا زمانہ نکاح سے باعث بطلان مہر نہیں ہے کیونکہ اگر عدالت حکم سے دعویٰ مہر کا بوجہ تادی ایام کے ہو سکتا ہے +



باطل قرار دیا جائے تو یہی ایسا حکم رد و منسوخ تصور کیا جائیگا مصلحتاً عمارت میں یہ لکھا ہے کہ اگر قاضی دعویٰ مہر کو کسی جہد سے سزا بخور تہ قبول ہو جائے دین مہر کے زوجہ کو یا مقرر ہونے اور یکے اس امر سے لحاظ اس حکم متعارفہ عوام کے نام منظور کرے کہ زمانہ نکاح سے ایک عرصہ دراز گذرنا لہذا یہ ظن ہو سکتا ہے کہ دین مہر ادا ہو گیا یا اسکی نسبت درست برداری عمل میں آئی تو ایسا حکم رد و منسوخ تصور ہو گا علیٰ ذہن القیاس شہادہ و نظائر میں لکھا ہے کہ اگر مہر کا دعویٰ اس وجہ سے نام منظور کیا جا کہ شوہر نے انکار اسکا صحت حیات اپنے کر دیا تو یہی زوجہ بعد وفات شوہر بحالت موجودگی اور لادیکہ ہی قبول اور وارثوں کے اپنا حصہ بانگی مستحق ہے اور اگر کچھ اولاد نہ ہو تو زوجہ کا حصہ لکھنڈہ سراجیہ کے ایک راج سے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر اپنی یا پسری یا اسی سلسلہ میں اور اولاد نہ ہو اور ایک یا چند زوجہ ہوں تو ان کا حصہ ایک راج ہو تا ہے اور اگر اپنی یا پسری یا اسی سلسلہ میں اور اولاد نہ ہو تو ایک راج ہو تا ہے +

مہر دینے دین مہر کے زوجہ مثل اور وارثوں مستحق کے اور انصاف بانگی مستحق ہے +

مقدمہ ۳۳

س۔ ایک عورت کے واسطے نکاح کے وقت دین مہر کا تین ہو گیا اور ہر چند کسٹھر حکم دست آویز اس باب میں تحریر نہیں ہوئی مگر دین مہر کا اقرار گواہوں کے رو برو عمل میں آیا ایسا طریقہ کار رد الی کا درست ہے یا نہیں اور عورت شرعاً زمرہ شرط بانگی مستحق ہے یا نہیں اور عورت کی مان اور بہائی کو بعد گذر جانے بارہ برس کے اسکی وفات سے ایک شوہر پر واسطے وصول دین مہر کے ناشر کر لینا منصف ہے یا نہیں اور ایسے دعویٰ کے واسطے کس قدر سیما و سماعت مقرر ہے اور بعد وفات عورت کے اسکی جائیداد درمیان اسکے شوہر اور ان اور بہائی کے کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے +

ج۔ جو کار رد الی کہ اس مقدمہ میں ہوئی وہ قطعی درست و صحیح ہے اور اگر دعویٰ مہر کا شہادت گواہوں کی بنا پر بلا تحریر ہوئے کسی دست آویز کے پیش ہو تو وہ شرعاً ہر صورت جائز ہے اور گواہوں سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہو عورت تنوفہ کی مان اور بہائی کو اسکے شوہر پر بابت نصف دین مہر شرط کے دعویٰ ادا ہو لینا منصف ہے یا نہیں اور اس قدر عرصہ کے گذر جانے سے دعویٰ ناجائز نہیں ہو سکتا اور جو کہ عورت تنوفہ نے شوہر اور ان اور بہائی و وارث چھوڑے لہذا بموجب دفعہ ۶۴ اصول رات کے اسکی جائیداد کو چھ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے تھا اور جو کہ عرصہ نصف اور مان کا ایک ٹکٹ سے لہذا شوہر تین حصے بانگیا مستحق تھا اور ان کو دھیسے ملنے چاہیے تھے اور بہائی از روی عصبیت کے بقیہ ایک حصہ بانگیا مستحق تھا +

دین مہر کے واسطے دست آویز نہیں زوجہ کے وارث دعویٰ مہر کا جہت چاہیں کر سکتے ہیں استحقاق شوہر کا بحالت موجودگی مان اور بہائی کے +

مقدمہ ۳۴

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام نکاح کے وقت کہ اس وقت وہ چہہ باسات یا نر یا مرتبہ غایت دس برس کی تھی دست آویز مہر تحریر کی ایک سال اور آٹھ یا دس مہینے بعد نکاح کے شوہر نے وفات پائی ایسی صورت میں زوجہ کو شوہر تنوفہ کے ترکہ کی نسبت از روی دست آویز مہر کے استحقاق وراثت پہنچانی ہے یا نہیں +

جو کچھ دین مہر کا یا یا شوہر دعویٰ کیا بعد وفات شوہر یا لحاظ زوجہ کی عیب ہو سکتا ہے +

ج۔ ہر حالات مندرجہ سوال کے جو کچھ بطور مہر میں تجویز ہو کر دست آویز میں داخل ہوا وہ بعد وفات شوہر کے حسب ذہن ذکور واجب الادا ہے اور شرائط اس دست آویز کی تسلیم ہونی چاہئیں چنانچہ ہر ایسے میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دین مہر بقدر دس یا دس سے زیادہ درم کے قرار دے اور بعد از ان مصاحبت ہو یا شوہر وفات پلے تو دونوں صورتوں میں زوجہ کل مہر میں بانگی مستحق ہے کیونکہ جو بہرہ وفات شوہر کے قبل نکاح لازم آتی ہے اور مصاحبت کی وجہ سے جملہ مراتب نکاح کامل اور منسوخ کے جلیت ہیں۔ اگر شوہر اپنے حیات زوجہ کا دین مہر ادا

کر دے تو بہتر ہے ورنہ ان کے ترکہ سے وصول کیا جائیگا اور دعویٰ مہر کا تقسیم ترکہ پر مقدم ہے اور اگر ترکہ دین مہر یا فتنی سے زیادہ ہو تو وارثوں کو اسکی نسبت کچھ حق نہیں پہنچتا۔ لڑکی کے بالغ ہونے تک اس سے کم نوان سال ہے +

لڑکی کے بالغ ہونے تک

مقدمہ ۳۵

س ۱۔ اگر زن مسکوحہ کو طلاق نہ دیا گیا ہو تو دست آویز مہر جائز اور قابل نفاذ اور شرعاً و عرفاً درست ہے یا نہیں اور نوکسیدہ دست آویز اور ایک وارثوں پر زوج کیے وارثوں کا دعویٰ بابت دین مہر کے پہنچتا ہے یا نہیں۔ باسطنیہ کی دست آویز مہر صرف بنظر انداد طلاق کے تحریر ہوتی ہے اور بحالت وقوع میں نہ آئے طلاق کے دین کو رجبہ و فوات شوہر یا زوجہ کیے واجب الادا نہیں مہر +

مہر مشروط طلاق زیادہ ہونے تک مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہے +

ج ۱۔ دست آویز مہر جو بمقدمہ خاص میں بنام زوجہ کہے لکھی گئی جائز ہونا اسکا نائب قاضی اور گواہوں کی شہادت سے ثابت ہے اور حقدار دین مہر دست آویز میں درج ہے وہ سبب تکمیل نکاح کے بغیر مہر نے طلاق کے سبب واجب الادا ہے اور اگر شوہر زوج کو طلاق دے یا وفات پائے تو یہی مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے اور شوہر پر ادا کرنا اسکا عند الطلب واجب یا ایک وارثوں کے مثل اور قرضوں کے لایہ ہے اور اگر شوہر کچھ مہر چھوڑ کر وفات پائے تو دین مذکور ایک وارثوں کو ترکہ سے ادا کرنا چاہیے +

س ۲۔ شوہر نے زوج کیے نام دست آویز مہر تحریر کر کے نکاح کے وقت ایک حوالہ کر دی اور زوج نے بیز حاصل ہونے قبضہ کسی جاید اور مصرعہ دست آویز کے شوہر سے پہلے وفات پائی ایسی صورت میں قابض ہونا زوجہ کے وارثوں کا اس جاید اور جو شوہر کے قبضہ میں رہی جائز ہے یا نہیں اور اگر وارثان مذکور اس جاید اور شوہر کی حیات میں قابض نہ ہوئے ہوں تو شوہر کے وارثوں کو اسکی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا زوجہ کے وارثوں کو بذریعہ دست آویز مہر کے +

شوہر کی کل جائیداد یا جائیداد مہر جو بیز مصرعہ مہر کے جائز و نادرست ہے +

ج ۲۔ اس مقدمہ کی دست آویز مہر میں دو امر درج ہیں ایک مقدار مہر جو شوہر سے یا فتنی سے اور دوسرا مہر کل جاید اور منقولہ وغیر منقولہ و زینت و اسباب مقبوضہ شوہر کا بعض جزو مہر کے لیکن چونکہ دوسری شرط درباب معاوضہ کے معاہدہ میں داخل ہے اور مالیت اسکی کہ وہ یہی جزو مہر ہے غیر منقطع ہے لہذا اسطر کا معاہدہ ناقص تصور کیا جاتا ہے اور زوج کو جاید اور مقبوضہ شوہر پر کچھ استحقاق نہیں پہنچتا لیکن زوج اور اسکے وارثوں کو شوہر کی حیات میں مہر کے مطالبہ کا منصب پہنچتا ہے اور اگر شوہر مرنے سے پہلے وارثوں سے۔ پس بعد وفات شوہر کے اسکے وارثوں کو اسکی جاید اور قابض ہو چکا ہے لیکن زوجہ کے وارث مستحق اس امر کے ہیں کہ شوہر کے ترکہ کو جو اسکے وارثوں کے قبضہ میں ہے بنام کرایہ زجر مصرعہ وصول کریں یا اگر شوہر کے وارث قبول کریں تو زوجہ کے وارثوں کو اختیار ہے کہ جاید اور بقدر دین مہر زوجہ کے لیں +

ج ۳۔ جو دین مہر کے مقدمہ میں قرار پایا وہ نہایت گنہگار اور شوہر کے مقدمہ سے زیادہ ہے اور چونکہ دین مہر طلاق کی صورت میں واجب الادا ہے یہ لہذا ہندوستان میں بیہ دستور ہو گیا ہے کہ بنظر انداد طلاق کے مہر زیادہ باندھا جا اور مقدمہ میں جو مستحق ہوا اس سے بقیہ اس امر کی ضرورت ہے کہ اسطر کا اقرار شوہر کی جانب سے ہو ورنہ واجب التعمیل تصور کیا جائیگا یا صرف مصلحت اور پر نام +

ج ۴۔ جو مسئلہ اس میں لکھا گیا ہے وہ شرح محمدی کے ایک قاعدہ معروف پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ معاوضہ کے معاہدہ میں بد لین کی قیمت کا تعین ہونا چاہیے +

مقدمہ ۳۶

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام دست آویز مہربابت انتقال حق ملکیت کس قدر اراضی کی جو وقت تحریر دست آویز کی قبضہ الگ کا نہ اس کی نہ تھی لکھی اور قبضہ اس کا جاید اندک اور پر بعد از ان ہوا ایسی صورت میں اس طرح کی دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہیں ؟

دینا اس جاید کا  
مبوض ہے کہ جو  
شوہر کے قبضہ میں  
نہو۔

ج۔ حسب حالات مندرجہ سوال کی دست آویز مہربا کل کا عدم و ناجائز ہے الا اس صورت میں کہ شوہر نے بعد حاصل ہونے اتحقاق نسبت اراضی مصرعہ دست آویز کے زوجہ کو اس پر حسب ضابطہ قابض کر لیا ہوا اور صرف اسی صورت میں دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہوگی

مقدمہ ۳۷

نہ اور حالت میں ؟

س۔ اگر دست آویز مہربا جزو ارث یا ہونماز مہر مندرجہ دست آویز کا زوجہ کو بعد وفات شوہر یعنی نو لیذہ دست آویز کے قبل تقسیم ایک ترکہ کی شرعاً واجب ہے یا نہیں اور اگر کل ترکہ کی مالیت زوجہ کے دین مہر سے زائد نہ ہو اور زوجہ اور اگر نامشوہر کے قرضہ و ہب کا

مقدار مہر کی نسبت  
نہیں ہے

منظر کرے تو ایسی صورت میں مجبوز نہیں ہے اختیار خاص اور دعوی مہر کے شوہر کی جاید اراضی اور مال پر قابض ہونے کی بنا پر ہے یا نہیں ج۔ دست آویز مہر جو مقدمہ سے متعلق ہے جائز ہے کیونکہ وہ گواہوں سے ثابت ہے اور اگرچہ لکھا جانا مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح

جاید اور اراضی پر  
بابت مہر کی  
حسب استحضار  
مقبوضہ اور ثمن  
کے قبضہ ہو سکتا  
ہے۔

کی رو سے جائز نہیں ہے لیکن باوجود اسکے پیدا ہوا رہا گیا ہے لہذا مندرجہ دست آویز جوہ پر جاید اراضی شوہر متوفی سے قبل دعوی وراثت کے واجب الادا ہے لیکن جس جاید اور کا ذکر دست آویز میں بھراحت نہ ہو اس پر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت کے

بذریعہ دعوی مہر کے قابض نہیں ہو سکتی گو ترکہ شوہر کا واسطے اور اس کے دین کے کٹنے ہو یا نہ ہو اور زوجہ کو جاید اندک اور کی نسبت صرف اسی صورت میں اتحقاق ملکیت حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اویسے اپنے مہر کے روپیہ سے بذریعہ حکم عدالت یا حسب ترضا وارثوں کے

خرید کرے الا جس جاید اور کی تصریح دست آویز مہر میں ہو اس پر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت یا استحضار وارثوں کے قابض ہو سکتی ہے لیکن چونکہ اس مقدمہ میں زوجہ کے فریق مخالف نے اپنا مہتمم ہونا جاید اور اراضی پر زوجہ کی جانب سے بنظر مفاد اور پیکے قبول کر کے

اترار اور کرنے کل حاصلات و منافع جاید اور کا زوجہ کو کہا ہے اور فریق مذکور کو قرضہ دگی شوہر متوفی کی رسی اور کرنے سے انکار ہے اور زوجہ نے ادا کرنا اکل قرضہ کا اپنے ذمہ لیا ہے لہذا اس سے یہ ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ فریق مذکور نے قاض ہونا زوجہ کا جاید اور پر تسلیم کر لیا

مقدمہ ۳۸

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ پر کسی قدر دین مہر تعین کر کے اس کے نام دست آویز مہر لکھی اور اس دست آویز میں اس نے بیہوشی لکھ دیا کہ میں نے اپنا کل نقد و جنس اور جاید و منقولہ اور غیر منقولہ جو کچھ بالفصل میرے قبضہ میں ہے یا آئندہ آئے بمبوض میں مہر کے زوجہ کو اس شرط سے دیا

ذکر دست آویز کا  
مبوض ہونا خاص کا  
مبوض ہونا ہر مہر کی  
میں ہونا ہر مہر کی  
میں ہونا ہر مہر کی  
میں ہونا ہر مہر کی

کہ جب زوجہ خواستگار مہر ہوا تو میں اسے شرعاً بلا حجت و حیلہ ادا کر دوں گا ایسی ہوتی آویز کی رو سے زوجہ کو بابت کل جاید و منقولہ وغیرہ منقولہ کے اتحقاق پہنچتا ہے یا وہ صرف زر مصرعہ دست آویز کے بانگے مستحق ہے ؟

ج۔ شوہر نے دست آویز میں مہر لکھا ہے کہ میں نے اپنا کل نقد و جنس اور جاید و منقولہ اور غیر منقولہ جو کچھ بالفصل میرے قبضہ میں ہے یا آئندہ آئے بمبوض میں مہر کے زوجہ کو دیا ہے یا نہیں اور اگرچہ لکھا جانا مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح

جاہد ایک ہے جو اس وقت ایک قبضہ میں تھی اور بی بی کا وجود اس زمانہ میں نہ تھا بلکہ وہ اسکو بزمانہ آئندہ حاصل ہوتی اور تصریح ضمن کی مطلق  
 نہیں کی گئی ہے اور بیان مذکور الصدر بمنزلہ بہ بالوضو کے نہیں ہے کیونکہ یہ کہ واسطے وجود بد لیں کا فروریے علاوہ اسکے معاملات سے  
 وہ میں ہونا ایجاب قبول کا ایک ہی موقع پر واجب ہے اور اگر قبل اظہار قبول کیے معاہدہ سے اخراج کیا جا تو وہ باطل کا عدم تصور کیا گیا  
 ہے مگر اس مقدمہ میں ظاہر ہونا رضامندی کا بعد اظہار ایجاب کے یا یا نہیں جاتا بلکہ دست آویز کے فقرہ اخیر سے جس میں یہ شرط ہے کہ عندا  
 زوجہ کے دین مہر شرعاً بالاجت و حیلہ اولیاء جائیگا یہ مستنبط ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے اظہار سے اخراج کیا کیونکہ اگر اظہار رضامندی  
 بموقع اظہار ایجاب کے قبل اخراج کے عمل میں آیا ہو تو شوہر پر ادا کرنا مہر کا عندا طلب زوجہ کے لازم ہوتا ہے جاہد ان مقولہ وغیر مقولہ زوجہ  
 بذریعہ دست آویز مہر کے نہیں پہنچتی بلکہ وہ صرف مستحق پانے زر مہر دست آویز کی ہے +

مقدمہ ۳۹

س۔ زوجہ نے شوہر پر واسطے ایک ٹکٹ مہر معجل کے نالشی و ایر کے زرعہ کی بابت ڈگری حاصل کی بعد ازاں وہ شوہر کی حیات میں مر گئی  
 اور اسکی وفات کے بعد اسکی ہمیشہ نے اسکے شوہر پر واسطے بقید و ثلث دین مہر کے نالشی کی ایسی صورت میں یہ نالشی ہمیشہ زرعہ متوفیہ کی شوہر کے  
 نام شرعاً قابل سماعت ہے یا نہیں اور بعد وفات زوجہ کے شوہر معجل دین مہر مہر دست آویز کے کیس قدر مہر یا بیجا سماعتی ہے یا نہیں +

اگر علاوہ شوہر  
 اور شوہر کے متوفیہ  
 کوئی اور وارث  
 نہ ہو تو دین مہر  
 ان دونوں کو  
 حصصاً ہی  
 پہنچے گا

مقدمہ ۴۰

س۔ زوجہ نے شوہر پر دین مہر کی بابت بتیں چالیس ہزار روپیہ اور ایک شہری کے نالشی ہار کی اور طرفین کے رشتہ داروں کی گواہی سے و جہا  
 ہونا زرعہ کو ثابت ہے اور اگر رشتہ داروں کی گواہی سے یہ متحقق ہے کہ زوجہ اور شوہر کے خاندان کا مہر مثل اس مقدار ہے کہیں کم قرار نہیں  
 ہے لیکن مدعا علیہ ظہر ہے کہ دین مہر بقدر اول مقدار زمینہ شرع یعنی دس روپے کے قرار پایا اور اسنے واسطے ثبوت اس بیان کی وہ گواہ پیش کیے ہیں  
 جو اس سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ایسی صورت میں زوجہ کا بیان قابل ترجیح ہے یا شوہر کا +

اگر مقدار مہر کی  
 زیادہ ہو تو ثبوت  
 مدعا زرعہ بقدر  
 ثبوت شوہر کا  
 ترجیح ۱۱۱۱  
 میں گندم کا مہر  
 مقدار مہر  
 کم ہونا اور  
 اگر مقدار مہر  
 ثبوت سے متعلق  
 ہر دو مہر مثل  
 ہے

ج۔ منظر حالات مندرجہ سوال کے زوجہ کا بیان حسب مقدمہ ہدایہ کے قابل ترجیح ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت برقرار  
 رہنے نکاح کے درباب مقدار مہر کے گزار ہو مثلا شوہر ایک ہزار روپے بیان کرے اور زوجہ کو دہزار کا دعوی ہو تو جو فریق اپنا بیان وجہ ثبوت سے  
 ثابت کرے اور اسکا اظہار قابل اعتبار ہے اور اگر طرفین سے ثبوت موجود ہو تو زوجہ کی جانب کی شہادت پر اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ ایسی شہادت ہے اسکا  
 استحقاق بسبب مقدار کثیر کی ثابت ہوتی ہے علی هذا القیاس تا مار خانیہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر طرفین سے ثبوت پیش ہو تو جو کثیر مقدار کثیر کی بابت ہو

+ اس شوہر آویز کی اخیر کی شرط ناجائز تھی کیونکہ معاہدہ کے خلاف معاہدات میں مقنی ہونا اسکا فروریے اور یہ واجب ہے کہ جس نے کی بابت معاہدہ کیا ہے  
 وہ اسوقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا زمانہ آئندہ میں بحکایتیں ہو سکتا ہو یا نہ ہو۔ اصول مع وفات ۱۳۳۱ دم +

وہی قابل لحاظ و ترجیح ہے اگر مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو ہر مثل لانا لازم ہے اور اس امر کی نسبت عالمگیری میں یہ لکھا ہے کہ اگر نمایاں شوہر و زوجہ کے مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو ہر مثل لانا چاہیے نائش مستند امور نکاح میں رشتہ داروں کی گواہی کو اشخاص جنب کی گواہی ترجیح ہے چنانچہ اس امر کی نسبت حمادیہ میں یہ لکھا ہے کہ نکاح کی نائش میں فریقین کے واسطہ داروں کی گواہی بہ نسبت شہادت اشخاص جنب کی ترجیح ہے۔

مقدمہ ۴۱

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ نہیں ہے اور اس نے جواب دیا کہ تو میرا شوہر نہیں ہے لیکن باوجود اس گفتگو کے زوجہ تازا شوہر کے اویکے پاس ہی ایسی صورت میں ان الفاظ سے طلاق لازم آتی ہے اور زوجہ ورنہ سے محروم رہ سکتی ہے یا نہیں ؟  
ج۔ بنظر حالات مذکورہ سوال کے زوجہ مجملہ ترک شوہر کے حصہ پائیے محروم نہیں رہ سکتی کیونکہ اس طرح کا قول بمنزل طلاق و حرمان ورنہ کے تصور نہیں کیا جاتا چنانچہ فتاویٰ اور فقہ کی اور کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص زوجہ سے یہ کہے کہ تو میری زوجہ نہیں ہے تو ایسے قول سے طلاق لازم نہیں آتا گو شوہر کا مقصود اس سے طلاق ہو اور یہی یہ مسلمہ عام ہے۔

۴۔ جس مقدمہ میں بہ فتویٰ دیا گیا اسکا اپیل صدر دیوانی عدالت میں ہوا تھا اور عدالت مذکورہ کے مفتیوں سے یہ پوچھا گیا کہ بعد اسکا کاغذات مثل کیس یہ لکھیں کہ طلاق منظرہ کی نسبت ثبوت کافی ہے یا نہیں اور اگر طلاق وقوع میں آیا تو زمرہ دعویٰ الواقع واجب الادا یا نہیں اور فتویٰ جو پرورش کورٹ پٹنہ میں دیا گیا صحیح تھا یا نہیں جو اب اس استفسار کے قاضی و مفتی نے جواب دیا کہ طلاق مجبوری ثابت ہے اور صرف بلحاظ اس ثبوت کے جو زوجہ کی جانب سے گذرایا ہے واجب الادا ہونا زمرہ دعویٰ کا شوہر سے پایا جاتا ہے اور بہ نسبت حکم عدالت ماتحت کے مفتی و قاضی نے یہ لکھا کہ فتویٰ میں جو یہ ہے تحریر ہے کہ زوجہ کی طرف کا ثبوت در صورت پیش ہوئے منجانب طرفین کے قابل ترجیح ہے یہہذا بعض اہل فقہ کے نزدیک درست ہے مگر باوجود اسکے صحیح با مسلمہ عام نہیں ہے اور شارح و قایم یا مصنف ہر ایک سے یہی اسکو جائز نہیں کہا اور جو فقہ بحوالہ شوہر کا دیکھ لکھا ہے اسکی نسبت مفتی و قاضی مذکور نے یہ تحریر کیا کہ ہکو بہ فقرہ اس کتاب میں نہیں ملتا یہہذا عربیہ علوم ہوتی ہے کہ جو فتویٰ پرورش کورٹ میں دیا گیا اس پر بلحاظ مفتیوں کے دستخط ہیں اور استیجاب ہے کہ انہوں نے ہر ایک کا حوالہ اسطور پر غلط دیا اور شرع کا یہ حکم نہیں ہے کہ جملہ صورتوں میں زوجہ کے ثبوت کو شوہر کے ثبوت پر ترجیح دیجئے۔ انا اس صورت میں کہ زوجہ کا ہر مثل مہر مدعوہ اویکے سے کم ہو چنانچہ جو عبارت ہر ایک سے منتخب کر کے ذیل میں لکھی جاتی ہے وہ صحیح ہے اور اس میں جو عبارت زبردست ہے اسکو مفتیوں نے اپنی فتویٰ میں نہیں لکھا تھا۔ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت قائم رہنے نکاح کے مقدار مہر کی بابت

تنازع ہو مثلا شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعویٰ ہو اور زوجہ کا ہر مثل ایک ہزار سے متجاوز ہو تو شوہر کا بیان قابل اعتبار ہے لیکن اگر وہ دو ہزار یا ہزار سے متجاوز ہو تو زوجہ کا بیان مستبرہ تصور ہوگا۔ اور فریقین سے جو فریق اپنے بیان کی تائید میں ثبوت پیش کرے

اسکا بیان بلحاظ دونوں صورتوں مذکورہ بالا کے اعتبار کے قابل ہوگا اور اگر طرفین ثبوت پیش کریں تو ہر مثل کی صورت میں یعنی بحالت متجاوز ہو ہر مثل ایک ہزار درم سے زوجہ کی جانب کا ثبوت قابل اعتبار تصور کیا جائیگا کیونکہ ایسے ثبوت سے استحقاق اسکا نسبت مقدار زائد ایک ثابت ہوتا ہے جس قاعدہ کلیہ پر یہ مسلک شرع کا معنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر زوجہ کا ہر مثل بقدر اسکے دعویٰ کی یا دعویٰ سے زیادہ ہو اور طرفین کے ثبوت نہ کہتے ہوں تو زوجہ کا بیان قابل اعتبار ہے کیونکہ وہ بادی النظر میں زیادہ تر فریق میں ہے لیکن اگر ایسی حالت میں طرفین ثبوت نہ کہتے ہوں تو شوہر کی طرف کا

مقدمہ ۲۲

۲۰۔ ایک شخص نے ۲۰ ہجری ۱۲۳۲ء بمطابق ۱۲۲۳ء لکھنؤ کو یہ بیان کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو حسب تواعد شروع شدہ ایک شہ ۱۱۰۰ میں جبکہ ۴ برس سے زیادہ عرصہ گذرا تین مرتبہ طلاق دیا ایسی صورت میں طلاق کا نفاذ کس تاریخ سے تصور کیا جائیگا +

ج۔ حسب حالات مطہرہ سوال ایک اگر زوجہ چھپان کرے کہ جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دیا تو شرعاً طلاق اوس تاریخ سے قابل نفاذ ہو گا جب اسکا اظہار ہوا ہو چنانچہ شرح و قایمین یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جبکا نکاح او یکے ساتھ ایک روز بیشتر تاریخ مطہرہ طلاق کے ہوا ہو چھپے کہ پیشہ تجرہ کل طلاق دیا اور وہ اوس سے سکر ہو تو طلاق کا نفاذ صرف طلاق اظہار کے وقت سے ہوتا ہے +

ایام گذشتہ کی تاریخ سے طلاق صحیح نہیں ہو سکتا +

مقدمہ ۲۳

۲۱۔ ایک شخص شریف و نجیب کے دو زوجہ تھیں اور ہر زوجہ سے اولاد تھی بعد اسکی وفات کے اسکی ایک زوجہ کی اولاد کے رشتہ داروں نے یہ بیان کیا کہ دوسری زوجہ متوفی کی منکوحہ نہ تھی بلکہ صرف بطور ملازم رکھی گئی تھی اور سبب استدوا زمانہ کے ہونا نکاح کا بخوبی متحقق نہیں ہو سکتا ایسی صورت میں اثبات نکاح کیلئے ثبوت کافی کیا ہے +

ج۔ اگر سبب استدوا زمانہ کے نکاح ہونا اس صورت کا جبکہ فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہے ثابت ہوا اور وہ اپنے تین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرہ ہونہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو سطر کا اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجہ مذکورہ کے کافی ہے لیکن یہ امر واسطے ثبوت دعویٰ ہر یکہ کافی نہیں ہے چنانچہ اشباہ و نظائر میں یہ مرقوم ہے کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہے نہ قبول کرنا مہر کا اور اگر اسقہ میں نکاح کا ثبوت نہیں ہے لیکن باپ طفل کی نسبت سے مقرر ہے اور یہی امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہے +

اگر سبب استدوا زمانہ کے نکاح ہونا اس صورت کا جبکہ فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہے ثابت ہوا اور وہ اپنے تین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرہ ہونہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو سطر کا اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجہ مذکورہ کے کافی ہے لیکن یہ امر واسطے ثبوت دعویٰ ہر یکہ کافی نہیں ہے چنانچہ اشباہ و نظائر میں یہ مرقوم ہے کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہے نہ قبول کرنا مہر کا اور اگر اسقہ میں نکاح کا ثبوت نہیں ہے لیکن باپ طفل کی نسبت سے مقرر ہے اور یہی امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہے +

مقدمہ ۲۴

۲۲۔ زوجہ مطلقہ نے بابت ایام عدت یعنی تین مہینے اور تیرہ یوم کے بقدر چہرہ رو بہ بارہ انان و نفقہ کے ناشدہ اڑکی پس سوال یہ ہے کہ بعد عمل میں آنے طلاق حسب شرع محمدی کے زوجہ کو شوہر سے بابت زمانہ عدت کے انان نفقہ بائیکا کچھ استحقاق پہنچتا ہے یا نہیں اور زمانہ عدت کے واسطے کتنے مہینے اور دن میں ہیں +

ج۔ اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق دیا ہو یا نہ ہو تو شرع کی رو سے زمانہ عدت پیم تن حیض کی مدت شمار کیا جائیگا چنانچہ قایمین لکھا ہے کہ زن حرہ کے واسطے زمانہ عدت پیم تن حیض کی مدت شمار کیا جائیگا اور زمانہ عدت واسطے اوس عورت کے جو صغیر السن ہو نیکی وجہ سے حاصل نہ ہوتی ہو تین مہینے ہے اور زن حاملہ کے واسطے عدت کا زمانہ وضع حمل تک ہے اور اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ زن حاملہ کی عدت آٹھ ماہ ہونے زندہ یا مردہ طفل کے شمار کی جاتی ہے شوہر پر تا زمانہ عدت کے وہ جب تک کہ زوجہ کو مصارف حرد و پوش و سکونت بعد طلاق کے وہ اور شرح و قایمین یہ حکم ہے کہ اگر عورت کو طلاق رسمی یا غیر رسمی دیا جاوے اور زوجہ کی علمیدہ کی شوہر سے بسبب کسی الزام کے وقوع میں نہ آئی ہو مثلاً افراتق بزیوہ اس نسبتاً کے جو زوجہ کو وقت بلوغ کے حاصل ہوتا ہے یا ازیر و اوقات باسبب غیر مسادی شوہر کے عمل میں آئے تو زوجہ کے واسطے عدت قابل تریج ہے کسواسطے کہ ثبوت سے متحقق ہونا کسی ایسی امر کا مقصود ہوتا ہے جو باوی النظر میں واضح ہو +

زمانہ عدت بعد طلاق +

زوجہ بابت ایام عدت کی مدت کیا نام و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے +

خود پرورش اور مکان تجویز کر دینا چاہیے +

مقدمہ ۴۵

س۔ فضل غیر صحیح النسب والدین سے کسی کی اولاد تصور کیا جاتا ہے اور اگر دونوں دعویدار ہوں تو کسی کے سپرد ہونا چاہیے۔

فضل غیر صحیح النسب کسی کی اولاد میں سے گران کرنا ہر س کی عمر تک ہر اختیار پہنچتا ہے

ج۔ شرع کی رو سے فضل غیر صحیح النسب والدین کے کسی کی اولاد نہیں ہے اور وجود اسکا باطل ہے لیکن نظر اسکی پرورش اور پرورش کے اسکوات برس کی عمر تک مان کیے حوالہ کرنا چاہیے اور بعد اس عمر کے فضل کو اختیار سے والدین سے چاہیے جبکہ پاس سے یا اگر اسکی مرضی ہو تو بالکل عبودہ سے +

مقدمہ ۴۶

س۔ ایک عورت عرصہ دراز تک ایک مرد کے ساتھ ہمخانہ رہی لیکن نکاح ہونا ان کا بجزئی ثابت نہیں ہے بعد ازاں ان میں نفاق ہوا اور وہ عبودہ ہو گئے اب دونوں میں بابت لڑکیوں کے جو ان سے پیدا ہوئے تکرار سے ایسی صورت میں ان دونوں میں سے شرعاً اولیاء کیسکو ملنی چاہیے +

صحیح النسب کا احتمال کس طرح کیا جاتی ہے

ج۔ اگر مرد لڑکیوں کو اپنی اولاد بیان کرے تو ایسے بیان کو قطعی تصور کر کے منظور کرنا چاہیے الا اس صورت میں کہ ہم خانہ کا بیان ہر کوئی اور شہانہ اور نسب کا ثبوت ایسے بیان سے ہو سکتا ہے اور لڑکیوں کی پرورش باپ پر واجب ہے ان پر اور بعد لڑکیوں کے وہ ہیں اور اسی سے سے کینز تصور نہیں ہو سکتیں پس اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ بظرافت ادقیاس نایک نکاح تصور کرنا چاہیے لیکن اگر ہم خانہ بتول کو یہ کہ لڑکی بجات زنا پیدا ہوئی میں تو فیما بین ایک اور ایسے شرعاً کچھ تعلق نہ ہوگا اور نہ اسپران کی پرورش واجب ہوگی +

مقدمہ ۴۷

س۔ محمود کے دو لڑکے زید و بکر ایک کینز کی بطن سے ہوئے اور اس نے اپنی صلب سے ہونا انکا میں حیات تسلیم نہیں کیا اور نہ رسم نکاح جسی اولاد کی ایسی صورت میں زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت باوجود عدم وقوع ان مراسم کے شرعاً استحقاق در نہ پہنچتا ہے یا نہیں +

کس صورت میں اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہو سکتا ہے

ج۔ ہر چند یہ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ محمود نے زید و بکر کے نسب سے مراسم اترار کیا لیکن باوجود اس امر کے دونوں کو اس کو اس کے ترکہ سے در نہ پانچا استحقاق پہنچتا ہے کیونکہ گواہوں سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ اس عورت کے بطن سے ہیں جو محمود کے ساتھ رہتی تھی اور کینز کہلاتی تھی اور دیگر حالات مقدمہ مثلاً شبہات ظاہری اور شہرت سے یہ ثابت ہے کہ زید و بکر محمود کے بیٹے ہیں اور ان کی مان او سکی شکوہ تھی اور جن گواہوں کے وقوع نکاح سے انکار ہے ان کے بیان کا مقصود صاف یہ تھا کہ انہوں نے یہاں پر چشم خود نہیں دیکھا ان کو اس امر کے وقوع سے بحث نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہ صریح جہوت اور عداوت سے علاوہ اسکے مسلمانوں کے نام سے ہتم کرنا ناجائز ہے اور نہ پانچا شہادت اور بیعت کا سجات موجود ہے جو ثبوت شہرت کے مضر نہیں ہے کیونکہ اگر گواہوں نے نکاح کا ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا تو وہ اس امر کی شہرت کی نسبت اور شہادت کرتے اور وہ جہوت سے

+ یہ مسئلہ بالکل مطابق حکام قانون انگلینڈ متعلقہ اس امر کے ہے اور قانون مذکور میں یہ حکم ہے کہ جب تک فضل غیر صحیح النسب سات برس کا ہو اپنی مان عبودہ نہیں ہو سکتا لیکن شرع محمدی کے بموجب یہ قاعدہ صرف اولاد حرام سے مخصوص نہیں کیا گیا ہے بلکہ اولاد صحیح النسب و غیر صحیح النسب دونوں سے متعلق ہے +

+ قانون میں اطفال کی نسبت ہتم درنا نظر ہے کہ اگر ثبوت نکاح مان کے والدین کا لکن ہو تو حتی الوسع ان کی نسبت غیر صحیح النسب کا احتمال نہیں کیا جاتا

بہہ امر مرآت ثابت نہیں ہے کہ متونی نے نسب ان کو کون کا تسلیم نہیں کیا اور اگر اس کا ثبوت ہوتا تو یہی کہہ مقرر ہوتا کیونکہ لفظ غلام سے لمجاظ اور  
 معنی غلام کے جو ہندوستان میں راج ہے غلامی ہے نام مراد ہے یعنی قطع نظر ملازم جو نہ باخریکے جائیکے وہ فی الواقع آزاد ہوتا ہے اور اسکو  
 کینز یا غلام کہتے ہیں اور واسطے ثبوت ایسی اولاد کے دعویٰ ہونا یا اقرار کرنا مرد کا ضرور نہیں ہے اس میں اتفاق ہے کہ واسطے ثبوت نسب  
 اولاد جاریہ کے ہونا دعویٰ ہاری اور اقرار کا شرط حاضر ہے لیکن نسبت اہانت سے وہ غلامی حکما شرع میں ذکر ہے ہندوستان سے منظور  
 ہے اور گواہوں نے جو لفظ غیر شکوکہ بیان کیا ہے اس سے احتمال ہوتا ہے کہ وہ عورت برائے نام متونی کی کینز تھی کیونکہ جاریہ کا نکاح  
 آقا کے ساتھ جائز نہیں ہے اور نکاح جنسی کی ذمہ شرعاً اس مرتبہ جائز نہیں ہے کہ اسکے ہونے سے نسب باطل ہو جائے تاہم تاہم اس کے خلاف  
 المستفین سے عبارت ذیل نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ شہادت سمعی قابل منظوری نہیں ہے الا جائز صورتوں میں اور وہ یہ ہیں  
 وفات اور نسب اور نکاح اور درباب قاضی کے۔ نسب کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے اور دن سے سنا کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہے ایسی  
 حالت میں گواہوں نے وقوع ولادت اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو لیکن وہ حسب ضنون بالا گواہی دینے کا مجاز ہے علیٰ ہذا القیاس ہم آجک اس امر کو قبول  
 کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کے وقت تھے حالانکہ نماز کو چھینے کہی کہا نہیں اور نکاح کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایک  
 مرد کو ایک عورت کے ساتھ سمجھنا نہ دیکھتا ہے اور یہ مشہور ہے کہ عورت اسکی زوجہ ہے ایسی صورت میں گواہ کو اور شہادت کا اس ضمن سے  
 اختیار ہے کہ وہ شخص کو کسی زوجہ کے گواہ نہ کہو عقد نکاح کے وقت موجود نہ ہو اور اگر گواہ ایسی صورت میں معائنہ باجرا ہونا اپنا بیان  
 کر کے لمجاظ شہرت کے اور شہادت کریں تو ایسی گواہی کو جائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ ہدایہ میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہے اور ضمن اسکا یہ ہے  
 کہ گواہوں کو کسی صورت میں غیر شہد دیدہ امر کی نسبت گواہی نہیں دینی چاہیے الا مسلمات نسب اور نکاح اور وفات اور اختیار قاضی  
 اور مصاحبت زن و مرد کی بابت ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معتز آدمی سے کہنے تو اسکو امر سمعی کی نسبت اور شہادت کا اختیار  
 ہے اور یہ تعبیر عاقلانہ کی جاتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص مرد و زن کو نسل زوجہ دشوہ کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھے تو ایسی صورت میں وہ بہہ  
 گواہی دیکھتا ہے کہ انکا نکاح ہو گیا ہے یہی مسئلہ محیط السرخسی اور منہ الفقار اور بجز الرائق اور دیگر کتب معتبرہ میں تسلیم کیا گیا ہے ۲

ماخذات تالیف  
 منظوری شہادت  
 سمعی نسبت مسلمات  
 نکاح وغیرہ کے

۳ یہ فتویٰ قاضی القضاۃ نے دیا تھا لیکن محمد رشید مغنی اول نے ان سے اس باب میں اختلاف کر کے یہ لکھا کہ نسب کا ثبوت نہیں ہے اور زید و بکر  
 ترکہ محمود کی نسبت اتحقاق وراثت نہیں پہنچا انکی محبت بہہ تھی کہ غلام دو قسم کے ہیں ایک برہ نام اور دوسرے شری اور اگر بہہ فرض کیا جا کہ زید  
 اور بکر کی ماں پہلی قسم میں داخل یعنی برائے نام جاریہ اور درحقیقت حرہ تھی تو بشرط ثبوت نسب کے اثبات نکاح ضرور تھا اور اگر غلام شری ہونا  
 زید و بکر کا قرار دیا جاتا تو واسطے ثبوت ان کے نسب محمود کی طرف سے ازاد ہونا چاہیے تھا اور علماء اہلام سے جو اس باب میں استفسار کیا گیا تو انکی  
 رائے میں بھی اسطرح کا اختلاف پایا گیا لیکن پہلے اختلاف رائے میں درباب لمجاظ وقت شہادت کے پایا گیا نہ درباب اصل مسئلہ شرح کے اگر شہادت  
 نکاح کا ثبوت تصور کیا جا تو محمد رشید کی رائے کی صحت میں کچھ شک نہیں ہے لیکن اگر شہادت سے اثبات نکاح قرار دیا جا تو قاضی القضاۃ کی  
 رائے بھی صحیح ہے مصاحبت اور شہرت سے ثبوت ظنی پر بہہ کافی حاصل ہوتا ہے اور شہادت سمعی ایسے مسلمات میں قابل منظوری ہے  
 عدالت نے ذکر کیا کہ نسب کا ثبوت شہادت سے تصور کر کے مقدمہ میں ایک تجویز کیا اور مقدمہ میں تین امر متعلقہ شرح لے ہوئے اول بہہ نکاح



مقدمہ ۴۸

س۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو عاق کر دیا اور بعد ازاں قریب الگ ہوئی کی حالت میں اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی ماں کو طلاق دیا اس طرح عاق کرنا اور طلاق دینا جائز ہے یا نہیں اور زوجہ مطلقہ شوہر متوفی کی ترکہ سے ورنہ پائیکے مستحق ہے یا نہیں +

ج۔ اگر کوئی شخص کسی طفل کی نسبت اسکی ولادت یا مبارکباد دینے کے وقت منکر ہو تو ایسا انکار شرعی کی رو سے جائز ہے اور اگر شخص نے کوئی منکر اس امر کے اس طفل کی نسبت منکر ہو تو ایسا انکار شرعی غیر منکر ہو گا چنانچہ وہ قادیان لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹے کی نسبت عین ولادت یا وقت ادا رسم ولادت کی منکر ہو تو اسکا انکار مؤثر ہے ورنہ غیر مؤثر ہو گا اور ایسی صورت میں شوہر و زوجہ مورد لعن ہوں گے + اگر شوہر نبات صحت میں زوجہ کو طلاق دے تو طلاق درست و جائز ہے اور زن مطلقہ کو شوہر کا در نہ نہیں پہنچ سکتا لیکن اگر شوہر قریب الگ ہوئی کی حالت میں زوجہ کو طلاق متبائن دے اور وہ قبل گذرینے زمانہ عدت زوجہ کے وفات پائیے تو طلاق صحیح ہے لیکن اسکو استحقاق ورنہ کا پہنچا اور اگر شوہر تازہ عدت + زوجہ کے زندہ رہے تو زوجہ وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ فتا و دار نقشبندی میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قریب الگ ہوئی کی حالت میں طلاق متبائن دے اور قبل زمانہ عدت کے وفات پائیے تو زوجہ کو اسکا ترکہ پہنچا لیکن اگر شوہر بعد گذر جانے زمانہ عدت کے فوت ہو تو زوجہ ترکہ نہ پائیگی +

نسب سے منکر ہونا  
کس صورت میں  
جائز ہے +

طلاق جو بابت  
قریب الگ  
ہوئیے دیا جائے

ثبوت از روئے شہادت کے جو شہادت رویت سے کسب قدر کم ہو مثلاً مصاحبت اور شہرت اور ثبوت سعی اور قرآن سے ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ اگر عورت فی الواقع جاری ہو یعنی دار الحرب میں ایسے ہوئی ہو یا ایسے سیر کی اولاد سے ہو تو اسکا نکاح آقا کے ساتھ شرعاً جائز نہیں ہے اور ایسی جاریہ کے بطن سے جو اولاد ہو تو اسکی نسب کا ثبوت آقا کے اقبال پر منحصر ہے تیسرے یہ کہ اگر عورت محض پر نام کنیز ہو یعنی ملازم رکھی گئی ہو تو آقا کا نکاح ایک ساتھ ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں اوپر شرعاً کنیز کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور اگر ثبوت قرآن سے نکاح کا احتمال ہو تو کنیز مومنینہ دعویٰ یا تسلیم نسب بخائب پر کیے ایسی اولاد صحیح النسب تصور کی جائیگی +

+ فقہ کی اصطلاح میں لعن ایسے کہتے ہیں کہ شوہر و روضہ صورت لگانے الزام زنا اور بزوجہ کے باطنار و تائید شہادت خدا کی قسم کھائیے اور زوجہ کے کہ خدا کا غضب نازل ہو۔ ترجمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۲ +

+ عدت سے بہ مراد ہے کہ زن مطلقہ چند عرصہ تک بنظر تنقیح اس امر کے کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے حاملہ ہے یا نہیں دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکیے۔ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۸۳ +

ساتوان باب  
نظارہ ولایت و نابالغی  
مقدمہ ۱

س۔ ایک شخص نے کل جایدا اپنی زوجہ اور اطفال نابالغ کے نام بہ کی زوجہ کی وفات کے بعد زوجہ کے بھائی نے بزرگوار اجازت مندرجہ وصیت نامہ اصل مالک اور حسب تقریر سنا بنی ہمیشہ کے بہ دعویٰ کیا کہ مالک اور ادون کی جایدا میرے بہرے ہے اور اصل مالک کا

بہائی ہی باطنہا رس لہیکہ کہ متونی کی درانت اب بھکچہ پھینچی ہے دعویٰ ایسی صورت میں منجھان دونوں شخصوں کے کسوترا استحقاق

ولایت پہنچتا ہے +

ج - نایبانون کی ولایت شرعاً دو قسم کی ہے یعنی ایک بابت نکاح کی اور دوسری بظرف حفظ مال کے چنانچہ استحقاق ولایت نکاح کا چھوٹا لکھا گیا اور وقایع میں یہ لکھا ہے کہ رشتہ دار پر ہی بجاؤ قرب حق و درانت کیے ولی ہوتیے مال کی حفاظت کا اختیار شرعاً پہلے باپ اور اوسکے وصی کو پہنچتا ہے بعدہ دادا اور اوسکے وصی کو اور بعد ازاں ویسے کے تقرر کا اختیار حاکم وقت اور اوسکے کارپرداز کو پہنچتا اور کار پرداز سے پہلے مراد ہے کہ کوئی شخص حاکم کی طرف سے واسطے حفاظت جا یا در نایبانون کے مقرر کیا جلیے اور وہ ولی شرعی تصور کیا جاتا ہے چنانچہ وقایع میں لکھا ہے کہ پہلے باپ یا اوسکے وصی کو ولایت پہنچتی ہے بعد ازاں دادا یا اوسکے وصی اور ہی حاکم وقت یا اوسکے کار پرداز کو۔ مان اور چچا اور مامون کو جا یا در نایبالی کی ولایت کا حق نہیں پہنچتا ہے کیونکہ ویسے اشخاص کو راصدر کے شمار میں داخل نہیں ہیں۔ مان کی طرف سے جو ولی تقرر ظاہر کیا گیا ہے وہ کالعدم ہے کیونکہ جب خود مان کو حق ولایت نہیں پہنچتا تو وہ بہ حق دوسرے شخص کو نہیں دیکھتی ہے اگر مامون کا تقرر از روی وصیت اصل مالک کے گواہان معقول کی شہادت سے ہو تو اسکو نایبانون کی ولایت کا اختیار شرعاً پہنچگا۔ اور اگر یہ امر ثابت نہ ہو تو حاکم عمر کو تقرر ولی کا اختیار ہے + مقدمہ ۲

ولایت نکاح نایب  
ولایت مال +

س - زید اور جلیلہ اور عمرو نایب ایک جا یا در ایک بالانشراک مالک ہیں اور عمرو کا استحقاق سادی اپنے چچا زید کے ہے اور زید کا تقرر بطور ولی کے حسب بطع عمل میں آیا اور زید چچا اور اوسکی زوجہ جلیلہ نایبالی کے ولی اور منصرم ایکے کل معاملات زید کے ہیں اور کسی ترکیب سے او نہیں نایبالی کی جا یا در کا ایک جزو ایک شخص نایب کی ہاتھ بیچ کر دیا اور اوسکو اب تک بیچ کے جواز پر باطنہا اختیار کلی نسبت ذات و مال نایبالی کے احراز ایسی ہوتی ہیں بسط حکایع بذریعہ بیانیہ کہ جو حسب ضابطہ ہر دو تحت نظر اور گواہی سے مصدق سے جائز اور قابل جالی سے یا نہیں +

ج - اگر جا یا در مشترکہ زید اور جلیلہ اور عمرو کی غیر منقولہ یعنی اراضی کی قسم سے ہی تو باوجود اس امر کے کہ ان کو نایبالی کی ذات و مال کی نسبت اختیار حفاظت حاصل ہے بیچ کر انجزو جا یا در نایبالی کا ناجائز ہے الا ان خاص صورتوں میں کہ نایبالی کا حصہ بعض دو جذبہ ثبوت کے بیچ ہو سکتا ہو یا علاوہ بیچ کرنے جا یا در کے کوئی صورت معاش کی ہو یا جا یا در کے تلف ہو جائیگا اندیشہ ہو یا نایبالی کی جا یا در غصب سے محفوظ رہتی ہو یا اور یا۔ کی ضرورت واقع ہو پس اگر زید اور جلیلہ کسی ایسی صورت میں نایبالی کا حصہ منجز اراضی کے بیچ کیا تو بیچ جائز اور درجہ تہمیل ہے اگر جا یا در مشترکہ غیر منقولہ نہیں ہے بلکہ منقولہ اور بیچ کے ہونے سے عاید ہونا نقصان کا نایبالی کو یا سادی ہونا نقص نقصان کا تصور ہو تو زید اور جلیلہ کو حصہ نایبالی کے انتقال کا اختیار نہیں ہے لیکن اگر معاملہ بیچ سے صریح یہ ظاہر ہو کہ عمر و کو سنان ہو گا تو زید اور جلیلہ کو ایک حصہ کے بیچ کا اختیار ہے قاعدہ کلیہ شرع کا اس نایب میں یہ ہے کہ ولی یا وصی یا کسی شخص کو جو نایبالی کی ذات و مال کا منصرم ہو بحالت یقین نایبالی کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہے اور اگر کسی معاہدہ سے نقصان کا احتمال ہو تو یہ لکھا ہے کہ ولی قریب کو ایسے نایبالی کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہے لیکن ولی بعید یعنی چچا یا بہائی کو نایبالی کی جانب سے ایسے معاہدہ کرنا اختیار نہیں پہنچتا اور ولی قریب سے باپ یا دادا یا وصی شخص راہ میں جو حسب ضابطہ ولی

نایبالی کی جا یا در  
اراضی کا بیچ +

جا یا در منقولہ  
کے بیچ کی صورت

بہمکن اختیار  
بمعموم +

مقرر کیے گئے ہوں لیکن ولی بعید یعنی چچا اور بہائی کو نابالغ کی جانب سے کسی معاہدہ کا اختیار نہیں ہے لیکن جب نابالغ کا سر اس نقصان سے محفوظ ہو مثلاً بے کرنے یا قرض لینے کی صورت میں تو کسی ولی قریب یا بعید یا منعم یا کسی اور شخص کو جسکی حفاظت میں نابالغ ہے یہی جانب سے

مقدمہ ۳

معاہدہ کرینا اختیار نہیں ہے +

س۔ ایک شخص ایک بیٹا تین برس کی عمر کا اور ایک لڑکی شیرخوارہ اور ایک زوجہ یعنی ان بچوں کی ماں اور ایک سوتیلہ بہائی مچھوڑ کر گیا ایسی صورت میں نابالغوں کی ذات کے حفظ کا اختیار شرعاً کسکو پہنچتا ہے اور بعد ایفاروقین ہرزوجہ کے کون شخص نابالغوں کی جاہد ایک انجام اور ولایت کا مجاز ہے +

ج۔ اگر ان نکاح ثانی کرے تو اسکو اپنے اطفال کے حفظ کا استحقاق پہنچتا ہے لیکن اگر وہ ایسا کرے تو بجز وقوع اس امر کے استحقاق اسکا

اس باب میں جاتا رہتا ہے الا جمالت طفولیت لڑکوں کے ادوں کی ماں اور ایک شوہر ثانی میں طلاق یا اور کسی وجہ سے علیحدگی ہو جا تو استحقاق

ان کے حفظ کا ادیکسی طرف عود کرنا ہے کیونکہ جو اعتراض سکی نسبت اس باب میں تباہہ زایل ہو گیا۔ لیکن اگر عورت کا نکاح اطفال کے واسطے نہیں

مثلاً ان کے چچا کے ساتھ عمل میں آ تو اسکا استحقاق بابت پردخت اطفال کے نہیں جاتا رہتا پس لمجاظ اس قاعدہ شرعی کے اگر اطفال کی ماں کا

نکاح کسی شخص اجنبی کے ساتھ نہ ہو تو اسکو اپنے لڑکے کی پردخت کا اختیار ایک ساتویں سال تک ہے کیونکہ اس عمر میں لڑکا لیزاعات مان کے اطفال کے

انجام دیکتا ہے جو نہایت ضرور ہوں جب لڑکے کو مقدار شوہر حاصل ہو یعنی وہ سات برس کا ہو جا تو وہ دیکے ولی حقیقی یا اس شخص کے جو ولی مقرر

کیا گیا ہو سپرد کر دیا جائے اور اگر ان سے علیحدہ کرنے میں کچھ تفریق واقع ہو تو یہی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ولی پر تربیت لڑکی کے واجب ہے اور

لڑکی کا ظاہر ہونے علامت بلوغ کے مان کے پاس ہے +

مقدمہ ۴

س۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی ماور دختر کو سپرد کرے تو یہ امر شرعاً درست ہے یا نہیں +

ج۔ اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی اسکی ماں کے سپرد کرے تو وہ شرعاً مجاز اسکا ہے۔ یہ مسئلہ متعدد لڑکی کی ماں کی

مقرر ہو سکتی ہے

بین خصوصاً باب ہدایہ سے بخوبی ثابت ہے + مقدمہ ۵

س۔ اگر بیٹہ بہر صورت مطابق احکام شرعی کے ہو تو وہ صرف بسبب اتراوی ہونے یا بوجہ وفات نولیندہ بیٹہ اور فوت ہونے ایک قائم

بیٹہ جیسے بیٹہ کو مجال کیا منوع ہو سکتا ہے یا نہیں +

بہر تفریق میں

ج ۱۔ اگر بیٹہ بہر صورت احکام شرعی کے مطابق ہو لیکن دیا جانا اسکا واسطہ و امام کے یا وفات پانا نولیندہ بیٹہ کا واسطہ اسکی منوعی

یا فوت ہونا

الاستقامت کے

منوعی ہے

واسطہ کا

+ اصول ولایت وغیرہ ذمہ ۱۵۱۰

+ اصول ولایت وغیرہ وفات ۹۰۸

ج اگر ماں ولیہ مقرر کیجاتی تو یہی اسکو اپنی دختر کی حفاظت کا اختیار اسکی ایک خاص نمونہ حاصل ہوتا۔ اصول ولایت و نابالغی وغیرہ

جو مسئلہ اس مقدمہ میں فرار دیا گیا ہے اس سے صرف اسقدر ثابت ہے کہ ان میں اور دیکے ولی ہا فرد ہو سکتی ہے +

کافی ہے کہ واسطے کہ کل پڑھ میں سہار کی تفریح شرایط ضروری ہے اور موجود ہونا مستحقین کا ناقصی پڑھنے میں سہار کے اسکے نفاذ کے واسطے لازم ہے۔

س ۲۔ فرض کیا جاوے کہ پتہ سہار معینہ کے واسطے جائز تھا اور اصل نو ذیندہ پتہ کے قائم مقام ہے اسکو حسب ضابطہ مجال ملکہ کو اسکا اس پتہ سے  
میں کیا جو اس پتہ اپنے جہم بیٹوں یعنی فریقین اس مقدمہ کے نام لکھا اور جس شخص کے نام پتہ لکھا گیا وہ نو ذیندہ پتہ کا سہرا نابالغ ہے اور اسکا  
حین حیات نو ذیندہ پتہ کے بطور مالک راج ہو گیا اور نو ذیندہ پتہ حین حیات اپنے سہرا نابالغ کی جانب سے جایدا کا سفر فرما اور اسکی وفات  
کے بعد اور بحالت نابالغی مستاجر کے اسکا برادر عزاو اسکی طرف سے مہتمم فرما اور مستاجر مذکور بعد بلوغ جایدا اوپر بتعمیل جلد شرایط سہارہ کے  
قابل ہو گیا ایسی صورت میں پتہ جائز و صحیح ہے یا نہیں۔

ج ۲۔ اگر پتہ کا سہارہ حسب بیان مندرجہ سواں کے باعتبار دیگر حالات کے جائز و صحیح ہے تو اسکو بطور حالات مرقومہ ایک مجال کہنا چاہیے کیونکہ  
مستاجر نو ذیندہ پتہ کے قائم مقام ہے اسکو مجال رکھا اور باوجود نابالغی مستاجر کے اسکی طرف سے اسکا ولی جایدا کا مہتمم ہے۔  
س ۳۔ قاعدہ ہے کہ جہم پتہ کے جہم نابالغ کے نام عمل میں اسکی تکمیل نابالغ کے باپ یا ولی کے قابل کر دینے سے ہو جاتی ہے ایسی صورت میں  
اگر مستاجر نابالغ کے ولی کو تفسد دیا گیا ہو تو یہ امر قاعدہ مذکورہ کی رو سے واسطے اثبات جواز پتہ کے کافی ہے یا نہیں اور رضامندی نابالغ کی  
نسبت شرایط سہارہ بعد اسکے بلوغ کے واسطے جائز اور واجب التعمیل ہونے پتہ کے کافی ہے یا نہیں۔

ج ۳۔ جیسا کہ نابالغ کے باپ یا ولی کا قابل ہونا تکمیل بہ ہوسوم نابالغ کے واسطے کافی ہے و سبھی پتہ کی صورت میں ہی درست ہے الا اس  
صورت میں کہ سہارہ کی کوئی شرط نابالغ کے حق میں مضر ہو مثلاً اگر کہ شرط لکھی جائے کہ باوصف عائد ہونے نقصان نسبت جایدا کے سہارہ  
یا خشکی یا صندل ہو جائے اور کسی آفت کی وجہ سے مستاجر برادر کرنا مال گذاری کا واجب ہو گا تو نابالغ کو اختیار ہے کہ درباب ایضاً  
شرایط کے جو اسکی نابالغی میں قرار پائی ہوں اعتراض پیش کرے کیونکہ جو سہارہ دراصل باطل ہو وہ زمانہ ما بعد میں صحیح و جائز نہیں قرار  
دیا جا سکتا۔

مقدمہ ۶

س ۱۔ ایک شخص نے قریب الگ ہو چکی حالت میں اپنی زوجہ اور دادا کے بہائی کو اپنے سپرد اور دختر صغیر السن کی ذوات اور جایدا کا محافظ  
مقرر کیا الگ کی عمر چھ برس اور بیٹی کی عمر صرف دو برس کی تھی۔ اب سہرا نابالغ نے ایک شخص اجنبی پر ابت کسب قدر مال منقولہ کے نالشی و ایر کی  
سے ایسی صورت میں نابالغ کی نالشی شرعاً قابل سماعت ہے یا نہیں۔

ج ۱۔ متوفی کی زوجہ اور اسکے دادا کے بہائی نے جو سوال داخل کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے حفاظت اپنے اطفال صغیر السن کی  
اور ان کے سپرد کی اور اپنی کل جایدا کا امین ہی اذکو بطور پرورش اطفال کے قرار دیا پس زوجہ اور دادا کا بہائی بجمع الوجوہ متوفی کے وصی میں  
شرح و قاپرین لکھیے کہ جس شخص کو باپ اپنے اطفال اور جایدا کے حفظ کا اختیار ہے وہ اون کا وصی کہلاتا ہے۔ جو شخص حسب ضابطہ  
وصی قرار دیا جائے اسکو بیٹے کا ولی تصور کرنا چاہیے چنانچہ وقایہ کے ایک فقرہ سے یہم واضح ہوتا ہے کہ نابالغ کی ولایت شرعی کی رو سے اول باپ  
مہرا ن کے وصی اور بعد وہ دادا کو پہنچتی ہے۔ ہر نالشی دو وصیوں کی جانب سے بالاشتغال یا ایک کی طرف سے بالانفرادی استقامت میں ہر ایک کے دائرہ

اگر مستاجر نابالغ  
ہو تو یہی پتہ جائز  
ہوگا۔

الا اس صورت  
میں کہ پتہ میں  
کچھ شرطیں  
مرقوم ہوں۔

نابالغ نے کسی  
کی رضامندی  
کرنا چاہیے۔

وہ شرعاً قابل ساعت ہے چنانچہ وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص وہ آدمی کو دعوای مقرر کرے تو ذی بالانفرد کارروائی کے مجاز نہیں ہیں الا  
اصحورت میں کہ متوفی کی مراسم تجزیہ وغیرہ ادا کی جائیں یا کوئی دعویٰ دیا جائے قائم رہنے ایک جن کے پیش کیا جاوے جس میں اللہ کا ذکر اصحورت  
میں ہے وہ صحیح ہے کیونکہ دونوں دعوئوں سے دعویٰ مرجوعہ نابالغ کی پیروی بالاتفاق کی۔

### اہوان باب نظائر رقت مقدمہ ۱

س۔ ایک شخص مسلمان حاکم وقت کی طرف سے بظلمات اذنیہ و بجانب چند ہندوں کے متعلق ہوا اور جب اسکو ہندوں پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے  
اکثر ہندوں کو اسیر کیا۔ بجز ان کے ایک لڑکا کم سن تھا اسکو نابردہ اپنا غلام بنایا اور اسکو عقائد اسلام تسلیم کر کے اپنا بیٹا قرار دیا اور اسکی تربیت  
اور پرداخت فرزند کے طور پر کی یہی صورت میں لڑکا جبکی پرداخت بطور بیٹے کے ہوئی شرعاً شخص کو لڑکا غلام تصور ہو سکتا ہے یا نہیں۔  
ج۔ اگر لڑکا حسب عدہ شرع کے غلام قرار دیا تو جو کہ شخص مسلمان اسکو اپنا بیٹا قرار دیا لہذا وہ آزاد تصور کیا جائیگا جو جس شخص نے اسکو اپنا  
بیٹا قرار دیا اسکا یہ مقصود نہ ہو اور واضح ہو کہ سوال سے غلام ہونا لڑکے کا بخوبی یا یا نہیں جاتا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں میرا بیٹا ہے یا میری بیٹی  
تو بلاشبہ اس امر کے کہ شخص کو لڑکا آزاد کرنا مقصود تھا آزادی غلام کی لازم آتی ہے و جب اسکی بیہمی کہ ہر چند بظابط معنی اصلی ایسے اقرار کے آزادی  
لازم نہیں آتی لیکن یہ امر اسکی مراد سے معلوم ہوتی ہے اور مقرر کے مقصود پر لحاظ نہیں کیا جاتا اس لڑکا یا اس شخص مسلمان نے اس صورت خاص میں لڑکے کو  
صرف اپنا بیٹا ہی قرار نہیں دیا بلکہ اسکی پرداخت ہی فرزند کے طور پر کی تو اسکو بذریعہ اولیٰ آزاد تصور کرنا چاہیے اور جب آزاد ہونا اسکا مقصد  
تو یہ ہے تو وہ کسی صورت میں حالت غلامی کی طرف عود نہیں کر سکتا۔ حق ملکیت جو کسی انسان کی ذات پر حاصل ہوتا ہے وہ ایک  
آزاد ہو جائیے جاتا رہتا ہے کیونکہ انسان اس غرض سے پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ اسکی ذات کسی شخص کی ملک تصور کی جائے۔

آزادی غلام کی  
مطلب یہ معلوم  
ہوتی ہے +

### مقدمہ ۲

س۔ ایک ویرانہ کے غلام شرع کی رو سے جائز ہیں +  
ج۔ خدایہ انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور اسکی ذات کیسلی ملک تصور نہیں کیا جاسکتی الا جو کافر کے عملداری و اطاعت اسلام سے باہر رہتا ہو  
وہ مستثنیٰ ہے۔ اہل اسلام کو اہل حرب پر ہتھیار کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے اور ہتھیار کی بیہ عبارت ہر گویا شخص بزرگ و شہیر مطیع کیا جاوے  
پس کسی شخص کو دوسرے کی ذات پر صرف ہتھیار کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے نہ خریداری یا ہبہ یا وراثت کے ذریعہ سے پس اگر کفار کا  
کوئی شہر بزرگ و شہیر فتح کیا جائے تو جو شخص اس شہر میں رہتا ہے اسکی ملکیت جائز تصور کیے جائیں گے اور اسکو اختیار ہے کہ انکو قتل کرے  
یا غلام بنائے یا غلاموں میں تقسیم کرے یا انکو اہل اسلام کے ملک میں لے آوے اور ان سے خریدے یا لے لیکن اگر غلام اسکو غلام بنائے تو وہ  
اسکی ملک جائز ہون گے اور اطفال ان کا بذریعہ بیع یا ہبہ یا وراثت کے ہو سکتا لیکن اگر مہر ہو جائے کہ وہ مسلمان ہو جائیں تو اختیار

ان کے قتل کا جانا رہتا ہے مگر وہ بدستور غلام تصور ہوتے ہیں کیونکہ غلامی کا فرہنگ کا نتیجہ ہے اور اس کے مسلمان ہوجانے سے اسکی حالت سابقہ غلامی میں کچھ فرق واقع نہیں ہوتا کیونکہ غلامی درصورت بخوبی ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ اسکی اسٹیٹس بھی وہی ہے اور اسے واضح ہے کہ غلام اور کنیز سے تو اہل و احد متعلق ہیں اگر امام باغازی جیسے قبضہ میں غلام تقسیم کی رو سے آئے ہوں یہ ہوں یا دیدیئے جائیں یا حق وراثت کی رو سے دوسری ملک میں داخل ہوں تو ایسی حالت میں غلامی کی تین قسمیں یعنی بذریعہ خریداری اور ہبہ اور وراثت کے لازم آتی ہیں۔ اگر جاریہ کے بطن سے سوارادیکے مالک جائز اور آقا کے کسی اور شخص سے اولاد پیدا ہو اور وہ شخص آزاد ہو یا غلام اور اسی آقا کا غلام ہو یا کسی اور شخص کا تو ایسی حالت پر وقت کا اطلاق ہوگا اور اسکو خانہ زاد کہتے ہیں لیکن اگر ہونا اولاد کا مالک جائز کے صلب سے تسلیم کیا گیا ہو تو ایسی اولاد آزاد تصور کی جائیگی اور جس عورت سے ایسی اولاد ہو وہ بعد وفات اپنے مالک کے حرقہ ہو جاتی ہے اور یہی قاعدہ ایسی اولاد کے نہایت بید سلسلہ کے متعلق ہوتا ہے اور اشخاص عورت آزاد جو اپنی اولاد کو ایام تحط میں بیچ ڈالتے ہیں یہ امر نہایت نادرست ہے کیونکہ وہ اصول مذکورہ کے خلاف ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ بائستناہ کا فریکہ جو بخلت اسلام اسیر کیا جا اور کسی شخص کی ذات پر ملکیت حاصل نہیں ہو سکتی پس جو شخص بطور جائز آزاد ہو اسکی ذات پر ملکیت قائم نہیں ہو سکتی اور چونکہ ایسی اولاد اپنے والد کے ملک سے تصور نہیں کی جاتی لہذا اسے شریکی اسکا مثل اور اسکا ایک چیز پر ملکیت بعد موت نامائز حاصل ہوگی صحیح ہے اور اگر کوئی شخص آزاد اپنی ذات کو حالت تحط میں یا بوجہ ہبہ یا تقاضا شدہ نسبت ایسے فرضیہ کے جسکا اولاد ہونا اس سے ممکن نہیں ہے کہ یہ تو ایسا بیخبری نادرست ہے کہ سواٹے کے تحط کی صورت میں ہوں کہ کسی شخص کی لاش سے اپنے پیٹ پر بیٹا اختیار ہے حتیٰ کہ باہیناچ کے لیے چوری کرنا بھی جائز ہے اور فرضاً درمجلس پر جہانہ یا سزا نہیں ہو سکتی اہل اسلام کے ملکوں میں جو ملک جنہوں کے باشندوں کے خرید و فروخت کا دستور جاری ہو گیا ہے ہم اسکے قاعدہ کلیہ اور حالات مفصل سے مطلع نہیں ہیں لیکن سبب ظاہری یہ معلوم ہوتے ہیں کہ یا تو جنہوں نے اپنی اولاد کو بیچتے ہیں یا مسلمان یا اور قوموں کے آدمی انکو زب و دعایہ سے اسیر کرتے ہیں یا خفیہ طور پر بخوشی سے بکڑ لاتے ہیں لیکن ایسی صورتوں میں اور ان پر غلام جائز کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور بیخبری ان کا ناجائز ہے لیکن اگر فوج اسلام امام کے حکم سے ان کے ملک پر حملہ کرے انکو زب و شمشیر اسیر کرے تو وہ غلام جائز ہوں گے مگر شرط یہ ہے کہ ایسے جنہوں نے تاج حکومت اور اسکا ملک کفار کے ہوں اور وہ ملک ایسا ہو کہ اس میں جنس مسلمان اپنی شریعت کے احکام سے بخوبی مستفید نہ ہو سکتا ہو اور ان احکام کے بموجب اسکا حفظ ممکن نہ ہو اور اس ملک میں جو یہ دستور جاری ہو گیا ہے کہ اور شخصوں کے لڑکے لیکر مدت دراز یعنی ۷۰ یا ۸۰ برس تک ملازمی میں رکھے جائیں اور بذریعہ اس سبب کے وہ اور ان کی اولاد خانہ زاد کہلاتے ہیں اس سے قواعد مذکورہ ذیل متعلق ہیں اگر والدین اپنے اطفال سے نوکری کرنا تو بہ جائز ہے لیکن جب طفل بالغ ہو جائے تو حکومت والدین کی جاتی رہتی ہے اور مادہ ملازمی اطفال کا باطل ہو جاتا ہے اور شخص آزاد کو بعد پانچ سن نیز کے اختیار ہے کہ کسی شخص کی ملازمی اختیار کرے لیکن ایسی ملازمی عرصہ دراز یعنی ۷۰ برس تک نادرست ہے کیونکہ اسطرح کی ملازمی صرف ایک جیل ہے اور اس سے غلام بنانا مقصود ہے حالانکہ شخص آزاد کو اختیار ہے کہ بخود دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت میں ماہ ۵ ملازمی کو منسوخ کرے اور اس سے پہلے کے مہابات میں یہ دستور ہے کہ جو شخص ملازم رکھا جاوے اسکو تنخواہ اور خورد و پیش بطور مادہ خدمت کے ملتا ہے اور جس دن اسکو بیدار کرے اس دن اس پر کام کرنا واجب ہے اور صورت میں ۵ ماہ ملازمی کی یہ شرط ہے کہ کلام بقدر اجر کے ہو

تقریر اور  
طریقوں کے  
غلامی لازم آتی ہے



تغزیر واجب قتی ہے اگر اقبال بلوغ جاریہ کے ایک ساتھ مصاحبت کرے اور اسکو صدہ منہ بدینچے بادہ مر جا تو حاکم عصر مجاز ہے کہ اسکو مستخرج بالا از روی قواعد عدالت بذریعہ تغزیر و عقوبت کے سزا دے +

س ۴۔ غلام مستحق آزادی ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس بدسلوکی کی وجہ سے اور عدالت کو در صورت ثبوت بدسلوکی کے اختیار صادر صادر کرنے حکم آزادی کا حاصل ہے یا نہیں اگر یہ بات ثابت ہو کہ جاریہ سے ایک مالک یا مالکینہ ایام نابالغی میں کسب کر آیا یا مالکینہ ایک ساتھ زیادتی مقاربت کرنیکا اقدام کیا تو حاکم سزا کا حکم صادر کر سکتا ہے یا نہیں +

ج ۴۔ اگر اقبال غلام یا جاریہ کے ساتھ زیادتی کرے یا انکو ناخن مارے یا انکو کھانا کم دے یا انکی ایسا سخت و مشکل کام ساجس سے ان پر تکلیف و رنج عاید ہو یا اگر اقبال بلوغ جاریہ کے ایک ساتھ مصاحبت کرے یا اسکا نکاح کسی شخص کے ساتھ کرے ایک ساتھ مقاربت کرنیکی اجازت ہے تو اقبال از روی شرع کے گنہگار تصور کیا جائیگا اور حاکم وقت اسکو حسب قواعد عدالت از رو تاویب تغزیر کے سزا دے سکتا ہے لیکن در صورت وقوع ایسے جرائم کے آقا کی جانب سے غلام کی آزادی لازم نہیں آتی اور نہ حاکم عصر کو کچھ اختیار آزاد کرنیکا حاصل ہے لیکن چونکہ اصل قاعدہ جواز غلامی کا یہ ہے کہ جو شخص غلام کیا جاوے وہ کافر ہو اور قبائلہ و مخالفت اسلام کے اسیر ہو اس لیے بلحاظ اس امر اور یہی نظر فروع متعلقہ غلام جائز کے جو ایسی قاعدہ کی بنا پر بذریعہ خرید یا ہبہ یا وراثت یا عتق یا عتق و ہبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں یہ ضروری ہے کہ در صورت قبضہ ناجائز غلام یا کیز کے حاکم وقت تحقیقات کے بعد حکم آزادی کا بلحاظ اصل استحقاق غلام یا کیز کے صادر کرے اور جو شخص اسکو بطور ناجائز غلام بنا لے ایک غلام یا جاریہ کو لیکر آزاد کرایا جائے +

مقدمہ ۳

س ۱۔ دیندار خان مدعی کا باپ ہندو تھا اس نے تھپن میں اپنے بیٹے کو بفرورت بدین خان اور سادات اصالت کے ہاتھ فروخت کیا اور غلام حسین خان مدعا علیہ کی جایداو کی بابت دعویٰ جاریہ ایسی حالت میں دیندار خان اسطرح کی فروخت کے ذریعہ سے غلام تصور کیا جا جائیگا ج ۱۔ چونکہ انسان کو دراصل آزادی حاصل ہے لہذا بجمہوری فروخت ہونا کسی شخص کا ایام تھپن عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مستلزم اس کے غلام بنا کر ہو سکتا اور جن عاملوں کی راہے خلاف اس مسئلہ کے یہ وہ بہت ضعیف ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ ایسی فروخت سے غلامی لازم نہیں آتی +

آزاد ہو کر کس طرح عمل میں آتی ہے

س ۲۔ رسم آزادی کے واسطے شرع کے بموجب کیا رتبہ ضرور اور واجب ہیں +

ج ۲۔ جن الفاظ سے اظہار آزادی ہو سکے وہ واسطے وقوع آزادی کے کافی ہیں گو کسی زبان میں تحریر کیے جائیں یا کسی دست اویز کا لکھا جاوے یا کسی اور رسم کا ایسے موقع پر ادا ہونا واجب نہیں ہے +

آزادی کس طرح عمل میں آتی ہے

مقدمہ ۴

س۔ شرع کا قاعدہ معروف یہ ہے کہ اشخاص آزاد کسی حالت میں فروخت نہیں ہو سکتے لیکن باوجود اسکے کہ اسلام پر معلوم ہوتی ہے کہ بیع و شری انسان کا صیبت و تھپن کے وقت جاری ہے پس سوال یہ ہے کہ پہلا مسئلہ شرعاً درست ہے یا نہیں +

+ اصول وصیت دفعہ ۱ +



ج۔ ہر چند یہ ممکن نہایت صحیح و معروف ہے کہ خریداری کے ذریعہ سے انسان کی ذات پر بالعموم ملکیت حاصل نہیں ہوتی لیکن بعض کتب منبر  
 مثلاً عنانہ و ذخیرہ و محیط میں بطور حدیث امام محمد کے لکھا ہے کہ انسان کو خط اور وصیت کے وقت یا قرضہ کی طرف سے تقاضا شدہ ہونے کی  
 حالت میں اپنی ذات کے فروخت کرنا اختیار نہیں ہے۔ عنایہ سے یہ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص خود یا دین گرسنگی  
 مرتا ہو تو وہ اپنی ذات کے فروخت کرنا مجاز ہے یا نہیں بچواب اسکے انہوں نے کہا کہ ایسی صورت میں بیع جائز ہے نہ کسی اور صورت میں دوسرا  
 سوال اور یہ ہے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایام تحظ میں ایک عورت خریدی کہ اس عورت کے ساتھ شخص کو رکھنا صحیح ہے یا اختیار حاصل  
 یا نہیں بچواب اسکے انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور جو اولاد ایسی عورت سے ہو وہ شخص کو رکھنے کی صلب سے تصور کیا جائیگی اور اگر شخص  
 مذکور نے اسکو کسی اور کے ساتھ فروخت کیا ہو تو یہی صورت ہوتی۔ نسخہ ذخیرہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرضہ خواہ اور  
 بچہ داندہ متقاضی ہو تو ایسی حالت میں شخص کو اپنی ذات کو فروخت کر سکتا ہے علیٰ ذہن القیاس محیط میں بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات  
 کے فروخت کرنا مجاز نہیں ہے الا اس صورت میں کہ اس سے کوئی سبیل اور قرضہ کی ممکن ہو یا وہ افلاس میں اس مرتبہ پہنچا ہو کہ بقا  
 حیات دشوار ہو یا ایام تحظ میں شدت گرسنگی سے مردار گوشت یا گوشت انسان کہا جائے اور نہ ہو بشر اندادن اس کے بہتر ہے کہ وہ کچھ  
 غلام ہو جائے یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف کے وقت میں لوگوں نے غلامی اختیار کی۔ اقوال مذکورہ الصید سے جو محیط و ذخیرہ میں درج ہیں اور  
 یہی حدیث امام محمد منقولہ عنایہ سے واضح ہے کہ بیہ بالعموم تسلیم کیا گیا ہے کہ شدت افلاس میں غلام ہونا جائز ہے + +

غلام ہونا شخص  
 آزاد کا شدت  
 افلاس میں جائز  
 ہے +

مقدمہ ۵

س۔ واصل بیگ کو عنایت اللہ متوفی نے پرورش کیا تھا ایسی صورت میں متوفی کا ترکہ واصل بیگ کی زوجہ کو پہنچا یا نہیں +  
 ج۔ واضح ہوتا ہے کہ واصل بیگ مالک متوفی کا بیٹا نہ تھا اور نہ اس سے کچھ ترستہ تھی بلکہ بالعرض کس قدر وہ بیہ کے خرید کیا گیا تھا اور  
 پرورش اسکی غلامانہ ہوئی پس مالک متوفی کا ترکہ شرع کی رو سے واصل بیگ کی زوجہ کو نہیں مل سکتا۔ مجمع البرکات کے باب موانع الارث میں  
 لکھا ہے کہ رقیہ ہی مانع وراثت ہے اور اس باب میں اسپر لحاظ نہیں ہوتا کہ وعید یا غلام بخت ہے یا اسکو کس قدر ازاد یا رعایا حاصل  
 ہے اور اگر جاریہ صاحب اولاد ہو تو وہ ہی مستثنیٰ نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے قول کے بموجب وہ غلام ہی مستثنیٰ نہیں ہے جسکو بخلہ و مالکوں کے  
 ایک مالک نے آزاد کر دیا ہو + +

کسی غلام  
 کو بیہ کا غلام  
 وراثت میں  
 مستثنیٰ نہیں ہے

مقدمہ ۶

س۔ ایک فاضل نے کسی عورت کی لڑکی بھروسہ ۲۰ روپیہ کے چند عرصہ کے واسطے مولیٰ اور اس سے اپنا پیشہ اختیار کر لیا ایسا جائز ہے یا نہیں  
 ج۔ شرع کی رو سے ایسا معاملہ ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ والدین کو اطفال کی ذات پر طغفہ لب تک اختیار ہے اور بعد اٹکے بلوغ کے والدین کا  
 اختیار ان کی ذات یا مال پر ہائی نہیں رہتا لیکن ہم مقدمہ میں معلوم ہوتا ہے کہ ان نے اپنی لڑکی کو جب وہ صرف چھ برس کی تھی ۹۰ برس کے لیے  
 غلامی میں بیہ کیا بعد میں بلوغ کے کہ انہا سے غایت اسکی پذیر چھ ماہ سال سے والدین کو اطفال پر اختیار نہیں رہتا پس غلامی میں دیا جانے لڑکی کا  
 + +

اگر لڑکی کو  
 والدین کو بیہ  
 اسکو کس قدر  
 والدین کو  
 لڑکی کو بیہ  
 والدین کو  
 لڑکی کو بیہ

مقدمہ کے سوال میں ہونا غلام کا مطابق تفریف مرقومہ شرع کے تو زیادہ لگایا ہے اور بات موانع متعلقہ غلامی کے اصل رقیہ کی وضاحت اسکا

۹۰ برس کیلئے جائز نہیں ہے کتب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت طفولیت میں والدین کی طرف سے کسی کا غلام قرار دیا جاتا تو اسکو بعد بلوغ کے غلامی میں رہنے یا بعد فسخ کرنے سے ماہرہ والدین کے آزادی حاصل کر لینا اختیار ہے علاوہ ایک فاحشہ کا پیشہ نہایت مذموم ہے اور یہ بھی روا نہیں ہو سکتا کہ فاحشہ دوسری عورت کو ملازم رکھے اس سے اپنا پیشہ کرایے اور اس سہلہ کی تائید احوال مند جذبیل سے ہوتی ہے یعنی فنادار ابراہیم شاہی میں نحو تہذیب سے منقول ہے کہ اگر باپ یا دادا یا مان اپنے طفل صغیر کو ملازم میں سپرد کرے تو جائز ہے لیکن طفل کو بعد بلوغ کے ایسے ماہرہ کے قائم یا باطل کر لینا اختیار ہے۔ علیٰ ہذا تقیاس نسخہ منبوع کے باب ۲۳ سے جو سخاوی کی شرح ہے نسخہ ابراہیم شاہی کی کتاب الوالات کے اخیر میں منقول ہے کہ جب کسی طفل کو مسیاد و ستاجری کیلئے سمجھنے کا نیز حاصل ہو تو اسکو بٹہ کے مجال رکھنے یا منوخ کر لینا اختیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسطرح کا معاملہ اسکی ذات کی نسبت مؤثر ہو اور اگر صرف ایک مال سے متعلق ہو تو وہ اسکی منوخی کا مجاز نہیں ہے اور نہ وہ مجاز منوخی ایسے بیچ کا ہے جو اسکی طفولیت میں منسقد ہو اور +

مقدمہ

سب ایک شخص کے زوجہ منکوحہ اور ایک یا دو عورات غیر منکوحہ سے اولاد ہے اور یہ عورات غیر منکوحہ اس شخص کی کینز نہیں لیکن بخوبی معلوم نہیں جو تک یہ عورتیں شخص مذکور یا کسی اور کی ملک سے ہیں پس سوال یہ ہے کہ ان عورات کی اولاد کو متوفی کی جاہ اور اثاثہ پہنچا ہے یا نہیں +

ج - اگر عورت ایک شخص کی جاہ رہے ہو اور کسی دوسرے شخص سے بوجہ نکاح کے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد اپنے باپ کے ورثہ پانچویں متعین نہیں ہے اور وہ چھوٹی بہن ہے کہ سبب زنا کے انکا نسب پدر مذکور کی نسبت تسلیم نہیں ہو سکتا اور دوسری وجہ ہے کہ قطع نظر زنا کے ایسی عورت کی اولاد جو کسی شخص غیر کی جاہ رہے ہو اصل اقا کی ملک تصور ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اسکو جاہ اور اثاثہ پہنچا نہیں سبب کیونکہ نسبت یہی سوانح ارث میں داخل ہے اگر زن غیر منکوحہ شخص مذکور کی ملک سے ہوتی اور وہ یا اسکی مان دار اطربین اسپر ہو کر کینز قرار دی گئی ہو تو ایسی صورت میں مقاربت بغیر نکاح کے بھی جائز اور نسب اسکی اولاد کا در صورت دعویٰ بوجہ شخص مذکور کے ایسی شخص کی نسبت ثابت تصور کیا جاتا اور بعد اسکی وفات کے اولاد مذکور کو اسے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانچواں استحقاق پہنچتا لیکن اگر زن مذکورہ دار اطربین اسپر ہو کر حسب قاعدہ جاہی قرار دی گئی ہو تو ایسی عورت کی نسبت باعتبار اصطلاح شرعی ترکہ کے جاہی کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور ہونا مقاربت کا ایک ساتھ بغیر نکاح کے ناجائز ہے اور ایسی اولاد شخص مذکور کی صلب سے تصور نہیں کی جا سکتی کیونکہ اثبات نسب کے واسطے یہ ضروری ہے کہ جس عورت کے بطن سے اولاد موجودہ فرانس ہو اور فرانس کی دو تین میں یعنی توی و صغیف چنانچہ زوجہ منکوحہ فرانس تویہ کی قسم میں داخل ہے اور جو اولاد ایک بطن سے ہو وہ بغیر دعویٰ اور ہونے شوہر کے ہی شوہر کی صلب سے تصور ہوگی اور ایک نسب سے شوہر منکر نہیں ہو سکتا اور جاہی فرانس صغیفہ کی قسم سے ہے اور جب تک باپ دعویٰ نہ ہو ایسی اولاد کا نسب باپ کی نسبت ثابت نہیں ہو سکتا وراثت کا استحقاق نسبی ثبوت پر موقوف ہے اور اسی وجہ سے زن غیر منکوحہ کی اولاد داخل وراثت نہیں ہے +

+ استحقاق سے بلا شک یہ معلوم ہے کہ نابالغ کی جانب سے ماہرہ ولایتاً عمل میں آیا +

جو اولاد دوسرے شخص کی جاہی غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر حسب النسب اور جاہی کے اٹاکی تصور ہوگی +

مقدمہ ۸

۸۔ ایک شخص کو ایک جاریہ وراثتاً حاصل ہوئی تھی اس نے اس عورت کا کسی اور شخص کے غلام کے ساتھ نکاح کرایا اور جاریہ نے نہ شوہر کے اپنے آقا کے گھر سکونت اختیار کی اور وہ ان دونوں سے اولاد پیدا ہوئی اور غلام کے آقا کے اہتمام اور وصیت سے نکاح ہوا تھا اور اسی نے جاریہ کو نکاح کی مان کو نہ رایہ دیا پس جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہوئی اسکا استحقاق ملکیت غلام کے آقا کو پہنچتا ہے یا جاریہ کے آقا کو اور جاریہ کی مان کو نہ رازہ نقد لیکر اپنی بیٹی کے نکاح کر لینا اختیار ہے یا نہیں اور جاریہ کی مان ہی شخص کو رکھ لینی ہے۔

۹۔ حسب حالات ظہرہ سوال کے جاریہ کی مان کو نہ رازہ نقد لیکر ایسے نکاح کر لینا استحقاق نہ تھا اور واسطے تکمیل اور وجہ التعمیل پر عقد نکاح کے جاریہ کے مالک کی منوری لازم ہے چنانچہ رضامندی اسکی اس وجہ سے مستنبط ہے کہ وہ بعد دریافت ہر نے جو نکاح کے کسی طرح خارج اور معتبر نہیں ہوا اور جو اولاد جاریہ کے بطن سے بعد نکاح کے ہوئی اسکی ملکیت جاریہ کے مالک کو پہنچتی ہے اور غلام کے آقا کا دعویٰ

جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہو وہ مالک جاریہ کی ملک سے خارج کیجاتی ہے۔

مقدمہ ۹

۹۔ اس باب میں شرعاً درست نہیں ہے ۶۔ اگر عورت زرخیز کے بطن سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد شرع کے موجب جاریہ کے مالک کی ہوگی یا جاریہ کی۔  
ج ۱۔ شرع کے موجب رقی سے وہ شخص مراد ہے جسکو کئی شخص مسلم نہ ہوا اور حرمین میں بسر کیا ہو یا ایسے سیر کی اولاد سے جو اور اسطرح کلی اولاد آفاقی شمار کیجاتی ہے۔ اور شرح وقایہ اور بایہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ بچہ بچات جاریہ یا آزاد ہونے کے پہلے ساتھ رہتا ہے۔  
س ۲۔ انسان کا بیچ کرنا یا گروی رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

اولاد جاریہ

انسان آزاد کا بیچ یا رہن

مقدمہ ۱۰

۱۰۔ اور گروی رکھنا اسکا فعل ناجائز ہے۔  
س۔ ایک عورت حرہ نے بعد بلوغ یعنی پندرہویں سال میں اپنی رضاعت سے ایک غلام کے ساتھ نکاح کیا اور ڈیڑھ برس تک اپنے شوہر کے ساتھ ایک مکان میں رہی ایسی صورت میں زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ صحیح اور جائز تصور کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔  
ج۔ زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ جائز و صحیح ہے اور یہ سب اہل مطاہرین سے مذکورہ شدہ تدریج کے ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر غلام اپنے آقا کی رضامندی سے زن حرہ کے ساتھ نکاح کرے تو اس پر دعویٰ ہر کا پہنچتا ہے اور ایضاً دعویٰ مذکور کے لیے اسکا ہوسکتا ہے۔

نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھ

مقدمہ ۱۱

۱۱۔ ایک ہندو عورت ایک مسلمان کے ساتھ ہجرت تھی اور مسلمان ہو گئی اور بعد ازاں وہ ایک زہیوت کے پاس بطور بیگم غلام کی رہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ سب زندہ ہیں ایسی صورت میں اسکی کسی ملکیت ہے اور اگر بیٹی کی ملکیت ہے تو اسکو اس کے بیچ کر لینا اختیار ہے یا نہیں اور اگر بیٹی سے تو خریدار اسکو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر وہ بچالت نا ابائی خریدار کے پاس ہی ہو تو اسکو بعد بلوغ تک اپنی آزادی کا اختیار ہے۔

۱۲ اصول رقیبت دفعہ ۱۶

۱۲۔ اصول رقیبت دفعہ ۱۴ مسلمانہ کی بیگم ہے لیکن اولاد جو ایسے نکاح سے ہو شوہر کے آفاقی ملک سے تصور کیجاتی ہے۔

اولاد غیر صحیح  
الفکے والدین  
ایسی اولاد کے  
غلامی میں بچنے کا  
اختیار نہیں ہے

یا نہیں اور شرعیہ کی وجہ سے کہ رقیب و شری کے قابل ہیں +  
ج۔ چونکہ بیٹی آزادی کی حالت میں پیدا ہوئی لہذا والدین کو سہرا مستحق ملکیت نہیں پہنچتا لیکن بائیں ہونے تک وہ ان کے پاس رہے گی اور والدین  
یہ لیکر ایسی اولاد کے فروخت کرینا اختیار نہیں ہے جو شخص ایسے طفل کو خرید کرے اسکی خریداری باطل ہے کیونکہ انسان درحقیقت آزاد پیدا کیا گیا  
یہ اور غلام ہونا اسکا درست نہیں ہے الا بذریعہ استیلا کے اور استیلا سے یہ مراد ہے کہ حاکم اہل اسلام کوئی ملک کفار سے بفتح حاصل کرے اس کے  
باشندگان زن و مرد کے جو ہر کیے گئے ہوں غلام بنائے اور اگر وہ دین اسلام اختیار کریں تو انکی جان بخشی ہوئی چلیے لیکن بلحاظ ان کے پیشتر  
یسے کافر ہونیکے دیے دستور غلام شمار کیے جائیں اور ایسی صورت میں ان کے بیچ باہر کرینا حاکم عصر کو اختیار ہے پس شرعیہ کی وجہ سے نہ ہونے کی  
صورت میں پیدا ہوتی ہے یعنی بذریعہ استیلا کے۔ اور غلام تین قسم کے ہیں یعنی ملوک و موروث و مویوب۔ اور ان تینوں قسموں کی اولاد کو خاندان  
کیتے میں اور آزادی ان کی بغیر اجازت آقا کے نہیں ہو سکتی +

نوان باب  
نظارہ وقف  
مقدمہ ۱

س۔ اگر اراضی وقف دین ہر کی بابت زوجہ کو دی جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور جو شخص جائیداد کو دین شریک ہوں اور ان کو ہر کی نسبت  
دعا دیا ہو تو کیا استحقاق پہنچا جائے گا اگر بیٹی یا بیٹے اور یا جانا اسکا فرض دین ہر کے باطل و کالعدم مقصود ہے یا نہیں اور اگر سجدہ شکر کا واجبہ اور نہ کو رکھے ایک شریک  
دیا جانا اسکا بوضو دین ہر کے قبول تسلیم کرے تو یہ فعل اسکا بمقابلہ زوجہ کے وارث کا جائز ہوگا یا نہیں +  
ج۔ شرعیہ کی وجہ سے جب جائیداد وقف کی نسبت استحقاق درانت نہیں پہنچتا اور نہ وہ بیچ ہو سکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بوضو دین ہر کے عمل میں آ  
سکتا ہے کیونکہ اگر وہ مسئلہ مسلمہ کے جائیداد وقف کسی شخص کی ملک نہیں ہے بلکہ خدا کے نام سے منسوب کی گئی ہے اگر جائیداد وقف کا متولی اسکو حسب کیفیت  
مستطربہ سند و جہ سوال کے منتقل کرے تو وہ بسبب وقوع خلاف دوزی شرطیہ عہدہ سے معزول ہوگا اور اگر وقف کنندہ یا اسکا وصی موجود نہ ہو  
و حاکم عصر کو متولی کے تقرر کا اختیار ہے زوجہ کا دین ہر مثل فرض ہے اور جب تک زوجہ دست بردار نہ ہو یا وہ ادان کیا جا استحقاق اسکا زان  
نہیں ہو سکتا اور چونکہ جائیداد وقف کی نسبت درانت کا دعوی جائز نہیں ہے لہذا جو دعوی شرکت کی بنا پر بذریعہ استحقاق وراثت کے پیش ہوا ہے  
قابل سماعت ہے۔ اگر کوئی شخص جائیداد وقف زوجہ کے نام دین ہر کی بابت منتقل کر دے اور متولی ایسے انتقال کو تسلیم کرے تو اسکو  
بسبب وقوع خلاف دوزی شرطیہ عہدہ سے برطرف کرنا چاہیے اور بعد اسکی معزول ہونے کے حاکم عصر اس کی جگہ دوسرا متولی مقرر کرے  
اور یہ متولی بابت پیش کرینے دعوی باز یافت اراضی وقف کے جو دین ہر کی بابت دی گئی ہو مجاز ہوگا +

جائیداد وقف کی  
نسبت استحقاق  
وراثت نہیں پہنچتا  
اور نہ وہ بیچ  
ہو سکتی ہے اور  
انتقال اسکا  
بوضو دین ہر کے  
عمل میں آ سکتا ہے  
جائیداد وقف کا  
انتقال مسترد  
اور متولی عہدہ  
سے معزول کیا  
جائے۔

مقدمہ ۲

س۔ مکانات وقف کی مرمت میں جو درپہ مرمت ہوا ہوا ایک ادا کرینے کے لئے متولی اراضی وقف کیس کرنا مجاز ہے یا نہیں۔

ج ۱۔ اراضی وقف کا بیع یا بیعہ کو ناجائز ہے متولی پر فرض ہے کہ ایسی اراضی کے محاصل کو اول مکانات وقف کی مرمت میں صرف کرے اور اراضی وقف کا بعد از ان جو بیچے اسکو اور اخراجات مستعلقہ وقف میں خرچ کرے گو وقف کنندہ کی جانب سے کوئی شرط بابت مرمت کے عمل میں نہ آئی ہو۔  
اگر محاصل اراضی مرمت فزوری کے لئے کافی نہ ہو تو متولی کو اختیار ہے کہ اسقدر اراضی جو اس امر کے لئے کتنی ہو سکتی ہے اس واسطے کہ جملہ صورت میں جائز ہے۔

صورتوں میں محفوظ رکھنا ایسی عمارت کا ایک امر لا بد اور واجب ہے۔

س ۲۔ اگر مکانات وقف کی مرمت کی جگہ سے اراضی وقف کو متولی بیع کرے اور زر حاصل کوئی الواقع وہ ایسے امر میں صرف کرے

تو ایسا بیع صحیح تصور ہوگا یا مسترد کیا جائیگا +

ج ۲۔ اول سوال کے جواب سے واضح ہوگا کہ اگر اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات فزوری کے لئے عمل میں نہ آئے تو ایسا بیع ناجائز ہے اس واسطے کہ وہ بیع جسکا محصل اور امور کے لئے کام میں لایا گیا مسترد کیا جائیگا اور متولی اپنے عہدہ سے سبب خلاف درزی شرایط تولیت کے منزول کیا جائے +

تاکہ عہدہ اور متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات فزوری کے لئے عمل میں نہ آئے اور متولی اپنے عہدہ سے سبب خلاف درزی شرایط تولیت کے منزول کیا جائے +

مقدمہ ۳

س۔ ایک سجادہ نشین کو اسکی ذات خاص اور جاہداد وقف کیے مرمت کیے لئے سند شاہی کے ذریعہ سے اراضی خاص منگوانا بعد نسل حاصل ہونے اور وسطی الیہ لا دلہر گیا اس صورت میں اسکی مان یا اسکی بہن کو اراضی عطیہ کی نسبت استحقاق الکتب پہنچتا ہے یا نہیں اور اگر پہنچتا ہے تو کس حساب سے +

ج ۱۔ عطیہ شاہی کی دو قسمیں ہیں اول التمتع ہے جو بالعموم خدات شخص خاص کے عمل میں آتا ہے اور وسطی الیہ کی وفات کے بعد اراضی کی مرمت کے جاہداد مذکور سے حصہ دار اور واسطہ دار عصبی سہام میں پانچے مستحق ہوتے ہیں۔ عطیہ دوم امور دینی اور کار خراب کے لئے عمل میں آتا ہے اور اسکو وقف کہتے ہیں۔ وقف کی نسبت وراثت کا دعویٰ جائز نہیں ہے اور سجادہ نشین کی وفات کے بعد اسکی مان اور بہن کا دعویٰ مثل دعویٰ اشخاص جانب یکے ہے۔ جاہداد وقف کے محاصل سے جو شخص حصہ پانچے مستحق ہیں ان کے حصول کی نسبت شرع کے بموجب ذکور اور انات میں کچھ تفریق نہیں کی گئی ہے۔ جاہداد وقف کی تقسیم ناجائز ہے لیکن ایسے محاصل کے تقسیم کرنا جائز ہے

وقف جاہداد وقف کی تقسیم نہیں ہوگی اگر محاصل کی تقسیم ہو سکتی ہے

س ۲۔ جاہداد وقف کے سجادہ نشین کو سند شاہی کے ذریعہ سے کچھ اراضی اپنی پرورش اور جاہداد وقف کے صرف کیے لئے حاصل ہوتی بعد از ان وہ لا دلہر گیا اسکی وفات کے بعد اسکی علاقہ بیانی نے اسکی زوجہ کے نفع اراضی مذکور کے حصول کے لئے نالاش کی اور حکم عہدہ پر تبدیل کیا کہ اراضی مذکور تمامین کے قبضہ میں بالاشترک اور بخصص سادی سے بشرطیکہ وہیے اور ان کے دروازہ آئندہ کبھی چھوڑا جائے

۱۔ جہان تک کوئی اور سبیل حاصل ہو اخراجات فزوری کے ممکن ہوں ان تک عمل میں لانا بیع کا نہ چاہیے بہرہ را بموجب اس قول حسام الدین البخاری یکے ہے جو فتاویٰ اور احادیث اور اور کتب میں منقول ہے +

۱۔ اصول وقف دفعہ ۲ و ۳ وہ +

حاکم عمر سے اٹھیکہ بادشاہ مراد نہیں ہے۔ اس صورت میں ایسی تقسیم جائز ہے یا نہیں اور اگر ہے تو صرف حین حیات شریکوں کے قائم ہوگی یا تمثیل اسکی ان کے وراثت پر ہی واجب ہوگی۔

ج ۲۔ حاکم عمر کو شریعتاً اختیار ہے کہ متولی متوفی کے علاقائی بہائی کو اراضی مذکورہ پر قابض کر لے اور ایکے محاصل سے متوفی کی زوجہ اور بیٹیوں کو بھی حصہ بطور خیرات دے گا کیونکہ حاکم وقت محاصل کے تقسیم کر لینا جائز ہے اور جاہل وقت کے تقسیم کر لینا اسکو اختیار حاصل نہیں ہے۔

ج ۳۔ چونکہ زوجہ اس جاہل وقت کی نسبت جو اسکو تقسیم حصص کے بعد حاصل ہوئی شریعتاً کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے اور اسکا قائم مقام ہونا جاہل وقت کو بطور من بطل خیرات عمل میں آسکتا تھا لہذا وہ مجاز نہیں ہے کہ ایسی جاہل وقت کو بیٹیوں کے حصے علاوہ ازین اگر وہ ایسا کرے تو اس سے محاصل کا یہ لازم آتا ہے اور ایسا بہ باطل و نادرست ہے۔

ج ۴۔ اگر اس تقسیم کے بعد ایک اور سند شاہی بضرورت سابق کے حصہ و سبب اور ایکے ذریعہ سے سجادہ نشین کے علاقائی بہائی کے حصے کو قبضہ حاصل ہو تو اس سے اس حاکم عمر کا حکم حسن ہے بادشاہ مراد نہیں ہے اور جو حکم بحیث متولی کی زوجہ اور بیٹیوں کے ان کے تقسیم حصص اور وراثت کی نسبت نافذ ہو چکا ہے مطلق اور منقطع سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں۔

ج ۵۔ اگر دوسری سند شاہی کا بضرورت مثل سند سابق کی ہے اور اسکی رو سے صرف تقرر متولی کا یا باجائز ہے اور تقسیم کا ذکر نہیں ہے تو اس سے حاکم مذکور کے حکم کی منوخی عمل میں نہیں آسکتی کیونکہ سجادہ نشین کی زوجہ اور بیٹیوں کو استحقاق وراثت حاصل نہیں ہے اور جو منقطع مال وقف ہے حاصل ہوا ایکے یا ایکہ استحقاق انکی نسبت بغیر کسی وجہ توی سبب اہل نہیں ہو سکتا۔

مقدمہ ۴

۱۔ محمد رفیق نامی ایک شخص کسی جاہل وقت کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور سند تقرر میں یہ تحریر ہوا کہ ایکے بعد یہ خدمت ایکے فرزند کو ملے اور بالفصل ایکے پوتے کی دختر اور ایکے پوتے کا نواسہ اس خدمت پر مشروط ہیں اور پوتوں اس بیان سے عہدہ کا دعویٰ دے کر پوتے کی دختر انات سے یہ اور ایسی وجہ سے وہ مجاز انصرام خدمات وقف کی نہیں ہے اور پوتے کا نواسہ شریعتاً محمد رفیق کی اولاد میں شمار نہیں کیا جاسکتا پس سوال یہ ہے کہ پوتے کی نواسی فرزند ان میں داخل ہے یا نہیں اور انات انصرام خدمات وقف کے مجاز نہیں

ج ۱۔ حسب حالات و قورہ سوال کے پوتے کی نواسی محمد رفیق کے فرزند ان یعنی اولاد نہیں میں شمار نہیں کی جاسکتی کیونکہ جب لفظ فرزند ان کا استعمال کسی شخص کی نسبت کیا جاتا ہے تو اس سے تین پشت کی اولاد نہیں مراد ہوتی ہے اور اگر کسی سے بھی زیادہ اور نواسہ اپنے باپک نسب میں داخل ہے نہ محمد رفیق کے۔ چنانچہ عالمگیری سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بہ ظاہر کہے کہ میں نے فلان اراضی بطور نانہ اپنی اولاد کے نامزد کی تو نانہ اسکی کل اولاد کو بلا لحاظ ذکر و انات کے استحقاق وراثت پہنچا کیونکہ لفظ اولاد بصورت عام مستعمل ہوا ہے

۲۔ علی بن ابی طالب سے فرزندہ العقیقین میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جاہل وقت اولاد کے نامزد کر دے تو انصار مثل ایکے اور مراد میں نے اولاد مذکور اور اسکی اولاد کے جاہل وقت کو راہ اولاد میں مساوی تقسیم ہوگی اور مذکورہ انات کی نسبت کچھ بھی نہیں ہوگی

تقسیم حاکم عمر کا جانب ہے۔  
محاصل کا یہ مسئلہ ایسا ہے جسے ناجائز ہے

دوسرے متولی کے تقرر سے پہلے تقسیم منقطع خیرات ہر حال میں ہے

اولاد انات کسی شخص کے فرزندوں میں تصور نہیں ہے

کیونکہ جس جان کی رو سے جایداد نامزد کی گئی اور میں زکوردانانہ برابر متحقق قرار دیکھ گئے ہیں لیکن انانہ کے اطفال بموجب مسئلہ مسلمہ کے اولاد نسبی نہیں داخل نہیں ہیں اور اگر یہ جایداد بجا وقف کئے جائیں گے وہی گئی ہوتی تو یہی ہی صورت ہوتی اور بموجب اس مسئلہ کے یہ قرار باہم ہے کہ دختر کی اولاد فرزند ان میں شمار نہیں کی جاتی کیونکہ نسب باپ کی جانب سے حاصل ہوتا ہے نہ مان کی طرف سے۔ عورت کو جایداد وقف کیے سجادہ نشین کا استحقاق نہیں ہے اور یہ امر دستورات ملک کے خلاف ہے کیونکہ سجادہ نشین پر تعلیم و تلقین اپنے مریدوں اور شاگردوں کی واجب ہے اور اسکو عام و خاص مجمع میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا چاہیے حالانکہ انصرام اس امر کا عورت سے بخوبی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ پردہ نشین ہوتی ہے +

عورت جایداد وقف کی سجادہ نشین ہو سکتی ہے

س ۲ - محمد رفیق کے پوتے فیض الاسلام کے نام جو سند ہے اس میں درج ہے کہ عہدہ متولی اور منصرم اور سجادہ نشین جایداد وقف کا اسکی ذات اور اولاد کی نسبت قائم و مجال کہا جاتا ہے ایسی صورت میں اسکی دختر اور نواسہ پرادلا کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں +

ج ۲ - جو سند فیض الاسلام کو ملی ہے اس میں عہدہ متولی و منصرم و سجادہ نشین جایداد وقف کا خاص اسکی ذات اور اسکی اولاد تک قائم رکھا گیا ہے اور اسکی دختر ہی اولاد میں داخل ہے کیونکہ اولاد لفظ عام یعنی اطلاق اسکا بیان اور دختر ان کی نسبت بدرجہ مساوی ہے لیکن باوجود اسکے

جو سند متولی اور سجادہ نشین کا عہدہ فرزند ان تک قائم رکھا گیا ہے اور دختر ان کے ساتھ نسبت نہیں بنتی کیونکہ وہ اولاد میں داخل ہے اور اسکی اولاد یا نواسہ سے بعد کی اولاد یا نواسہ متبعض میں شریک نہیں ہو سکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز متولی ہے اور یہ قول محیط السرخسی میں لکھا ہے +

سند کا نفاذ دختر کی نسبت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں خدمات سجادہ نشین کے انصرام کا بھی ذکر ہے اور وہ مجاز سجادہ نشین نہیں ہے اور نواسہ ہی از روئے مسئلہ مسلمہ کے خارج ہے کیونکہ اولاد کا اطلاق باعتبار نسب ہوتا ہے حالانکہ نواسہ نانا کی نسبت نہیں ہوتا بلکہ اپنے باپ کی نسبت بنتا ہے چنانچہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ بیہ پیدار اضی بنظر مفاد اپنے بیٹے اور پوتے کے نامزد کردی اور میرا میر صلیبی اور اسکا بیٹا عام اس سے ہے کہ وہ جایداد کے نامزد کر کے وقت موجود ہوا بعد از ان پیدا ہو قابض ہوگا کیونکہ بیٹے اور پوتے کا استحقاق مساوی ہے لیکن از روئے مسئلہ مسلمہ کے دو نسبت سے بعد کی اولاد یا نواسہ متبعض میں شریک نہیں ہو سکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز متولی ہے اور یہ قول محیط السرخسی میں لکھا ہے +

س ۳ - واضح ہو لیکہ کہ شاکر علیخان نے محمد رفیق کو اختیار تلقین ہدایات و اہتمام طلباء مدرسہ اور محتاجین اور جایداد و مکانات وقف کا دیا اور وعظ اور مدرسہ کی خدمت ہی اسکی بہرہ ہوئی اور اسکو کل اختیارات دیکر جائزین مطلق قرار دیا اور شاکر علیخان مذکور نے اس بزرگوں ہی جواد اسکی اولاد اور اہل خاندان کی وجہ معاش کے لئے مقرر تھا تقسیم کر کے اپنے بیٹے محمد رفیق و عزیزہ کو تفویض کیا اور محمد رفیق نے اپنی درخواست سے عہدہ متولی و جائزین مال وقف کی سند خاص اپنے اولاد کے لئے حاصل کی اور جایداد جو محمد رفیق کی وجہ معاش کے لئے نامزد کی گئی تھی بچہ اسکے نصف سے زیادہ اس نے مدرسہ اور واسطے مصارف سجادہ نشین اور متولی کے وقف کر کے وفات پائی نظر ان حالات کے متولی و سجادہ نشین کا عہدہ شرعاً صرف محمد رفیق کی اولاد ذکر تک پہنچتا ہے یا نواسہ ہی اسکی اولاد نسبی میں شمار کیا جائیگا +

عورت جایداد وقف کی متولی ہو سکتی ہے

ج ۳ - ہر چند جایداد وقف کی تولیت انانہ کو مثل ذکر کر کے حاصل ہو سکتی ہے لیکن یہ بخوبی متحقق ہوا ہے کہ محمد رفیق نے سجادہ نشین متولی کا عہدہ بغیر انانہ زکوردانانہ کے صرف اپنی اولاد کے لئے مخصوص کر دیا پس خلد خدمات کا انصرام ایک شخص سے متعلق ہونا چاہیے لیکن یہی ضروری ہے کہ جس شخص ایسا انصرام تفویض کیا وہ محمد رفیق کی اولاد ذکر سے ہو کیونکہ جیسا اوپر لکھا گیا ہے عورت کو جایداد وقف کا سجادہ نشین قرار دینا راجح نہیں ہے اور محمد رفیق کا نواسہ حسب صریح بالا اسکی اولاد نسبی سے شمار نہیں کیا جاتا پس تو سترہ کے بموجب جو شخص اولاد ذکر سے

بنایت یعنی ہر وہی متعلق پانچ خدمات مذکور کا ہو گا۔ مقدمہ ۵

س۔ ایک مرفوعہ کے باشندوں یا ہم روید جمع کر کے مسجد پر چند اور عبادت خانوں کے ایسے یعنی مانی زمین پر جو ایک فقیر کی ہی تعمیر کرائی نہایت عمارت کی تعمیر کو ایسے دالے کسی اور فقیر کو نذر و نیاز جمع کر کے واسطے مقرر کر کے مجاز زمین یا اس فقیر کو جسکی زمین پر بہ عمارت بنوائی گئی ہیں نذر و نیاز جمع کرینے اور تولیت کے تقاضا کا استحقاق پہنچا ہے۔ اگر مقرر کا اختیار تعمیر کر لینے والوں کو حاصل ہے تو جو شخص اور ہونے میں مقرر کیا ہے اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا استحقاق وراثت کی رو سے اپنے باپ کی جگہ متولی ہو سکتا ہے یا اس صورت میں تعمیر کر لینے والوں کو قائم مقام کر لینا اختیار حاصل ہے۔ اگر فقیر مذکورہ بالا کو متولی ہو لینا استحقاق حاصل ہو تو اسکی وفات کے بعد عہدہ ایسے بیٹے کو لینا یا کسی اور شخص کو

ح۔ مسجد کے لفظ میں زمین اور عمارت دونوں داخل ہیں مسجد صرف زمین سے مراد نہ عمارت سے بلکہ دونوں سے مشتمل ہے۔ جز اعظم اسکا زمین ہے کیونکہ مسجد کی بنیاد قائم گنجائی ہے اور عمارت کا انحصار زمین پر ہوتا ہے اس صورت میں بلا اجازت فقیر کے جو زمین مالک ہے مکان بنایا گیا اسکو شرعاً مسجد نہیں کہہ سکتے کیونکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زمین پر بلا اسکی اجازت کے مسجد بنوانا اختیار نہیں ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو مسجد نہ ہو اور اس زمین پر سے شرعاً سمار کر دیا جاسکتی ہے اگر فقیر نے جو مالک زمین سے یہ منظور کیا ہو کہ چندہ کر لیا جائے مسجد بنوائی اور اس امر کے واسطے اپنے اپنی زمین وقف کر دی ہو تو یہ صورت میں چندہ کر لینا اور فقیر مسجد کے وقف کر لینے شامل ہیں کیونکہ چندہ کر لینا اسکی تعمیر کر لیا اور فقیر نے زمین دی جو شخص وقف کر لے وہی شخص متولی مقرر کر لینا مجاز ہے اس صورت میں چونکہ کل شخصوں کی جانب سے وقف عمل میں آیا ہے لہذا سب کو بالا اجال بہم اختیار حاصل ہے نہ بالانفراد کسی شخص خاص کو فقیر اور چندہ کر لینا والوں کو مال وقف اور نذر و نیاز اور محاصل جمع کر لینے اور اسکو وقف کیلئے مرنے کے واسطے متولی مقرر کرنا چاہیے اگر فقیر نے چندہ کر لینا والوں سے درخواست کی ہو کہ میں محتاج ہوں اور اپنے مرنے سے مسجد تعمیر نہیں کر سکتا تم سب ملکر میرے فائدہ کیلئے میری زمین پر مسجد بنو اور تاکہ میں اسیے وقف کر دوں اور چندہ کر لینا والوں اس امر کو قبول کیا ہو تو اس صورت میں فقیر ایسے مکان کا مالک ہو گا اور مکان مذکور کا وقفہ کرنا صرف اسیکی جانب سے تصور کیا جائیگا اور متولی کے مقرر کر لینا اختیار اسکو ہو گا اور بعد اسکی وفات کے یہ بہ استحقاق ایسے ورثا کو پہنچے گا۔ اس صورت میں اگر چندہ کر لینا والوں بلا رضامندی فقیر کے اسکی زمین پر مکان بنوایا ہے تو انکو یا تو مکان مذکور فقیر کے نذر کرنا چاہیے تاکہ وہ اسکو بطور مسجد کے وقف کرے یا وہ اسکو سمار کر دین کیونکہ حسب بیان سابق کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کر لینا مجاز نہیں ہے۔ جو شخص عاید وقف کرے اسکو متولی کے مقرر کا اختیار ہے وہ چاہیے جسکو مقرر کرے اور اسکی بعد بہ استحقاق اسیکی وارث کو

ذکر اس صورت کا جب مسجد بلا مالک بنوائی جائے

وہ صورت میں مالک اپنی زمین کو وقف کرے

مالک کی زمین دوسرے شخص کو وقف کرنا ایسے فائدہ کے واسطے

قاعدہ پہلی کی نسبت

مواعظ

پہنچتا ہے

قاضی خان نے لکھا ہے کہ مرنے والوں کا وقف کرنا بغیر اس میں کسی جملہ اسکی بنیاد قائم ہے ناجائز ہے۔ عمارت بنوانا اسکی بنیاد کے مسجد نہیں ہے۔ شرع و قایمین مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کر لینے یا دھرت لگائے تو ایسی عمارت کو سمار یا دھرتوں کو جڑ سے اوکھاڑ دینا چاہیے۔ خزانة المفتین میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص وقف کرے تو مال وقف کی غور و پورہ دقت ایسے ذمہ ہے اور ایسے بعد اسکی وصی کے بشرطیکہ وہ بد رویہ ہوں یا ہو گئے ہوں۔ بد رویہ ہونے کی صورت میں بہ امر ان کے اختیار ہے چہن کر دوسرے شخص کے سپرد ہوتا ہے

مال وقف کی غور و پورہ دقت ایسے ذمہ ہونے کے استناد



اور وصیوں کے پرنیک رویہ جانیکے حالت میں انکو بہ طور ہبہ اختیار حاصل ہو جائیے۔ اگر جایداد وقف کا بانی کسی شخص کو متولی مقرر کر کے نذر ایسے منزل کرنا چاہیے تو ایسے ہبہ اختیار ہے کہ ایسا کرے اور خود متولی ہو جائے۔ ہر اپن مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسری زمین پر غصباً مکان بنوائے یا درخت لگائے تو اس سے مکان نہیں اور درختوں کو اوکھڑا ڈالنے کے واسطے کہا جائیگا یا وقف کی غور پر درخت کا اختیار واقف کو حاصل ہے اور بعد ہنگی وفات کے ایکے وارثوں کو +

مقدمہ ۶

س۔ روشن شاہ جیکے قبضہ میں ایک قبرستان اور امام بارگاہ تھا ایک بیٹا اور ایک بیٹی جو بزرگ مر گیا اسمقدمین بیٹا مدعا علیہ اور بیٹی مدعیہ ہے۔ مدعا علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی باپ کی وفات کے بعد وہ جاہد مذکورہ بالا پر قابض ہوا اور قبرستان میں رسوم تدفین کی اجازت دینے سے اس نے ڈیڑھ سو روپیہ حاصل کیا سنبھلے اس حاصل کے اس نے ایک جزو عمارت متعلقہ قبرستان کی تعمیر اور اور کار نواب میں خرچ کیا اور باقی اپنے صرف میں لایا۔ سابقاً اس باب میں غیبیوں سے ہتھیار ہوا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اگر جاہد مذکورہ وقف نہیں ہے تو سنبھلے ایک ٹکٹ مدعیہ کا حق ہے لیکن یہاں تصریح نہیں لکھا کہ وہ جزو جایداد یا حاصل کیے جزو کے پائیکے مستحق ہے اور اسکا کل حصہ زر حاصل سے لٹنا چاہیے یا اس منافع سے جو بعد اخراجات کیے چھے۔ مدعیہ کا بیان ہے کہ اخراجات میں اسکی منظوری نہیں لی گئی +

قبرستان اور عمارت جو اور بیٹی کے لئے ہون اگر مال وقف میں نہیں تو قابل ارشاد ہے +

ج۔ معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان اور امام بارگاہ کے مالک نے قبرستان میں اپنے ذاتی منافع کے لئے بعض کسیدہ زر ریشل فن یا کر ایک شخص غیر کا دفن ہونا جائز کہا لہذا ایسے مکانات شرعاً قابل انتقال درانت ہیں اور مالک سابق کے کل وارثوں کو وراثت سنبھلے سکتے ہیں علاوہ ایکے مدعیہ کو استحقاق پانے اپنے حصہ شرعی کا سنبھلے منافع کے بعد منہائی ہتھیار زر کے جو حسب بیان مدعا علیہ فی الواقع صرف ہوا ہو چکا ہے +

مقدمہ ۷

س۔ اراضی متعلقہ درگاہ یا اسکے حاصل کا تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں یا رہا انکا صرف جایداد وقف کے سجادہ نشین کے قبضہ میں چکا + ج۔ اگر وہ حاصل جو اراضی یا اور جایداد وقف سے وصول ہوتا ہو نیز نقصان اصل جایداد کے قابل حصول منافع کے ہو تو متعلق ہونا صرف ایسی آمدنی کا مصارف جایداد وقف سے تصور کرنا چاہیے خلاف اسکے اگر حاصل مذکور ریشل زر نقد یا طام کے ہو تو ایسا حاصل داخل خیرات و حسنات ہے اور پہلی قسم کی جایداد کی نسبت صرف حاصل کا استحقاق پہنچا ہے اور پہلی صورت میں جایداد وقف کی نسبت اقسطی حاصل ہوتا ہے جو پہلی خیرات مقرر ہوا ہو سکوپر کے اور وارثوں میں سنبھلے وقف کا ہتھیار منقسم کرنا چاہا اور وارث نہیں ہونا مذکورہ کو رکھنا اور میں علی بنقیاس میں ذرا وقف کا شافی وارثوں کا حق ہے وارثوں میں ہر ایک کو حصہ حاصل ہونا اور ان میں سے کسی ایک کو حصہ نہ ہونا چاہیے +

+ ظاہر ہے کہ جو جایداد امور مذکورہ سے متعلق کیجایے وہ خواہ مخواہ داخل وقف ہوتی ہے غلط فہم کی گئی ہے لیکن دراصل کسی جاہد کو وقف نہیں تصور کرنا چاہیے الا اس صورت میں کہ مالک نے وقف ہونا یا تقصیر قرار دیا ہو۔ اور اس میں کہہ شک نہیں ہے کہ بلحاظ اس غلطی باپ کے سوال مذکورہ بالا پوچھا گیا +

بناظرہ وقف داروں کے ہونی چاہیے اور اگر یہ فرض کیا گیا کہ سب حصہ دار باعتبار علم و نینداری کے مساوی الیہ ہیں تو ایک کا حصہ دوسرے سے زیادہ نہ ہوگا یہ مسئلہ مطابق ہدایہ یکسے چنانچہ ہمیں لکھا ہے کہ جو نذرانہ پیر کی درگاہ پر بخر یا اجاڑ وہ ایکے وارزوں کا حق ہے اور یہ ضروری ہے کہ جو منافع اسطور پر حاصل ہو صرف انہیں میں تقسیم کرنا چاہیے اور در صورت ہونے فیصلت باعتبار علم و نینداری کے حصہ ایک کا دوسرے سے زیادہ نہ ہوگا اور اگر وارث موجود نہ ہوں تو درگاہ کے مجاہد نذرانہ کے مستحق ہوں گے اور اگر خادم ہی ہوں تو محتاجین میں جو اہل اسلام سے ہوں تقسیم کیا جاوے ایسی صورتوں میں شرع کی رو سے مقرر ہونا متولی یا منصرم اور انہما دتغلبہ حاصل اور وقوع تنازع کا استیصال مستحق میں ضروری ہے اور اگر کل وارثوں نے تقررتولی یا منصرم کا تسلیم کیا جو تو اختیار اسکا جائز ہے اور اخص ہو کہ درباب جواز تقررتاس شخص کے جو منبظوری حاکم وقت یا مفتی کے نامزد ہوا ہو نہایت اختلاف واقع ہے چنانچہ مصنف نے مختصر کتاب الوقف میں لکھا ہے کہ جو شخص استحقاق پانے منافع کا جاوید وقف میں کہتے ہوں انکو چاہیے کہ بلا استصواب حاکم عصر یا مفتی کے اپنی تجویز سے متولی یا منصرم مقرر کریں لیکن مصنفان متقدمین ایسی تولیت کا جواز تسلیم نہیں کرتے۔ علامہ ستارین کو قول مذکور سے اتفاق ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حاکمان زمانہ حال کی طرف سے زیادتی و سختی اکثر وقوع میں آتی ہے پس مناسب ہے کہ کل شرکاء بالاتفاق متولی مقرر کریں۔

نذرانہ جو ایک  
مزار پر بخر یا  
اجاڑ وہ ایکے  
وارثوں کا حق  
در صورت ہونے  
دارتوں کے  
یکے خادم مستحق  
نذرانہ ہونے کے  
متولی مقرر  
کر دیکھا کہ  
اختیار ہے۔

مقدمہ ۸

س ۱۔ لفظ متولی کے کیا معنی ہیں اور تولیت داخل خدمت ہے یا نہیں اور اگر ہے تو مقصود او اسکا کیا ہے اور قبضہ متولی کا اہر و استحقاق مالکیت ہوتا ہے یا کسی اور ذریعہ سے +

ج ۱۔ قبل تعریف معنی تولیت کے لفظ وقف کے معنی کا بیان کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی جاوید کسی نیک کام کے لیے نامزد کر دے اور مقصود اسکا یہ ہو کہ جن شخصوں کے نام وہ دیکھا وہ ایکے منافع سے متمتع ہوں اور جب جاوید اسطور پر دیدیجاوے تو ابتداً شخص وقف کنندہ اور برتہ نامی حاکم عصر پر مقرر کرنا کسی شخص کا منظر اہتمام جاوید وقف اور واسطے انہما د استقال ناجائز یا صرف میں لانے ایکے خلاف نشا و وقف کنندہ کے لازم ہے اور جو شخص حاکم عصر یا وقف کنندہ کی طرف سے مقرر کیا جائے وہ ناظر اور متولی کہا جائیے اور اس بیان سے واضح ہے کہ متولی اس عہدہ کو کہتے ہیں کہ جسے حاصل وقف کی تقسیم واجب کا اختیار ہوتا ہے اور اس خدمت کو تولیت کہتے ہیں اور چونکہ عزل و نسب سے عہدہ کا جائز ہے لہذا یہی امر واسطے داخل خدمت ہوا اس عہدہ کے ثبوت کافی ہے۔ ہدایہ کی کتاب الوقف کے خانہ میں لکھا ہے کہ اگر وقف کنندہ اہتمام جاوید او کا اپنے تصرف میں رکھے اور وہ بد وضع اور غیر معتبر ہو یا وہ کسی شخص بد رویہ کو متولی مقرر کرے تو حاکم عصر کو ایسے شخص سے اہتمام و اہس کرنے کا اختیار ہے پس تحریر مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ متولی کا قبضہ ہذیہ استحقاق مالکیت کے نہیں ہوتا بلکہ صرف منظر حفظ مقصود شخص وقف کنندہ کے۔ لیکن اگر متولی منظر اول شخصوں کے ہو جو جاوید وقف کے منافع کا بیگانا استحقاق کہتے ہیں تو وہ اپنے حصہ سے محروم نہ ہونگا۔

س ۲۔ چند مواضع و بازار واسطے مصارف ایک بڑے ولی کی درگاہ اور اسکی اولاد کے وقف کئے گئے۔ چنانچہ اس خانہ میں جس شخص میں اور ان میں سے اکثر ذی اولاد اور پوتے نواسے واپس اور بعض اولاد میں ایسی حالت میں مواضع وغیرہ کا منافع اور

تہ روپیا زیور میں شخصوں میں تقسیم ہونا چاہیے یا کسی قدر ان کے عیال اطفال کو بھی ملنا چاہیے اور اگر ملنا چاہیے تو کس طرح پر تقسیم ہوگا +  
 ج ۲ جایدا وقت کا منافع ان میں شخصوں میں بطور سادی تقسیم ہونا چاہیے جبکہ سوال میں ذکر ہے اور اگر ان میں سے کوئی لاولد مرد  
 تو شخص باقی ماندہ یکہ حصص میں اس قدر افزایش ہوگی اور جب تک یہ ہر شخص زندہ ہیں ان کے اطفال کچھ منافع نہیں پاسکتے لیکن اگر  
 ان میں شخصوں کو اور جا تو اسکی اولاد کو ہر حصہ ملے گا جو کہ صورت کو میں حیات ملتا اور انکو حصہ بالاصول ملے گا اور تقسیم نہیں ان کے  
 باروس عمل میں ایک ہر حصہ کی طرف کا لوان کہ مطابق آخر ائمہ المغتیبین میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک موضع اس شرط سے وقف کیا کہ ماندہ  
 وقف اور اسکی اولاد منافع جاؤا سے سزا مند سزا متمتع ہو اسی صورت میں اولاد نبی کی ہر شاخ عام اس سے کہ اس میں ایک شخص ہو یا چند شخص  
 برابر حصہ بائیکلی اور تا بقا نسل منافع اولاد مذکور میں اسطور پر تقسیم ہوتا رہے گا اور قابلہ واسطہ داران فریق کے واسطہ داران بید نیلے صورت  
 زندہ ہوں کچھ نہ پائیں گے اور اگر ایک مورث چند وارث چھوڑے کہ وفات پائے تو داران مذکور کو ہر حصہ پہنچے گا جس سے مورث مذکور متمتع  
 ہوتا رہا ہو اگر حصہ داران میں کوئی حصہ دار لاولد ہر جا حصہ اسکا جایدا و عیالی میں داخل ہو جائے اور جب نسل باقی رہے تو جایدا وقت  
 سطر فائدہ محتاجوں کو صرف میں عملی ذوالقیاس عالمگیری کی دیکھ کر باب میں جو شخص وقف ہے نیز سیر طیبہ ایک فقرہ منقول ہے اور وہ یہ ہے  
 اگر کوئی شخص کچھ جایدا میں شخصوں میں جواسکی اولاد نبی میں داخل ہوں وقف کرے جب تک یہ شخص زندہ رہیں گے ہر احد ان میں سے  
 حصہ سادی پیا مستحق ہے لیکن اگر ان میں سے جاس شخص لاولد اور وہ شخص اولاد چھوڑ کر مر جائے اور دنیا میں جایدا شخص جی القام اور  
 اولاد و حصہ داران متوفی کے سائز و وقع ہو تو منافع جایدا وقت کا چھ حصوں پر تقسیم ہو کر چار حصے شاخص جی القام کو اور دو  
 شہر کا رہتی کی اولاد کو بے جا میں گے +

توا عدد در تقسیم  
 مواصل جایدا  
 وقف میں ان  
 شخصوں کے نام  
 جایدا وقف  
 ہوا دن کے  
 ہاں ملان کے

س ۳ - جس خاندان میں جایدا وقت کیجا ہے چھلے میں ذکر کو نسبت اناشیکہ سادی حصہ ملتا ہے یا زیادہ +  
 ج ۴ - جایدا وقف میں سے اور پیشوں کا حصہ سادی ہوتا ہے الا شرط یہ ہے کہ منافع مذکور صرف اولاد کو رہے متعلق نہ کر دیا گیا اور ان کا  
 عالمگیری کے باب دوم میں ایک فقرہ سراج الدین وراج سے اسطور پر منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اپنی جایدا اولاد نبی  
 ذابہر و انانی کے نام وقف کی تو اولاد اسکی ملاحظہ و خیر و پسر بویکے حصہ سادی پانے کی مستحق ہوگی +

مقدمہ ۹

س - جایدا وقت کا سجادہ نشین ہو گیا اور اسکا ایک مرید جائشین ہوا اس صورت میں صرف یہی مرید کل ترکہ متوفی کے بائیک مستحق ہوگا  
 یا وہ یہی مرید جایدا مذکور کے اتمام میں مداخلت کر سکتے ہیں +

ج ۵ - جایدا وقت کا اتمام نہرنا حاکم وقت سے متعلق ہوتا ہے اس پر دعوی وراثت کا نہیں ہوتا اور نہ وہ بذریعہ ہر وغیرہ کے منتقل  
 ہو سکتا ہے + متوفی نے جو ایک مرید کو اپنا سجادہ نشین نامزد کیا اس سے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا ہلا لہذا امور دنیوی  
 کے تصور کرنا چاہیے اور اس صورت خاص میں شخص متوفی کا قائم مقام دارث جایدا متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ موجود  
 نہیں ہے جسکی سے سجادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل ہو - اور اگر حاکم عصر حق وراثت جایدا وقت کے نسبت جائے

ج ۵ - جایدا وقت کا اتمام نہرنا حاکم وقت سے متعلق ہوتا ہے اس پر دعوی وراثت کا نہیں ہوتا اور نہ وہ بذریعہ ہر وغیرہ کے منتقل  
 ہو سکتا ہے + متوفی نے جو ایک مرید کو اپنا سجادہ نشین نامزد کیا اس سے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا ہلا لہذا امور دنیوی  
 کے تصور کرنا چاہیے اور اس صورت خاص میں شخص متوفی کا قائم مقام دارث جایدا متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ موجود  
 نہیں ہے جسکی سے سجادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل ہو - اور اگر حاکم عصر حق وراثت جایدا وقت کے نسبت جائے

رکھے تو سند جدید جاری ہونی چاہیے تاکہ جملہ درنا بقدر اپنے حصص کے متمتع ہو سکیں +

مقدمہ ۱۰

س۔ ایک شخص جو جاہداد وقف پر بحیثیت وراثی کے قابض تھا بغیر مقرر کرنے اپنے جائیداد کے مرگیا اور اسکی وفات کے بعد ایک بیٹے جاہد مذکور کی بابت بذریعہ حق وراثت کے دعویٰ آرہے ایسی حالت میں یہ جاہداد ایک وارثوں میں تقسیم ہو سکتی ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہو سکتی تو منافع کا اہتمام کس سے متعلق ہونا چاہیے اور متولی متولی کے میٹوں کو استحقاق تولیت سادی چنتا ہے یا مرث ایک کو۔

وراثت متولی

ج۔ جاہداد وقف سے وراثت کا استحقاق متعلق نہیں ہو سکتا لہذا متولی کے میٹوں نے جو وراثت کا دعویٰ پیش کیا ہے وہ محض ناقابل منظوری ہے اور چونکہ متولی بغیر نازد کرنے تولیت کے اپنے کسی بیٹے کے نام مرگیا لہذا احکام عصر یا قاضی کو سنبھالنا سبب ان متولی کے ایک یاد دہر بشرط ضرورت متولی مقرر کر لینا اختیار ہے لیکن ان میں سے جو شخص متولی مقرر کیا جائے اسکا لیسق ہونا ملحوظ رہے اور اگر اس باب میں سبب بیٹے سادی ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو وہ متمتع تصور ہوگا +

دسواں باب

نظارہ متعلقہ مطالبات و کفالت

مقدمہ ۱

س۔ ایک شخص جو مقروض تھا مرگیا اور اس کے وارثوں نے جو جہد زائد ہوئے مطالبہ قرضہ بہ نسبت ترکیہ ایک دست آویز مشر لا دعویٰ راثت لکھدی اور مدخلت جاہد دست بردار ہو گئے چنانچہ یہہ امر ثابت ہے پس ایسی حالت میں جن شخصوں سے قرضہ پہلے لیا گیا انکو مطالبہ قرضہ ان مالہ کے ترجیح ہونی چاہیے یا نہیں اور درباب ادا کرنے زر قرضہ دست آویزی اور غیر دست آویزی کے کچھ فرق ہے یا نہیں اور قرضہ دست آویزی کے قرضخواہ کو مطالبہ غیر دست آویزی کے دامن پر کسی صورت میں ترجیح ہے یا متولی کی جاہداد کل فرغ خواہ ہو یا لانا قرضہ کے تاخیر کے یلگی +

قواعد و روایات  
ترکہ شخص مقروض  
بند ادا کرنے  
مطالبہ قرضہ  
مختلف قسم +

ج۔ اگر متولی کا ترکہ اسیطے ادا جملہ مطالبات جائز کے کتنی ہوا اور چند قرضخواہ ہوں تو کل قرضخواہ بقدر اپنے اپنے مطالبہ کے ترکہ سے حصہ پانچے متمتع میں یعنی جس شخص کے مطالبہ کی مقدار کثیر ہو وہ زیادہ پائیگا اور جسکی قلیل ہو وہ کم۔ جب مطالبات کی مقدار میں تفاوت ہو تو مساوات پر لحاظ نہ ہوگا بلکہ دست آویزی یا غیر دست آویزی ہونا مطالبہ یا ما قبل یا ما بعد لیا جانا اسکا کسی قرضخواہ کے استحقاق کی نسبت موثر نہ ہوگا اور فرق حرف یہ ہے کہ جو قرضہ بحالت بیماری یا قریب المرگ ہو چکے لیا جانا تقسیم کیا جائے اسکا ادا کرنا ان ابقار اس قرضہ کے

مقدمہ ۲

متولی رہنا چاہیے جو متولی نے حالت صحت میں لیا ہو + مقدمہ ۲

س۔ ایک شخص کو اکتا لیس روپیہ اپنے بیٹے کے دینیہ تھے اور اسکی کل جاہداد بقدر اس بیگہ اراضی کے تھی اس نے قریب المرگ ہو چکے وقت

بجالت صحت حراس بہ وصیت کی کہ ذمائی بیگہ اراضی واسطے اور قرضہ مذکور کے علیحدہ کر دیا جائے اور لقیہ سادھے سات بیگہ اسخ اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے بہ باعوض کیے ذریعہ سے منتقل کر دی اور دست آویز انتقال سب ضابطہ و تختہ سے صدق ہوئی لیکن قرضخواہ مذکور اس دست آویز کی تحریر میں شریک نہیں ہے اور شخص مذکور چند گنہ گشتہ بعد تحریر دست آویز کے مر گیا چونکہ مضمون ایسی دست آویز کا قرضخواہ کی نسبت مضر ہے لہذا وہ شرعاً قابل بحالی ہے یا منسوخ ہونا چاہیے +

ج۔ ایک شخص نے بجالت صحت اپنے بہتھے سے روپیہ قرض لیا اور ایک ذمہ زوجگان کا دین بھی ہے اور شخص مذکور نے قریب الگ ہوا قرضدار اپنے وقت ساٹھے سات بیگہ منجھ دس بیگہ اراضی کیے جا یاد اور سکی صرف اس قدر ہے بہ باعوض کیے ذریعہ سے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے وقت منتقل کیے اور لقیہ ذمائی بیگہ واسطے اور مطالبہ قرضخواہ کے علیحدہ کر دیے اور بعد تحریر کر دینے اس مضمون کا دست آویز کے اس نے وفات پائی ایسی صورت میں اگر وہ جا یاد جو اور قرضہ کے واسطے علیحدہ کر دی گئی ہے کافی نہ ہو تو دست آویز بہ باعوض نوشتہ متوفی شرعاً جائز نہ ہوگی بلکہ اراضی کا بیع ہو کر زمین کا قرضخواہ ان اور زوجگان متوفی کے باہم بقدر ان کے مطالبات کے تقسیم ہونا چاہیے +

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص کی ذمہ کچھ قرضہ تھا اور ایک ادا کر نیکی واسطے جا یاد ادا کتنی نہ تھی نامبروہ ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی اور زوجہ نے اس کی وفات کے بعد منجھ ترکہ کے دعوی دین مہر پیش کیا اور اور قرضخواہ بھی وہاں قرضہ ادا ہی ترکہ سے و عویدار میں ایسی صورت میں شرعاً کس طور پر عمل ہونا چاہیے +

ج۔ اگر متوفی کا ترکہ واسطے اور مطالبات کھل و عویداروں یا قرضخواہوں کے لکھنی نہ ہو تو ان میں ترکہ حصہ رسی تقسیم ہونا چاہیے اور شرعاً میں در بیان دین مہر یافتنی زوجہ اور قرضہ دیگر قرضخواہوں کے کچھ امتیاز نہیں ہے بلکہ ہر قسم کا قرضہ جو بجالت صحت لیا گیا ہو جائز ہے الا یہ کہ متوفی نے اس شخص کا مطالبہ جیکے پاس متوفی کی جا یاد اور مہون یا مکفول ہو مہر جیسے اور انکو امتیاز ہے کہ اپنے مطالبہ کو منجھ اس جا یاد اوکے جو ان کے قبضہ میں ہو وصول کریں بعد از ان جو کچھ ذرا فاضل باقی رہے وہ اور عویداروں میں تقسیم ہونا چاہیے یہہ سے مطالبہ کا نینہ اور دیگر کتب فقہ کی ہے +

مقدمہ ۴

س۔ ایک مسلمان نے قریب الگ ہونے کے وقت ایک شخص کو اپنے اطفال نابالغ دلی اور مکانات اور ارضیات وغیرہ جا یاد اور شرع کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا وصیت پر مقدم ہے اور تسلیم کرنا قرضہ یافتنی کسی وارث کا بمنزلہ وصیت کرینے جا یاد اور ہے چنانچہ اس صورت خاص میں متوفی نے وجیب ہونا قرضہ زوجگان کا کہ وہ ایک وارث میں اپنے ذمہ قبول کیا پس اقرار خاص جو متوفی کی جانب سے اگلی نسبت ہوا مفید نہیں ہے بلکہ وہ بشمول اور قرضخواہوں کے حصہ رسی متوفی کے ترکہ سے پائلی مستحق ہیں اگر اسطر حکا اقرار بہ نسبت اشخاص جنب کے عمل میں آیا ہو تا تو یہی اسطر حکا انتقال باوصیت مفید نہیں اور نہ اوکو اور قرضہ کی نسبت کچھ ترجیح ہوتی کیونکہ جو انتقال جا یاد اوکا بجالت قریب الگ ہونے کے عمل میں آیا ہے وہ داخل وصیت ہے اور وصیت کا نفاذ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت نہیں ہو سکتا اور اجراء وصیت تا ادا ہو قرضہ ملوئی بنا جائیے۔ اصول وصیت نوٹ ۱۰۴ + اصول مطالبات و کفالت نوٹ ۱۰۴

زوجین کو اختیار ہے کہ جا یاد اور مہون ذمہ بعد وفات دین کے اپنا مطالبہ وصول کرے

مہتمم نامزد کیا شخص کو روپیہ کچھ روپیہ اٹھال کی نابالغی میں واسطے بقایا مال گذاری سرکار کے جو جاہل اور ایک ذمہ داری قرض لیا اور کفالت نابالغی اٹھال کے قرضہ دائر کو ادا نہیں کیا گیا پس سوال یہ ہے کہ اگر بعد بلوغ نابالغان کے دائر اپنا مطالبہ ادا نہ کرے اور ادا نہ کی ورنہ پیش کرے تو وہ اپنا قرضہ ولی سے پاؤں لگایا جائے گا۔

ج - اگر حسب حالات مطہرہ سوال کے دائر اپنے قرضہ کا مطالبہ نابالغوں سے کرے اور یہ ثابت ہو کہ قرضہ مذکور ولی نے بلا کسی فریب یا بغیر کسی شرط کے بعد عہدی کیے لیا تھا تو وہ نابالغوں سے وصول کیا جائیگا۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو قرضہ واسطے خورد و پوش اور بنظر ادا مال گذار کر مرکار دگی کسی علاقہ کے سبب نابالغوں کیلئے وہ جائز اور صحیح ہے کیونکہ ولی بنظر مفاد نابالغ اور تحفظ باید اور ایک قرضہ لیا ہے اور وہ نابالغ کی ضروریات میں صرف کیا جاتا ہے چونکہ زربافتی قرض خود لرگون کی نابالغی میں ادا نہیں ہوا اور وہ اب بالغ ہو گئے ہیں لہذا قرضہ مذکور جاہل اور پسران مذکور سے کہ وہ بالفعل ان کے قبضہ میں ہے ادا ہونا چاہیے +

مقدمہ ۵

س - ایک شخص نے ایک جاہل اور اراضی کے مالک کی زوجہ اور بیٹے کے نام بابت جزو جاہل اور ترکہ متوفی فرض ایصال مطالبہ کیے نالاش دائر کی نے غدر کیا کہ شوہر کو جو اپنی حیات میں بیوی سے مل کر بنا دیا تھا قرض یا کسی اور کو دین کے لئے نہ لیا گیا یا دین کا کسٹھ نالاش دائر کے قرضہ تصور ہو جائے ج - دین ہر کا دعویٰ مثل دیگر مطالبات کے تصور کیا جاتا ہے اور ادا کرنا اس کا ترکہ متوفی سے سبب ترتیب چاہیے الا جس قرضہ کی نسبت متوفی نے قریب المرگ ہو سکا وقت اقبال کیا ہو اور داتی نہ ہونا اس کا مستحق نہ ہو وہ قبل ادا دیگر مطالبات کے ادا کیا جائیگا لیکن اگر مطالبات نسبتاً اس مقدمہ کے جاہل اور زوجہ کو دیکھی اور وہ اپنے شوہر کی حیات میں ادا ہو گیا ہو تو ایسی جاہل اور ترکہ متوفی کا اطلاق درست نہیں ہے اور نہ اس سے بطور ترکہ استفادہ ہو سکتا ہے + مقدمہ ۶

قرضہ جو ولی نے ذمہ داری کی ہے

قرضہ کی نسبت ترتیب المرگ کے وقت اقبال کیا جاتا ہے

س - دو شخصوں نے قرضہ کی بابت ایک دست آویز بالا اجال تحریر کی اور ان میں بعد از ان ایک نے کہا پس کل قرضہ ہی تقام ہے جب ادا کیا جائے ج - اگر سجدہ زینبندگان دست آویز اجالی کے ہر شخص قرضہ سے مستفید ہوا ہو تو کل قرضہ کا دعویٰ صرف شخص ہی تقام کیے ذمہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہ صرف بقدر نصف ذمہ دار ہو گا چنانچہ اگر باہر کے باب قرضہ میں اس سند کی تاید میں ایک حوالہ مرقوم ہے +

مقدمہ ۷

س - زید و بکر نے ایک دست آویز پر جو عمر و خالد نے تحریر کی بحیثیت ضمانت اس قرار سے دستخط کر دیے کہ زید و بکر نے جو روپیہ قرض لیا ہے وہ حسب اقتضا مندرجہ دست آویز ادا کیا جائیگا بسبب خلاف ورزی معاہدہ کے قرضہ نے زید و بکر و عمر و خالد پر نالاش دائر کر کے ڈگری بالا اجال حاصل کی اور بکر اور عمر و خالد روپوش ہو گئے لیکن زید نے اجراء گری میں گرفتار ہو کر کل زر قرضہ دائر کو ادا کر دیا اور اس پر اس کے وصول کے واسطے اب نامبروہ نے وارثان بکر پر کہ وہ ضمانت میں اس کا شریک تھا اور بالفعل مرگیا اور عمر و خالد پر نالاش بالا اجال دائر کی ایسی صورت میں نالاش ضمانت کی جیسے قرضہ ادا کر دیا ہے دو ستر ضامن اور اصل وارثان پر بالا اجال قابل سماعت سے یا نہیں اور

دعویٰ کا مقابلہ دوسرے ضامن کے دارنوں کے شرعاً جائز ہوگا یا نہیں اور اگر دوسرے ضامن یا ایک قائم مقامان کی نسبت باوصف موجود ہو تو اصل انسان کے جائز تصور کیا جائے اور ضمانت نامہ میں تصریح اس امر کی ہو کہ ہر ضامن کس قدر مطالبہ کا ذمہ دار ہوگا تو ضامن ثانی یعنی کس سے کس قدر فریضہ لیا جائیگا اور اصل دیونان عمر و خالہ سے کس قدر +

ذکر اس صورت کا کہ بجات موجود ہو یہ دو ضمانت کے لئے ہے اور نصف بلکہ ایک سے کل قرضہ وصول کر لیا جائیگا

ج۔ یہ نالشی انبالی زید یعنی اس ضامن کی جینے زر قرضہ ادا کیا ہے بمقابلہ خالد و عمرو کے قابل سماعت ہے مگر شرط یہ ہے کہ دارنوں میں سے کسی ترکہ سے کچھ روپیہ وصول کیا ہو پھر اصل انسان ذمہ دار قرضہ ہونے لگے اور صورت ان کی عدم استطاعت کے نصف قرضہ زید کو ادا کرنا چاہیے اور نصف بلکہ کے قائم مقاموں کو بشرطیکہ قائم مقامان مذکورہ کچھ روپیہ دے رہے ہوں۔ حکم شرع یہ ہے کہ جب دو شخص کسی طرف سے بلا اجازت ضامن ہوں تو مقدر روپیہ ایک ضامن ادا کرے اور اس کا نصف دوسرے ضامن سے وصول ہونا چاہیے اور کل قرضہ اصل دائرے سے واجب الوصول ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ روپیہ ایک ضامن ادا کرے وہ بلا تعین مقدار دونوں کے ذمہ عائد ہوتا ہے اگر منجملہ دو ضامنوں کے ایک کل قرضہ ادا کرے دوسرے ضامن پر نصف قرضہ کے وصول کا دعویٰ کرے اور بعد از ان دونوں اصل دائرے پر بلا اشتراک نالشی کرے تو یہ نالشی اس امر کے تصور کیا جائیگا کہ گویا دونوں ضامنوں نے ابتداءً متفق ہو کر اصل دائرے کا قرضہ ادا کیا یعنی ایک نے اصل دائرے اور دوسرے نے ضمانتاً۔ چنانچہ ہر ایک کے لئے ہے کہ جو کچھ روپیہ منجملہ دو ضامنوں کے ایک ضامن ادا کرے وہ بلا تعین مقدار دونوں کے ذمہ عائد ہوتا ہے اور جو شخص ادا کرے وہ دوسرے ضامن سے نصف پانچواں متحق ہوتا ہے اور چونکہ یہ روپیہ دائرے کی جانب سے ادا ہوتا ہے تو دونوں ضامن دائرے سے اس کل روپیہ کے پانچواں متحق ہوتے ہیں جو انہوں نے بلا اشتراک یعنی ایک نے خود اور دوسرے ضامن نے اپنے قائم مقام کے ذریعہ سے ادا کیا ہو لیکن اگر ضامن کو قبل دار کرنے دعویٰ دوسرے ضامن کے نام دائرے سے قرضہ وصول ہو سکتا ہو تو ادا کرنا چاہیے کہ کل قرضہ نہیں ہے وصول کرے چنانچہ فتاویٰ عملیہ کی میں مرقوم ہے کہ اگر ایک ضامن نہیں پیش کرے مطالبہ نسبت دوسرے ضامن کے اصل دائرے سے زر قرضہ وصول کر سکتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ تمام کمال ہزار روپیہ اصل دائرے سے وصول کرے +

مقدمہ ۸

س۔ صورت مقدمہ یہ ہے کہ قاضی نے حکم میں چند دست آویزات کی نقلیں پیش ہوئیں یعنی ایک نقل اقرار نامہ نوشتہ مدعا علیہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲ ہجری اور نقل اقرار نامہ نوشتہ انوب گم مورخہ ماہ و سنہ الیہ اور نقل اس اقرار نامہ کی جو مدعی وغیرہ نے رعایہ کے نام سے ضمانت سے تحریر کیا کہ اگر زر قرضہ حاصل سے ادا ہوگا تو شبہ دوبارہ لکھا جائیگا اور از رویہ ان دست آویزات کے قاضی سے استفسار کیا گیا کہ یہ معاملہ بغرض لینے سود ناجائز کے بصورت رہن تصور ہو سکتا ہے یا نہیں +

ذکر اس صورت کا کہ چاہا اور منظر اور کس قدر ضامن کے لئے ہے

ج۔ تینوں دست آویزات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نویندگان نے یہ نہ جھکا ذکر سوال میں ہے بابت منافع ایک جاہد اخص کے لئے منبتار سنہ ۱۲ ہجری لٹا ہے ۱۲ ہجری بابت مبلغ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ زر پیشگی کے مدعا علیہ کے نام لکھا یا اور واضح ہو کہ روپیہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر دینے والا کسی قرضہ کے دو شخص ضامن ہوں اور ایک ان میں سے مر جا تو ضامن جو زندہ ہے کل قرضہ کا ضمانت قبول نہیں کیا جائیگا۔ اصول مطالبات و کفالت دفعہ ۴ +

از روئے تصفیہ سابقہ سابقہ کے برادر ہو کر یہ معاملہ بصورت رہن واقع ہوا اور یہ قرار پایا تھا کہ نافع اصل زر قرضہ میں محسوب ہو  
 لیکن مدعا علیہ جو بذریعہ تہہ کے قابض تھا اجارہ جاہد کا انوپ سنگہ نام بابت مبلغ ۳۰ ہزار ۳ سو روپیہ کے گرد یا ایسی صورت میں  
 مبلغ ۵۰ ہزار ۵۰ روپیہ جو علاوہ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ کے بابت منافع جاہد و مستاجر مرہونہ فاضل برآمد ہوتے ہیں انکو داخل  
 سود ناجائز تصور کرنا چاہیے اور سلطان کے لئے سود کا صریحاً یا ضحاً لینا ناجائز و ممنوع ہے ۱۰

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے اپنی جاہد اراضی بابت قرضہ قدامی ۱۲ ہزار روپیہ کو رہن رکھی بعدہ رہن و مرتہ نے حساب کا تصفیہ کیا اور کسی  
 روپیہ ۲ ہزار روپیہ رہن کے ذمہ باقی نکھا چنانچہ رہن نے بنظر ادا اور زر باقی کے ایک اقرار نامہ اپنے ضامن کے نام تحریر کر کے قابض کرنا ضامن کا  
 اراضی پر اس شرط سے قرار دیا کہ ضامن زر باقی ادا کر دے لیکن مرتہ نے رہن نامہ رہن کو واپس نہیں کیا اور باوجود تحریر ہونے اور اقرار نامہ  
 کے رہن جاہد اراضی پر قابض رہا اور نہ مرتہ اور رہن نے قبل ادا کرنے قرضہ ۲ ہزار روپیہ کے اپنا حق و مرافق جو جاہد مرہونہ میں واقع تھا بذریعہ  
 یہ اپنے بیٹوں کے نام منتقل کر دیا اور ان کے نام ایک بہ نام لکھ دیا ایسی صورت میں باوجود ادا نہ ہونے زر باقی یا قرضہ کے یہ شرعاً صحیح ہے نہ نہیں  
 ج۔ رہن کو بغیر عمل میں آنے انکساک کے رہن اور رضامندی مرتہ کے جاہد کہ یہ کر نکھا اختیار نہ تھا حالانکہ اقرار نامہ سے یہ نہیں پایا جاتا  
 کہ انکساک کے عمل میں آیا یا مرتہ نے یہ بہ نسبت رضامندی ظاہر کی پس اقرار نامہ سے صرف یہی استنباط ہو سکتا ہے کہ مرتہ کو یہ منظور  
 تھا کہ اگر ضامن اراضی مرہونہ پر قابض رہا اسکے محاصل سے ۲ ہزار روپیہ یا قرضہ اپنا بذریعہ قسط بندی کے وصول کرنا تو مرتہ کو انکساک  
 رہن منظور ہونا اس سے کالعدم ہونا رہن کا لازم نہیں آتا بلکہ وہ نافع ہے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر رہن و مرتہ نے عمل میں آنے انکساک  
 رہن کا باخود مقرر دین تو یہی بن دستور قائم رہتا ہے الا اس صورت میں کہ مرتہ بوجہ انکساک کے اس کے قبضہ میں مرہونہ سے دست بردار  
 ہو اور ایسی صورت میں معاہدہ منع ہو جاتا ہے اب یہہ مر قابل لحاظ ہے کہ زمانہ تحریر اقرار نامہ محمولہ باللیسہ نہ مرتہ کو جاہد مرہونہ قرضہ  
 حاصل ہوا اور نہ ضامن کو اور اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جاہد اراضی کے قبضہ میں رہی اور اس نے ضامن کو ادا پر قابض نہ کرایا  
 اور نہ مرتہ کا قبضہ بدستور رہنے دیا اگر بہ نامت ہو کہ انکساک رہن فی الواقع ہو گیا اور مرتہ نے جاہد مرہونہ رہن کو واپس

رہن کسی صورت  
 میں ممنوع نہیں  
 ہو سکتا الا یہ کہ  
 وہ غیر جائز اور  
 ادا ہو کر نہ ہو

۴۔ یہہ ناشی واسطے زر فاضل اس قرضہ کے دائر ہوئی جسکو مدعا علیہ نے اراضی مدعی سے وصول کر لیا تھا اور مقدمہ کی نسبت سود کا اطلاق  
 ہونا جائز معلوم ہوتا ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ مدعا علیہ کو کیسٹر حکام نے نہ تھا کیونکہ مدعی کی جانب سے یہ قرار ہوا تھا کہ اگر اندر سفار  
 مشروط دست آویز کے قرضہ منافع سے ادا نہ ہو تو تہہ کی تجدید عمل میں آئے گی اور یہ مسئلہ شرع کا معروف ہے کہ لینا سود کا قطعی ممنوع  
 ہے اور جو شخص علاوہ زر اصل قرضہ کے کیسٹر حکام نافع یا دیکے وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہے لیکن رواج میں اس مسئلہ پر چند ان عمل نہیں  
 کیا جاتا اور حال کے اہل فقہ نے تو یہ بیان تک لکھا ہے کہ لینا سود کا اس شخص سے جو مسلمان ہونا جائز نہیں ہے مگر بنظر استمال بہہ امر  
 خفیف ہے کیونکہ اگر سود کی بابت بالتحقیق شرط ہوئی ہو یا مطالبہ سود کا واجب ہو تو میری رائے میں باوجود استماع شرع کے حالان  
 عدالت سرکاری کو ایسی ناشی میں جو فیما بین مسلمانوں کے دائر ہو سود و لایسہ میں داخل نہ ہوگا +



کردی تو ایسی حالت میں رہن باطل اور بہہ کامل ہے اور اگر رہن غیر مرضی مرتہ کے قابض ہو گیا تو یہ بہہ اسکی مدخلت سے پیدا اور اس  
 فعل سے رہن ناجائز اور بہہ جائز تصور نہیں ہو سکتا چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایدا وغیر شترکہ تجفیس و تصریح  
 رہن کرے اور ایجاب عمل میں آ کر معاہدہ کامل اور وجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے اور جب تک مدخلت واقع وقوع میں نہ آئے  
 رہن کو اپنے معاہدہ پر قائم یا اس سے دست کش ہو سکتا اختیار ہے پس چونکہ معاہدہ کی تکمیل اس صورت پر ہو جاتی ہے لہذا رہن کا تحفظ  
 ثابت ہے اور اگر رہن جایدا و مرہونہ کو کسی اور شخص کے نام بہہ کے ذریعہ سے منتقل کرے تو ایسا فعل ناجائز ہے کیونکہ وہ بغیر زائل کرینے  
 استحقاق مرتہ کے نافذ نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر رہن بذریعہ مدخلت سے جیکے مرتہ کو بیدخل کرے تو رہن بدستور نافذ رہتا ہے  
 کیونکہ اس جہ سے معاہدہ کی تسبیح لازم نہیں آتی اور نسخہ مذکور الصدور میں لکھا ہے کہ اگر رہن شے مرہونہ کو بیع کرے اور بعد اس کے  
 ہسی شے کا بیع ثانی بغیر رضامندی مرتہ کے کسی اور شخص کے نام وقوع میں آئے تو بخلاف ان دونوں معاہدوں کے صرف وہی معاہدہ جائز  
 ہو گا جبکہ مرتہ تسلیم کرے کیونکہ جب بیع اولی مرتہ کی رضامندی پر موقوف ہے تو بیع ثانی کی نسبت ہی صورت ہوگی پس اگر مرتہ کو  
 منظور ہو تو دوسرے بیع کو تسلیم کرے اگر رہن پہلے شے مرہونہ کو حسب تصریح بالبیع کر کے اسکا اجارہ دوسرے شخص کو دے یا اسکو دوبارہ  
 بیع کرے اور مرتہ اسطریقے اجارہ یا بہہ یا رہن کو تسلیم کرے تو بیع جو قبل اجارہ یا بہہ یا رہن کے ہوا جائز ہے فرق دونوں صورتوں میں  
 یہ ہے کہ جب ایک بیع کے بعد دوسرے بیع عمل میں آتا ہے تو مرتہ کے اسکا استحقاق زمر میں سے متعلق ہوتا ہے دونوں بیع سے ایک کو مستحکم  
 قرار دیکر فائدہ اٹھا سکتا ہے اور جس بیع کو نامبروہ تسلیم کرے وہی جائز ہے خلاف ایکے پتہ یا بہہ کی صورت میں مرتہ کو کچھ فائدہ  
 نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت میں اسکا استحقاق بابت معاوضہ شے مرہونہ کے ہوتا ہے نہ بابت ایکے حاصل کے پس اگر مرتہ ان دونوں  
 معاملات سے کسی معاملہ کو تسلیم کرے تو اس سے رضامند ہونا نامبروہ کا نسبت زائل ہونے اپنے استحقاق کے مفہوم ہوتا ہے اور بیع سابق حکم  
 جواز مل جائے استحقاق نامبروہ کے اسکی رضامندی پر موقوف تھا جائز تصور کیا جاتا ہے اس سلسلے سے ظاہر ہے کہ اگر مرتہ یہ کیا جائے مرتہ  
 کسی شخص ثالث کے نام تسلیم کرے تو ایسی تسلیم سے زائل ہو جانا ایکے استحقاق کا مفہوم ہوتا ہے پس اگر اس مقدمہ خاص میں مرتہ نے رضامندی  
 اپنی نسبت بہ شے مرہونہ کے ظاہر کی تو بہہ جائز اور رہن باطل ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر رہن قرضہ کلا ایک جزو اور اگر یہ تو بہی  
 مرتہ کو تا وصول ہونے زر باقی کے شے مرہونہ پر قابض رہے کا اختیار ہے علی ہذا القیاس اگر رہن در مرتہ رضامندی طرفین  
 معاملہ رہن کو وضع کریں تاہم باوجود اس کے بھی مرتہ کو تا وصول ہونے زر قرضہ یا بری الذمہ قرار دینے راہرہ کے شے مرہونہ پر قابض رہے کا

ماخذ متعلقہ  
 مسئلہ کفالت  
 درہن

مقدمہ ۱۰

۱۔ ایک شخص جیکے ذمہ زوجہ کا دین مہر تھا مگر ایسی صورت میں زوجہ کو بترجیح متوفی کے اور دارنوں کے ایکے ترکہ منقولہ پر با  
 بہر کے مطالبہ پہنچتا ہے یا نہیں +  
 ۲۔ اگر متوفی کے اور وارث زوجہ کا دین مہر اور دین تازوہ کو بجز اپنے حصہ شرعی کے مشورہ کے ترکہ پر کچھ دعوی نہیں پہنچتا  
 ۳۔ بنظر توضیح مسائل ہن کے اصول قرضہ کی دفعہ ۱۰ غامض ہے + معائنہ کیجیے +

زوجہ کا مطالبہ  
 دین ترکہ شہر  
 متوفی کے ترکہ  
 پہنچتا ہے

لیکن اگر دوران مذکور دین مہر اور اگرین تو زوجہ کا دعویٰ ہر کی بابت شوہر کے ترکہ پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہونا غیر منقولہ منقولہ ہوتا ہے اور حقد جایداد بعد از دین مہر زوجہ کے باقی رہے وہ باہم ایک اور وارثان کے حصص وراثت کے تقسیم ہونی چاہیے۔  
س ۲۔ ایک وثیقہ مقرر یعنی پتہ استمراری مفتی کے رو برو پیش ہوا اور ان سے دریافت کیا گیا کہ دست آویز مذکور جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو معاندانہ نو لیسندہ دست آویز کی جائداد پر بذریعہ اسکے قابض ہونیکا مجاز ہے یا نہیں۔

اگر دین مہر اور حقد جایداد کے قبضہ میں ہے تو وہ ناجائز ہے

ج ۳۔ یہ سند مقرر ناجائز ہے کیونکہ اسکے مفہوم سے معتبط ہو سکتا ہے کہ وہ مثل پتہ ہے کہیم اور بابت معاوضہ اس پتہ کے یہ شرط ہونی چاہیے کہ معاندانہ یعنی مستاجر نو لیسندہ پتہ کا قرضہ ادا کرے۔ شرع کی رو سے اس طرح کا پتہ ناقص تصور ہوتا ہے اور اگر شرط پتہ جائز تصور کیا جائے تو یہی پتہ صحت نو لیسندہ کی حیات تک قائم رہیگا۔

س ۳۔ اگر بشرط اتمام حجت یہ فرض کیا جائے کہ در صورت ادائہر چادین مہر کے اس جایداد سے جو بالفعل مستاجر کے قبضہ میں ہے یا از روئے شرائط معاہدہ کے پتہ بسبب وفات احد المتعاقبین کے غیر نافذ نہوگا تو ایسی صورت میں مستاجر کو اختیار ہے یا نہیں کہ جایداد مندرجہ پتہ پر قابض ہر صورت پر مناسب سمجھے قرضہ ادا کرے یا جایداد مذکور زوجہ کے سپرد ہونی چاہیے۔

اگر دست آویز پتہ کا نو لیسندہ قرضہ ادا کرنا ہوگی جایداد ہر شخص اور پتہ قرضہ فروخت ہونی چاہیے۔ زرفروخت حصہ سعدی تقسیم ہوگا۔

ج ۳۔ اگر نافذ نہا پتہ کا تسلیم کیا جائے اور دین مہر نیز فروخت کرنے کے متوفی کے ادا ہونے کے تو یہی پتہ بسبب فروخت ہونے جایداد فرض ادا ہر کے قائم رہیگا اور زرفروخت سے دین مہر اور قرضہ ادا کیا جائیگا اور اگر زرفروخت سے کل قرضہ ادا کا مطالبہ ادا نہ تو وہ فیما بین زوجہ اور قرضہ داروں کے حصہ بندی تقسیم ہو جائیگا مثلاً اگر ہر بقدر ۳ سو روپیہ کے اور دیگر قرضہ ادا ہونے کا دین ۲ سو روپیہ ہو اور جایداد کے فروخت کرنے سے صرف ۵ روپیہ حاصل ہوں تو زوجہ کو دین مہر کی بابت ۳ سو روپیہ اور دیگر قرضہ ادا ہونے کو ۲ روپیہ ملیں گے یہ صورت بلحاظ فرض کر لینے اس کے ہے کہ جایداد دین نہیں ہے اور اگر جایداد دین ہے تو پہلے قرضہ دین ادا ہونا چاہیے اور جو کچھ باقی رہے وہ باہم زوجہ اور دیگر قرضہ ادا ہونے کے حصہ بندی تقسیم ہوگا۔

۴۔ یہ فتویٰ پتہ کے پر و نسل کورت کے مفتی نے دیا تھا اور جب یہی سوالات عدالت مذکور کے قاضی سے پوچھے گئے تو اس کا جواب بھی

اسی مضمون سے تفصیل کے ساتھ پہنچا وہ یہ ہے کہ  
اول مقدار دین مہر کی تصریح بذریعہ تحریر کی ضرور نہیں ہے کیونکہ کامین نامجات اور دیگر وثائق شرعی صرف منظر یادداشت کسی مالک کے تحریر کیے جاتے ہیں جو بشرط زبان متعاقبین کے باہم قرار پادہ کافی ہے اور اگر مقدار دین مہر کی نسبت تنازع ہو تو حقد رو دین مہر کا شوہر کی جانب سے تیسرے ہونا از روئے دو گواہوں مجاز نہایت ہو چکے مطابق ہر قرار دینا چاہیے اور اس صورت میں شرعاً دعویٰ ثابت ہوگا۔  
دوم چونکہ یہ دعویٰ مہر کا ہے لہذا ایضاً اس کا دعویٰ وراثت پر مقدم ہے انکار وراثت کا مفید نہیں ہے اور شوہر کے جایداد منقولہ یا غیر منقولہ سے پہلے ادا کرنا دین مہر کا لازم ہے۔

سوم۔ یہ سند مقرر سے فی الواقع معاہدہ پتہ مراد ہے اور جس پتہ میں معاہدہ یا قلیل قرار پائے وہ صحیح جائز نہیں ہے اور چونکہ پتہ استمراری دین کوئی شرط خاص مندرج نہیں ہے لہذا بسبب ہونے ایسی شرط کے پتہ شرع کی رو سے پتہ جو بسبب تفصیل نہیں ہو سکتا

اور اگر چہ دست آور زمین لکھا ہے کہ پٹہ من ابتدا سے لے کر سو برس تک جاری رہے گا اور سو برس کی مہلاد کثیر قرار دیا جاسکتی ہے لیکن اس میں بہتر لکھا ہے کہ وہ تابقا و نسل بدستور موروثی متصور ہوگا اس سے واضح ہے کہ اعتراض ہی ہونا اسکا صحیح مقصود ہے اور اس طرح کی شرط ضلالت تعین مہلاد کی ہے اور بافضل کچھ مہلاد باقی نہیں ہے اور اگر بہ تسلیم کیا جا کہ سو برس کی مہلاد جو دست آور زمین درج ہو ہونا مذکور ہے تو یہی وہ عرف میں حیات مستماتین کیے قائم رہ سکتی ہے چونکہ یہ معاملہ پٹہ کا ہے لہذا اختتام اسکا سبب وفات احد المتعاقبین کی وقوع میں آئی ہے کیونکہ اس امر کی نسبت شرع میں ممان لکھا ہے کہ اگر احد المتعاقبین یعنی نو سیدہ پٹہ یا ستا جرد وفات پائیے تو پٹہ ختم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس جاہلاد کو جسکا اجارہ دیا گیا داخل ترک متوفی تصور کرنا چاہیے اور اس سے اور ہونا دین مہر کا لازم ہے ۔

چہاں کہ چونکہ شرع کی رو سے پٹہ کا مہلاد سبب وفات نو سیدہ کیے ختم ہو جاتا ہے لہذا ستا جرد اور اگر نادرین مہر کا واجب نہیں ہے اور نہ وہ اس کا مجاز ہے پس اراضی مندرجہ پٹہ نو سیدہ پٹہ کے زود جو جواد سکی وارث اور فرخوہ ہے منی چاہیے ۔

### گیا رہوان باب

### نظائر دعاوی و امور متعلقہ عدالت

#### مقدمہ ۱

س۔ ایک شخص کے قبضہ سے ایک چند غلام جلیہ سے اور اس نے بارہ برس سے زیادہ ان کی بابت دعویٰ پیش نہیں کیا پس جیسے کہ استحقاق اور قسم کی جاہلاد کا ایسی صورت میں جاتا رہا ہے ویسے ہی قابض ہونا شخص مذکور کا نسبت غلاموں کے نزل ایک استحقاق کا ہو سکتا ہے یا نہیں ج۔ اگر استحقاق کسی شخص کا غلاموں یا کسی قسم کی جاہلاد منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت ثابت ہو تو استحقاق اسکا بر جہ حاصل نہیں قبضہ نذر اس سے کیے جو بارہ برس سے زاید یا کم ہو زائل نہیں ہو سکتا ۔ ۱

استعداد زمانہ  
دعویٰ زائل  
نہیں ہو سکتا

#### مقدمہ ۲

س۔ مضبوطی کے روبرو ایک مختار نامہ ملاحظہ کیے واسطے پیش ہو کر استفسار کیا گیا کہ ایک ذریعہ سے نمنا کہ شرعاً استحقاق سے کاپہنچتا ہے اور اگر پہنچتا ہے تو سبباً حیات کی تحریر میں کاپہنچتا ہوگی واقع ہوئی اور اگر شرعاً جائز ہونا ان دست آویزات کا بلحاظ مجاز ہوئے مختار کے تسلیم کیا جائے تو سوال یہ ہے کہ سبباً نامہ اور سید مختار نے حسب طریقہ معینہ شرع کیے تحریر کیا یا نہیں اور جاہلاد کا انتقال بذریعہ دست آویزات ہے سوال ظاہر مطابق قوانین سرکاری کیے پوچھا گیا ہے بلحاظ اصول شرع محمدی کیے کیونکہ حسباً قانون کیے دعویٰ جاہلاد منقولہ کا دعویٰ پیدا ہونے بنا ہر محاصرت قبل بارہ برس تاریخ ارجاع تا شرع کے سبب نہیں ہو سکتا اور نہ بابت ازمنی یا اور جاہلاد وغیر منقولہ کیے الا اس صورت میں کہ نا انصافی یا بیبے ایمانی کا اظہار ہو لیکن اس پہنچتی صورت میں بعد گذرنے ساٹھ سال کیے دعویٰ نہیں ہو سکتا مگر شرع محمدی کیے مطابق کسی استحقاق دعویٰ بلحاظ تادی آیام باطل نہیں ہو سکتا اور ہر دعویٰ کا تصفیہ بلحاظ اسکی روہ ادیکے ہونا چاہیے ۔ اصول دعاوی دفعہ اول و ثانیہ

ذکور کے شرعاً درست یہ یا نہیں اور کیا اعتراض وارد ہوتا ہے۔

واقع ہوا ہے  
دست آور ہو  
معاہدہ کو  
ذکور یعنی  
نہیں کرنا

ج۔ مختار نامہ مطابق عبارت و مصطلحات شرع کے مرتب نہیں ہوا لیکن اسکے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ چتر سال نرین نے اپنے کل کاروبار کا انصرام چھبائے نرین اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور مختار نامہ عام بابت بیچ و بہن اور اتہام اپنے علاقہ کے اسکے نام لکھ دیا پس اگر گواہان مجاز سے ثابت ہو کہ چتر سال نرین نے اپنے بیٹے چھبائے نرین کو فی الواقع اتہام اپنے کل کاروبار داد و ستد کا سپرد کر کے اسکو اجازت کلی دے بیٹے کو بیچ و بہن یا اور طور پر منتقل کرنے جاہد ادا کی دی تو چھبائے نرین مذکور کو جاہد ادا کے بیچ کا اختیار کلی بصورت جائز حاصل ہوگا اور پوچھا کہ اور رسید غیر صحیح ہیں کیونکہ متن دست آویزات کے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ خود چتر سال نرین اصل بائع اور نوٹیندہ دست آویزات تھا اور عبارت مندرجہ ذیل دست آویز اور قاضی کی تصدیق سے واضح ہوتا ہے کہ بیچ بذریعہ چھبائے نرین ایک مختار کے عمل میں آیا پس ایسی دست آویز کی نسبت فی الواقع رقیقہ شرعی کا اطلاق نہیں ہو سکتا لیکن اگر گواہوں کی شہادت یا کسی اور ثبوت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ بیچ مختار یا اصل مالک کی جانب سے بہت معاملگی ہوا تو وہ شرع کے بموجب صحیح و جائز ہوگا اور دست آویزات میں جو مضابطہ کی غلطیاں واقع ہوئی ہیں انکا وقوع سبب نادر و غیرت نوٹیندہ دست آویزات مذکور کے تصور کیا جا سکتا ہے اور ایسی غلطیاں دے بیٹے عدم جواز دست آویز کے کافی نہیں ہیں۔

مقدمہ ۳

س۔ ایک شخص نے کینز خریدی اور وہ ہنوز بدستور حالت رتبت میں ہے اور اس سے ایک بیٹا اور دختر پیدا ہوئی اور کینز کی بیٹی دختر کو اتنی کی بہن کے سپرد کر دیا چنانچہ دختر مذکورہ ان حضرات کینز کے بجالاتی ہے اب شخص مذکور اپنی بہن بربابت دلایے جانے دختر کینز خرید کے دعویٰ کیا اور اپنے دعویٰ کے تائید میں دختر کی ماں کو بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسی صورت میں کینز خرید کی شہادت شرعاً قابل منظور ہے۔

ج۔ حالات مظہرہ سوال سے واضح ہے کہ جو عورت گواہ قرار دے گی ہے وہ کینز ہے حالانکہ مسئلہ شرع کی رو سے رتبت کی شہادت تعلقاً نہیں ہو سکتی پس ان کی شہادت نسبت دختر کے کہ وہ بھی کینز ہے مقبول نہیں ہو سکتی۔

رتبت کی شہادت  
نا قابل نظر

مقدمہ ۴

س۔ عورت لاد لہ کے شوہر یا باپ کی شہادت ایسے معاملہ کی نسبت جس سے منافع اور فائدہ عورت مذکورہ کا مستحق ہو قابل منظور نہیں ہے۔

ج۔ جس معاملہ میں عورت کا نفع مقصور ہو اسکی نسبت ایسے شوہر یا باپ کی شہادت منظور نہیں ہونی چاہیے۔

اگر شوہر یا باپ کی  
شہادت منافع  
مقصود قابل منظور  
ہوگی۔

مقدمہ ۵

س۔ ایک شخص نے اس وقت میں جب اسکا سن ۲۵ کیسوں سے بھی زیادہ تھا اور تھا کہ بہار اضی بیچ کی پس یہ معاملہ جو ایسی زیادہ عمر میں عمل میں آیا جائز اور اسکے وارثوں پر واجب التعمیل ہے یا نہیں اور شرعی کے لازموں کی شہادت بنظر ثبوت صحیح منظور ہو سکتی ہے یا نہیں۔

۱۰ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۰

۱۱ ایضاً

۱۱ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱

لازم کی شہادت  
نما قبل شہادت

ج۔ اگر بائع بیع یک وقت صحیح الحواس نہا تو معاہدہ بیع بلا لحاظ زمانہ تحریر ایسے وارثوں پر واجب التعمیل ہوگا لیکن لازم کی شہادت جو بائع  
یکے مفید ہو مگر مقبول نہیں ہو سکتی + ۶  
مقدمہ ۶

س۔ بیان یہ ہے کہ جب عدہ بی بی قائم بی بی کی مان کا کھراج غلام حسین خان کے ساتھ ہوا اس وقت ۵ ہزار روپیہ بطور دین ہر فرار پاپا اور  
غلام حسین خان کی زوجہ نے قائم بی بی ایک خرد راہ ایک بہائی اور تین بہنیں بطور وارث چھوڑ کر وفات پائی بعد ازاں غلام حسین بی بی اپنی مان  
اور قائم بی بی دختر اور دو زوجہ اور دو بیٹے اور تین دختر چھوڑ کر مر گیا اور عدہ بی بی نے اپنے صین حیات دین ہر گاہ کہ کبھی دعویٰ پیش کیا  
اور نہ اس سے کبھی منکر ہوئی ایسی صورت میں غلام حسین خان کے ترکہ پر ایسے وارث دین ہر کا دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہیں اور اگر فی الواقع یہ ہر  
ہو تو قائم بی بی یعنی دختر عدہ بی بی کو کس قدر ترکہ پہنچے گا +

ج۔ ایک عورت گواہ کا اظہار یہ ہے کہ وہ کھراج یک وقت مجلس عقد میں جب اہواج قبول عمل میں آیا موجود تھی اور کھراج اوکے روبرو ہوا اور  
غلام حسین نے ۵ ہزار روپیہ کا ہر عدہ بی بی کے واسطے میں کیا۔ اس بیان سے باقی النظر میں واضح ہوتا ہے کہ اس گواہ نے فی الواقع  
غلام حسین کا اقرار اس باب میں سنا لیکن جب اس سے سوال تو دیا ہوا تو وہ منکر ہوئی کہ عدوس کی مان وغیرہ ایکے پاس موجود تھی اور عدوس  
کی مان نے فونٹ کو پیام اس مضمون کا بھیجا کہ ہماری بیٹی کا بگدرہ ۵ ہزار روپیہ کے میں ہونا چاہیے اور غلام حسین نے ذمہ داری اس قدر  
قبول کی اور اہواج قبول مردوں کی مجلس میں عمل میں آیا اور بظہر کہ کبھی ایسی مجلس میں تھی کہ وقت نکاح دختران غلام حسین کو موجود نہ تھی۔  
پس یہ گواہ کی شہادت سے جو بھیجا جانا پیام اور موجود نہ ہونا اپنا مردوں کی مجلس میں ظاہر کرتی ہے واضح ہے کہ عدوس معاہدہ کے عمل میں  
ایکے واسطے مجلس گورہ میں نہیں الی علاوہ ایکے ایسا دستور ہی نہیں ہے کہ یہ تیس ہر سکتا ہے کہ عورت مذکورہ مکان مجلس عقد کے دروازے  
گئی اور وہاں اس نے گفتگو سنی ہو چنانچہ وہ سپر گواہ کی شہادت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ خود عورت نے یہ اقرار نہیں کیا  
لہذا مجرد فرض کر لینا اسکا شہادت یکے لیے کافی نہیں ہے علاوہ ایکے یہ عورت عدہ بیگم کے وارثوں سے ہے اور یہ بیان اسکا کہ اسکو  
مایداد میں حصہ پانچا استحقاق نہیں ہے دو صورت ایکے دو عیدار ہونیکے زمانہ آئندہ میں حق وراثت زائل نہیں کرنا کیونکہ ایسے بیان سے

شہادت ایک  
وارث کی نسبت  
دوسرے وارث  
کے  
شہادت

استحقاق دوسرے شخص کا ایکے حصہ کی نسبت قائم نہیں ہوتا اور اسپر شرعاً دست برداری کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور اگر ہوتا تو یہی مان  
تائید دست بردار کے نہایت اختلاف رائے واقع ہے اور شہادت ایک اور عورت کی کہ وہ بھی گواہ ہے شہادت سے علاوہ ایکے بہ افوار  
اسکا کہ وہ عدہ بی بی کی کنیز ہے اسکی شہادت کو غیر مؤثر کرنا ہے + اور اگرچہ ایک اور مرد اور عورت مجلس عقد میں موجود نہ تھے لیکن  
شہادت اولی اس امر میں کہ اوہنوں نے مقرر ہوا مقدار دین ہر کا مجلس عقد کے ایک مقام متصل سے سنا ہے مگر مقدار مذکورہ انکی تعداد  
ہمیشہ شرع سے کم ہے اور واضح ہو کہ دست آویز ہر جو عدویا بیہ بیان تحریر ہو ایکے بجانب غلام حسین کے پیش کی ہے گواہوں نے جو بی  
نابت ہے اور طرف سانی کو بی اس سے انکار نہیں ہے اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ ہر شرعاً ہر مثل سے زائد ہے تو یہی معاہدہ ہر تسلیم ہے

+ اصول و عادی وغیرہ دفعہ ۱۱ +

+ اصول و عادی وغیرہ دفتار ۱۰ و ۹ +

اور فی الحقیقت بعض گواہوں کے بیان سے ثابت ہوا ہے کہ اس خاندان کی اور دختروں کو ایک لاکھ دو سو سے زیادہ مہر ملتا رہا ہے اور شہادت و بارہ اقرار علامتین گو بنا تہ قطعی نہیں ہے مگر اس سے ثبوت حاصل ہے اور جن کا ثبوت نہ ہو گا میں نتیجہ یہ ہے کہ دین مہر کی مقدار گواہان موجودہ مجلس عقد سے حسب راجح شرع ثابت نہیں ہے لیکن آویز مہر صحیح و جائز باقی گئی اور اسکی نسبت جو گواہ گذریے ہیں انکی شہادت قابل اعتراض نہیں ہے اس سبب آویز کے ذریعہ سے عدہ بی بی کے وارث مستحق بنائے اسکے دین مہر کے منجملہ ترکہ اسکے شوہر متوفی کے مہر میں اور منجملہ کل دین مہر یعنی ۷ ہزار روپیہ کے ۸ ہزار ۵۰ روپیہ بابت حصہ اس شوہر کے وضع ہوگا اور قائم بی بی نصف یعنی ۳ ہزار ۵۰ روپیہ باقی اور بیوہ کے مہر یعنی ۷ ہزار ۵۰ روپیہ سے ہر واحد کو ۳ ہزار ۵۰ روپیہ ملے گا۔

استحقاق دختر کا  
مقابلہ شوہر اور  
بیانی اور تہن  
کے

مقدمہ

اس ایک شخص نے تین زوجہ چھوڑ کر وفات پائی بڑی زوجہ سے ایک دختر تھی کہ وہ رو بہ رو اپنے والدین کے دو بیٹے اور چار دختر چھوڑ کر گئی اور بڑی زوجہ ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہی اور چند سال بعد وفات شوہر ملا وصول کر لیا اپنے دین مہر کے ثبوت ہوئی۔ دوسری زوجہ سے بھی ایک دختر تھی چنانچہ وہ ہنوز زندہ ہے اور اس مقدمہ میں جو واسطے حصول جاہد امور و فی کی دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ تیسری زوجہ لا ولد مرگئی مالک متوفی کی بڑی زوجہ کی اولاد میں چھ دختر و پسر موجود ہیں اور ٹرائیٹا جو مقدمہ میں مدعا علیہ سے اپنے جواب میں دعویٰ کی نسبت اول بیوہ عذر کر تے کہ جاہد ادا کی کل آمدنی واسطے ادا دین مہر باقی بڑی زوجہ کے کہ وہ بقدر ۵۰ ہزار روپیہ کے ہے کافی نہیں ہے اور عذر ثانی مدعا علیہ کا یہ ہے کہ اگر زاد ہونا مالیت جاہد ادا کا مقدار مذکور سے تسلیم کیا جاتا تو بیوہ مدعا علیہ اور اسکے بیانی کہ وہ بڑی زوجہ کی دختر کی اولاد سے ہیں بسبب موجود ہنوز دیگر ذوی الفروض یا عصبیات کے علاوہ دین مہر شرط کے ترکہ سے آہٹوان حصہ پانچے مستحق ہیں اور تیسرا عذر مدعا علیہ کا یہ ہے کہ مدعیہ جو اپنے تین مالک متوفی کی دوسری زوجہ کی دختر بیان کرتی ہے وہ فی الواقع اسکی نانی کی کنیز کی دختر ہے اور اسکا نکاح کبھی مدعا علیہ کے نانا کے ساتھ نہیں ہوا اور اس وجہ سے اسکو جاہد ادا سے کچھ حصہ پانچا استحقاق نہیں پہنچا لیکن مدعیہ کو اس اخیر بیان کی صداقت سے انکا وہیہ اور مدعا علیہ نے کچھ ثبوت امر مذکور کا پیش نہیں کیا ہے اور نہ اس نے کوئی دست آویز واسطے ثبوت اسقدر روپیہ کے جسکا وہ مدعیہ کیا جانا بابت دین مہر اپنی نانی کے بیان کر تے ہیں کی ہے اسی صورت میں سوال یہ ہے کہ اگر زن منکو شوہر کے پاس ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک ہی اور اس عرصہ میں با اسکی وفات کے ایک ترکہ سے کوئی ہر وصول نہوا ہوا اور وہ بعد از ان مرحاٹے اتر اسکے ایک لڑکی ہوئی جو جینے اپنی والدین کی حیات میں وفات پائی ہو تو ایسی دختر کی اولاد کو منصب نانی کے دین مہر کے دعویٰ کر لینا شرعاً

پہنچتا ہے یا نہیں۔

دختر کی اولاد اپنی نانی سے نہیں لے سکتی مگر ہر بات پر تادیب امام کی ہے دعویٰ اور جو کچھ تواد نہ گور اسکی وارث ہے اور اسی وجہ سے انکو دین مہر پانچا استحقاق پہنچتا ہے اور تقاری آیام شرعاً مانع دعویٰ نہیں ہے زمانہ حال کے بعض اہل فقہ طحاظ اس امر کے کہ ان دنوں میں اکثر چھوٹے دعویٰ پیش ہو رہے ہیں اور اگر کرتے ہیں کہ جو دعویٰ دین مہر کا بہت

دختر کی اولاد اپنی نانی سے نہیں لے سکتی مگر ہر بات پر تادیب امام کی ہے دعویٰ اور جو کچھ تواد نہ گور اسکی وارث ہے اور اسی وجہ سے انکو دین مہر پانچا استحقاق پہنچتا ہے اور تقاری آیام شرعاً مانع دعویٰ نہیں ہے زمانہ حال کے بعض اہل فقہ طحاظ اس امر کے کہ ان دنوں میں اکثر چھوٹے دعویٰ پیش ہو رہے ہیں اور اگر کرتے ہیں کہ جو دعویٰ دین مہر کا بہت

عزیمہ کا ہوا سکا نام منظور کرنا مناسب ہے چنانچہ بموجب یہ بعض عاملوں کے میعاد سماعت ۱۸۳۲ سال سے اور بمصروف کے مطابق وہ بقدر ایک  
 قرن کے ہے اور بعض عاملوں نے قرن سے مراد ۳۰ برس اور بعض نے ۸۰ برس لی ہے۔ پس اگر ہر مدعوہ ثابت ہو تو تعدادی ایام کا قاعدہ حسب  
 تصریح بالا ہو گا اور اگر مقدار اسکی ثابت نہ ہو تو حسب یہ دو خلفا کے تین اسکا لحاظ ہر مثل دعا علیہ کی نانی اور یہی مدعیہ کی مان کیے ہونا  
 چاہیے +

مقدمہ ۸

۱۔ ایک شخص کسی قدر جاہل کی نسبت بذریعہ ہر مظہرہ اور بعد از ان ایزد وراثت کے دعویہ ہوا پس لحاظ ایسے تناقض کے مطابق  
 دعوی بوجہ مختلف ہونے بیان استحقاق کے لازم آتا ہے یا نہیں +

تو اعدتادی ایام  
 بعض عملی احوال  
 کے جملگی راہ تعلیم  
 کی جاتی ہے۔

دعوی خودی اعدہ  
 کی جانب سے  
 باطلہ خریداری  
 اور یہی از وہی  
 وراثت کے

۲۔ شرع میں کوئی حکم صریح ایسا نہیں ہے جسکی رو سے منظور کرنا دعوی وراثت کا ایسی صورت میں کہ اول بذریعہ ہمد و بزمانہ ما بعد وراثت کے  
 بنا پر پیش کیا جا جائز ہو بلکہ اگر دعوی وراثت کا بابت زمانہ سابق کے ہو تو شرع کی رو سے تناقض لازم آتا ہے چنانچہ ابراہیم شاہی میں مفسر ہے  
 نقل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مکان کی بابت اس بیان کے دعویہ ہوا کہ اس نے اپنے باپ سے خرید کیا تھا اور بعد از ان اسی مکان کی بابت بذریعہ  
 وراثت کے دعویہ ہوا تو اسکا دعوی منظور ہونا چاہیے لیکن اگر اس نے پہلے دعوی اپنا مکان کی نسبت بذریعہ وراثت کے پیش کیا ہوا اور بعد  
 از رو سے استحقاق خریداری کے تو ایسا دعوی منظور نہیں ہو سکتا کیونکہ بیان دعوی سے تناقض لازم آتا ہے۔ وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے  
 کہ استحقاق وراثت نسبت اس شخص کے جو متوفی کی ملک سے اسکی وفات کے وقت نہ تھی قائم نہیں ہو سکتا پس دعوی وراثت کے لیے حاصل  
 ہونا استحقاق ملکیت کا وقت وفات کے لازم ہے لیکن چونکہ دعوی خریداری کی بنا پر پیش ہوا ہے لہذا حاصل ہونا حق ملکیت کا قبل وفات کے  
 سابق کے لازم آتا ہے حالانکہ اس صورت میں تناقض صریح واقع ہے اور یہ صورت مجتہدین سے کہ دعویہ اپنے اول متعلق ہونا جاہل اد کا دوسرے  
 شخص سے اور بعد از ان لینا اسکا تسلیم کیا پس جو دعوی خریداری کی بنا پر ہوا پیش ہونے دعوی وراثت بجانب ہی شخص کے مستوجب نہیں ہو سکتا  
 لیکن جب دعوی خریداری کا قبل دعوی وراثت کے کیا جاتا ہے تو اسکی نسبت یہ صورت صادق نہیں آسکتی کیونکہ جب کسی شخص کی نسبت استحقاق  
 بذریعہ خریداری کے پیش کیا جاتا ہے تو حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا دعویہ اسکی نسبت قبل وفات مالک سابق کے تسلیم کیا جاتا ہے اور استحقاق  
 وراثت جو اسکی جانب سے پیش ہوا ہے وہ بابت جاہل و متوفی کے ہے اور اس صورت میں ایسا تناقض جس سے دعوی نامقبول ہو سکتا  
 لازم نہیں آتا چنانچہ ابراہیم شاہی میں لکھا ہے کہ تناقض کی وجہ سے دعوی صرف اسی صورت میں ناقابل منظوری ہوتا ہے جب  
 استحقاق سلسلہ کسی اور شخص کا رد و باطل ہونا ہو علیٰ ذہ القیاس فصول ثلاثہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ فلان جاہل اد فلان  
 شخص کی ملک سے ہے اور بعد از ان خود اسکا دعویہ باطل ہوا اپنی مالکیت کے ہو تو دعوی اسکا ناقابل منظوری ہے کہ سوسیلہ کے استحقاق  
 سلسلہ دوسرے شخص کا باطل ہوتا ہے اور یہی صورت لامحالہ اس دعوی کی نسبت صادق آتی ہے جو پہلی وراثت اور بعدہ خریداری  
 بنا پر پیش ہوا اسی نوع میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قبضہ میں کچھ جاہل اد ہوا ایسے الفاظ کہے کہ یہ جاہل اد میری نہیں ہے  
 یا جھگڑا کی نسبت کچھ حق و استحقاق نہیں ہوتا اور یہ الفاظ ایسے وقت میں کہے جائیں جب جاہل اد مذکور کی نسبت بظاہر کوئی

اور شخص دعویٰ در نہ ہو۔ اور جب دعویٰ کی بابت پیش ہو تو شخص داخل اصل مالکے مستحق ہونا چاہتا ہے کہ یہ تو یہی باوجود کیے جائیں  
 ایسے الفاظ کے دعویٰ اسکا واجب و جائز ہے کیونکہ ایسے الفاظ کے استعمال سے تسلیم کرنا استحقاق مالکیت کا نسبت کسی شخص خاص کے نام  
 نہیں آتا اور تناقض کی وجہ سے دعویٰ ہر من اسی صورت میں ناقابل منظوری ہو لیتے ہیں دعویٰ باجہ استحقاق سلسلہ کسی شخص کا رد و باطل  
 ہوتا ہے اسی قاعدہ کی رو سے دعویٰ وراثت کا جو زمانہ ناہید کیا گیا ہے وہ سب شخص کے استحقاق سلسلہ کو کا عدم نہیں کر سکتا کس واسطے کہ  
 خریداری کے دعویٰ سے اقرار حاصل ہونے استحقاق کا نسبت کسی شخص کے لازم نہیں آتا علاوہ اسکے ماہین اس دعویٰ وراثت کے جو خریداری کے  
 بعد پیش ہو اور اس دعویٰ وراثت کے جو یہ ہے بعد رجوع ہو اور ماہین اس دعویٰ کے جو خریداری کے ذریعہ سے بعد دعویٰ وراثت اور  
 اس دعویٰ کے جو بعد دعویٰ وراثت کے کیا جائے کچھ فرق نہیں ہے اور دعویٰ یہ با دعویٰ خریداری سے استحقاق مالکیت کا نسبت کسی اور  
 شخص کے قائم نہیں ہوتا کیونکہ اگر استحقاق مذکور تسلیم کیا جائے تو یہی وہ بذریعہ دعویٰ وراثت کے جو زمانہ ناہید پیش کیا گیا ہو باطل ہو جائے  
 لیکن اگر صورت معکوس ہو تو تسلیم استحقاق لازم آتا ہے کیونکہ وراثت کے دعویٰ کی رو سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مالک سابق کو تاریخ وفات تک  
 حق مالکیت حاصل تھا اور بعد تسلیم ہر جائیداد اس استحقاق کے جو دعویٰ یہ یا خریداری بنظر ارجاع وراثت کے پیش کیا جا تو اس سے تناقض  
 ہوتا ہے اور یہ اختیار لازم آتی ہے پس مقدمہ میں دعویٰ تسلیم ہونا چاہیے اور بلا لحاظ تناقض کے تصدیق اسکا موجب رویداد کے خلاف  
 مسینہ یعنی از روئے وجہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے چنانچہ ایشاہ و نظائر میں لکھا ہے کہ حاکم کا فیصلہ از روئے وجہ ثبوت یا انکار

دعویٰ جو یہ ہے  
 یہ اور وراثت  
 کے پیش ہے  
 فیصلہ اس امر  
 کے ہر گاہ

مقدمہ ۹

یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے ۴۰

س۔ دعویٰ اور مدعا علیہم کے باہم تنازع واقع سے یعنی مدعی چہ کانون کی بابت جو مدعا علیہم مقصد میں ہوں باظہار ہونے اپنی جاہد اور مدعی کے  
 دعویدار سے چنانچہ مدعا علیہم کو اس امر سے اقرار ہے مگر عذر انکا یہ ہے کہ مدعی کے مورث نے ہمارے مورث کے ہاتھ یہ مکانات بوجہ ۷ سو  
 ۵ روپیہ کے رہیں گئے تھے اور نامبرگان مظہر میں کہ اگر ہر پاس میں نامہ موجود نہیں ہے لیکن یہ ہمارے مورث کے ہی کہا تہہ میں لکھا ہے  
 یہ مدعی کا جواب ہے کہ میں نے اپنے مان یعنی راہنہ مکانات اور یہی اپنے اور رشتہ داروں سے یہ سنا تھا کہ زرہ میں ہر من بقدر ۴ سو ۶ روپیہ  
 کے تھا فریقین اپنے اپنے بیانات کی صداقت نسبت مقدار زرہ میں کی وجہ ثبوت سے ثابت نہیں کر سکتے ایسی صورت میں کس فریق کا اظہار قابل  
 اعتبار ہے مدعا علیہم کا یہی کہا تہہ بغیر کسی اور ثبوت کے بطور شہادت قابل منظوری ہے یا انھنکا کہ رہن در صورت ادا ہونے اصل زرہ  
 مقدار مظہر مدعی کے عمل میں آسکتا ہے اور سچ فریقین کے کس فریق سے حلف کیا جا +

ج۔ مدعا علیہم تسلیم کرنے میں ہر مکانات ان کے پاس بن میں مدعی کی ملک موروثی میں اور صرف در باب بیان مقدار زرہ میں کے اختلاف واقع ہے  
 یعنی مدعی نو نادر قرضہ کا بقدر ۴ سو ۶ روپیہ کے تسلیم کر کے استدر زرہ زاد سے مکروہ ہے چنانچہ مدعا علیہم کو دعویٰ ہے اور مدعا علیہم کی جگہ  
 سے مقدار زاد مدعوہ کی نسبت کچھ ثبوت نہیں گد زاپے میں مدعی کا بیان بھی مستور ہونا چاہیے کیونکہ سب نسبت مقدار زاد مظہر  
 مدعا علیہم کے انکار سے اور مدعی کو اس امر کا حلف دینا چاہیے اس لیے اپنی مان اور واسطہ داروں سے یہ سنا تھا کہ مکانات بابت قرضہ

تنازع ماہین  
 وہ یوں ہر باب  
 زرہ قرضہ ہے



حساب کی کتابت  
حاکم کی بطور شہادت  
کیے مقبول نہیں  
ہر گناہ

تقداری ۲۶ سو روپیہ کے کفالتا رہن ہو چکے ہیں اور زائد ہونا زرین کا مقدار مظہرہ سے اس کے گیس نہیں سنا ہے کیا تہہ مدعا علیہ کے حساب کی کتابت  
تایید میں کوئی ثبوت نہیں ہے بطور شہادت مقبول نہیں ہو سکتا +

مقدمہ ۱۰

س۔ اگر بعد وفات شوہر کے بیہ ثبات نہ ہو کہ اس نے جن حیات کس نسبت سے زلفہ و سباب اپنی زوجہ کو دیا تو در باب نیت شوہر کے زوجہ کا  
بیان شرعاً قابل اعتبار ہے یا شوہر کے دار فون کا اظہار قابل تریج ہو گا +

تازہ میں زلفہ  
دیگر اس قدر  
کیے جو دراصل  
حاصل ہوئی +  
اختلاف در باب  
حالیہ ہاں ہے  
ہر گناہ کی نسبت

ج۔ اگر مین بیان زوجہ اور دار فون کے اختلاف یا باجائینی وارث کا اظہار ہو نہ ہو کہ اس کے سباب یا تہا اور زوجہ اس کا کو  
پانے سے منکر ہو تو ایسی صورت میں دار فون پر گواہوں کا پیش کرنا واجب ہے اور اگر وہ کچھ ثبوت نہ دے سکتے ہوں تو زوجہ کا اظہار حلفی مستحب تصور کیا گیا ہے  
علیٰ ہذا القیاس اگر اوک کے بیانات میں در باب مالیت سباب موصولہ کے اختلاف ہو مین وارثان مذکور سباب کی ایک مقدار خاص اور زوجہ کو  
اوسکا مقدار نہ کوڑ سے ظاہر کرے تو ہی ہی قاعدہ کی مطابق عمل میں ہونا چاہیے۔ اگر بیانات اوک کسی اور امر کی نسبت مختلف ہوں مین وارث  
بیان کریں کہ شوہر نے زوجہ کو جاہاد بوضو میں ہر کے دی تھی اور زوجہ بیان کرے کہ اسکو بطور بیہ نیت دینے سے معاوضہ کے حاصل ہوئی تو زلفہ  
پیش کرنا گواہوں کا واجب ہے اور اگر وہ شہادت نگذران کیے تو دار فون کا اظہار حلفی قابل اعتبار ہو گا اگر فریقین کا بیان اثاثہ البیت  
کی نسبت مختلف ہو مین بیوہ اپنی ملک سے ہونا اس مال کا بیان کرے اور دار فون کا بیہ اظہار ہو کہ وہ ازان شوہر تہا اور فریقین واسطے ثبوت

استحقاق نسبت  
اثاثہ البیت کے

اپنے بیان کے گواہ نہ گذران سکین تو اس قدر مال جو خاص عورات کے استعمال کے لیے ہوتا ہے بیوہ کو دے دیتا ہے وہ اپنے دعویٰ کی تائید حلف  
کرے سپرد کرنا چاہیے اور جب قدر مال بالعموم قابل استعمال ہو کر ہے اور اسی طرح کے ساتھ دار فون کا حق ہو گا اور مال مشترک کی نسبت علماء کی رائے میں  
کے بقدر اختلاف واقع ہے چنانچہ اگر حیثیت کا توں ہے کہ جو شخص بخلان تنہا کے بھلی ملک سے ہونا مال کا بیان کیا گیا ہو موجود بیوہ کو دے دینے  
کے اسکو پا گیا۔ اور اس قدر مین شخص ہی قائم بیوہ ہے اور جو بیوہ یا محمد کے مال مذکور شوہر کے دار فون کو پہنچا چاہیے اور ابو یوسف  
کی رائے ہے کہ اس قدر مال جو بخلان حیثیت زوجہ کے ایک خاص استعمال میں رہا ہو اسکو ملنا چاہیے اور باقی شوہر کے دار فون کو امدادی حلقہ  
رہا ایک شخص کا بخلان فریق کے کچھ فرق پیدا نہیں کرتا کیونکہ شوہر متوفی کے قائم مقام اسکے وارث میں +

مقدمہ ۱۱

س۔ مدعیہ ۱۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان نامی ایک شخص کے جو اسکا باپ تہا دعویٰ ہے مدعا علیہ جو اب مظہرہ کے مساقہ راجیل  
مدعیہ کی ان اسکا باپ کی حرم اور اوسکی زوجہ مساقہ بڑی بی بی کی گینتھی اور اس کے پل کا کالج بازید خان کے ساتھ گیس نہیں ہوا ایک گناہ  
جو مدعیہ نے پیش کیا ہے وہ قیاساً کالج کا ہونا بیان کرنا ہے ایسی صورت میں دعویٰ وراثت جو مدعیہ نے پیش کیا ہے ثابت ہے یا نہیں اور

+ اصول دعویٰ وغیرہ دفعہ ۲۴۔ اس قدر کہ ہر بخلان ایک صورت کے مدعا علیہ تصور کرنا چاہیے کیونکہ جب قدر روپیہ کا ذرا چاہیے ہوتا  
اس نے تسلیم کیا اس سے زیادہ کی بابت اسپر دعویٰ کیا گیا +  
+ اصول دعویٰ وغیرہ دفعہ ۲۴ مین نیت ۳۰ +

کس نے بتی پر تردید کھاج کا بارتوت شرعاً واجب آئی ہے یعنی مدعیہ پر جو باوصف اظہار حرم سے پنجانب مدعا علیہ کے دعویٰ پر تہمتی شرعاً کی رو سے کھاج ہونا ایسے بل کا جب تک تردید اسکی مدعا علیہ کی جانب سے نہ ہوتی ہوگا +

قاعدہ در صورت کھاج کے +

ج - واضح ہو کہ مدعیہ نے ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان کے مدعا علیہ پر ایسے ترکہ کے واسطے باظہار حق و رانت کے نانش کی پھر مدعا علیہ جو اب میں مطہر ہے کہ سماء را یہ بل مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ سماء بڑی بی بی کی کینز تھی اور اسکیل کا کھاج بازید خان کے ساتھ کہی نہیں ہوا۔ اس جواب سے انکار استحقاق و رانت مدعیہ کا جو متوفی کی دختر ہے لازم آتا ہے اور وجہ اسکی بہ ظاہر کی گئی ہے کہ اسکی مان کا کھاج بازید خان کے ساتھ نہیں ہوا تھا علاوہ اسکے یہہ اصرار کیا گیا ہے کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ کی کینز تھی شرعاً کی رو سے ان جملہ دعویٰ میں جن میں مدعا علیہ دعویٰ سے منکر ہو مدعی پر دعویٰ کا اثبات واجب ہے اور فی الحقیقت مدعا علیہ پر ثابت کرنا عدم جواز و نقص دعویٰ مدعی کا جو مدعا علیہ کے انکار سے بخوبی واضح ہو لازم نہیں ہے الا اس صورت میں

قاعدہ عدالت خاص کی نسبت تمثیل +

کہ مدعا علیہ کا عذر بنظر تردید دعویٰ مدعی کے پیش ہوا اور در صورت ثابت ہونے عذر مذکور کے مدعی کا اصل دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے مگر ملحوظ رہے کہ ایسے عذر سے کسی قدر تسلیم کرنا دعویٰ مدعی کا پایا جاتا ہے ایسی صورت میں مدعا علیہ پر ثابت کرنا اپنے عذر کا ضروری ہے مثلاً زید عمر و پر بابت فرضہ ایک ہزار روپیہ کے نانش کرے اور عمر و بنظر تردید دعویٰ کے ادا کیا جانا زرقرضہ کا ظاہر ہے ایسی حالت میں عمر و پر یہ ثابت کرنا واجب ہے کہ روپیہ ادا ہو گیا اور اگر وہ یہہ امر ثابت کرے تو زید کا دعویٰ بابت زرقرضہ کی ثابت ہوگا کیونکہ عمر و کے عذر سے اصل فرضہ کا اقرار پیدا ہوتا ہے اگر مدعا علیہ کے عذر سے کسی قدر تسلیم کرنا دعویٰ مدعی کا لازم نہ آتا اور مدعا علیہ نے انکار کیا ہوتا

تمثیل + استثنائیت عذرات خاص کے +

تو اور صورت ہوتی مثلاً زید خالد کے بیٹے عمر و پر جو مندرہ کے بطن سے ہے بابت نصف ترکہ خالد کے اس بیان سے دعویٰ ادا ہو کہ وہ عمر و کا برادر علاقائی اور خالد کا بیٹا ایک اور زوجہ یعنی زینب کے بطن سے ہے اور عمر و جو اب میں مطہر ہو کہ زینب زید کی مان اور بکر کی زوجہ تھی اور اسی وجہ سے وہ خالد کی زوجہ نہیں ہو سکتی تھی اور نہ زید خالد کا بیٹا ہو سکتا تھا تو ایسی صورت میں مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ ہونا کھاج کا اب میں زینب و بکر کے ثابت کرے اور اگر وہ ثابت کرے تو دعویٰ ساقط ہو جائیگا اور اگر ثابت کرے تو یہی زید پر ثابت کرنا اس امر کا لا بد ہوگا کہ اسکی مان کا کھاج خالد کے ساتھ ہوا یا وہ ہونا اپنا خالد کی اولاد سے کسی اور طور پر ثابت کرے ورنہ مستحق نصف ترکہ کا

نہوگا اسخدا خاص میں مدعا علیہ مطہر ہے کہ مدعیہ کی مان کا کھاج بازید خان کے ساتھ نہیں ہوا اور بیان کرتا ہے کہ اسکی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ کی کینز تھی پس اس جواب سے دعویٰ مدعیہ کی نسبت انکار قطعی لازم آتا ہے اگر مدعا علیہ کو منظور ہو تو ایسے اختیار ہے کہ اسکی ثبوت اس امر کے کہ مدعیہ کی مان زوجہ بازید خان کی کینز تھی شرعاً کی تہمتی شہادت پیش کرے اور اگر وہ اس امر کو ثابت کرے تو مدعیہ کا دعویٰ ساقط ہوگا لیکن اگر وہ ثابت کرے کہ باذہ پیش کرنا ثبوت کا قطعی منظر کرے تو یہی مدعیہ پر ثابت کرنا اس امر کا واجب ہے کہ اسکی مان کا کھاج ہوا تھا یا مدعیہ ہونا اپنا اولاد بازید خان سے کسی اور طریق سے ثابت کرے ورنہ ہوتی وراثت نہوگی جو گواہ کا کھاج ہونا اور مدعیہ کا قیاس بیان کرتا ہے اسکو اقرار ہے کہ رسم کھاج ایک سالینے ادا نہیں ہوئی اور اسنے تسلیم کرنا کھاج کا بازید خان سے کہی نہیں

شہادت قیاسی

سننا علاوہ اسکے گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ میرا قیاس اس امر پر نہیں ہے کہ حافظ رحمت روہیلہ کے حکومت عہد میں زنا قطعی ممنوع تھا اور

اس سے وہ بہتر نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ تعلق بازید خان کا مادر عدیہ کے ساتھ بذریعہ نکاح کیس ہوا ہوگا لیکن ایسی شہادت قیاسی شرعیہ قابل  
مشطوری نہیں ہے کیونکہ یہہ ضروری ہے کہ گواہ کو یقین و اثن ہو۔ مدعا علیہ تسلیم کیا ہے کہ مدعی کی مان بازید خان کی حرم تھی مگر حرم  
ان پر ازید متعلق کی لیاؤ کیا جاتی ہے تو لفظ حرم کے استعمال سے ثبوت مؤد نکاح حاصل نہیں ہوتا اگرچہ موجب تول بعض علماء کے لفظ حرم  
ان کو محصور مراد ہے لیکن روزمرہ میں اس سے کثیر زیادہ عموماً سمجھی جاتی ہے جو کسی شخص کے ساتھ بحالت ہونے یا ہونے نکاح کے سکونت پذیر ہونے  
پر وہ نشین ہوتی ہے پس چونکہ مدعا علیہ صاف بیان کیا ہے کہ مدعیہ کی مان غیر محصور تھی لہذا لفظ حرم مستعملہ مدعا علیہ سے صرف زن  
مراد لینی چاہیے پس جب اس طرح کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی گذریے تو اس سے احتمال اس امر کا نہیں ہوتا کہ  
مادر عدیہ کا نکاح بازید خان کے ساتھ ہوا + مقدمہ ۱۲

س۔ ایک شخص نے ایک عورت پر واسطے کیس قدر جاہل اور ایک اس بیان سے نالش کی کہ جس شخص کو عورت مذکور اپنا باپ بیان کرتی ہے وہی اس شخص  
وہ اسکی بیٹی نہیں ہے بلکہ جاہل اور اناست محکوم وراثتاً استحقاق پہنچتا ہے چنانچہ مدعا علیہ کے حق میں ڈگری صادر ہوئی لہذا مدعی نے فیصلہ کی اور اس  
سے اپیل دائر کیا ہے اور چونکہ مدعا علیہ دوران نالش میں فوت ہوئی لہذا مدعی اپنے عذر سابقہ سے معذور ہو کر مٹھ رہا ہے کہ وہ فی حقیقت  
اسی شخص کی بیٹی تھی جسکو اس نے اپنا باپ ظاہر کیا اور مجھکو بذریعہ رشتہ دار ہونے شخص مذکور کے متوفیہ کی جاہل اور بطور وارث جائز تھا بعض  
ہو سکا استحقاق پہنچتا ہے اگرچہ ہلا بیان مدعی کا واقعی تصور کیا جائے تو یہی بوجہ اس کے کہ وہ پہلے مرتبہ منکر ہو چکا ہے اسکو اس بیان مستفید ہو سکا  
منصف یا نہیں +

۱۔ یہ فتویٰ محمود زید اور حمید اللہ عدالت کے مفتیوں نے دیا تھا اور اسی کے مطابق فیصلہ صادر ہوا لیکن مولوی امان اللہ نے جو اس وقت  
کی جگہ قاضی القضاات تھا اس مضمون سے فتویٰ دیا کہ چونکہ ہونا نکاح کا ثابت ہے لہذا مدعیہ مستحق وراثت ہے ہر چند اس کے یہ دعوات  
اور ذی علی ظاہر ہے لیکن وہ کا حقہ مطابق مقدمہ کے ہونی پس تحریر کرنا ایک صحیح ترجمہ کا ضرور نہیں ہے۔ مولوی امان اللہ نے تحریر  
کیا کہ اثبات نکاح کے واسطے پیش ہونا ثبوت مؤدہ یا شوہر کا ایجاب ضروری ہے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی سے ثبوت اسکا نہیں ہو سکتا لیکن  
ساتھ ہی اس کے انہوں نے اس امر پر اصرار کیا کہ جب مدعا علیہ نے یہ تسلیم کیا کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم تھی تو اس سے دعویٰ مدعیہ کا ثابت  
ہو گیا اور مولوی موصوف نے چند نہایت معتبر نسخوں کا حوالہ دیا ہے تاہم اس امر کے وہ ایسے کہ لفظ حرم کے زن کو محصور پر وہ نشین مراد لیکن  
واضح ہو کہ مقدمہ میں لفظ حرم کے اصل مقصود و معنی کی تفسیر برعکس میں مطہرہ مدعا علیہ کے منظر نہ تھی علاوہ ایک مولوی موصوف نے یہ حجت  
تخریری کی کہ عرصہ تک ہجرت نہ ہانوں و مرد کا بادی النظر میں ثبوت نکاح ہے اور نیز ثبوت کے قائم کرنا اشتباہ و ناگانا نسبت مسلمان کے بہادر قیاس  
سے نہایت بعید ہے داخل گناہ ہے اور جب دو صورتیں فرض کی جائیں تو منتخب کرنا اس صورت کا چاہیے جو زیادہ تر قابل یقین ہو لیکن مدعیہ  
کہ مقدمہ میں یہ حجت نہ تھی کہ ثبوت نکاح کے واسطے کس درجہ کی شہادت درکار ہے بلکہ حجت بہتر تھی کہ مدعیہ کو واسطے ثابت کرنے اپنے دعویٰ کا  
کس درجہ کی شہادت کا پیش کرنا ضرور تھا کیونکہ قاعدہ کلیہ بشرح کا یہ ہے کہ بعد انکار مدعا علیہ کے مدعی اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرے اگر بہتر  
بظہر منسوخ نکاح مطہرہ کے ازہوئی ہوتی تو فی الواقع نکاح ہو سکا احتمال ہوتا اور مستحکم اسکا شہادت سمی دوران ثبوت نہ تھا حجت و ثبوت

دعوی درجہ کا  
جوابیہ برخط  
میں ہو چکے جو  
ہے دعویہ اس  
پیشہ نظر رکھا

ج۔ واضح ہوتا ہے کہ مدعی نے جین جات اس عورت کے جسکی جائیداد کی بابت وہ دعویہ کیا ہے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس شخص کی بیٹی نہیں ہے جسکو اس نے اپنا باپ ظاہر کیا تھا اور اب بعد وفات عورت مذکورہ کے مدعی اسکے ترکہ کی بابت ملحوظ واسطہ داری اوس شخص کے پاس ہے اور عورت مذکورہ کے اوس شخص نے ہونا کسی واسطہ کا بیان کیا تھا دعویہ اس پر جس دعویہ جائیداد کا فی الحقیقت تجدید تسلیم واسطہ ہے اس کے لیے اور جوہم تناقض کے شرعاً قابل منظوری نہیں ہے ہنرمی سے ہنرمی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر وجہ معاش کا دعویہ ظاہر کیا ہے اور اس کے پیش کیا لیکن شخص پر دعویہ تھا وہ واسطہ داری سے منکر ہوا بعد ازاں مدعی نے وفات پائی اور مدعا علیہ اسکے ترکہ کی بابت باظہار اس امر کے کہ متوفی اسکا بیٹا تھا دعویہ اسکا دعویہ تسلیم ہو سکتا کیونکہ یہ امر شرعاً بمنزلہ تسلیم واسطہ داری کی نہیں ہے کیونکہ تسلیم واسطہ داری کے لیے مثبت ہونا ناقض سے ضروری ہے اور یہ دعویہ فی الحقیقت بابت جائیداد کے ہے۔ علاوہ اسکے مدعی نے اس صورت خاص میں یواں انکار اس واسطہ داری کے جسکی بنا پر متوفیہ دعویہ اس پر ہی بیان کیا کہ وہ کسی شخص کی بیٹی تھی اور بہ ثبوت اس بیان کے اس نے شہادت ہی پیش کی پائی اور شخص مقررہ واجبات میں سے کیونکہ اگر متوفیہ کے اپنے بیان کے ہونا کہ وہ کسی اور شخص کے صلب سے تھی تو ایسا اثر اس شخص مذکور کی نسبت واجب التعمیل ہوتا اور شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی نسبت باظہار اسکا دختر ہونیکے دعویہ کرنا اختیار باقی نہ رہتا اور چونکہ مدعی نے عدالت ماتحت میں یہ بیان کیا تھا کہ جس شخص کی عورت مذکورہ اپنے تئیں بیٹی ظاہر کرتی ہے وہ لاد لہ تھا اور یہم جائیداد عورت مذکورہ کو عصباً حاصل ہوئی لہذا مدعی کو بطور وارث جائز متوفیہ کے اب

دعویہ اس پر جسکا منصب نہیں بنتا + ۶ مقدمہ ۱۳

س۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت کے ساتھ ہوا اور اس امر کی تائید میں ثبوت ہی پیش ہو گیا ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کا یہاں لہنا ہے کہ ہم مجلس عقد میں نکاح کے وقت موجود تھے ایک اور مرد اور عورت کا یہ بیان ہے کہ ہم نے اس شخص کو جسکا شوہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے نکاح کی نسبت اقرار کیا ہے اور ایک اور شخص نے اس شہادت کرنا ہے کہ زن و مرد جسکا نکاح ہونا بیان کیا گیا ہے مثل زوجہ و شوہر چنانچہ ہے پس یہ شہادت واسطے اثبات نکاح کے شرعاً کافی ہے یا نہیں۔

ج۔ یہ شہادت واسطے ثبوت آدا کے رسم نکاح کے شرعاً کافی نہیں ہے کیونکہ مختلف گواہ مختلف امور بیان کرتے ہیں اور کوئی امر خاص بہ ثبوت آدا ہونے رسم مذکور کے گواہان تہا زمینہ سے بالاتفاق ثابت نہیں ہے + ۶

شہادت نکاح کی توفیق +

دغیرہ سے ہوتا ہے۔ اصول و نادوی وغیرہ دفعہ ۲۱ +

+ اصول عاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ +

+ یہ امر صرف سند شہادت سے متعلق ہے گواہوں کا اظہار واسطے ثبوت طریق نکاح کے بلا شک ثبوت کافی تصور کیا جاتا اور اسکے ذریعہ سے جملہ حقوق متعلقہ نکاح حاصل ہوتے لیکن گواہوں کا ثبوت تو یہ کہ اسقدر شرعاً کافی ہے شہادت سے باعتبار کمال حاصل ہوا لیکن باوجود اس کے بھی وہ شہادت واسطے ثبوت صرف ایک امر خاص وقوع نکاح کے کافی تصور نہ کی گئی اور اصول و نظائر متعلقہ نکاح سے واضح ہو گا کہ جو قبیر اس جگہ قائم کی گئی ہے تائید اسکی جس مسائل نکاح سے ہوتی ہے +

مقدمہ ۱۴

نہیں۔ ایک مقدمہ اپیلانٹ بحالت وارڈ رہنے اور ترقی یافتہ نصاب کے لئے مقدمہ کی سرگیاں کے لئے مقدمہ کا مفصلہ مقابلہ ایک وارڈ ٹون کے ہونا چاہیے یا نہیں اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت ہو تو اپیلانٹ کے وارڈ بابت ایفاد و عوی کی ذمہ داریوں یا نہیں یا رسپانڈنٹ پر وارڈ کرنا نالاش جدید کا اپیلانٹ کے وارڈ ٹون پر لازم ہوگا۔

اگر ایک فرد نے قبل مفصلہ مقدمہ کے وفات پائی ہو تو بلا سزا کارروائی عدلیہ کے مقدمہ کے مقابلہ ایسے وارڈ ٹون کے تجویز ہو سکتا ہے

ج۔ مقدمہ مقابلہ اپیلانٹ کے وارڈ ٹون کے لئے ایک قائم مقامان جائز میں تجویز ہونا چاہئے اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت اور نالاش بابت کسی خاصہ کے لئے ہو تو وہ رسپانڈنٹ کو ولادی جا یا اگر عوی زلف کا ہو تو وہ اپیلانٹ کے لئے وصول کر دیا جاوے اور اپیلانٹ کے وارڈ ٹون پر وارڈ کرنا نالاش جدید کا ضرور نہیں ہے۔

مقدمہ ۱۵

س۔ ایک عورت نے پردہ کے چھپے میں کرنا اپنا اتہ پردہ سے باہر نکالا اور بیعت کو اہون کے ایک دست آویز پر دستخط کر کے یہ کہا کہ میں نے یہ دست آویز اپنے شوہر کے نام تحریر کی اور گواہ وقت طلب ہو واسطے ثبوت دست آویز کے منظر ہوئے کہ میں نے دست آویز پر سہا کے لئے تصدیق ثبت کی تھی اور ہم سہا کو بوجہ اس کے پردہ نشین ہونے صورت سے نہیں چھپتے بلکہ اسکی آواز سے ہی گاہ نہیں ہر ایسی صورت میں ایسے گواہوں کی شہادت منظر ثبوت اس امر کے کہ جس عورت نے دست آویز پر دستخط کیے وہ فی الواقع شخص کو کسی زونہ کی شہادت کا کافی ہے یا نہیں۔

منظر شہادت عورت پردہ نشین کے ہونے کے لئے اس کو اہون کے ہونے کے لئے دستخط کر کے ہونے کے لئے ہونا چاہئے

ج۔ ۱۔ اگر خجل گواہوں کے کسی گواہ نے عورت کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو اور غیر گواہوں کو گواہ مذکور کی تصدیق پر بالائے اتفاق الطینان ہو کہ عورت مذکورہ فی الحقیقت اس شخص کی زوجہ ہے جیسے نام دست آویز تحریر ہوئی تو انکی شہادت واسطے ثبوت شہادت عورت کے کافی ہوگی۔ لیکن اگر ایک گواہ نے ہی اسے نہ دیکھا ہو تو صرف اسکی آواز کے سنیے سے شہادت کافی نہ سمجھی جا سکتی۔

س۔ ۲۔ اگر یہ فرض کیا جاوے کہ اس عورت پردہ نشین کو جس نے اپنے دستخط دست آویز پر ثبت کیے صرف ایک عورت نے دیکھا تھا اور بغیر گواہوں کے ایک بیان پراعتبار ہوا تو شہادت انکی ایسی صورت میں کافی ہوگی یا نہیں۔

یہ فرض ہے کہ گواہ مذکور ہے

ج۔ ۲۔ اگر مذکورہ بالا ان شخصوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہو سکتا جنہوں نے زونہ پردہ نشین کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا بلکہ اس عورت کے بیان پراعتبار کیا جس نے اسکو دیکھا تھا لیکن اگر گواہوں میں سے یہ عورت کے کسی پردہ نشین کو دیکھا ہوا تو شہادت سیدہ وغیرہ گواہوں کی کافی ہوتی ہے۔

۲۰ موصول عادی وغیرہ دفعہ ۹

مت بلخیر

۶

ضمیمہ وراثت		نمبر	فزیقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
نمبر	فزیقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ	نمبر	فزیقین کے نام
۱	شاہ اکبر مجلس بنام منیب الحق	عدالت پانچ	۲۲ اگست ۱۸۷۲	۲۳	محمد حسین الدنجان
۲	سماۃ بی بی کانو بنام علی شاہ	ضلع بکدہ	۲۰ جولائی ۱۸۷۲	۲۴	شیخ فصیح اللہ بنام منور علی وغیرہ
۳	سماۃ ناسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱ جولائی ۱۸۷۲	۲۵	چرو وغیرہ بنام پانچو وغیرہ
۴	بجو وغیرہ بنام سماۃ الہی گیم	ضلع بریلی	۵ ستمبر ۱۸۷۲	۲۶	مرزا شمس الدین وغیرہ بنام سماۃ رجو وغیرہ
۵	وجہہ الشاہم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر ۱۸۷۲	۲۷	مترجم بی بی وغیرہ بنام برکت اللہ وغیرہ ضلع بردوان
۶	بستی خان مجلس بنام مینا بی بی	ضلع ہوگی	۷ مارچ ۱۸۷۳	۲۸	شیخ احمد بنام مناجان وغیرہ ضلع چنگان
۷	شاہ ابادی بنام شاہ علی نقی	صدر دیوانی عدالت	۲۴ جولائی ۱۸۷۳	۲۹	مرزا صدر الدین بنام میر شاہ علی ضلع شاہ آباد
۸	.. ..	عدالت اپیل	۱۳ اگست ۱۸۷۳	۳۰	وجہہ الشاہم وغیرہ بنام مرزا حسین علی صدر دیوانی عدالت
۹	سماۃ بی بی بنام روشن	شہر بنارس	۵ جنوری ۱۸۷۳	۳۱	مصطفیٰ اللہ بنام محمد قاتل وغیرہ ضلع ندیا
۱۰	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ ستمبر ۱۸۷۳	۳۲	شیخ جیتو بنام شیخ جلد شہر ڈاکہ
۱۱	بی بی جان بی بی بنام فقیر خان وغیرہ	عدالت اپیل	۱۱ مئی ۱۸۷۳	۳۳	.. .. شہر چنگان
۱۲	منور الشاہ وغیرہ بنام زمان وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ نومبر ۱۸۷۳	۳۴	سماۃ رحیم بنام سماۃ نوزن وغیرہ شہر شاہ آباد
۱۳	سماۃ شرف الشاہ بنام امام خانم	شہر شاہ آباد	۱۶ اپریل ۱۸۷۳	۳۵	حسرت اللہ خان بنام سید ترضی خان ضلع چوسین گنہ
۱۴	سماۃ بیکن مجلس بنام پیر حفیظ وغیرہ	عدالت اپیل	۲۹ جولائی ۱۸۷۳	۳۶	نظام الدین بنام سماۃ عزت وغیرہ عدالت اپیل
۱۵	سماۃ مسنی بنام ظاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۷۳	۳۷	.. .. ضلع چنگان
۱۶	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل ۱۸۷۳	۳۸	سماۃ چاند بی بی بنام محمد تقی صدر دیوانی عدالت
۱۷	داجہ شاہ وغیرہ بنام امام خان وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲۰ جولائی ۱۸۷۳	۳۹	محمد حافظ بنام محمد نواز ضلع مین سنگہ
۱۸	سماۃ جوہر بنام مہر علی	عدالت اپیل	۱۶ ستمبر ۱۸۷۳	۴۰	زان بی بی وغیرہ بنام رمضان علی وغیرہ ضلع باقر گنج
۱۹	سماۃ مسنی بنام ظاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۷۳	۴۱	سماۃ عقیدہ خانم بنام مرزا جوبو شہر ڈاکہ
۲۰	فرزد علی بنام مرزا اسحاق حسین	ضلع سارن	۲۱ ستمبر ۱۸۷۳	۴۲	احمد اللہ بنام در علی وغیرہ ضلع ہوگی
۲۱	.. ..	ضلع چوسین گنہ	۹ فروری ۱۸۷۳	۴۳	.. .. ضلع ہوگی
۲۲	ظہور الشاہ وغیرہ بنام مہدی علی خان	عدالت اپیل	۱۵ اپریل ۱۸۷۳	۴۴	محمد زمان بنام دربار علی شاہی ضلع مین سنگہ
۲۳	محمد حسین الدنجان بنام	.. ..	.. ..	۴۵	چرو داس بنام روشن شہر بنارس

نمبر	فزیقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ	نمبر	فزیقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۶۹	سہ سہ حیاتی نام بنام کھنڈم ووزا	صدر درویشی عدالت	۱۸۱۸ ۲۷ مارچ	۶۹	سہ سہ حیاتی نام بنام کھنڈم ووزا	صدر درویشی عدالت	۱۸۱۸ ۲۷ مارچ
۷۰	شریفانہ بنام حجر السنا وغیرہ	ایضاً	۱۸۲۲ ۱۴ نومبر	۷۰	شریفانہ بنام حجر السنا وغیرہ	ایضاً	۱۸۲۲ ۱۴ نومبر
۷۱	کالیخان بنام سہ سہ دکو بی بی	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۱۹ مارچ	۷۱	کالیخان بنام سہ سہ دکو بی بی	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۱۹ مارچ
۷۲	گھڑاری وغیرہ بنام لال جی مل	ضلع مراد آباد	۱۸۱۶ ۱۷ مارچ	۷۲	گھڑاری وغیرہ بنام لال جی مل	ضلع مراد آباد	۱۸۱۶ ۱۷ مارچ
۷۳	کرامت خان وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۱۸۲۱ ۲۶ نومبر	۷۳	کرامت خان وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۱۸۲۱ ۲۶ نومبر
۷۴	سہ سہ زمین بنام سہ سہ نورن وغیرہ	شہر رند آباد	۱۸۱۳ ۲۱ جولائی	۷۴	سہ سہ زمین بنام سہ سہ نورن وغیرہ	شہر رند آباد	۱۸۱۳ ۲۱ جولائی
۷۵	سہ سہ پنجابی بی بی بنام سہ سہ عیوض وغیرہ	ضلع جہور	۱۸۱۶ ۱۱ مارچ	۷۵	سہ سہ پنجابی بی بی بنام سہ سہ عیوض وغیرہ	ضلع جہور	۱۸۱۶ ۱۱ مارچ
۷۶	لان بی بی بنام کبیرن	شہر پٹنہ	۱۸۱۵ ۱۵ دسمبر	۷۶	لان بی بی بنام کبیرن	شہر پٹنہ	۱۸۱۵ ۱۵ دسمبر
۷۷	سرخ نام و عصمت بنام مرزا اسد علی وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۱۵ جون	۷۷	سرخ نام و عصمت بنام مرزا اسد علی وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۱۵ جون
۷۸	سہ سہ امینا بی بی بنام سہ سہ گلبدن	شہر داکہ	۱۸۱۵ ۲۵ مارچ	۷۸	سہ سہ امینا بی بی بنام سہ سہ گلبدن	شہر داکہ	۱۸۱۵ ۲۵ مارچ
۷۹	سہ سہ بہکین مجلس بنام للوورت لام	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۲۳ مارچ	۷۹	سہ سہ بہکین مجلس بنام للوورت لام	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۲۳ مارچ
۸۰	عمر دراز بنام فرمان بی بی	ضلع باتر گنج	۱۸۱۶ ۱۰ مئی	۸۰	عمر دراز بنام فرمان بی بی	ضلع باتر گنج	۱۸۱۶ ۱۰ مئی
۸۱	رضوان علی بنام محمد زمان وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۲۶ مارچ	۸۱	رضوان علی بنام محمد زمان وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۲۶ مارچ
۸۲	سہ سہ وہیمان بنام سہ سہ ملکی	شہر بنارس	۱۸۱۵ ۲۱ جون	۸۲	سہ سہ وہیمان بنام سہ سہ ملکی	شہر بنارس	۱۸۱۵ ۲۱ جون
۸۳	کیا بی بی بنام متھالبدین وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۳ ۷ فروری	۸۳	کیا بی بی بنام متھالبدین وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۳ ۷ فروری
۸۴	جمیل النساء بنام محفوظ علی وغیرہ	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۳ ۱۹ اگست	۸۴	جمیل النساء بنام محفوظ علی وغیرہ	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۳ ۱۹ اگست
۸۵	محمد دائق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ	ضلع باتر گنج	۱۸۱۷ ۱۳ فروری	۸۵	محمد دائق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ	ضلع باتر گنج	۱۸۱۷ ۱۳ فروری
۸۶	سہ سہ سہ بنام خادم علی	ضلع بہار	۱۸۱۶ ۲۱ جولائی	۸۶	سہ سہ سہ بنام خادم علی	ضلع بہار	۱۸۱۶ ۲۱ جولائی
۸۷	ستار اللہ بنام سہ سہ پھول بی بی	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۲۱ جولائی	۸۷	ستار اللہ بنام سہ سہ پھول بی بی	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۲۱ جولائی
۸۸	.. ..	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۱۸ مارچ	۸۸	.. ..	عدالت اپنی	۱۸۲۱ ۱۸ مارچ
۸۹	.. ..	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۷ ۲۰ مارچ	۸۹	.. ..	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۷ ۲۰ مارچ
۹۰	مراد خان بنام کریم خان	شہر رند آباد	۱۸۱۷ ۱۷ مارچ	۹۰	مراد خان بنام کریم خان	شہر رند آباد	۱۸۱۷ ۱۷ مارچ
۹۱	سہ سہ زمینا وغیرہ بنام سہ سہ حورم	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۷ ۲۷ فروری	۹۱	سہ سہ زمینا وغیرہ بنام سہ سہ حورم	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۷ ۲۷ فروری
۶۶	امیر علی بنام بہا الدین وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۱۸ ۲۷ مارچ	۶۶	امیر علی بنام بہا الدین وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۱۸ ۲۷ مارچ
۶۷	مانک چند بنام توکن سنگہ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۱۸۲۲ ۲۷ فروری	۶۷	مانک چند بنام توکن سنگہ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۱۸۲۲ ۲۷ فروری
۶۸	سہ سہ نبیرہ بی بی بنام شیخ شجاع الدین	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۱۳ دسمبر	۶۸	سہ سہ نبیرہ بی بی بنام شیخ شجاع الدین	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۱۳ دسمبر
۶۹	.. ..	.. ..	۱۸۱۶ ۱۷ مارچ	۶۹	.. ..	.. ..	۱۸۱۶ ۱۷ مارچ
۷۰	ادرا علی بنام محمد کاظم وغیرہ	ضلع بردوان	۱۸۲۱ ۲۶ نومبر	۷۰	ادرا علی بنام محمد کاظم وغیرہ	ضلع بردوان	۱۸۲۱ ۲۶ نومبر
۷۱	کنور تن سنگہ بنام فیض اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۱۸۱۳ ۲۱ جولائی	۷۱	کنور تن سنگہ بنام فیض اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۱۸۱۳ ۲۱ جولائی
۷۲	.. ..	.. ..	۱۸۱۶ ۱۱ مارچ	۷۲	.. ..	.. ..	۱۸۱۶ ۱۱ مارچ
۷۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ	ضلع جوہر گنڈ	۱۸۱۵ ۱۵ دسمبر	۷۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ	ضلع جوہر گنڈ	۱۸۱۵ ۱۵ دسمبر
۷۴	سہ سہ سہ بنام مقیم وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۲۱ ۱۵ جون	۷۴	سہ سہ سہ بنام مقیم وغیرہ	ضلع چنگاڑن	۱۸۲۱ ۱۵ جون
۷۵	مانک جہان بنام شہامت علی خان	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۲۰ جولائی	۷۵	مانک جہان بنام شہامت علی خان	عدالت اپنی	۱۸۱۵ ۲۰ جولائی
۷۶	امام بخش وغیرہ بنام سنو بی بی	ضلع بردوان	۱۸۲۱ ۲۳ مارچ	۷۶	امام بخش وغیرہ بنام سنو بی بی	ضلع بردوان	۱۸۲۱ ۲۳ مارچ
۷۷	سید عبد العلی بنام سید غلام احمد	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۶ ۱۰ مئی	۷۷	سید عبد العلی بنام سید غلام احمد	ضلع علیگڑھ	۱۸۱۶ ۱۰ مئی
۷۸	نصرت اللہ خان بنام محمد خالدین وغیرہ	ضلع بوگلی	۱۸۱۶ ۲۶ مارچ	۷۸	نصرت اللہ خان بنام محمد خالدین وغیرہ	ضلع بوگلی	۱۸۱۶ ۲۶ مارچ
۷۹	سہ سہ بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۱۸۱۵ ۲۱ جون	۷۹	سہ سہ بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۱۸۱۵ ۲۱ جون
۸۰	غلام امام عین اللہ بنام سہ سہ ستیا	عدالت اپنی	۱۸۱۳ ۷ فروری	۸۰	غلام امام عین اللہ بنام سہ سہ ستیا	عدالت اپنی	۱۸۱۳ ۷ فروری
۹۱	.. ..	.. ..	۱۸۱۷ ۲۳ مارچ	۹۱	.. ..	.. ..	۱۸۱۷ ۲۳ مارچ
۶۲	غلام حسین بنام سہ سہ زینب بی بی	صدر درویشی عدالت	۱۸۱۷ ۸ جون	۶۲	غلام حسین بنام سہ سہ زینب بی بی	صدر درویشی عدالت	۱۸۱۷ ۸ جون
۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۱۶ ۲۱ جون	۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ	عدالت اپنی	۱۸۱۶ ۲۱ جون
۶۴	قر علی وغیرہ بنام بصیر محمد	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۷ فروری	۶۴	قر علی وغیرہ بنام بصیر محمد	ضلع چنگاڑن	۱۸۱۶ ۷ فروری
۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باتر گنج	۱۸۱۷ ۲۷ فروری	۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باتر گنج	۱۸۱۷ ۲۷ فروری
۶۶	.. ..	ایضاً	.. ..	۶۶	.. ..	ایضاً	.. ..
۶۷	سید کبیر بنام بی بی ستیا	ایضاً	.. ..	۶۷	سید کبیر بنام بی بی ستیا	ایضاً	.. ..
۶۸	.. ..	.. ..	۱۸۱۷ ۲۷ فروری	۶۸	.. ..	.. ..	۱۸۱۷ ۲۷ فروری

مربع		فریقین یکے نام		مربع	
نمبر	فریقین یکے نام	نام عددا	تخصیصه	نمبر	فریقین یکے نام
۱	سماة فہمیدہ وغیرہ بنام محمد	۱۰ جولائی	۱۸۱۱	۱	مرا و اراو سنگہ بنام دیوان چیت سنگہ
۲	نصرت اللہ خان بنام سلطان الدین	۲۶ مارچ	۱۸۱۱	۲	شہر خان وغیرہ بنام شہادت علی
۳	جہان النار بنام لمح الدین	۳۰ اگست	۱۸۱۱	۳	رادا کتن تیواری بنام دیگر دینا ک
۴	سنگو دلیا بنام پراں کتن	۱۲ اکتوبر	۱۸۱۱	۴	بہوانی برشاہ بنام شیخ کریم
۵	سماة تنکو بنام میر فرزند علی	۱۲ اکتوبر	۱۸۱۱	۵	محمد مار وغیرہ بنام سماة نورن بی بی
۶	مہارویو گندہ بنام سماة عشورن	۲ جولائی	۱۸۱۱	۶	شہادت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ
۷	شیخ بکت اللہ بنام خوبی وغیرہ	۳ جون	۱۸۱۱	۷	محمد زمان بنام محمد اسلم وغیرہ
۸	کتن سنگہ بنام سنگا	۳ فروری	۱۸۱۱		
۹	سماة بی بی بنام فیض وغیرہ	۲۴ جولائی	۱۸۱۱		
۱۰	سماة پھور وغیرہ بنام مہدی علی خان	۵ اپریل	۱۸۱۱		
۱۱	رحم علی بنام شاہ شمس الدین	۲۶ اپریل	۱۸۱۱		
۱۲	سماة خود بد وغیرہ بنام سماة حفصا	+	+		
۱۳	عبدالہنی بنام سالگرام	۱۰ مارچ	۱۸۱۱		
۱۴	محمد تقی بنام محمد سجدہ وغیرہ	۲۴ اکتوبر	۱۸۱۱		
۱۵	شیخ سعید الدین بنام لال بی بی	۱۵ جولائی	۱۸۱۱		
شش					
۱	سماة بی بی فہمیدہ بنام سماة بی بی حفصہ	۲۳ مارچ	۱۸۱۱	۱	مرا و اراو سنگہ بنام دیوان چیت سنگہ
۲	صورت جنگ خان بنام نعمت اللہ خان	۸ جون	۱۸۱۱	۲	شہر خان وغیرہ بنام شہادت علی
۳	تارا بی بی بنام عینو بی بی	۱۸ مارچ	۱۸۱۱	۳	رادا کتن تیواری بنام دیگر دینا ک
۴	کتن چند نندی بنام سماة لطیفہ	۹ جنوری	۱۸۱۱	۴	بہوانی برشاہ بنام شیخ کریم
۵	احسن علی بنام ارجن وغیرہ	۱۹ اگست	۱۸۱۱	۵	محمد مار وغیرہ بنام سماة نورن بی بی
۶	علام عباس بنام کافی وغیرہ	۲۸ اکتوبر	۱۸۱۱	۶	شہادت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ
۷	سماة جاند بی بی وغیرہ بنام محمد	۱۰ مارچ	۱۸۱۱	۷	محمد زمان بنام محمد اسلم وغیرہ



نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ	نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲۳	سماة مشور وغیرہ بنام سماة پھاری وغیرہ	ضلع آباہ	۲۰ دسمبر ۱۸۲۰ء	۱۴	سرخپور وغیرہ بنام ابداد خان	ضلع بہت	۲۲ مئی ۱۸۱۶ء
۲۴	سماة بوبلی بی وغیرہ بنام نیر الدین	صدر دیوانی عدالت	۱۹ اپریل ۱۸۱۶ء	۱۵	علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ	تہہ اپیل پٹنہ	۹ مئی ۱۸۲۰ء
<b>وصیت</b>							
۱	خیرات علی بنام ممتاز علی وغیرہ	ضلع الہ آباد	۱۲ دسمبر ۱۸۲۱ء	۱۶	کبیر الدین محمد بنام عصمت بی بی	ایضاً	۲۲ مئی ۱۸۱۶ء
۲	.. ..	شہر پٹنہ	۱۱ اگست ۱۸۱۳ء	۱۷	سماة یادا بنام امام بخش سوہاڑ وغیرہ	ضلع جوبیس پٹنہ	۱۰ ستمبر ۱۸۱۹ء
۳	سماة ادرخی بیگم بنام فیض اللہ	تہہ اپیل پٹنہ	۲۵ مارچ ۱۸۲۲ء	۱۸	سماة روجو بنام سماة بدامون	شہر پٹنہ	۹ ستمبر ۱۸۱۶ء
۴	محمد حضور بنام بہرام خان	شہر داکہ	۱۶ ستمبر ۱۸۱۶ء	۱۹	سید ابراہیم علی بنام بیگموت سنگھ	ضلع بہار	۲۰ فروری ۱۸۱۶ء
۵	سماة عشور بنام امام بخش وغیرہ	ضلع بہار	۱۷ مارچ ۱۸۱۶ء	۲۰	سماة کریم نسا مغل بنام رحم علی	تہہ اپیل پٹنہ	۳۱ جولائی ۱۸۱۶ء
<b>نکاح و جہر و طلاق و نسب</b>							
۱	بھی بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۶ جولائی ۱۸۱۶ء	۲۱	سوتی بی بی بنام سستی بی بی	شہر داکہ	۲۵ جنوری ۱۸۱۳ء
۲	.. ..	ضلع بندیل کٹہ	..	۲۲	محبت جنگ خان بنام سماة زمین وغیرہ	تہہ اپیل پٹنہ	۲۳ دسمبر ۱۸۱۶ء
۳	سرخپور بی بی بنام ابداد خان	ضلع بہت	۸ فروری ۱۸۲۲ء	۲۳	مان سنگھ بنام میرزا سماة خاں	ضلع فرخ آباد	۲۵ اپریل ۱۸۱۶ء
۴	سماة صبا بانو بنام کبیر محمد	ضلع جگن موہن	۲۳ فروری ۱۸۱۶ء	۲۴	علام منصور بنام وجیہ بی بی	ضلع بردوان	۱۰ جولائی ۱۸۱۶ء
۵	شیر فیض علی وغیرہ بنام محمد حسین وغیرہ	ضلع علیگڑہ	۱۸ مئی ۱۸۱۶ء	۲۵	علام امام عین اللہ بنام سماة سیٹا	تہہ اپیل پٹنہ	۱۸ مئی ۱۸۱۶ء
۶	دیندار خان بنام دراز خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر ۱۸۱۶ء	۲۶	.. ..	ضلع باقر گنج	۱۲ جنوری ۱۸۱۶ء
۷	.. ..	ضلع جوگلی	۱۲ اگست ۱۸۱۹ء	۲۷	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل ۱۸۱۰ء
۸	.. ..	ضلع بندیل کٹہ	..	۲۸	.. ..	ضلع بندیل کٹہ	..
۹	.. ..	ایضاً	..	۲۹	.. ..	صدر دیوانی عدالت	..
۱۰	شرف الحسن بنام خضر الحسن وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۱۶ دسمبر ۱۸۲۲ء	۳۰	محمد علی خان بنام فیصل الدین علی خان	..	..
۱۱	علام حسین علی بنام سماة زمین بی بی	..	..	۳۱	وارث جبار بیگم تونینہ	..	..
۱۲	مادر نامہ بنت محبت علی	..	..	۳۲	سماة ظہور بنام شمشیر خان	ضلع جوگلی	۱۲ دسمبر ۱۸۱۶ء
	.. ..	..	..	۳۳	میر بی بی عثمان بنام وردانہ خاتون	تہہ اپیل پٹنہ	۵ جنوری ۱۸۱۶ء
	.. ..	..	..	۳۴	بہادر خان بوبلی بنام کریم بخش	ضلع جوبیس پٹنہ	۲۱ اپریل ۱۸۰۸ء
	.. ..	..	..	۳۵	نسیب بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۵ اپریل ۱۸۱۶ء
	.. ..	..	..	۳۶	علام حسین علی بنام زمین بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸ جنوری ۱۸۲۲ء

نمبر	فريقين کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ	نمبر	فريقين کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳۶	شرف خان وغیرہ بنام رام نرسنگہ	ضلع سمنگ	۲۲ مئی ۱۸۱۴ء	۲	.. ..	نظامت عدالت	۱۲۸
۳۷	دریہ الشا خان بنام حسن علی صدر دیوانی عدالت	ضلع فرخ آباد	۵ دسمبر ۱۸۱۵ء	۳	دیندار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ اکتوبر ۱۸۱۵ء
۳۸	پیرن بی بی بنام عمدہ خانم	عدالت اپن ناگہ	۹ ستمبر ۱۸۱۶ء	۴	.. ..	ضلع مراد آباد	۳ ابر ۱۸۱۵ء
۳۹	سائہ جاند بی بی وغیرہ بنام پیر محمد شہر ڈاکہ	شہر ڈاکہ	۲۵ اپریل ۱۸۱۵ء	۵	سائہ منکو بنام حسین علی وغیرہ	ضلع سہارن	۲۹ جولائی ۱۸۱۵ء
۴۰	سائہ جاند بی بی بنام میر ناصر علی	عدالت اپن ناگہ	۱۲ اگست ۱۸۱۵ء	۶	سائہ سجانی بنام سائہ شتابان	ضلع شاہ آباد	۱۸ نومبر ۱۸۱۶ء
۴۱	سائہ خدیوہ کت وغیرہ بنام تحفہ اسنا وغیرہ	ضلع مراد آباد	.. ..	۷	مداری خان بنام خیراتی خان	عدالت اپن ناگہ	۷ مئی ۱۸۱۵ء
۴۲	سائہ نوازا بنام محمد جبران	ضلع جگازون	۲۲ دسمبر ۱۸۱۶ء	۸	قاضی سعید الدین بنام یوسف وغیرہ	ضلع شہرہ	۱۸ نومبر ۱۸۱۵ء
۴۳	چھو وغیرہ بنام سائہ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر ۱۸۲۱ء	۹	سائہ کریم الشا بنام زہرہ	ضلع بریلی	۱۳ نومبر ۱۸۱۳ء
۴۴	سائہ نور بی بی بنام امیر محمد	ضلع جگازون	۱۱۹ اپریل ۱۸۱۵ء	۱۰	سائہ جانی بنام طاہر	ضلع جگازون	۱۳ نومبر ۱۸۱۴ء
۴۵	.. ..	ضلع سہت	۱۹ ابر ۱۸۱۵ء	۱۱	.. ..	ضلع بندیل کندہ	۱۸ ستمبر ۱۸۱۴ء
۴۶	.. ..	ضلع سوگلی	۲۲ دسمبر ۱۸۱۹ء	<b>وقف</b>			
۴۷	رزاجان وغیرہ بنام عظیم علی وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۲۰ مارچ ۱۸۲۰ء	۱	سیدناہ غلام تحفہ بنام روشن بی بی	ضلع سوگلی	۹ مارچ ۱۸۱۹ء
۴۸	جیون خان صوبہ دار بنام مرزا شیر علی	ضلع جگازون	۲۱ اپریل ۱۸۱۵ء	۲	جلکن تہجیر سبھی بنام گوربت وغیرہ	ایضاً	۶ جون ۱۸۱۶ء
<b>ولایت و نا بालغی</b>							
۱	محمد سبھی بنام بصیر محمد	ضلع جگازون	۷ جولائی ۱۸۲۱ء	۳	.. ..	ضلع اگرہ	۲۱ جون ۱۸۱۳ء
۲	اکبر خان بنام مراد اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۳۱ مئی ۱۸۱۶ء	۴	سائہ میاں سارو علیہ السلام بنام منور اللہ	صدر دیوانی عدالت	۱۰ جون ۱۸۰۵ء
۳	محمد کاظم بنام عمر صد بی بی	ضلع سہت	۸ ابر ۱۸۲۱ء	۵	حسین بخش وغیرہ بنام خیر اللہ	ضلع شاہ آباد	۱۴ مارچ ۱۸۱۹ء
۴	سائہ سیدنا بیگم وغیرہ بنام	.. ..	.. ..	۶	سائہ کلو بنام سعد علی شاہ	شہر مرشد آباد	۱۳ جولائی ۱۸۱۹ء
۵	سائہ صاحبان وغیرہ	ضلع برہنہ	۲۰ دسمبر ۱۸۲۲ء	۷	شیخ رضی وغیرہ بنام شیخ محمد باقر وغیرہ	ضلع اگرہ	۹ جنوری ۱۸۱۵ء
۶	خواجہ ابو محمد خان بنام خواجہ برکت خان	صدر دیوانی عدالت	۲۰ فروری ۱۸۱۵ء	۸	ایضاً ایضاً	عدالت اپن ناگہ	۲۱ مئی ۱۸۱۳ء
۷	عنفت اللہ بنام رام بہادر	ضلع جگازون	۲۶ ستمبر ۱۸۱۵ء	۹	.. ..	ضلع بندیل کندہ	۱۲ نومبر ۱۸۱۲ء
<b>رقبت</b>							
۱	.. ..	عدالت اپن ناگہ	۹ مئی ۱۸۱۵ء	<b>دیون و کفالت</b>			
۱	رض خان کھنڈی بنام رضی خان	ضلع اگرہ	۲۷ جون ۱۸۰۵ء	<b>دیون و کفالت</b>			


نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ	نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	بستی خان مجلس بنام سینا بی بی	ضلع ہوگلی	۱۵ مارچ ۱۸۱۵	۳	محمد سعید جوہری بنام سنانیزہ بی بی وغیرہ	ضلع شہرہ	۷ فروری ۱۸۱۶
۳	.. + ..	ضلع بندیہ	+	۴	مسما و بیانی بی بی بنام سمانہ سعیدی بی بی	شہر ڈاکہ	۳۱ مئی ۱۸۱۶
۴	چون لال بنام آبادی خان وغیرہ	عدالت پشیمانی	۱۲ فروری ۱۸۱۴	۵	کیون ابن بنام محمد زار رحیمہ	ضلع شہرہ	۲۰ جون ۱۸۱۶
۵	قاضی عزیز الدین بنام علی شاد عزت	ضلع بریلی	۱۰ جنوری ۱۸۱۵	۶	راجہ علی بخش خان بنام قائم بی بی	صدر درواری عدالت	۳۰ جولائی ۱۸۱۵
۶	سوتی رام بنام ناہرو وغیرہ	ضلع علیگڑھ	۲۸ ستمبر ۱۸۱۵	۷	سماہ جان بی بی بنام حکیم واحد علی	عدالت اسپر بریلی	۱۹ جولائی ۱۸۱۹
۷	رام شنکر بنام بی بی وغیرہ	ضلع باغ پور	+	۸	.. + ..	ضلع سارن	+
۸	سماہ جگن بنام مرزا یوسف بیگ	عدالت پشیمانی	۲۱ فروری ۱۸۱۴	۹	نظام الدین بنام گویندرا وغیرہ	ضلع سہارن پور	۱۳ مارچ ۱۸۱۶
۹	علی اسماعیل خان بنام بیوانا تہہ	شہر پشیمانی	۳۰ ستمبر ۱۸۱۵	۱۰	میر خلیفہ اللہ خان بنام دروانہ خاتون	عدالت اسپر پشیمانی	+
۱۰	سماہ فاطمہ بنام امام بخش رحیم	عدالت اسپر پشیمانی	۴ فروری ۱۸۱۴	۱۱	حکیم احمد علی خان مجلس بنام سما جان بی بی	صدر درواری عدالت	۲۳ مئی ۱۸۲۱
د عادی اور معاملات عدالت کے بیان میں							
۱	ہجیر وغیرہ بنام جانو بی بی وغیرہ	شہر ڈاکہ	۱۵ فروری ۱۸۱۹	۱۲	سہیل الدین بنام شاہ علی نقی	ایضاً	۱۴ جولائی ۱۸۱۵
۲	پتر سال ابن بنام بیجان تہہ زارین	عدالت اسپر پشیمانی	۴ نومبر ۱۸۱۴	۱۳	سرال الدین وغیرہ بنام عونق	عدالت اسپر پشیمانی	۲۵ جون ۱۸۱۸
۱۴	سوک رام بنام جگ نندن سنگھ	ایضاً	۱۶ اپریل ۱۸۱۵	۱۴	..	ایضاً	۱۶ اپریل ۱۸۱۵
۵	کالینخان بنام دکھو بی بی	عدالت اسپر ڈاکہ	۱۹ مارچ ۱۸۱۵	۱۵	..	..	..

## ب ل خ س ت

قطعہ تاریخ از تاریخ طبع جناب سید مقصود عالم رضوی متخلص بہ مقصود

پہاچونہ نسخہ شرح محمدی مقصودا کہا نقیہون بان ستر سردی بہا اہی بہ چینی کی تاریخ طبع موزوں کتاب موش شرح محمدی بہا ۹۱۲۶

قطعہ تاریخ بنام مطبع حسینی اگرہ

	<p>ہماں بانی مطبع نیک طینت بنام از حسین و علی بابت پتر پہمہ مطبع باصفا بخش رحمت ۶۱۸۵۵</p>	<p>اول مرتبہ ۵۰۰ جلد ت فی جلد ۱</p>
<h3>تمام شد</h3>		







